# قرآن
# رومیؒ اور اقبالؒ

(جلد اول)

(مثنوی مولانا رومی اور کلامِ اقبال اردو میں مشترک قرآنی آیات)
(تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات)


تالیف:۔

پروفیسر مظفر علی کاشمیری

ایم اے (فارسی)، ایم فل (اقبالیات)، پی ایچ ڈی (اقبالیات)
استاد فارسی زبان و ادب، مصنف، مترجم و محقق

بہ اہتمام:۔

ڈاکٹر محمود علی انجم

ایم اے (ایجوکیشن)، ایم فل (اقبالیات)، پی ایچ ڈی (اقبالیات)
نائب صدر بزمِ فکرِ اقبال (انٹرنیشنل)



نورِ ذات پبلشرز، لاہور
(شعبۂ نشر و اشاعت: بزمِ فکرِ اقبال، پاکستان)
Noor_e_Zat Publishers

# قرآن

# رومی اور اقبال

(جلد اول)

(مثنوی مولانا رومی اور کلامِ اقبال اردو میں مشترک قرآنی آیات)

(تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات)

اس تحقیقی مقالے میں مولانا رومی اور علامہ اقبال کی ایک مشترک اساسی قدر، قرآن فہمی اور قرآنی آیات، کو بطور تلمیح اپنے اپنے ادراک کے مطابق شعری قالب میں ڈھالنے کے اسلوب پر قلم اٹھایا گیا ہے۔ امید ہے یہ مقالہ مستقبل کے محققین کے لیے مولانا اور علامہ کی اس مشترک قدر کی نئی جہات پر تحقیق و تفحص کے سلسلے میں ایک مستند دستاویز کی صورت میں بہت ممد و معاون ثابت ہوگا۔ اس موضوع پر جلد اول ایم فل کے مقالے پر اور جلد دوم پی ایچ ڈی کے مقالے پر مشتمل ہے۔


تالیف:۔ پروفیسر مظفر علی کاشمیری

ایم اے (فارسی)، ایم فل (اقبالیات)، پی ایچ ڈی (اقبالیات)

استاد فارسی زبان و ادب، مصنف، مترجم و محقق

بہ اہتمام:۔ ڈاکٹر محمود علی انجم

ایم اے (ایجوکیشن)، ایم فل (اقبالیات)، پی ایچ ڈی (اقبالیات)

نائب صدر بزمِ فکرِ اقبال (انٹرنیشنل)



نورِ ذات پبلشرز، لاہور

(شعبہ نشر و اشاعت: بزمِ فکرِ اقبال، پاکستان)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

جملہ حقوق بحق مصنف کتاب ھذا محفوظ ہیں


| | |
|---|---|
| نام کتاب:۔ | قرآن، رومی اور اقبال (تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات)<br>(مثنوی مولانا روم اور کلامِ اقبال اردو میں مشترک قرآنی آیات) |
| تحقیق و تصنیف:۔ | پروفیسر مظفر علی کاشمیری<br>ایم اے (فارسی)، ایم فل (اقبالیات)، پی ایچ ڈی (اقبالیات)<br>ماہر فارسی زبان و ادب، مصنف، مترجم، محقق |
| نگرانِ طباعت:۔ | پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال<br>ایم اے (اردو)، ایم فل (اقبالیات)، پی ایچ ڈی (اقبالیات)<br>بانی، سرپرستِ اعلیٰ و صدر بزمِ فکرِ اقبال، انٹرنیشنل |
| بہ اہتمام:۔ | ڈاکٹر محمود علی انجم (نائب صدر بزمِ فکرِ اقبال، انٹرنیشنل) |
| کمپوزنگ:۔ | محمد جاوید |
| طابع:۔ | نورِ ذات پبلشرز (شعبہ نشر و اشاعت: بزمِ فکرِ اقبال، انٹرنیشنل) |
| فون نمبر /وٹس ایپ نمبر:۔ | 0321-6672557 |
| ای میل:۔ | Anjum560@gmail.com/Anjum560@outlook.com |
| سنِ اشاعت:۔ | ۲۰۲۲ء |
| تعداد:۔ | ۵۰۰ |
| قیمت:۔ | ۲۰۰۰ روپے |
| ملنے کا پتہ:۔ | ورلڈ ویو پبلشرز، الحمد مارکیٹ، فرسٹ فلور، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور |
| فون نمبر /وٹس ایپ نمبر:۔ | 0333-3585426 لینڈ لائن: 042-37236426 |
| ای میل:۔ | worldviewforum786@gmail.com |


راقم الحروف نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ حتی المقدور تحقیقی و تنقیدی شعور سے کام لیتے ہوئے حقائق تک رسائی حاصل کر کے انھیں سند و حوالہ جات کے ساتھ ضبطِ تحریر میں لا کر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ تاہم، ہر انسانی کوشش کی طرح علمی و ادبی کاموں میں بھی غلطی، کوتاہی اور نقص کا امکان رہتا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ انھیں اس کتاب میں کسی مقام پر کوئی کمی بیشی و غلطی نظر آئے تو مجھے ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں ان کی قیمتی آرا سے استفادہ کیا جا سکے۔ واللہ الموفق و هو الهادی الی سواء السبیل. اللهم تقبل منا انک انت السمیع العلیم. الحمد لله رب العالمین.

# کتاب دوستی

کامیاب زندگی گزارنے کے لیے زندگی کا مقصد اور اسے گزارنے کا طریقہ جاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیے بہترین مخلوق کا رُوپ عطا کرنے والے احد و واحد رب تعالیٰ نے انبیا و رُسل پر آسمانی کتابیں اور صحائف نازل فرمائے اور انھیں بطور معلم انسانوں کو تعلیم دینے اور ان کی تربیت کرنے کا فریضہ سرانجام دینے کی ذمہ داری تفویض فرمائی۔ کتاب ہر ایک معلم و متعلم کی بنیادی ضرورت ہے۔ ایک مسلمان تاحیات معلم اور متعلم کے طور پر زندگی بسر کرتا اور ہر وقت اپنی اور دوسروں کی اصلاح اور فلاح کے لیے مصروف بہ عمل رہتا ہے۔ حیات بخش اور حیات افروز علم و ادب پر مشتمل کتابیں ہر فرد کی ضرورت ہیں۔ ایسی تحقیقی، مستند کتابیں جو منشائے الٰہی کے مطابق دنیوی اور اُخروی فوز و فلاح کے حصول میں مدو معاون ہو، ان کا مطالعہ اور ان سے ملنے والی تعلیمات پر عمل کرنا از حد ضروری ہے۔

اپنے بارے میں، اپنے خالق و مالک کے بارے میں، اس کائنات کے بارے میں، اپنے محبوب حکما، علما، صوفیہ، ادبا اور شعرا کی نگارشات سے استفادہ کرنے کے لیے مطالعہ کی عادت اپنائیں۔

یہ کتاب اسی جذبے کے تحت آپ کو پڑھنے کے لیے پیش کی گئی ہے۔ اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لیے دیں۔

سُرورِ علم ہے کیفِ شراب سے بہتر　　　کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

محترمی و مکرمی! ____________________

____________________

اُمید ہے آپ اس کتاب کا تحفہ پسند فرمائیں گے۔ اس تحقیقی مقالے میں مولانا رومی اور علامہ اقبال کی ایک مشترک اساسی قدر، قرآن فہمی اور قرآنی آیات، کو بطور تلمیح اپنے اپنے ادراک کے مطابق شعری قالب میں ڈھالنے کے اسلوب پر قلم اٹھایا گیا ہے۔ امید ہے یہ مقالہ مستقبل کے محققین کے لیے مولانا اور علامہ کی اس مشترک قدر کی نئی جہات پر تحقیق و تفحص کے سلسلے میں ایک مستند دستاویز کی صورت میں بہت مدو معاون ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ!

از طرف:۔ ____________________

تاریخ:۔ ____________________

# ایک بڑا، مثالی اور معیاری تحقیقی مقالہ

پروفیسر مظفر علی کشمیری فارسی کے مستند اور معتبر استاد بلکہ استاذ الاساتذہ ہیں۔ وہ زبانِ فارسی کے محبّ اور ثقہ استاد ہونے کے ساتھ ساتھ مطالعۂ تصوف کے دلدادہ، ایک سلجھے ہوئے ادیب، ماہر محقق اور مشاق مترجم ہیں۔ زبانِ فارسی ان کی جان جبکہ مثنوی معنوی اور کلامِ اقبال ان کی متاعِ جاں ہے۔ مثنوی معنوی، کلام اقبال اور فکرِ اقبال سے شیفتگی کی حد تک ان کی محبت ہی انہیں اقبالیات کے میدان میں کھینچ لائی اور ان کی جاں فشانی، جہدِ مسلسل اور باریک بینی کی عادت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا اور وہ ایم فل اقبالیات اور پی ایچ ڈی اقبالیات میں قرآن، مولانا رومی اور علامہ اقبال کے حوالے سے انتہائی شاندار تحقیقی مقالے لکھ کر حقیقی اور بڑے محققین کی صف میں شامل ہو گئے۔ میں ان کی ان تھک محنت، کثرتِ مطالعہ، باریک بینی اور تحقیقی ذوق وشوق کا چشم دید گواہ ہوں اور میں یہ گواہی بھی بلاخوف تردید دیتا ہوں کہ یہ مقالات انکریمنٹ یعنی تنخواہ میں اضافے کے لئے ہرگز نہیں لکھے گئے بلکہ خالصتاً اپنے ذوقِ تحقیق اور محبتِ رومی و اقبال کی تسکین کی خاطر لکھے گئے ہیں۔

سرکاری محکموں میں کام کرتے ہوئے محض انکریمنٹ کی خاطر لکھے گئے مقالوں کے موضوعات اور تسوید کا انداز ہی الگ ہوتا ہے اور وہ ایک نظر دیکھتے ہی پہچانے جاتے ہیں کہ محض خانہ پری کے لئے لکھے گئے ہیں اور وطنِ عزیز کی یونیورسٹیوں میں آج کل ایسے ہی مقالے لکھے جا رہے ہیں۔ پروفیسر مظفر علی کشمیری کا معاملہ جدا ہے۔ ان کے زیرِ نظر مقالے ''قرآن، رومی اور اقبال'' کا موضوع ہی اپنے مصنف اور محقق کے علم وفضل، وسعتِ مطالعہ، ذہانت اور حسنِ سلیقہ کی خبر دیتا نظر آتا ہے کہ ایسے موضوع پر ہاتھ ڈالنا ہر کہ ومہ کے بس میں ہے اور نہ ہی ہر کسی کو یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔

ایم فل کی سطح پر مثنوی معنوی کے چھ کے چھ دفتر گھنگالنا، کلامِ اقبال کا بار بار بالاِستیعاب مطالعہ کرنا اور اس کوثر وتسنیم میں سے قرآنی مشترکات کے لولو والمرجان دریافت کر کے نکال لانا واقعی بڑی ہمت، جوانمردی اور سعادت کا کام ہے۔ یہ زبردست علمی اور حقیقی تحقیق پر مبنی ایک انتہائی معیاری مقالہ ہے جو، میرے نزدیک، یونیورسٹی تحقیق کے لیے مثال اور معیار بننے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ مقالے کی تسوید، ترتیبِ ابواب، حوالہ جات اور کتابیات، سب کچھ محقق کی جاں فشانی، ذوق وشوق، دقتِ نظر، وسعتِ مطالعہ، تحقیقی چابکدستی اور حقیقی معیاری تحقیق کی ضمانت اور میرے اس مقالے کو

ایک بڑا، مثالی اور معیاری تحقیقی مقالہ قرار دینے کے، موقف پر دال ہے۔

میں اقبالیاتی افق پر اس تابندہ ستارے کا سواگت کرتا ہوں اور اقبالیاتی محققین اور قارئین سے پوری توقع رکھتا ہوں کہ وہ بھی کھلے بازوؤں سے اس خوبصورت مقالے کو خوش آمدید کہیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یونیورسٹیوں میں اردو اور اقبالیاتی تحقیق کے ذمہ داران سے گزارش کرنے کی جسارت بھی کروں گا کہ محققین طلبا و طالبات کو ایسی ہی معیاری تحقیق کی عادت ڈالیں تاکہ وہ بے چارے اپنے مقالے چھپواتے ہوئے شرمندگی کے بجائے فخر محسوس کر سکیں۔ دنیا و آخرت میں اپنے شاگردوں کو بھی سرخرو کروائیں اور خود بھی سرخرو ہوں۔

پروفیسر مظفر علی کشمیری کو اس معیاری، دلکش اور متبرک مقالے کی اشاعت پر دلی مبارک باد۔ پروفیسر مظفر علی کشمیری خود استاذ الاساتذہ ہیں مگر وہ اقبالیات کے اس فقیر طالب علم کو ہمیشہ استادِ محترم و مکرم کہہ کر مخاطب کرتے ہیں اور ان کی یہی عاجزی اور انکساری انہیں بہت بڑا بناتی ہے۔ سلامت رہیے۔ اللہ تعالی اتنے شاندار مقالے کی پیش کش پر آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ اس مقالے کی نسبت اس کی اپنی مقدس کتاب اور اس کے اپنے اولیاء سے ہے۔

**پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال**

**بانی، سرپرستِ اعلیٰ وصدر بزم فکرِ اقبال، انٹرنیشنل**

# فہرست


| نمبر شمار | عنوان | | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| ☆ | ایک بڑا، مثالی اور معیاری تحقیقی مقالہ (تبصرہ) | | ۰۰۴ |
| ۱ | حرفِ آغاز | | ۰۱۰ |
| ۲ | باب اول:۔﴿قرآن﴾ مولانا اور علامہ کا فکری سرچشمہ | | ۰۱۲ |
| ۳ | مولانا جلال الدین محمد | | ۰۱۳ |
| ۴ | فیاضی وایثار | | ۰۱۷ |
| ۵ | علامہ محمد اقبال | | ۰۱۹ |
| ۶ | علامہ کے کلام میں مولانا کا پرتو | | ۰۲۶ |
| ۷ | حواشی | | ۰۳۲ |
| ۸ | باب دوم:۔مولانا اور علامہ کے آثار کے علاوہ دیگر کتب کی تفصیل | | ۰۳۴ |
| ۹ | مولانا اور علامہ کے آثار کی تفصیل | | ۰۳۵ |
| ۱۰ | مثنوی اور دیگر تصانیف | | ۰۳۵ |
| ۱۱ | بانگ درا | | ۰۴۱ |
| ۱۲ | بال جبریل | | ۰۴۴ |
| ۱۳ | ضرب کلیم | | ۰۴۸ |
| ۱۴ | ارمغان حجاز (اردو) | | ۰۵۰ |
| ۱۵ | علامہ کی شعری تصانیف | | ۰۵۱ |
| ۱۶ | باب سوم:۔سورۂ الفاتحہ تا سورۂ الروم تجزیاتی جائزہ | | ۰۵۶ |
| | سورت کا نام | سورت نمبر | |
| ۱۶ | الفاتحہ | ۱ | ۰۵۷ |
| ۱۷ | البقرہ | ۲ | ۰۶۰ |
| ۱۸ | آل عمران | ۳ | ۰۸۷ |
| ۱۹ | النساء | ۴ | ۱۰۱ |
| ۲۰ | المائدہ | ۵ | ۱۰۹ |

| نمبر شمار | سورت کا نام | سورت نمبر | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| ۲۱ | الانعام | ۶ | ۱۱۸ |
| ۲۲ | الاعراف | ۷ | ۱۳۱ |
| ۲۳ | الانفال | ۸ | ۱۴۵ |
| ۲۴ | التوبه | ۹ | ۱۵۲ |
| ۲۵ | یونس | ۱۰ | ۱۶۲ |
| ۲۶ | هود | ۱۱ | ۱۶۵ |
| ۲۷ | یوسف | ۱۲ | ۱۶۷ |
| ۲۸ | الرعد | ۱۳ | ۱۷۱ |
| ۲۹ | ابراهیم | ۱۴ | ۱۷۳ |
| ۳۰ | النحل | ۱۶ | ۱۷۶ |
| ۳۱ | بنی اسرائیل | ۱۷ | ۱۸۲ |
| ۳۲ | الکهف | ۱۸ | ۱۸۸ |
| ۳۳ | مریم | ۱۹ | ۱۹۸ |
| ۳۴ | طه | ۲۰ | ۲۲۰ |
| ۳۵ | الانبیاء | ۲۱ | ۲۰۳ |
| ۳۶ | الحج | ۲۲ | ۲۰۹ |
| ۳۷ | المومنون | ۲۳ | ۲۱۳ |
| ۳۸ | النور | ۲۴ | ۲۱۵ |
| ۳۹ | الفرقان | ۲۵ | ۲۲۰ |
| ۴۰ | الشعراء | ۲۶ | ۲۲۲ |
| ۴۱ | النمل | ۲۷ | ۲۲۳ |
| ۴۲ | القصص | ۲۸ | ۲۲۸ |
| ۴۳ | العنکبوت | ۲۹ | ۲۳۲ |
| ۴۴ | الروم | ۳۰ | ۲۳۶ |

| نمبر شمار | سورت کا نام | سورت نمبر | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| ۴۵ | باب چہارم:۔ سورۂ لقمان تا سورۂ الحشر تجزیاتی جائزہ | | ۲۳۹ |
| ۴۶ | لقمان | ۳۱ | ۲۴۰ |
| ۴۷ | السجدہ | ۳۲ | ۲۴۲ |
| ۴۸ | الاحزاب | ۳۳ | ۲۴۵ |
| ۴۹ | فاطر | ۳۵ | ۲۴۹ |
| ۵۰ | یٰسین | ۳۶ | ۲۵۱ |
| ۵۱ | الصافات | ۳۷ | ۲۵۲ |
| ۵۲ | الزمر | ۳۹ | ۲۵۴ |
| ۵۳ | المومن | ۴۰ | ۲۵۹ |
| ۵۴ | حم سجدہ | ۴۱ | ۲۶۱ |
| ۵۵ | الشوریٰ | ۴۲ | ۲۶۲ |
| ۵۶ | الزخرف | ۴۳ | ۲۶۴ |
| ۵۷ | الجاثیہ | ۴۵ | ۲۶۶ |
| ۵۸ | الاحقاف | ۴۶ | ۲۶۹ |
| ۵۸ | محمدؐ | ۴۷ | ۲۷۱ |
| ۶۰ | الفتح | ۴۸ | ۲۷۳ |
| ۶۱ | ق | ۵۰ | ۲۷۷ |
| ۶۲ | الذاریات | ۵۱ | ۲۸۰ |
| ۶۳ | النجم | ۵۳ | ۲۸۳ |
| ۶۴ | الرحمن | ۵۵ | ۲۹۰ |
| ۶۵ | الحدید | ۵۷ | ۲۹۳ |
| ۶۶ | المجادلہ | ۵۸ | ۲۹۵ |
| ۶۷ | الحشر | ۵۹ | ۲۹۷ |
| ۶۸ | باب پنجم:۔ سورۂ الصّف تا سورۂ الاخلاص تجزیاتی جائزہ | | ۳۰۰ |
| ۶۹ | الصف | ۶۱ | ۳۰۱ |

| نمبر شمار | سورت کا نام | سورت نمبر | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| ۷۰ | الجمعه | ۶۲ | ۳۰۴ |
| ۷۱ | المنافقون | ۶۳ | ۳۰۵ |
| ۷۲ | التغابن | ۶۴ | ۳۰۶ |
| ۷۳ | الطلاق | ۶۵ | ۳۰۸ |
| ۷۴ | الملک | ۶۷ | ۳۱۰ |
| ۷۵ | القلم | ۶۸ | ۳۱۳ |
| ۷۶ | نوح | ۷۱ | ۳۱۴ |
| ۷۷ | المزمل | ۷۳ | ۳۱۵ |
| ۷۸ | المدثر | ۷۴ | ۳۱۷ |
| ۷۹ | الدهر | ۷۶ | ۳۱۸ |
| ۸۰ | الاعلیٰ | ۸۷ | ۳۲۰ |
| ۸۱ | الفجر | ۸۹ | ۳۲۱ |
| ۸۲ | البلد | ۹۰ | ۳۲۲ |
| ۸۳ | الشمس | ۹۱ | ۳۲۴ |
| ۸۴ | الم نشرح | ۹۴ | ۳۲۶ |
| ۸۵ | التین | ۹۵ | ۳۲۸ |
| ۸۶ | العلق | ۹۶ | ۳۳۱ |
| ۸۷ | الزلزال | ۹۹ | ۳۳۳ |
| ۸۸ | العصر | ۱۰۳ | ۳۳۵ |
| ۸۹ | الهمزه | ۱۰۴ | ۳۳۶ |
| ۹۰ | اللهب | ۱۱۱ | ۳۳۸ |
| ۹۱ | الاخلاص | ۱۱۲ | ۳۴۰ |
| ۹۲ | ماحصل | ---- | ۳۴۲ |
| ۹۳ | کتابیات | ---- | ۳۴۴ |

# حرفِ آغاز

اگر چہ اس مقالہ کی متعلقہ کتابیات علیحدہ صفحہ پر درج ہیں اس کے باوجود کتابیات کے علاوہ مقالہ سے کچھ ضروری توضیح طلب نکات قارئین کرام کی معلومات کیلئے اوران کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ اس مقالہ کا اساسی مصدر و مرجع قرآن حکیم ہے

قرآن کریم کی تمام آیات کا اصل متن اور ترجمہ تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی چھ جلدوں سے لیا گیا۔

۲۔ قرآنی سورتوں کے تعارف کے لئے (۱) تفہیم القرآن (۲) قرآن ایک نظر میں (۳) المعجم الاحصائی لالفاظ القرآن الکریم تین جلد اور (۴) قرآن شناخت سے استفادہ کیا گیا۔

۳۔ مثنوی معنوی کے اشعار اور ان میں قرآنی تلمیحات کے حصول کے لئے (۱) قرآن و مثنوی (۲) احادیث مثنوی (۳) مثنوی معنوی نسخہ نیکلسون (۴) مثنوی معنوی شرح کریم زمانی (۵) مثنوی معنوی مولوی اردو ترجمہ قاضی سجاد حسین اور (۶) مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم کو اساسی کتب کے طور پر استعمال کیا گیا۔

۴۔ مثنوی معنوی کے تمام اشعار جو اس مقالہ کا حصہ ہیں ان کا اردو ترجمہ قاضی سجاد حسین کا ہے مثلاً:

مقالہ میں قرآن کریم کی ابتدائی سورت الفاتحہ سے متعلقہ مولانا کے شعر کی متعلقہ توضیحات کچھ اس طرح ہیں:

زین بشارت مست شد دردش نماند　　صد ہزار الحمد بی لب او بخواند

وہ اس خوشخبری سے مست ہوگیا اس کا درد نہ رہا　　لاکھوں حمد آہستہ آہستہ پڑھیں

(ص: ۶۲۲)(۴۳۲۶/۶)(ت ج ص: ۴۱۵/۶)

یہ شعر ''قرآن و مثنوی'' کے صفحہ: ۶۲۲ پر درج ہے اور نسخہ نیکلسون میں مثنوی کے چھٹے دفتر میں اس کا ترتیبی نمبر ۴۳۲۶ ہے اردو ترجمہ قاضی سجاد حسین کی شرح جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۴۱۵ سے لیا گیا۔

علامہ کے اشعار میں قرآنی آیات کے حصول کے لئے ''اقبال اور قرآن'' بنیادی ماخذ ہے لیکن مقالہ میں درج علامہ کے تمام اشعار کے حوالہ کیلئے ''کلیات اقبال (اردو)'' مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور سے کتاب کا نام اور صفحہ نمبر لکھا گیا ہے۔ مثلاً

اے خدا شکوہ ارباب وفا بھی سُن لے　　خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سُن لے

(بانگ درا: ص: ۱۶۳)

علامہ اقبال کے فارسی کلام کے اردو ترجمہ کی تسہیل کے لیے علامہ کے سبھی فارسی آثار کی اردو شروح (مترجم خواجہ حمید یزدانی) سے استفادہ کیا گیا۔

ایران میں ادبی آثار کی اشاعت کے ایک شماریاتی تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایران میں مولوی (مولانا) شناسی پر اب تک ہزاروں مقالات کے علاوہ آٹھ سو (۸۰۰) سے زیادہ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور پاکستان میں علامہ کے

احوال و آثار سے متعلق بھی اشاعتی مواد کی یہی صورت حال ہے۔

دونوں شخصیات کے خصائل و شمائل، اذکار و اسلوب، ذہنی و دینی ہم آہنگی، عقل اور عشق، عشق الٰہی اور عشق رسول، فلاسفی و اسلامی تصوف، حق شناسی، انسان شناسی، تلاوت قرآن اور نماز میں خشوع و خضوع، عظمت انسان، دین اسلام کے بنیادی عقائد مثلاً وجود باری، بعثت انبیاء، جبر و اختیار، معاد، علت و معلول، قرآن و حدیث فہمی وغیرہ پر اب تک بہت سے محققین اس جیسے دسیوں عناوین پر مشترکہ اور جداگانہ طور پر تحقیق کر چکے ہیں لیکن آج تک کسی محقق نے بھی اپنے اپنے عصر کے نابغہ روزگار کی ایک مشترک اساسی قدر قرآن فہمی اور قرآنی آیات کو بطور تلمیح اپنے اپنے ادراک کے مطابق شعری قالب میں ڈھالنے کے اسلوب پر قلم نہیں اٹھایا ہے لہٰذا یہ امر اس موضوع کو انتخاب کرنے میں میرے لئے بہت حوصلہ افزا ثابت ہوا۔ امید ہے یہ مقالہ مستقبل کے محققین کو مولانا اور علامہ کی اس مشترک قدر پر نئی جہات پر تحقیق و تفحص کرنے کے لئے ایک مستند دستاویز کی صورت میں بہت مدد و معاون ثابت ہوگا اس مقالہ میں:

۱۔ مولانا کی مثنوی معنوی کے چھ دفاتر (چھ جلدوں) میں اول سے آخر تک قرآنی آیات تلمیح، اشارہ یا کنایہ کی صورت میں بے ترتیب مختلف اشعار میں ملتی ہیں۔ قرآنی آیات کی یہی صورت حال علامہ کے اردو اور فارسی کلام میں ہے، جبکہ موضوع کی طوالت کو مدنظر رکھتے ہوئے علامہ کے فقط اردو کلام (بانگ درا، بال جبریل، ضرب کلیم اور ارمغان حجاز (اردو) کو اس مقالہ میں شامل کیا گیا ہے۔ علامہ کی ان کتب کے تعارف کا بیشتر حصہ یوسف سلیم چشتی کی تحریر سے مقتبس ہے۔

۲۔ مولانا اور علامہ کے ان تمام اشعار، جن میں ایک قرآنی آیت مشترک ہے ان سب کو ایک آیت کے ضمن میں شامل کر لیا گیا ہے مولانا کے تمام اشعار کا اردو ترجمہ ہر شعر کے ذیل میں دیا گیا ہے۔

۳۔ تمام قرآنی آیات، مولانا اور علامہ کے وہ اشعار جن میں ایک آیت مشترک ہے متعلقہ سورت کے زمرہ میں آیات کی ترتیب سے شامل کئے گئے ہیں اس طرح قرآن کریم کی ۱۱۴ سورتوں میں سے وہ سورتیں جن کی آیات کو مولانا اور علامہ نے مشترکہ اپنے اشعار میں تلمیحاً استعمال کیا ان کو ترتیب تلاوت سے اس مقالہ میں مرتب کیا گیا۔

۴۔ ہر سورت کے آخر میں مولانا اور علامہ کے اشعار کا مطالعاتی تجزیہ اور جہاں مطلوب تھا اشعار کے مفہوم کی مختصر وضاحت بھی پیش کر دی گئی۔

ڈاکٹر مظفر علی کشمیری

# باب اوّل

## ﴿قرآن﴾

## مولانا اور علامہ کا فکری سرچشمہ

# مولانا جلال الدین محمد [1]

## حالات

مولانا جلال الدین محمد بن سلطان العلماء بہاء الدین محمد بن حسین الخطیبی ایران کے متصوف شعراء میں جلیل القدر شاعر ہیں، وہ بلخ میں ۶۰۴ھ (۸۔۱۲۰۷ء) میں پیدا ہوئے، ان کے والد محترم محمد بن حسین ملقب بہ بہاء الدین اس دور کے اکابر علماء و مشائخ میں شمار ہوتے تھے. شیخ نجم الدین کبریٰ (۲) کے خلفاء میں تھے اور سلطان علاء الدین خوارزم شاہ کے مزاج میں بڑا اثر و رسوخ رکھتے تھے، پند و موعظت کی وجہ سے جہاں ان کو غیر معمولی مقبولیت و شہرت حاصل ہوئی، وہیں ان کے مخالف بھی پیدا ہوئے انہوں نے بلخ کے لوگوں سے تکلیف اٹھا کر بلخ سے ہجرت کی، اور بغداد کے راستے اپنے صاحبزادے مولانا کے ساتھ حج کے ارادے سے روانہ ہوئے، غالباً یہ سفر انہوں نے ۶۱۷ھ (۲۱۔۱۲۲۰ء) میں اختیار کیا۔ اس وقت مولانا کی عمر ۱۴ سال کی تھی۔ (۳)

راہ میں جہاں کہیں گزر ہوتا، وہاں کے معززین، امیر و غریب سب آپ کی زیارت کو آتے، جب آپ نیشاپور پہنچے تو حضرت خواجہ فرید الدین عطار آپ سے ملنے کے لئے آئے، مولانا کو دیکھا تو اپنے سینے سے لگا لیا، اور ان کے والد سے کہا کہ اس جوہر قابل سے غافل نہ ہونا، پھر اپنی مثنوی ''اسرار نامہ'' مولانا کو دی، پھر آپ بغداد گئے۔ اور حج و زیارت سے فارغ ہو کر ملاطیہ پہنچے اور اس شہر میں چار سال مقیم رہے، اس کے بعد لارندہ تشریف لائے، لارندہ سلجوقیوں کا دارالحکومت تھا، اس شہر میں آپ نے سات سال قیام کیا۔ پھر سلطان علاء الدین کیقباد (۶۱۷۔۶۱۴ء) کی دعوت پر آپ اس کے دارالحکومت قونیہ تشریف لے گئے، اور وہاں سلطان العلماء بہاء الدین جو علوم ظاہری و باطنی میں بلند مقام رکھتے تھے، درس و تدریس، ارشاد و تلقین میں مصروف ہو گئے۔ علاء الدین کیقباد آپ سے بے حد عقیدت رکھتا تھا۔ شیخ بہاء الدین نے جمعہ کے روز ۸ ربیع الثانی ۶۲۸ھ (۱۲۳۱ء) کو وفات پائی۔ (۴)

## تعلیم و تربیت

مولانا نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد سے حاصل کی، ان کی وفات کے بعد اپنے والد کے مرید سید برہان الدین محقق ترمذی، (۵) جو اس زمانے میں قونیہ آئے ہوئے تھے اور اکابر اولیاء اور اہل طریقت میں سے تھے، ان کے حلقہ درس میں شریک ہو کر اکتساب فیض کیا، اور پورے نو سال اس مرد حق آگاہ سے تعلیم و تربیت حاصل کرتے رہے، اور اکثر علوم و فنون ان سے حاصل کیے۔ بعضوں کے بیانات ہیں کہ اسی زمانے میں مولانا ان کے مرید ہو گئے تھے۔

مولانا شبلی نے لکھا ہے کہ اس کے بعد مولانا نے حلب کا قصد کیا، جو اس زمانے میں دمشق کی طرح مدینۃ العلم بن چکا تھا۔ حلب پہنچ کر مدرسہ حلاویہ کے دار الاقامہ میں قیام کیا۔ مولانا نے مدرسہ حلاویہ کے سوا حلب کے اور مدرسوں میں بھی تعلیم حاصل کی۔ (۶)

مناقب العارفین میں ہے کہ حلب کے بعد مولانا دمشق تشریف لائے، وہاں کے علماء اور اکابر نے آپ کا شاندار استقبال کیا، اور مدرسہ مقدیسیہ میں لے کر آئے، مولانا دمشق میں تقریباً سات سال علوم دینیہ کی تحصیل میں مشغول رہے، اس وقت آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ (۷)

## بیعت

دمشق سے مولانا پھر قونیہ تشریف لائے، اس وقت مولانا پر ظاہری علوم کا رنگ غالب تھا، درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے، وعظ کہتے تھے فتویٰ لکھتے تھے۔ سماع وغیرہ سے احتراز کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت شمس تبریز آپ کی زندگی میں داخل ہوئے، انہوں نے آپ کی زندگی کے رنگ ہی کو بدل دیا۔ علامہ شبلی نے حضرت شمس تبریز کی ابتدائی ملاقات کے واقعات کو مختلف تذکروں سے یک جا جمع کر دیا ہے۔

**جواھر مضیئہ** میں ہے کہ ایک دن مولانا گھر میں تشریف رکھتے تھے، آپ کے شاگرد ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ چاروں طرف کتابوں کے انبار لگے ہوئے تھے۔ اتفاقاً حضرت شمس تبریز کسی طرف سے آ نکلے۔ اور سلام کر کے بیٹھ گئے، اور مولانا سے کتابوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کیا ہے: مولانا نے فرمایا یہ وہ چیز ہے، جس کو تم نہیں جانتے، یہ کہنا تھا کہ تمام کتابوں کو آگ لگ گئی، مولانا نے کہا یہ کیا ہے حضرت شمس تبریز نے جواب دیا، یہ وہ ہے جسے تم نہیں جانتے یہ کہہ کر حضرت شمس تبریز چل دیے، اور مولانا کا یہ عالم ہوا کہ گھر بار، مال، اولاد سب چھوڑ چھاڑ کر نکل کھڑے ہوئے اور ملک بہ ملک حضرت شمس تبریز کو ڈھونڈتے پھرے، لیکن حضرت شمس تبریز کا کہیں پتا نہ لگا۔

زین العابدین شروانی نے مثنوی کے دیباچے میں لکھا ہے کہ حضرت شمس تبریز کو ان کے پیر بابا کمال جندی (۸) نے حکم دیا تھا کہ روم جاؤ، وہاں ایک دل سوختہ ہے، اس کو گرم کر آؤ۔ حضرت شمس تبریز قونیہ پہنچے، شکر فروشوں کی کارواں سرائے میں اترے، ایک روز مولانا کی سواری بڑے تزک و احتشام سے نکلی، حضرت شمس تبریز نے سرراہ ان کو روک کر پوچھا کہ مجاہدہ و ریاضت سے کیا مقصد ہے؟ مولانا نے کہا ''اتباع شریعت'' شمس تبریز نے کہا یہ تو سب جانتے ہیں، مولانا نے کہا اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتا ہے، حضرت شمس تبریز نے فرمایا کہ علم کے معنی یہ ہیں کہ تم کو منزل تک پہنچائے، پھر حکیم سنائی کا یہ شعر پڑھا:

علم کز تو ترا نہ بستاند جہل زان علم بہ بود بسیار

وہ علم جو تجھ سے تجھے نہیں لے لیتا اس علم سے تو جہالت بہت اچھی ہے

مولانا پر حضرت شمس تبریز کی اس گفتگو کا بڑا اثر ہوا، اور اسی وقت حضرت شمس تبریز کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔

علامہ اقبال نے بھی اسرار و رموز میں اس واقعہ کو نظم کیا ہے:

ڈاکٹر رضا زادہ شفق کا بیان

تاریخ ادبیات ایران میں ڈاکٹر رضا زادہ شفق نے مولانا اور حضرت شمس تبریز کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، اسے ہم یہاں اختصار کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

حلب اور دمشق سے تحصیل علوم کر کے مولانا قونیہ آئے، اور یہاں آ کر اپنے والد کی طرح تعلیم و تدریس اور علوم

شریعہ کے پھیلانے میں مشغول ہو گئے، یہاں تک کہ ایک شخص نے باہر سے آ کر ان کی زندگی میں ایک عجیب انقلاب پیدا کیا، یہ بزرگ شمس الدین بن علی بن ملک داؤد تبریزی تھے۔ جو پیران صوفیہ میں سے تھے۔ ان کے نفس گرم میں ایک عجیب تاثیر تھی وہ ایک عظیم جذبہ اور اپنی گفتگو میں ایک عجیب تاثیر رکھتے تھے. مختلف شہروں میں گھومنا، اور اہل راز کے ساتھ ریاضت، اور درویشوں اور عارفوں کے ساتھ انس و محبت ان کا خاص شعار تھا، یہاں تک ۶۴۲ھ (۴۵-۱۲۴۴ء) میں یہ مولانا روم کی تلاش میں قونیہ آئے، اور مولانا کے چہرے میں عشق و حقیقت کی تجلیات کو محسوس کر کے ان کو اپنا شیفتہ معنوی بنا لیا، اور ان کے روحانی مرشد اور قائد بنے، مولانا کو جو عقیدت اور بے پایان محبت حضرت شمس تبریز سے تھی، اس کا اندازہ مولانا کے اشعار اور اقوال سے ہوتا ہے چنانچہ مثنوی دفتر اول کے ذیل کے اشعار ہمارے اس خیال کی تصدیق کرتے ہیں:

شمس تبریزی کہ نور مطلق ست — آفتاب ست و ز انوار حق ست(۹)
شمس تبریزی جو مکمل نور ہے — سورج ہے اور حق کے نوروں میں سے ہے
مثنوی معنوی (۱/۴۴)

این نفس جاں دامنم بر تافتست — بوئی پیراہان یوسف یافتست
اس وقت میری روح مستعد ہو گئی ہے — اس نے یوسف کے لباس کی خوشبو سونگھی ہے
مثنوی معنوی (۱/۱۲۵)

من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست — شرح آن یاری کہ او را یار نیست
میں کیا کہوں؟ میری ایک رگ بھی ہوش میں نہیں ہے — اس یار کی تفصیل جس کا کوئی شریک نہیں
مثنوی معنوی (۱/۱۳۰)

شرح این ہجران و این خون جگر — این زمان بگزار تا وقت دگر
اس فراق اور خون جگر کی تفصیل — اب دوسرے وقت کے لیے چھوڑ
مثنوی معنوی (۱/۱۳۱)

گفتمش پوشیدہ، خوش تر سرّ یار — خود تو در ضمن حکایت گوش دار
میں نے اس سے کہا کہ یار کا راز چھپا ہوا اچھا ہوتا ہے — البتہ تو اس کو قصہ کے ضمن میں سن لے
مثنوی معنوی (۱/۱۳۵)

خوش تر آن باشد کہ سر دلبراں — گفتہ آید در حدیث دیگراں(۱۰)
بہتر یہی ہوتا ہے کہ معشوقوں کا راز — دوسروں کے قصے میں بیان ہو جائے
مثنوی معنوی (۱/۱۳۶)

ان اشعار سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مولانا نے مثنوی کی حکایات میں اور تصوف کے رموز و اسرار بیان کرنے میں حضرت شمس تبریز کے تصوف کو برابر پیش نظر رکھا ہے۔ اگرچہ ان کا نام نہیں لیا ہے، لیکن ان کے اسرار و عرفان و راز ایمان کو حدیث دیگران کے انداز میں ذکر کیا ہے، مولانا مدت دراز تک عارف تبریزی کی خدمت میں رہے، اور حضرت شمس تبریز نے ان کی زندگی میں ایک نئی شمع عشق روشن کی۔

کہتے ہیں کہ حضرت شمس تبریز پر وجد و شوق کا غلبہ تھا، اور وہ غلبہ حال کی وجہ سے اندرونی مضمرات کے چھپانے پر قادر

نہ تھے، اور اسرار کو فاش کرتے تھے، جس کی وجہ سے لوگ ان کے زیادہ مخالف ہوگئے، اور ۶۴۵ھ (۴۸-۱۲۴۷ء) میں قونیہ کے عوام نے ان پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا، اور اس حادثے میں مولانا کے صاحبزادے علاء الدین بھی شدید زخمی ہوئے۔ لیکن مولانا کی غزلیات سے جو اندازہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت شمس تبریز ایک روز غائب ہوگئے، مولانا دو سال شب و روز ان کو تلاش کرتے رہے، لیکن کہیں ان کا پتا نہ چلا[11]

## سلسلہ

مولانا کے سلسلۂ باطنی کا نام مولویہ ہے۔ بسا اوقات مولانا پر سُکر کی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ تو اس حالت میں شریعت کے ظاہری احکام کا ہوش نہ رہتا تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی بزرگ کی سُکری حالت کے افعال عام مریدوں کے لیے شمعِ راہ نہیں بنتے اور نہ وہ قابلِ اتباع ہوتے ہیں۔ لیکن آج مولانا کے نام پر جو فرقہ مولویہ/ جلالیہ کہلاتا ہے اور شام، مصر اور قسطنطنیہ وغیرہ میں ان کی خانقاہیں ہیں۔ مولانا کی صرف سُکری حالت کا اتباع کرتے ہیں۔ خاص قسم کا لباس پہنتے ہیں اور خاص قسم کا رقص ان کے حلقوں میں ہوتا ہے۔ شریعت اور اس کے احکام سے دور اور ان سے نابلد رہتے ہیں۔ (ص: ۷-۸)

## اخلاق

عارف رومی اپنے اخلاق و کردار میں اتباعِ رسولؐ اور حسنِ اخلاق کا پیکر مجسم تھے آپ کے آئینہ اخلاق میں عبادت و ریاضت، خشیتِ الٰہی زہد و قناعت، فیاضی و ایثار استغنا و بے نفسی، اور کسبِ حلال کا عکس نمایاں نظر آتا ہے۔

مولانا شبلی نے سوانح مولانا روم میں مولانا کے اخلاق و عادات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> ''مولانا جب تک تصوف کے دائرے میں نہیں آئے، آپ کی زندگی عالمانہ جاہ و جلال کی ایک شان رکھتی تھی، ان کی سواری جب نکلتی تھی تو علماء اور طلبہ کا ایک بڑا گروہ ان کی رکاب میں ہوتا تھا، سلاطین و امراء کے دربار سے بھی ان کا تعلق تھا، لیکن سلوک میں داخل ہونے کے ساتھ ہی یہ حالت بدل گئی۔ درس و تدریس، افتاء و افادے کا سلسلہ اب بھی جاری تھا، لیکن وہ پچھلی زندگی کی ایک محض یادگار تھی، ورنہ زیادہ تر محبت و معرفت کے نشے میں سرشار رہتے تھے۔''

## ریاضت و عبادت

ریاضتوں اور مجاہدتوں کی یہ کیفیت تھی کہ سپہ سالار جو برسوں آپ کے ساتھ رہے ان کا بیان ہے کہ میں نے کبھی آپ کو شب خوابی کے لباس میں نہیں دیکھا، بچھونا اور تکیہ بالکل نہیں ہوتا تھا، قصداً لیٹتے نہیں تھے، نیند غالب ہوتی تو بیٹھے بیٹھے سو جاتے۔ سماع کی مجلسوں میں مریدوں پر جب نیند غالب ہوتی تو ان کے خیال سے دیوار سے ٹیک لگا کر زانو پر سر رکھ لیتے، تا کہ وہ لوگ بے تکلف ہو کر سو جائیں وہ سو جاتے تو خود اٹھ بیٹھتے اور ذکر و شغل میں مصروف ہو جاتے روزے اکثر رکھتے تھے اور مسلسل کئی کئی روز تک نہ کھاتے تھے۔

## نماز میں خشوع و خضوع

نماز کا وقت آتا تو فوراً قبلے کی طرف مڑ جاتے، اور چہرے کا رنگ بدل جاتا، آپ پر نماز میں نہایت استغراق ہوتا تھا، سپہ سالار کا بیان ہے کہ: میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اول عشاء کے وقت سے نیت باندھی اور دو رکعتوں میں

صبح ہوگئی، ایک دفعہ جاڑوں کے دن تھے۔ مولانا نماز میں اس قدر روئے کہ تمام چہرہ اور داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی، شدید سردی کے موسم کی وجہ سے آنسو جم کر یخ ہوگئے، لیکن آپ نماز میں اسی طرح مشغول رہے۔ (۱۲)

## زہد وقناعت

زہد وقناعت کی انتہا یہ تھی کہ سلاطین وامرا کی جانب سے مختلف قسم کے تحائف آتے تھے، لیکن مولانا اپنے پاس کچھ نہ رکھتے تھے، جو چیز آتی اسے صلاح الدین زرکوب یا حسام الدین چلپی کے پاس بھجوا دیتے، کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ گھر میں نہایت تنگی ہوتی اور مولانا کے صاحبزادے سلطان ولد اسرار کرتے تو کچھ رکھ لیتے، جس دن گھر میں کھانے کا سامان نہ ہوتا تو بہت خوش ہوتے اور فرماتے کہ آج ہمارے گھر میں درویشی کی بو آتی ہے۔

## فیاضی وایثار

فیاضی وایثار کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی سائل سوال کرتا تو عبا یا (کرتہ) جو کچھ بدن پر ہوتا اتار کر سائل کو دے دیتے۔ اسی اعتبار سے کرتہ عبا کی طرح سامنے سے کھلا ہوتا تھا کہ اتارنے میں زحمت نہ ہو۔

## بے نفسی اور فنائیت

بے نفسی اور فنائیت کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دفعہ مریدوں کے ساتھ جا رہے تھے کہ ایک تنگ گلی میں ایک کتا سو رہا تھا جس سے راستہ رک گیا تھا مولانا وہیں رک گئے اور دیر تک کھڑے رہے ادھر سے ایک شخص آ رہا تھا اس نے کتے کو ہٹا دیا مولانا نہایت آزردہ ہوئے اور فرمایا میاں! اس کو ناحق تکلیف دی۔

ایک دفعہ راستے میں دو آدمی لڑ رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا او لعین! اگر ایک کہے گا تو دس سنے گا اتفاق سے مولانا کا ادھر سے گزر ہوا آپ نے اس شخص سے فرمایا بھائی جو کچھ کہنا ہے مجھ سے کہو اگر تم ہزار کہو گے تو ایک بھی نہ سنو گے دونوں مولانا کے پاؤں پر گر پڑے اور آپس میں صلح کر لی۔

## استغنا وبے نیازی

مولانا بالطبع سلاطین اور امرا سے گریز کرتے تھے صرف اخلاقاً ان سے مل لیتے ایک دفعہ ایک امیر نے ملاقات میں تاخیر کی وجہ بیان کرتے ہوئے معذرت کی کہ میں بہت مشغول رہتا ہوں اس لئے کم حاضر ہوتا ہوں فرمایا:

"معذرت کی ضرورت نہیں میں تم لوگوں کے آنے کی بہ نسبت نہ آنے سے زیادہ ممنون ہوتا ہوں"۔

مولانا کا مسلک وحدت الوجود ہے انہوں نے اس مسلک کی اشاعت میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا ہے ذیل کے دو اشعار میں مسلک وحدت الوجود کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (۱۳)

| | |
|---|---|
| آنہا کہ طلب گار خدائید خدائید | بیرون ز شما نیست شمائید شمائید |
| وہ جو طلبگار ہیں، خدا کے، خدا کے | وہ تم سے باہر نہیں، تمہی تو ہو، تمہی تو ہو |
| چیزے کہ نکر دید گم از بہر چہ جوئید | کس غیر شمانیست کجائید کجائید |
| وہ چیز جو آپ نے کھوئی نہیں، کس لیے ڈھونڈتے ہو؟ | تمہارے سوا کوئی نہیں، آپ کہاں ہیں، آپ کہاں ہیں |

## وفات

مولانا کے مرض الموت کے متعلق کچھ تفصیلات نہیں ملتیں اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کتنے دن علیل رہے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ جب مزاج ناساز ہوا تو اس دور کے ماہر اطباء اکمل الدین اور حکیم غضنفر نے علاج کیا لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا بیماری کی خبر جب عام ہوئی تو عیادت کیلئے تمام شہر ٹوٹ پڑا حضرت شیخ صدرالدین قونیوی بھی عیادت کیلئے آئے اور دعا کی کہ خدائے تعالیٰ جلد آپ کو شفا دے مولانا نے فرمایا شفا آپ کو مبارک ہو عاشق و معشوق میں ایک پیراھن کا پردہ باقی رہ گیا ہے کیا آپ نہیں چاہتے کہ وہ بھی اٹھ جائے اور نور نور میں مل جائے پھر یہ شعر پڑھا:

چه دانی تو؟ که در باطن چه شاهی همنشیں دارم　　رخ زریـن مـن منگر که پائی آهنیں دارم
تو کیا جانے؟ میں باطن میں شاہی ہم نشین رکھتا ہوں　　میرا روشن چہرہ مت دیکھ، آہنی پاؤں رکھتا ہوں

دیوان کبیر (۱۵۰۷۴/۳)

اسی عالم میں ایک شخص نے پوچھا کہ آپ کا جانشین کون ہوگا آپ نے مولانا حسام الدین چلپی کا نام لیا دوبارسہ بار پوچھا پھر بھی یہی جواب دیا چوتھی مرتبہ کسی نے آپ کے صاحبزادے سلطان ولد کا نام لے کر کہا کہ ان کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا وہ پہلوان ہے اسے کسی وصیت کی حاجت نہیں حضرت حسام الدین چلپی نے پوچھا کہ آپ کے جنازے کی نماز کون پڑھائے گا فرمایا مولانا صدرالدین۔

آخری لمحات میں اپنے اصحاب و مریدوں سے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ سراً اور علناً خدا سے ڈرتے رہو کھانے سونے اور گفتگو میں کمی کرو گناہوں سے دور رہو روزے برابر رکھو قیام شب کی مداومت کرو شہوتوں کو ہمیشہ ترک کرتے رہو ہر طرح کے لوگوں کی جفا برداشت کرو عامیوں کی ہمنشینی چھوڑ دو نیکوں اور بزرگوں سے صحبت رکھو بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے اور بہترین کام وہ ہے جو قلّ و دلّ ہو۔ (۱۴)

آخر ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ (۱۷ دسمبر ۱۲۷۳ء) بروز یکشنبہ غروب آفتاب کے وقت آپ واصل الی اللہ ہوئے مولانا امتیاز الدین نے غسل دیا شیخ صدرالدین نماز جنازہ پڑھانے کیلئے کھڑے ہوئے مگر فرط غم سے چیخیں مار کر بے ہوش ہو گئے آخر قاضی سراج الدین نے نماز جنازہ پڑھائی قونیہ میں مولانا کا مزار مبارک آج تک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ (۱۵)

پھر فرمایا میرے احباب ادھر کھینچتے ہیں اور مولانا شمس الدین ادھر بلا رہے ہیں اللہ کی طرف بلانے والے کو مانو اور اس پر یقین لاؤ۔

حسام الدین چلپی حیران، پریشان، نمناک آنکھوں کے ساتھ ہزاروں اشخاص کے درمیان سے راہ بناتے بوجھل قدموں کے ساتھ جنازہ میں شریک احساس کر رہے تھے کہ مولانا جو میرے دل میں ہے سب کے دلوں میں ہے اور وہ مولانا کا یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

بعد از وفات تربت ما در زمین مجوی　　در سینه هائی مردم عارف مزار ماست (۱۶)
میری وفات کے بعد زمین پر میری قبر تلاش نہ کرنا　　اللہ کے مقربوں کے سینہ میں ہمارا مزار ہے

# علامہ محمد اقبال

علامہ محمد اقبال نے ۱۸۹۹ء جب ان کی عمر 22 سال تھی گورنمنٹ کالج لاہور سے امتیازی حیثیت سے سونے اور چاندی کے تمغے اور وظیفہ جیسے اعزازات کے ساتھ ایم اے کا امتحان پاس کر کے ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھا اور ۱۹۰۵ء میں انگلستان روانہ ہوئے آپ ۱۹۰۸ء میں اعلیٰ تعلیم مکمل کر کے ۲۷ جولائی کے دن لاہور پہنچے کثیر الجہات شخصیت کے حامل نابغہ روزگار کی زندگی پر آج تک ہزاروں مقالات اور کتب نشر ہو چکی ہیں اور یہ سلسلہ جاری و ساری ہے علامہ کی شخصیت کے ایک نہایت اہم پہلو ''قرآن فہمی'' کے عنوان پر بھی متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ علامہ کی قرآن فہمی اس مقالے کا مرکزی موضوع ہے مندرجہ ذیل تحریر دو حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ علامہ کی اللہ تبارک، رسول خدا اور قرآن کریم سے محبت و احترام سے متعلق مختلف اہل علم کی مستند آراء کا حامل ہے جبکہ دوسرے حصے میں علامہ کے کلام میں ذکر قرآن، مولانا سے عقیدت اور علامہ کے کلام میں قرآن و مولانا کا پرتو بیان کیا گیا ہے۔

## درود و سلام

''چچا جان کو دعا پر بڑا اعتقاد تھا ان کا کلام پڑھنے سے اس اعتقاد کا احساس ہوتا ہے، اپنے اشعار میں جہاں دعا کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ دعا رسماً نہیں بلکہ دل سے نکل رہی ہے نبی کریمؐ پر درود بھیجنا بھی ان کے معمولات میں تھا اور اپنے خطوط میں اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے، ایک خط میں لکھا کہ مسلمان کی بہترین تلوار دعا ہے۔ اس سے کام لینا چاہیے ہر وقت دعا کرنی چاہیے اور نبی کریمؐ پر درود بھیجنا چاہیے۔

اوراد کے بھی قائل تھے جب مجھے بی اے کا امتحان دینا تھا تو دادا جان کی ہدایت پر میری کامیابی کیلئے آیت کریمہ کا ورد بھی کیا تھا چنانچہ دادا جان کو لکھا کہ امید ہے آپ کی دعا سے اعجاز امتحان میں کامیاب ہو جائے گا آیت کریمہ کا ورد شروع ہے۔''(۱۷)

(شیخ اعجاز احمد)

## عشق رسولؐ

علامہ اقبال کو رسول ﷺ کی ذات گرامی سے عشق تھا سچا اور والہانہ عشق اور وہ عاشقان رسول کے دل و جان سے مداح اور قدر شناس تھے سرکار دو عالمؐ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے راجپال کو جب لاہور کے ایک غیرتمند نوجوان غازی علم الدین نے کیفر کردار کو پہنچا کر عدالت عالیہ سے سزائے موت پائی تو اس سارے واقعہ کے متعلق علامہ کے تاثرات واضح تھے۔ بقول یوسف سلیم چشتی علامہ نے علم الدین کی شہادت کے زمانہ میں بارہا یہ جملہ دہرایا۔ ''اسیں گلاں کردے رہے تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا''۔ یعنی ہم باتیں ہی بناتے رہے اور نجار کا لڑکا سبقت لے گیا اسی طرح جب ۱۹۳۳ء میں آریہ سماج حیدرآباد (سندھ) کے سیکرٹری نتھو رام نے ''ہسٹری آف اسلام'' کے نام سے کتاب

شائع کر کے سرکار دو عالمؐ کی شان اقدس میں سخت دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا تو غازی عبدالقیوم نے انگریز کی عدالت منعقدہ کراچی میں نتھو رام پر چاقو کے پے در پے وار کئے اور جب غازی عبدالقیوم کو پھانسی کی سزا دی گئی تو علامہ نے اس واقعہ سے بھی بڑا اثر قبول کیا اور اس تاثر کو 'لاہور اور کراچی' کے عنوان سے یوں منظوم فرمایا:

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور　　موت کیا ہے؟ فقط عالم معنی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ　　قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر
آہ اے مرد مسلماں تجھے کیا یاد نہیں؟　　حرف لا تدع مع اللہ الھا آخر (۱۸)

ضرب کلیم (ص:۵۵)

(فقیر سید وحید الدین)

## احترام رسولؐ

علامہ اقبال، حضور نبی کریمؐ کی ذات اقدس سے بے پناہ محبت اور والہانہ عشق رکھتے تھے ایک روز میں ان کے مکان پر پہنچا تو علامہ کو بہت زیادہ فکر مند اور بے چین پایا گھبرا کے دریافت کیا خیریت تو ہے کہ آج آپ خلاف معمول بہت زیادہ مضطرب اور پریشان ہیں۔

علامہ نے ایک مخصوص انداز میں نظریں اوپر اٹھائیں اور غم انگیز لہجے میں فرمایا یہ سوچ کر میں اکثر مضطرب اور پریشان ہو جاتا ہوں کہ کہیں میری عمر رسول اللہ کی عمر سے زیادہ نہ ہو جائے۔

علامہ مرحوم کی تاریخ پیدائش ۹ نومبر ۱۸۷۷ء ہے اس حساب سے ۱۹۳۸ء میں انتقال کے وقت عاشق رسول کی عمر رسول اکرمؐ کے سن مبارک سے دو سال کم یعنی ۶۱ سال تھی گویا اللہ تعالیٰ نے علامہ کی تمنا اور دعا کو قبول فرمایا۔ (۱۹)

(حکیم احمد شجاع)

## سوز عشق

اقبال کو ذات رسالت مآب سے والہانہ محبت تھی اس کا اظہار ان کے کلام سے ہوتا ہے ان کا تنہا یہ شعر سوز عشق نبیؐ کا آتش کدہ ہے۔

به مصطفیٰؐ برساں خویش را که دیں همه اوست　　اگر به او نه رسیدی تمام بو لهبی ست!

خود کو حضرت محمد مصطفےٰ کے مقام تک پہنچاؤ، کیونکہ دین اسلام کی بنیاد ہی آنحضرت ہیں　　اگر آپ وہاں تک نہیں پہنچ پاتے، تو آپ کے اعمال ابولہب کا طرز عمل کہلائے گا

ارمغان حجاز اردو (ص:۴۹)

ایک مرتبہ علامہ نے اپنی چھوٹی ہمشیرہ کو خط میں لکھا۔ میں جو اپنی گزشتہ زندگی پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے بہت افسوس ہوتا ہے کہ میں نے اپنی عمر یورپ کا فلسفہ پڑھنے میں گنوائی خدا تعالیٰ نے مجھ کو قوائے دماغی بہت اچھے عطا فرمائے تھے اگر یہ قویٰ دینی علوم کے پڑھنے میں صرف ہوتے تو آج خدا کے رسول کی میں کوئی خدمت کر سکتا اور جب مجھے یاد آتا ہے کہ والد مکرم مجھے دینی علوم ہی پڑھانا چاہتے تھے تو مجھے اور بھی قلق ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ صحیح راہ معلوم بھی تھی تو بھی وقت کے حالات نے اس راہ پر چلنے نہ دیا بہر حال جو کچھ خدا کے علم میں تھا ہوا اور مجھ سے بھی جو کچھ ہو سکا میں نے کیا لیکن دل چاہتا ہے کہ جو کچھ ہوا اس سے بڑھ کر ہونا چاہیے تھا اور زندگی تمام و کمال نبی کریمؐ کی خدمت میں بسر ہونی چاہیے تھی۔ (۲۰)

(فقیر سید وحید الدین)

محمد مقصود مرزا یوں رقم طراز ہیں:

۱۔ حکیم الامت علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال شاعر مشرق علیہ الرحمتہ سے ڈاکٹر عبدالمجید ملک نے ۱۹۳۷ء میں پوچھا حضرت آپ حکیم الامت کیسے بنے؟

حضرت علامہ اقبال نے جواب میں فرمایا میں نے گن کر ایک کروڑ مرتبہ حضور نبی کریمؐ پر درود بھیجا۔ (۲۱)

(نوائے وقت لاہور اشاعت خاص 21 اپریل ۱۹۸۸ء)

۲۔ حضرت علامہ اقبال نے ڈاکٹر رؤف یوسف کو بھی بتایا کہ میرا معمول ہے میں روزانہ دس ہزار مرتبہ درود پاک کا ورد کرتا ہوں۔ (۲۲)

(ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ مارچ ۱۹۹۰ء ص: ۶۷)

''اقبال بڑا اُپدیشک'' مولفہ آنسہ شمیم حیات سیال آئینہ ادب لاہور ص ۵۲-۵۳ اور ۵۴ پر مندرجہ ذیل تین حوالے درج ہیں:

## قرآن۔ اللہ سے ہم کلامی

علامہ اقبال نے فرمایا:

جب میں سیالکوٹ میں پڑھتا تھا تو صبح اٹھ کر روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا تھا والد مرحوم اپنے اوراد و وظائف سے فرصت پا کر آتے اور مجھے دیکھ کر گزر جاتے ایک دن صبح کو میرے پاس سے وہ گزرے تو مسکرا کر فرمایا کہ کبھی فرصت ملی تو میں تم کو ایک بات بتاؤں گا میں نے دو چار بار تقاضا کیا تو فرمایا کہ جب امتحان دے لو گے تب جب امتحان دے چکا اور لاہور سے واپس آیا تو فرمایا۔ جب پاس ہو جاؤ گے تب، جب پاس ہو گیا اور پوچھا تو فرمایا بتاؤں گا۔ ایک دن صبح کو حسب دستور قرآن کی تلاوت کر رہا تھا تو وہ میرے پاس آ گئے اور فرمایا بیٹا کہنا یہ تھا کہ جب تم قرآن پڑھو تو یہ سمجھو کہ یہ قرآن تم ہی پر اترا ہے یعنی اللہ تعالیٰ تم سے ہمکلام ہے۔

ڈاکٹر اقبال کہتے تھے کہ ان کا یہ فقرہ میرے دل میں اتر گیا اور اس کی لذت اب تک محسوس کرتا ہوں۔ (۲۳)

(سید سلیمان ندوی)

## کردار کا غازی

قرآن مجید کی تلاوت سے ان کو خاص شغف تھا اور صبح کے وقت بڑی خوش الحانی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے مگر اخیر زمانہ میں طبیعت کی رقت کا یہ حال ہو گیا تھا کہ تلاوت کے دوران میں روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اور مسلسل پڑھ ہی نہ سکتے تھے نماز بھی بڑے خشوع و خضوع سے پڑھتے تھے مگر چھپ کر ظاہر میں یہی اعلان تھا کہ نرا گفتار کا غازی ہوں۔ (۲۴) (مولانا مودودی)

## قرآن۔ مکمل ضابطہ حیات

ڈاکٹر صاحب کی قیام گاہ پر ایک ملاقاتی آئے ادھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں اتنے میں انہوں نے ڈاکٹر صاحب سے سوال کیا:

آپ نے مذہب، اقتصادیات، سیاسیات، تاریخ، فلسفہ وغیرہ پر جو کتابیں پڑھی ہیں ان میں سب سے زیادہ بلند پایہ اور حکیمانہ کتاب آپ کی نظر سے کونسی گزری ہے؟

ڈاکٹر صاحب کرسی سے اٹھے اور اندر چلے گئے دو تین منٹ میں واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اس کتاب کو اس شخص کے ہاتھوں پر رکھتے ہوئے فرمایا: ''قرآن حکیم''(۲۵) (روزگار فقیر)

## اور علامہ اقبال فرماتے تھے:

جب میں ایف اے میں پڑھتا تھا تو صبح کی نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتا تھا والد صاحب مسجد سے نماز پڑھ کر آتے تو کبھی منزل ختم کر چکا ہوتا کبھی جاری ہوتی ایک دن آ کر پوچھتے ہیں کہ: کیا پڑھتے تھے؟

مجھے حیرت بھی ہوئی اور غصہ بھی آ گیا چھ مہینے ہو گئے اور ہر روز دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم پڑھتا ہوں پھر یہ سوال کیسا!

نہایت نرمی سے فرمایا: ''میں پوچھتا ہوں کہ کچھ سمجھ میں بھی آتا ہے؟''

اب میرا استعجاب اور غصہ جاتا رہا اور کہا: ''کچھ عربی جانتا ہوں کہیں کہیں سمجھ میں آ جاتا ہے''

بات ختم ہو گئی کوئی چھ ماہ بعد ایک دن بیٹھ گئے فرمایا: بیٹا قرآن کریم اس کی سمجھ میں آ سکتا ہے جس پر یہ نازل ہوتا ہے۔ میں حیران تھا کہ کیا نبی کریمؐ کے بعد قرآن کریم کسی کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا۔..... فرمایا: یہ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ قرآن کریم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی پر نازل ہی نہیں ہو سکتا؟ میں پھر حیران ہوا تو فرمایا: انسانیت کو جس معراج پر پہنچانا فطرت کا مقصود ہے اس کا نمونہ ہمارے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک ہر نبی میں محمدؐ ہی کے مختلف مدارج تھے وہ سلسلے گویا Muhammad in the making (تکمیل محمدؐ) کے منازل تھے بنیادی اصول ہر جگہ ایک تھا البتہ شعور انسانی کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ فروعات کی تکمیل ہوتی جاتی تھی حتیٰ کہ 'محمدؐ' مکمل ہو گیا اور باب نبوت بند ہو گیا انسانیت اپنی معراج کبریٰ تک پہنچ گئی اب ہر انسان کے سامنے معراج انسانیت کا نمونہ 'محمدؐ' موجود ہے کوئی انسان جتنا محمدیت کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اتنا ہی قرآن اس پر نازل ہوتا جاتا ہے یہ مفہوم تھا میرے کہنے کا کہ قرآن کریم اس کی سمجھ میں آ سکتا ہے جس پر نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔(۲۶)

(رسالہ ''فکر و نظر'' اسلام آباد اگست ۱۹۷۶ ص:۱۱۹)

## رئیس الاطباء حکیم محمد حسن صاحب قرشی لکھتے ہیں:

> ''قرآن حکیم سے ان کو بے حد شغف تھا وہ بچپن سے بلند آواز سے قرآن پڑھنے کے عادی تھے قرآن حکیم پڑھتے ہوئے وہ بے حد متاثر معلوم ہوتے تھے آواز بیٹھ جانے کا انہیں سب سے زیادہ قلق یہ تھا کہ وہ قرآن حکیم بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتے تھے بیماری کے دنوں میں بھی جب کبھی کسی نے قرآن حکیم کو خوش الحانی سے پڑھا تو آنسو جاری ہو گئے اور ان پر لرزش و اہتزاز کی کیفیت طاری ہو گئی۔
>
> آپ کلام پاک خاص دل سوزی اور شغف کے ساتھ تلاوت کیا کرتے تھے پڑھتے جاتے اور روتے جاتے حتیٰ کہ اوراق مصحف تر بتر ہو جاتے اور ان کو دھوپ میں سکھایا جاتا آپ کی تلاوت کا خاص قرآن پاک اسلامیہ کالج لاہور کے کتب خانے میں محفوظ ہے اور اس روایت کا عینی ثبوت فراہم کرتا ہے''۔

## مرزا جلال الدین بیرسٹر فرماتے ہیں:

مطالب قرآنی پر ان کی نظر ہمیشہ رہتی کلام پاک کو پڑھتے تو اس کے ایک ایک لفظ پر غور کرتے بلکہ نماز کے دوران میں جب بہ آواز بلند پڑھتے تو وہ آیات قرآنی پر فکر کرتے اور ان سے متاثر ہو کر رو پڑتے۔ڈاکٹر صاحب کی آواز میں ایک خاص کشش تھی جب وہ قرآن پاک بہ آواز بلند پڑھتے تو سننے والوں کا دل پگھل جاتا۔

اسلام کی تمام تعلیمات کا سرچشمہ قرآن حکیم ہے اقبال نے اپنے پیام میں قرآن کو پڑھنے اور اس سے نور ہدایت حاصل کرنے پر بڑا زور دیا ہے۔

ایک خط میں اکبر الہ آبادی کو لکھا تھا: ''واعظ قرآن بننے کی اہلیت تو مجھ میں نہیں ہے ہاں اس کے مطالعے سے اپنا اطمینان خاطر روز بروز ترقی کرتا جاتا ہے''۔مختلف بزرگوں نے فرمایا کہ قرآن پڑھنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کے معنی بھی آتے ہوں علامہ کی بھی یہی رائے تھی نیاز الدین خان کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

> ''قرآن کثرت سے پڑھنا چاہیے تاکہ قلب محمدی نسبت پیدا کرے اس نسبت محمدیہؐ کی تولید کیلئے یہ ضروری نہیں کہ قرآن کے معنی بھی آتے ہوں خلوص دل کے ساتھ محض قرأت کافی ہے۔''(۲۷)

(سیرت اقبال لاہور ۱۹۴۴)

## علامہ اقبال کے ملازم علی بخش کا بیان ہے:

> ''صبح کی نماز اور قرآن خوانی مدت سے ان کا معمول تھا قرآن بلند آواز سے پڑھتے تھے آواز ایسی شیریں تھی کہ ان کی زبان سے قرآن سن کر پتھروں کے دل پانی ہو جاتے تھے بیماری کے زمانے میں قرآن پڑھنا چھوٹ گیا تھا نماز بھی کم پڑھتے تھے موت سے کچھ عرصہ پیشتر مجھے سے کہنے لگے:
>
> علی بخش! میرا جی چاہتا ہے کہ آج نماز پڑھوں میں نے کہا: آپ پلنگ پر بیٹھ جایئے میں آپ کو وہیں بیٹھے بیٹھے وضو کرادیتا ہوں۔وضو کر چکے تو میں نے کہا: ڈاکٹر صاحب: میں نے مہر صاحب کو بیٹھے بیٹھے نماز پڑھتے دیکھا ہے خدا جانے کیا بات ہے: کہنے لگے: ہاں مجبوری کی حالت میں یہ بھی جائز ہے۔
>
> جن دنوں ہم بھاٹی دروازے میں رہتے تھے ایک دفعہ پورے دو مہینے بڑی باقاعدگی سے تہجد کی نماز پڑھتے رہے ان دنوں ان کا عجب حال تھا قرآن اس خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے کہ جی چاہتا تھا بس سارے کام کاج چھوڑ کر انہی کے پاس بیٹھا رہوں اس زمانے میں کھانا پینا بھی چھوٹ گیا تھا صرف شام کو تھوڑا سا دودھ پی لیا کرتے تھے خدا جانے اس میں کیا رمز تھی''۔(۲۸) (چراغ حسن حسرت، مرتب ''اقبال نامہ'' تاج کمپنی لاہور، ت ن،ص ۱۸)

## قرآن سے متعلق حالات کو مولانا عبد السلام ندوی بھی لکھتے ہیں۔یعنی:

> ''ڈاکٹر صاحب کے انتقال کے بعد ان کی وصیت کے مطابق ان کی کتابیں اسلامیہ کالج لاہور کی لائبریری کو دے دی گئیں ان کتابوں میں ڈاکٹر صاحب کی تلاوت کا خاص قرآن از روئے وصیت ان کے لخت جگر جاوید کو ملا اور وہ بلاناغہ صبح کے وقت اس کی تلاوت ایسے ذوق وشوق ایسے درد ومحبت اور ایسے سوز وگداز کے ساتھ کیا کرتے تھے کہ آنسوؤں کا تار بندھ جاتا تھا روتے جاتے تھے اور پڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ کتاب عزیز کے ورق بھیگ جاتے جب تلاوت ختم ہو جاتی تو اسے اٹھا کر دھوپ میں رکھ دیتے تاکہ صفحے خشک ہو جائے مدت العمر تک ان کا یہی دستور رہا حتی کہ زندگی کے آخری دنوں میں جب بیماری کا تسلط بڑھتا گیا اور گلا خراب ہو جانے کی وجہ سے آواز میں پتی لگ گئی تو ڈاکٹروں کے روکنے پر آپ کا یہ طریق تلاوت بھی چھوٹ گیا جس کا ان کو نہایت رنج تھا''۔(۲۹)

(اقبال کامل،ص:۶۸)

آخر عمر میں وہ ایک کتاب قرآن مجید پر لکھنا چاہتے تھے سر راس مسعود کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

''....اور اس طرح میرے لئے ممکن ہو سکتا تھا کہ میں قرآن کریم پر عہد حاضر کے افکار کی روشنی میں اپنے وہ نوٹ تیار کر لیتا جو عرصہ سے میرے زیر غور ہیں لیکن اب تو نہ معلوم کیوں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ میرا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا اگر مجھے حیات مستعار کی بقیہ گھڑیاں وقف کر دینے کا سامان میسر آئے تو میں سمجھتا ہوں قرآن کریم کے ان نوٹوں سے بہتر کوئی پیش کش مسلمانان عالم کو نہیں کر سکتا''۔

یہ خط ۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء کا لکھا ہوا ہے۔

اس کے بعد ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء کو دوسرے خط میں لکھتے ہیں۔

خط میں لکھتے ہیں:

''چراغ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں تمنا ہے کہ مرنے سے پہلے قرآن کریم سے متعلق اپنے افکار قلم بند کر جاؤں''

اعلیٰ حضرت نواب بھوپال سے انہوں نے اس کتاب کے لکھنے کا وعدہ کیا تھا اور وہ اس کو انگریزی زبان میں لکھنا چاہتے تھے چنانچہ ۷ اگست ۱۹۳۶ء کے ایک خط میں مولانا سید سلیمان ندوی کو لکھتے ہیں:

''انشاء اللہ موسم سرما میں وہ انگریزی کتاب لکھنا شروع کروں گا جس کا وعدہ میں نے اعلیٰ حضرت نواب بھوپال سے کر رکھا ہے''۔

لیکن سوال یہ تھا کہ یہ کتاب کس رنگ میں لکھی جائے تفسیر و تشریح یا ابتدائی مطالعے کے لئے ایک مقدمہ؟ بالآخر موجودہ زمانے کی احتجاجی تحریکات کو دیکھ کر ان کے دل میں یہ خیال روز بروز مستحکم ہوتا گیا کہ اس وقت اسلام کے نظام عمرانی کی تشریح و توضیح کی ضرورت ہے اس لئے وہ چاہتے تھے کہ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ کی طرح تشکیل جدید فقہ اسلام پر یہ دیکھ کر کہ قرآن پاک نے ان مسائل کی رہنمائی کس انداز میں کی ہے قلم اٹھائیں۔ اس غرض سے انہوں نے یورپ اور مصر کی بعض نئی مطبوعات بھی فراہم کرنا شروع کر دی تھیں لیکن افسوس کر اس تصنیف کا کام استقصائے مسائل، ترتیب مقدمات اور تقسیم مباحث سے آگے نہ بڑھ سکا۔ (۳۰) (اقبال کامل، ص: ۹۵-۹۶)

## فقیر سید وحید الدین نے ''روزگار فقیر'' (حصہ اول) میں قرآن کے متعلق علامہ اقبال کی زندگی کے کئی واقعات لکھے ہیں:

فرمایا: ایک مرتبہ فارمن کرسچن کالج لاہور کا سالانہ اجلاس ہو رہا تھا کالج کے پرنسپل ڈاکٹر لوکس نے مجھے بھی اس میں دعوت شرکت دی اجلاس کا پروگرام ختم ہونے کے بعد چائے کا بندوبست کیا گیا تھا ہم لوگ چائے پینے بیٹھے تو ڈاکٹر لوکس میرے پاس آئے اور کہنے لگے چائے پی کر چلے نہ جانا مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے، ہم لوگ چائے پی چکے تو ڈاکٹر لوکس آئے اور مجھے ایک گوشے میں لے گئے اور کہنے لگے: ''اقبال مجھے بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کا مفہوم نازل ہوا تھا اور چونکہ انہیں صرف عربی زبان آتی تھی انہوںؐ نے قرآن کریم عربی میں منتقل کر دیا یا یہ عبارت ہی اسی طرح اتری تھی؟'' میں نے کہا: ''یہ عبارت ہی اتری تھی''

ڈاکٹر لوکس نے حیران ہو کر کہا کہ: اقبال! تم جیسا پڑھا لکھا آدمی اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ عبارت ہی اسی طرح اتری ہے!۔

میں نے کہا: ڈاکٹر لوکس، یقین! میرا تجربہ ہے مجھ پر شعر پورا اترتا ہے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر عبارت کیوں نہیں پوری اتری ہوگی۔ (۳۱)

(روزگار فقیر ج:ا ص: ۲۰-۲۱)

اسی کتاب میں وحید الدین آگے چل کر لکھتے ہیں:

''بعض ایسے لوگ بھی مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں جو نہ عربی زبان و ادب میں خاطر خواہ استعداد رکھتے ہیں نہ عرب قدیم کے علمی سرمائے پر ان کی نگاہ ہے اور نہ قرآن کریم کو ٹھیک طور پر سمجھ سکتے ہیں مگر اپنی اس علمی تہی مائگی کے باوجود قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کی کوشش فرماتے ہیں۔ ڈاکٹر (اقبال) صاحب کو اس قسم کی باتوں سے بڑی اذیت ہوتی تھی وہ اپنی متانت و سنجیدگی اور عالی ظرفی کے باوجود اس غم کو چھپا نہ سکے ایک بار فرما ہی دیا: ''قرآن کریم اس اعتبار سے بڑا ہی مظلوم صحیفہ ہے کہ جسے دنیا میں اور کوئی کام نہیں ملتا وہ اس کے ترجمہ و تفسیر میں مصروف ہو جاتا ہے حالانکہ یہ نہایت ہی نازک اور محتاط ذمہ داری ہے''۔ (۳۲) (روزگار فقیر ج:ا ص: ۸۰-۸۱)

آگے چل کر وحید الدین ایک اور واقعہ پروفیسر یوسف سلیم چشتی کے متعلق بھی لکھتے ہیں کہ وہ پہلے فلسفے میں ڈوبے ہوئے تھے:

''علامہ اقبال نے ان کی توجہات کا رخ مذہب کی طرف موڑ دیا اور اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ قرآن کریم فلسفے اور الٰہیات کی کوئی تصنیف نہیں ہے اس کا مقصد دل کو اطمینان عطا کرنا ہے اس سلسلے میں انہوں نے یہ مشورہ بھی دیا کہ قرآن کریم کو اس زاویہ نگاہ سے پڑھو کہ اللہ تعالیٰ سے میرا کیا رشتہ ہے اور کائنات میں میرا کیا مقام ہے قرآن اس لئے نازل ہوا ہے کہ وہ انسان میں خدا سے ربط قلبی کا اعلیٰ شعور پیدا کر دے تاکہ انسان اس ربط کی بدولت مشیت ایزدی سے ہم آہنگی پیدا کر سکے''۔ (۳۳) (روزگار فقیر ج:ا ص: ۱۷۹)

پھر وحید الدین نے یہ واقعات بھی لکھے ہیں:

ممتاز حسن بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت کے سلسلے میں روشنی کی رفتار کا ذکر آیا تو میں نے کہا: عجیب بات ہے اب تک خلا میں روشنی سے زیادہ تیز رفتار اور کوئی چیز دریافت نہیں ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روشنی بجائے خود طبیعیاتی نقطۂ نگاہ سے ایک قدر مطلق ہے''۔

علامہ نے نہایت متانت سے میرا سوال سنا اور فرمایا: کیا تمہیں قرآن حکیم کی وہ آیت یاد نہیں؟ (۳۴)

''اللہ نور السموت والارض'' (سورہ النور: ۳۵)

(روزگار فقیر ج:۲ ص: ۱۰۱-۱۰۲)

مثنوی معنوی سے بھی علامہ کو قرآن ہی کی وجہ سے شغف تھا محمد حسین عرشی نے مثنوی کے مطالعے کے بعد اپنی مشکلات کو حل کرنے کیلئے علامہ اقبال کو خط لکھا۔ علامہ نے ۱۹۔ مارچ ۱۹۳۵ء کو یہ جواب لکھا۔

''جناب عرشی صاحب السلام علیکم!

آپ کا خط بھی ملا میری صحت عامہ تو بہت بہتر ہوگئی ہے مگر آواز پر ابھی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا علاج برقی ایک سال تک جاری رہے گا دو ماہ کے وقفے کے بعد پھر بھوپال جانا ہوگا۔

آپ اسلام اور اس کے حقائق کے لذت آشنا ہیں۔ مثنوی رومی کے پڑھنے سے اگر قلب میں گرمی شوق پیدا ہو جائے تو اور کیا چاہیے! شوق خود مرشد ہے میں ایک مدت سے مطالعہ کتب ترک کر چکا ہوں اگر کبھی کچھ پڑھتا ہوں

تو صرف قرآن یا مثنوی رومی افسوس ہے ہم اچھے زمانے میں پیدا نہ ہوئے۔

کیا غضب ہے کہ اس زمانے میں ایک بھی صاحب سرور نہیں

بہر حال قرآن اور مثنوی کا مطالعہ جاری رکھیے مجھ سے بھی کبھی کبھی ملتے رہیے اس واسطے نہیں کہ میں آپ کو کچھ سکھا سکتا ہوں بلکہ اس واسطے کہ ایک ہی قسم کا شوق رکھنے والوں کی صحبت بعض دفعہ ایسے نتائج پیدا کر جاتی ہے جو کسی کے خواب وخیال میں بھی نہیں ہوتے یہ بات زندگی کے پوشیدہ اسرار میں سے ہے جن کو جاننے والے مسلمانان ہند کی بدنصیبی سے اب اس ملک میں پیدا نہیں ہوتے زیادہ کیا عرض کروں! (محمد اقبال)

## اقبال کے کلام میں مولانا کا پرتو

یوں تو مولانا کی مثنوی نے مسلمانوں کے افکار، ادب اور شاعری پر گہرا اثر ڈالا اور دماغ کو نئی تازگی اور قلوب کو نئی حرارت بخشی اور اہل سلوک ومعرفت کو عارفانہ مضامین کا ایک خزانہ ملا اس لئے ہر دور کے اہل دل نے مثنوی کو شمع محفل اور ترجمان دل بنایا لیکن چھ سو برس گزرنے کے بعد پاکستان کے ایک مفکر شاعر علامہ اقبال نے مولانا کے افکار کا بنظر غائر مطالعہ کیا مثنوی نے ان کو نئی روح اور نیا جذبہ عطا کیا۔ عارف رومی کی معارف پرور شاعری نے ان کو اس حقیقت سے روشناس کرایا کہ گل وبلبل، شاہد وملِ کا زمانہ گزر چکا عشق کی ہوسناکیوں کی مداحی کا زمانہ ختم ہو چکا اب شاعری کو نئے فکر اور اسلامی عقائد سے مزین کرنے کی ضرورت ہے مثنوی کے عمیق مطالعے نے عقیدت کے دریچے کو وا کیا انہوں نے اپنا مرشد معنوی مولانا کو تسلیم کیا چنانچہ فرماتے ہیں:

پیر رومی خاک را اکسیر کرد — از غبارم جلوہ ہا تعمیر کرد

پیر رومی نے خاک کو اکسیر کر دیا — میرے غبار سے کئی جلوے بنا دیئے

(اسرار خودی، ص:۹)

علامہ کی پیر رومی (مولانا) سے بے پایاں عقیدت ومحبت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ وہ جاوید نامے میں مولانا کے حسن ظاہری اور اوصاف باطنی کی اپنے اشعار میں تصویر کھینچتے ہوئے جاوید نامہ میں کہتے ہیں:

طلعتش رخشندہ مثلِ آفتاب — شیب او فرخندہ، چوں عہد شباب

اس کا چہرہ سورج کی طرح منور — بڑھاپا عہد جوانی کی طرح شاداب

پیکری روشن زنور سرمدی — در سراپایش سرور سرمدی

ان کا پیکر نور سرمدی سے مستنیر — سر تا پا سرمدی سرور نمایاں

(ص:۱۹)

وہ اسرار ورموز کی عقدہ کشائی میں اپنے آپ کو مولانا کے رہین منت بتاتے ہوئے زبور عجم میں فرماتے ہیں:

راز معنی مرشد رومی کشود — فکر من بر آستانش در سجود

مرشد رومی نے معنی کا راز ظاہر کیا — اس کی دہلیز پر میری فکر سجدہ ریز ہے

(ص:۱۸۵)

مرشد معنوی کی روح نے ان پر از سر نو شعر وحکمت کے دروازے کھولے اور ان کی شاعری کیلئے نئی راہیں متعین

کرتے ہوئے حضرت علامہ اقبال نے اسرار خودی میں فرمایا:

از نیستاں ہمچو نے پیغام دہ قیس را از قوم حے پیغام دہ
بیلے سے بانسری کی مانند پیغام دے مجنوں کو لیلیٰ کے قبیلے کی طرف سے پیغام دے

نالہ را انداز نو ایجاد کن بزم را از ہا و ہو آباد کن
فریاد و فغاں کا نیا انداز ایجاد کر انجمن کوشوروغل کی رونق سے آباد کر

روح نومی جوید اجسام کہن کم تر از قم نیست اعجاز سخن
نئی روح پرانے پیکر تلاش کر رہی ہے کلام کا اعجاز (بھی) قم سے کمتر نہیں ہے

خیز جان نو بدہ ہر زندہ را از قم خود زندہ تر کن زندہ را
اٹھو ہر زندہ کو نئی زندگی بخش دے اپنے قم سے انہیں مزید زندہ کر دے

خیز و پا برجادہ دیگر بنہ جوش سودائے کہن از سر بنہ
اٹھو اور نئی راہ پر اپنے قدم رکھ اپنی پرانی دیوانگی کا جوش سر سے نکال دے

(ص:۱۰)

مولانا کی اس ہدایت کے بعد علامہ نے ان کے متعین کئے ہوئے اصولوں اور شاعری کی نئی شمع روشن کی انہوں نے نہ صرف مولانا کے افکار کو عہد حاضر کے تقاضوں کے مطابق شاعری کے سانچوں میں ڈھالا بلکہ بہت سے اسلامی افکار و خیالات اپنی قوت متخیلہ کے قالب میں ڈھال کر عالم اسلامی کے لئے ایک نیا ارمغان پیش کیا جو دنیا کے مسلمان کے لئے بصیرت افروز ہے انہوں نے سب سے پہلے اپنے تمام نظریات کی بنیاد قرآن حکیم کو قرار دیا۔ رموز بیخودی میں فرماتے ہیں:

گر تو می خواہی مسلماں زیستن نیست ممکن جز بقرآں زیستن
اگر تو ایک راسخ مسلمان کی طرح زندگی گزارنا چاہتا ہے تو قرآنی تعلیمات کے بغیر زندگی گزارنا ممکن نہیں

(ص:۱۲۳)

انہوں نے اپنے افکار کی بنیاد قرآن حکیم پر رکھی اور مولانا کی تعلیمات کو نئے اسلوب نئے انداز نگارش کے ساتھ عالم اسلامی کے سامنے پیش کیا علامہ نے بادہ کہن کو نئے شیشوں میں ڈھال کر اہل نظر کو اپنی شاعری میں جذب کر لیا اس دانائے راز کے نغمے نہ صرف پاکستان و ہندوستان میں گونجے بلکہ مغربی دنیا نے بھی ان کو نہایت ذوق سے پڑھا اور مطالعہ کیا۔

وہ اس عشق کی دعوت دیتے ہیں جس کو قرآن حکیم حب سے تعبیر کرتا ہے وہ مومن کے قلب میں عشق الٰہی اور محبت رسولؐ کے چراغ کو روشن کرنا چاہتے ہیں وہ عشق الٰہی کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے اسرار خودی میں کہتے ہیں:

از نگاہ عشق خارا شق شود عشق حق آخر سراپا حق بود
عشق کی نگاہ سے سخت چٹان ٹکڑے ہو جاتی ہے خدا کا عشق آخرکار سرتا پا حق کی صورت ہو جاتا ہے

(ص:۱۸)

وہ ہر مسلمان کو قرآن حکیم کے مطابق صبغۃ اللہی رنگ میں رنگے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں اسرار خودی میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| قلب را از صبغته الله رنگ ده | عشق را ناموس و نام و ننگ ده |
| تو اپنے دل کو خدا کے رنگ میں رنگین کر لے | عشق کو ناموس و ننگ اور احترام دے |
| طبع مسلم از محبت قاهر است | مسلم ار عاشق نبا شد کافر است |
| مسلمان کی سرشت محبت سے غالب آتی ہے | مسلمان اگر (خدا کا) عاشق نہ ہو تو کافر ہے |

(ص:۶۲)

وہ عشق الٰہی کے ساتھ محبت اور اتباع رسولؐ کو لازمی قرار دیتے ہیں وہ عظمت رسولؐ کی نغمہ سرائی کرتے ہوئے اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| در دل مسلم مقام مصطفیٰؐ ست | آبروئے ما ز نام مصطفیٰؐ ست |
| رسول کریم کا مقام مسلمان کا دل ہے | ہم مسلمانوں کی عزت وآبرو رسول خداؐ کے نام نامی سے ہے |
| خاك يثرب از دو عالم خوش ترست | ای خنک شهری که آنجا دلبرست |
| یثرب (مدینہ منورہ) کی سرزمین دونوں جہانوں سے بہتر ہے | اس شہر کے کیا کہنے جہاں ہمارے محبوب (رسول خدا) رہتے ہیں |

(ص:۱۹-۲۱)

پیام مشرق میں عشق حضرت مصطفیٰ علیہ السلام کی کامرانیوں اور سعادتوں کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

| | |
|---|---|
| هر که عشق مصطفیٰؐ سامان اوست | بحر و بر در گوشه دامان اوست |
| کوئی بھی مسلمان (خاص یا عام) اگر رسول کریم کے عشق میں ڈوب جاتا ہے | تو سب خشکی اور تری اس کی آغوش میں آجاتے ہیں |
| سوز صدیقؓ و علیؓ از حق طلب | ذره عشق نبیؐ از حق طلب |
| اے مسلمان تو خدا سے سوز صدیق اکبر اور علی مرتضیٰ طلب کر | اور تھوڑا سا نبیؐ پاک کا عشق بھی خدا سے مانگ |
| ز انکه ملت را حیات از عشق اوست | برگ و ساز کائنات از عشق اوست |
| کیونکہ ملت اسلامیہ کی زندگی آپؐ کے عشق سے مشروط ہے | ساری کائنات کا ساز و سامان انہیؐ کے عشق سے ہے |

(ص:۲۰-۲۱)

رموز بیخودی میں وہ عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نئے پہلو کو پیش کرتے ہوئے دعوت غور وفکر دیتے ہیں:

| | |
|---|---|
| معنی حرفم کنی تحقیق اگر | بنگری با دیده صدیقؓ اگر |
| اگر تو میری بات کے معنی پر تحقیق کرنا چاہتا ہے (تو) اسے | حضرت ابوبکر صدیق کی نگاہ سے دیکھو |
| قوت قلب و جگر گردد نبیؐ | از خدا محبوب تر گردد نبیؐ |
| رسول کریمؐ مسلمانوں کے قلب وجگر کی قوت کا باعث ہوتے ہیں | (بلکہ) وہؐ اللہ تعالیٰ سے بھی محبوب تر ہو جاتے یں |

(ص:۱۰۱)

مولانا نے مثنوی کے دفتر اول میں پیر کی اہمیت، اس کی محبت اور عقیدت پر بہت زور دیا ہے، فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| سایۂ یزداں بود بندۂ خدا | مردہ ایں عالم و زندۂ خدا |
| خدا کا بندہ اللہ کا سایہ ہوتا ہے | وہ اس دنیا کا مردہ اور خدا کا زندہ ہوتا ہے |
| دامن او گیر زو تر بی گماں | تا رہی از آفت آخر زماں |
| اس کا دامن بغیر شک و شبہ کے جلد تھام لے | تاکہ آخرت کی مصیبت سے تو چھوٹ جائے |

(۱/۴۲۳-۴۲۴)

پھر فرماتے ہیں:

پیر را بگزیں کہ بی پیر ایں سفر — ہست بس پر آفت و خوف و خطر

پیر (کا توسل) اختیار کر، یہ سفر بغیر پیر کے — آفت اور خوف و خطر سے بھرپور ہے

(۲۹۴۵/۱)

گر نباشد سایہ پیر ای فضول — پس تراسر گشتہ دارد بانگ غول

اے فضول! اگر پیر کا سایہ نہ ہو — شیطان کی آواز تجھے بہت پریشان کرے گی

(۲۹۴۸/۱)

اسرار خودی میں علامہ بھی اپنے مرشد رومی کی طرح پیر کی اہمیت اور عقیدت پر بہت زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

کیمیا پیدا کن از مشتی گِلی — بوسہ زن بر آستان کاملی مشتِ

تو مٹھی بھر خاک سے کیمیا پیدا کر — پیر کامل کی دہلیز کا بوسہ لے

(ص:۱۸)

خود انہوں نے مولانا کو اپنا مرشد معنوی تسلیم کر کے مولانا سے جس محبت وعقیدت کا اظہار کیا ہے ان کے اشعار ان کی عقیدت و محبت کے گواہ ہیں تصوف میں خودی کے فلسفے کا اضافہ اگر چہ علامہ کی طرف منسوب ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان کا یہ فلسفہ نیٹشے (NIETZSCHE,F.W) سے ماخوذ ہے لیکن درحقیقت اس کا سر چشمہ بھی مولانا کی تعلیمات اور ان کی مثنوی ہے انہوں نے اس تخیل کو مولانا سے اخذ کیا ہے لیکن علامہ نے اس فلسفے کو ایک مستقل حیثیت دی اور فلسفہ خودی کے تمام بنیادی مضامین قرآن حکیم سے اخذ کر کے ان کو شاعرانہ آب و تاب کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔

علامہ نے ان کے علاوہ تصوف کے متعدد مسائل کو قرآن حکیم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں اپنے اشعار میں نئے اور دل کش انداز میں پیش کیا ہے وہ اس تصوف کے قائل ہیں جس کی بنیاد قرآن حکیم اور سنت رسولؐ پر ہے وہ ان صوفیائے خام کے مخالف ہیں جنہوں نے دین کے سرچشموں کو اپنی بدعات اور اختراعات سے گدلا کر دیا ہے۔

## علامہ کا مولانا کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت

مولانا کی عظمت وجلالت شان کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ آج بھی ان کے تذکرے سے عرب وعجم کی محفلیں گونجتی ہیں، ان کے نام اور ان کے کام کو آج بھی اہل نظر و صاحبان باطن سرمایہ تسکین دل و جان بنائے ہوئے ہیں ان کی ذات پر تاریخ اسلام کو ناز ہے۔

علامہ ان کو اپنے مرشد معنوی سے تعبیر کرتے ہیں، ان کا کوئی مجموعہ کلام ایسا نہیں کہ جس میں علامہ موصوف نے مختلف رنگ میں اپنی عقیدت کے پھول مولانا کی بارگاہ میں پیش نہ کئے ہوں ''زبور عجم'' میں اپنے آپ کو ان کا رمز شناس اور ادا شناس بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

مرا بنگر کہ در ہندوستاں دیگر نمی بینی — برہمن زادہ رمز آشنائے روم و تبریز است

مجھے دیکھ کہ تجھے پھر ہندوستان میں نظر نہیں آئے گا — ایسا برہمن زادہ جو مولانا رومی اور شمس تبریزی سے آشنا ہو

(ص:۴۰۵)

**بال جبریل میں فرماتے ہیں:**

صحبت پیر روم سے مجھ پر ہوا یہ راز فاش — لاکھ حکیم سر بجیب، ایک کلیم سر بکف
(ص:۳۹)

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے — وہی آب و گل ایراں، وہی تبریز ہے ساقی
(ص:۱۱)

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو — کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی
(ص:۵٦)

**پیام مشرق میں فرماتے ہیں:**

مرشد رومی حکیم پاک زاد — سر مرگ و زندگی بر ما کشاد
میرے علم و حکمت والے عالی نسب مرشد رومی نے — ہمیں زندگی اور موت کے راز سے آگاہ کیا
(ص:۲۰)

وہ اپنے مئے سخن کو پیر روم کی خم کی شراب بتاتے ہوئے کہتے ہیں:

بیا کہ من زخم پیر روم آوردم — مئی سخن کہ جواں تر زبادہ عنبی است
تو آ کر (سن) کہ میں مرشد رومی کی صراحی سے لایا ہوں — شعروں کی ایسی شراب جو انگور کی شرب سے زیادہ تیز ہے
(ص:۱٦۵)

ایک اور جگہ اپنی شاعری میں مولانا کے رہین منت ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

آمیز شی کجا گہر پاک او کجا — از تاک بادہ گیرم و در ساغر افکنم
ملاوٹ کہاں اور اسی کا پاک جوہر (حیات) کہاں — انگور کی بیل سے شراب لیکر اپنے ساغر میں ڈالتا ہوں
(ص:۲۱۲)

**ایک اور جگہ ضرب کلیم میں فرماتے ہیں:**

مقام ذکر کمالات رومی و عطار — مقام فکر مقالات بو علی سینا
(ص:۲۳)

**ارمغان حجاز (فارسی) میں فرماتے ہیں:**

زچشم مست رومی وام کردم — سرورے از مقام کبریائی
میں نے رومی کی مست آنکھوں سے قرض لی — مقام کبریائی کی مدہوشی اور سرور
(ص:۷۸)

اسی کتاب میں علامہ نہایت نیازمندانہ طور پر اس کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے جو کچھ فیض ہے وہ مولانا روم ہی کا ہے انہوں ہی نے مجھ کو عشق و مستی سے آشنا کیا ہے:

گرہ از کار ایں ناکارہ وا کرد — غبار رہ گزر را کیمیا کرد
میرے مرشد رومی کے کلام نے مجھ ناکارے کی مشکل کشائی کی — اس نے راستے کی گرد کو کیمیا بنا دیا

نے ان نے نواز پاک باز مرا با عشق و مستی آشنا کرد
اس عالی نسب بانسری نواز کی بانسری نے مجھے عشق و مستی سے آشنا کیا
(ص:۷۶)

وہ ہر جگہ اس کے معترف نظر آتے ہیں کہ مولانا ان کے مرشد معنوی ہیں اور انہوں نے مولانا ہی سے روحانی فیض حاصل کیا ہے اسرار خوری میں فرماتے ہیں:

باز بر خوانم ز فیض پیر روم دفتر سر بستہ اسرار علوم
میں پھر پیر روم کے فیض سے پڑھتا ہوں اس سر بستہ کتاب کو جس میں علوم کے راز ہیں
جان او از شعلہ ہا سرمایہ دار من فروغ یک نفس مثل شرار
رومی کی روح کا سرمایہ دلی سوز و گداز ہے جبکہ میری حیثیت چنگاری کی چمک کی مانند ہے
(ص:۸)

**جاوید نامے میں وہ مولانا کے اوصاف وخصائل کی مدح سرائی کرتے ہوئے یوں رطب اللسان ہیں:**

روح رومی پردہ ہا را بر درید از پس کُہ پارہء آمد پدید
روح رومی (آسمان کے) پردوں کو چاک کر کے پہاڑی کے پیچھے سے ظاہر ہوئی
بر لب او سر پنہان وجود بند ہائے حرف و صوت از خود کشود
اس کے لبوں پر وجود کے چھپے راز تھے انہوں نے آواز و الفاظ کی گرہیں خود سے کھولیں
حرف او آئینہ آویختہ علم با سوز دروں آمیختہ
ان کے الفاظ لٹکتے آئینے کی مانند تھے ان کا علم اندرونی سوز و گداز سے مخلوط تھا
(ص:۱۹)

اسی جاوید نامے میں علامہ اقبال نے پیر رومی کی رہبری میں عالم افلاک کی سیر کی ہے اسی روحانی سیر میں پیر رومی نے ان پر زندگی کے مختلف اسرار و رموز کی عقدہ کشائی کی ہے اور علامہ کے مختلف سوالات کے جواب دیئے ہیں جاوید نامے میں علامہ پر مولانا کے روحانی فیوض و برکات کا اثر سب سے زیادہ نمایاں نظر آتا ہے اسی میں پیر رومی ان سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ہر کجا رومی برد، آنجا برو یک دو دم از غیر او بیگانہ شو
تجھے رومی جہاں لے جائے چلا جا ایک دو لحظہ کے لیے رومی کے علاوہ ہر شئے سے بے نیاز ہو جا
(ص:۳۳)

# حواشی/حوالے

۱۔ قدوسی اعجاز الحق، اقبال کے محبوب صوفیہ (اقبال اکادمی پاکستان، نومبر ۱۹۷۷ء اس مضمون کے بیشتر محتویات اس کتاب سے ہیں)

۲۔ جامی، نور الدین عبدالرحمٰن، مترجم سید احمد علی چشتی، نفحات الانس، اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان) (لاہور: کشمیری بازار، ۱۹۷۷ء) ص ۴۵۳

۳۔ شفق، رضازادہ ڈاکٹر، تاریخ ادبیات ایران (تہران، ایران: مطبوعہ ۱۳۶۹ ہجری شمسی) ص ۲۹۲۔۲۹۳

۴۔ شفق، رضازادہ ڈاکٹر، تاریخ ادبیات ایران، ص ۲۹۲

۵۔ سید برھان الدین محقق ترمذ کے رہنے والے تھے ان کا مزار دارالفتح قیصریہ میں ہے نفحات الانس اردو ترجمہ ص ۴۸۸۔۴۸۹

۶۔ شبلی، علامہ نعمانی، سوانح مولانا روم (لاہور: مجلس ترقی ادب، س۔ن) ص ۱۸

۷۔ احمد اخلاقی، مناقب العارفین، مطبوعہ، ستارہ ہند، آگرہ، ص، ۵۵۔۵۶

۸۔ جامی، نور الدین عبدالرحمٰن، مترجم سید احمد علی چشتی، نفحات الانس، اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان) (لاہور: کشمیری بازار، ۱۹۷۷ء) ص ۴۶۲۔۴۶۳

(بابا کمال جندی: نے علوم باطنی کی تکمیل شیخ نجم الدین کبریٰ سے کی تھی ان کے ارشاد کی بنا پر ترکستان میں مولانا شمس الدین مفتی کے صاحبزادے جن کا نام احمد تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے شیخ کا خرقہ انہیں پہنچایا اور اپنے مرشد کے حکم کے مطابق ان سے تربیت حاصل کی)

۹۔ مولانا، جلال الدین محمد، مثنوی مولوی معنوی مترجم قاضی سجاد حسین (لاہور: الفیصل اُردو بازار، جلد نمبر ۱،) ص ۴۴

۱۰۔ نیکلسن، مثنوی معنوی، محقق عزیز اللہ کاسب (تہران، ایران: پبلشر نشر محمد، ۱۳۷۱ھ) ص ۱۰، شعر ۵

۱۱۔ شفق، رضازادہ ڈاکٹر، تاریخ ادبیات ایران، ص ۲۹۳۔۲۹۴

۱۲۔ ندوی، سید ابوالحسن علی مولانا، تاریخ دعوت و عزیمت، حصہ اوّل (کراچی: مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد، ۱۹۸۷ء) ص ۳۲۸۔۳۲۹

۱۳۔ شفق، رضازادہ ڈاکٹر، تاریخ ادبیات ایران، ص ۲۸۱

۱۴۔ تلمذ حسین قاضی، صاحب المثنوی (اعظم گڑھ، انڈیا: معارف پریس، ۱۹۶۷ء) ص ۲۵۲

(اسلام کے مشہور صوفی شاعر مولانا جلال الدین رومی کی محققانہ سوانح عمری)

۱۵۔ شبلی، نعمانی مولانا، سوانح مولانا روم، ص ۳۸۔۴۱

۱۶۔ گولپینارلی عبدالباقی، مولانا جلال الدین، مترجم ڈاکٹر توفیق سبحانی (تہران، ایران: موسسہ مطالعات وتحقیقات فرہنگی، ۱۳۶۳ھ ش، ص ۲۱۹
(گولپینارلی لکھتے ہیں کہ یہ شعر دیوان کبیر (کلیات شمس) میں نہیں ہے لیکن روایات کے مطابق مولانا کا ہے)

۱۷۔ ایم ایس ناز، حیات اقبال (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۷ء) ص ۳۱۰

۱۸۔ ایم ایس ناز، حیات اقبال، ص ۳۱۲

۱۹۔ ایم ایس ناز، حیات اقبال، ص ۳۱۳

۲۰۔ ایم ایس ناز، حیات اقبال، ص ۳۲۱

۲۱۔ مرزا محمد مقصود الحسن، صلو علیه و سلمو تسلیما (لاہور: مصطفیٰ فاؤنڈیشن، ۱۹۹۹ء) ص ۲۴۹

۲۲۔ مرزا محمد مقصود الحسن، صلو علیه و سلمو تسلیما، ص ۲۴۹

۲۳۔ آنسہ شمیم حیات، اقبال بڑا اپدیشک (لاہور: آئینہ ادب، ۱۹۷۷ء) ص ۵۲

۲۴۔ آنسہ شمیم حیات، اقبال بڑا اپدیشک، ص ۵۳

۲۵۔ آنسہ شمیم حیات، اقبال بڑا اپدیشک، ص ۵۴

۲۶۔ بحوالہ رسالہ 'فکر و نظر' (اسلام آباد: ۱۹۷۶ء) ص ۱۱۹

۲۷۔ محمد طاہر فاروقی، سیرت اقبال (لاہور: قومی کتب خانہ، ۱۹۶۶ء) ص ۹۹-۱۰۰

۲۸۔ چراغ حسن حسرت، اقبال نامہ (لاہور: تاج کمپنی، س۔ن) ص ۱۸

۲۹۔ ندوی، مولانا عبدالسلام، اقبال کامل (انڈیا: دارالمصنفین، اعظم گڑھ، ۱۹۴۸ء) ص ۶۸

۳۰۔ ندوی، مولانا عبدالسلام، اقبال کامل، ص ۹۵-۹۶

۳۱۔ وحیدالدین فقیر، سید، روزگار فقیر (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت ۱۹۸۷ء ج: ۱، ص: ۲۰-۲۱ اسی کتاب کے صفحہ ۶۶ میں ہے (علامہ اقبال نے کہا) مشہور جرمن شاعر گوئٹے کے متعلق ایک کتاب میں لکھا ہوا کہ جب اس نے جرمن زبان میں قرآن حکیم کا ترجمہ پڑھا تو اس نے اپنے دوستوں سے کہا کہ یہ کتاب پڑھتا ہوں تو روح میرے جسم میں کانپنے لگتی ہے۔

۳۲۔ وحیدالدین فقیر، سید، روزگار فقیر، ص ۸۰-۸۱

۳۳۔ وحیدالدین فقیر، سید، روزگار فقیر، ص ۱۷۹

۳۴۔ وحیدالدین فقیر، سید، روزگار فقیر، ص ۱۰۲

# باب دوم

## مولانا اور علامہ کے آثار کے علاوہ دیگر کتب کی تفصیل جو اس مقالہ کے کلیدی اجزاء ہیں

# مولانا کی مثنوی معنوی اور دیگر تصانیف

## مثنوی معنوی

شاعری اور تصوف کی مئے دوآتشہ کو جس نے سب سے پہلے ہم آہنگ کیا وہ حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر ہیں جنہوں نے رباعی کو اپنا موضوع بنا کر تصوف کے اسرار و نکات کو بڑے دلکش انداز میں پیش کیا انہوں نے فارسی رباعیات کا بیش بہا ذخیرہ چھوڑا ہے جو ان کے جذبات عشق کی آئینہ دار ہیں۔

ان کے بعد حکیم سنائی نے مثنوی کو موضوع سخن بنا کر تصوف کو عوام تک پہنچانے میں بڑی زبردست خدمت انجام دی ہے۔ ان کے بعد ایک اور آتش نوا صاحب دل شاعر نے اپنی شاعرانہ نواؤں سے قلوب کو گرما دیا یہ حضرت شیخ فریدالدین عطار تھے انہوں نے اپنی شاعری سے تصوف کی دولت کو عام کیا اور اپنے تخیل کی رفعتوں سے شاعری کی تمام اصناف سخن کو مالا مال کر دیا۔

لیکن آخر میں جس نے ساری فضا کو صوفیانہ جذبات سے معمور کر دیا وہ مولانا تھے عارف رومی کی مثنوی نے دلوں کو ایمان و ایقان کی ایک نئی حرارت بخشی مولانا کی مثنوی نے مولانا کے نام کو ثبت دوام بخشا مولانا نے مثنوی میں حکایات و قصص کے رنگ میں عرفان و حکمت کے وہ گوہر گراں مایہ جمع کئے ہیں جسکی مثال فارسی ادب میں نہیں ملتی مولانا نے عام طبائع کے افہام و تفہیم لئے مثنوی میں استدلال تمثیلی سے کام لیا ہے اور مثالوں اور تشبیہوں سے یہ کتاب بھری ہوئی ہے اس کے علاوہ مولانا نے حکایتوں کے ذریعہ اخلاقیات کی تعلیم دی ہے اسکے ماسوا اخلاق و سلوک کے مسائل کو جن میں اہل نظر میں اختلاف ہے ان مسائل کو مولانا نے فرضی مناظروں کے ذیل میں سمجھانے کی کوشش کی ہے مختصر یہ کہ مثنوی کا اصل مقصد شریعت کے اسرار اور طریقت و حقیقت کے مسائل کو بیان کرنا ہے اور مثنوی میں مولانا نے اس مقصد کو باحسن الوجوہ پورا کیا ہے اس امر میں کوئی شک نہیں کہ حکیم سنائی اور شیخ فریدالدین عطار کی روشن کی ہوئی شمع کی روشنی میں وہ آگے بڑھے ہیں جس کا خود مولانا نے بھی اعتراف کیا ہے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مثنوی مولانا کے فکر و نظر اور تصوف کے اسرار و رموز کا بہترین شاہکار ہے جو مقبولیت مولانا کی مثنوی کو حاصل ہوئی وہ دوسروں کا حصہ نہ بن سکی بقول صاحب مجمع الفصحاء کے کہ ایران میں جتنی چار کتابیں مقبول ہوئیں کوئی نہیں ہوئی شاہ نامہ، گلستان، مثنوی مولانا، دیوان حافظ ان چاروں کتابوں کا موازنہ کیا جائے تو مقبولیت کے لحاظ سے مثنوی کو ترجیح ہوگی۔

تذکروں میں ہے کہ مولانا کے مرید خاص حسام الدین چلپی نے آپ سے درخواست کی کہ ''منطق الطیر'' کے طرز پر ایک مثنوی لکھی جائے مولانا نے فرمایا کہ رات مجھ کو بھی اس کا خیال آیا تھا اور اسی وقت چند شعر کہے تھے، مطلع درج ذیل ہے:

بشنو از نے چون حکایت می کند    از جدائی ھا شکایت می کند
بانسری کی سن، کیا کہہ رہی ہے    جدائی کے بارے کیا شکایت کرتی ہے
مثنوی معنوی (۱/۱)

مولانا کی مثنوی چھ دفتروں پر مشتمل ہے جس میں چھبیس ہزار سے زیادہ اشعار بحر رمل میں ہیں مثنوی دفتر اول کی ابتداء مولانا نے کب کی، صحیح تاریخ معلوم نہیں خیال ہے کہ دفتر اول ۶۵۷ھ اور ۶۶۰ھ کے درمیان لکھا گیا۔

استاد عبدالحسین زرین کوب اپنی کتاب ''سرِّ نی'' جلداوّل، انتشارات علمی، تہران میں لکھتے ہیں:

مثنوی معنوی کے لکھنے کا آغاز تقریباً 658 ہجری قمری میں ہوا۔ جلد اوّل کی تکمیل کو چار سال لگے اور 662 ھجری قمری میں دوسری جلد کی ابتدا ہوئی جبکہ 672 ہجری قمری مولانا کی عمر کے اواخر تک مثنوی معنوی کی تکمیل ہوئی۔

## مثنوی کی خصوصیات

مثنوی معنوی گنجینہ معارف ہے مولانا نے قصہ و حکایات کے رنگ میں تصوف کے مضامین عالیہ کو بڑے دل نشین انداز میں پیش کیا ہے اور ان روایتوں اور حکایتوں سے بڑے اہم نتائج نکالے ہیں وہ ان روایات و حکایات میں اپنے استدلال کو قیاس تمثیلی سے مزین کرتے ہیں اور انہوں نے مثنوی میں بہت زیادہ تشبیہ و تمثیل سے کام لیا ہے اور اس کے ذریعہ سے مسائل کو فہم سے قریب تر کر دیا ہے۔

## مولانا کی تصوف میں بنیادی تعلیمات

مولانا کی مثنوی یوں تو افکار عالیہ اور تصوف کے رموز و نکات کا ایک گنجینہ ہے جس کی شرح و بیان اس مختصر سی کتاب میں ممکن نہیں لیکن ہم اختصار کے ساتھ تصوف کے ان بنیادی مسائل کا ذکر کریں گے جن پر مولانا نے بہت زیادہ زور دیا ہے اور جن سے علامہ نے اپنے اشعار میں مرشد معنوی سے اکتساب فیض کیا ہے۔

## عشق و عقل

سب سے پہلے عباسیوں کے دور میں مسلمان یونانی فلسفے اور علوم عقلیہ سے آشنا ہوئے اس نئے علم میں معاشرے کیلئے بڑی کشش تھی مذہبی عقائد کو عقل کی کسوٹی پر پرکھا جانے لگا عقل بے لگام کے اس پیدا کردہ فلسفے نے عقائد میں تذبذب ایمان میں خلل اور ذہنوں میں ایک خلفشار پیدا کر دیا کچھ لوگوں نے حواس خمسہ کو علم اور یقین کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھا، ان کا خیال تھا جس چیز کا حواس خمسہ سے ادراک نہ ہوا سے کھوٹا سکہ سمجھنا چاہیے یونانی فلسفے نے اسلامی عقائد و فکر کو بہت نقصان پہنچایا، اسلام نے اگرچہ اشیاء کی حقیقت پر غور کرنے کی انسانوں کو دعوت دی ہے وہ اپنی تعلیمات میں تعقل و تفکر کی بار بار دعوت دیتا ہے لیکن وہ عقل کو بے لگام نہیں چھوڑتا کیونکہ وہ عقل جو دینی وجدان سے محروم ہے امرت نہیں بلکہ زہر ہلاہل ہے۔

صوفیہ نے عقلیت کے اس طوفان کو عشق کی تعلیم سے روکنے کی کوشش کی انہوں نے عقلیت کے مقابلے میں عشق الٰہی پر زور دیا اور اس حقیقت کو واضح کیا کہ عشق ہی سے منزل مقصود کا پتا چل سکتا ہے وہ صوفیہ جنہوں نے عشق الٰہی کی تعلیم دی ان میں حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت معروف کرخیؒ اور حضرت امام غزالیؒ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان صوفیائے کرام نے اپنی تعلیمات اور عمل سے انسانوں پر اس حقیقت کو منکشف کیا، اس دور کے صوفی شعرا نے بھی عشق الٰہی کو اپنی شاعری کا موضوع بنا کر عشق و محبت الٰہی کے پیغام کو عام کیا انہوں نے اپنے نغموں سے عشق الٰہی کی گرمی سے قلوب کو گرمایا، ریب و تذبذب اور افکار کے بھٹکے ہوئے راہیوں کو یقین اور ایمان کی راہ دکھائی ان اہل دل شعراء میں سلطان ابوسعید

ابوالخیر، شیخ فرید الدین عطار، حضرت عبداللہ انصاری، حکیم سنائی اور مولانا جلال الدین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مولانا پر جب فلاسفہ و متکلمین اور اہل استدلال کی بے بضاعتی اور حقیقت ناشناسی کی حقیقت منکشف ہوگئی تو مولانا نے مثنوی میں حواس پرستوں اور ان کے وکیلوں پر سخت تنقید کی انہوں نے بتایا کہ حواس ظاہری کے علاوہ انسان کے حواس باطنی بھی ہیں جو حواس ظاہری کے مقابلے میں نہایت وسیع اور وقیع ہیں پھر انہوں نے عقل پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا کہ معارف کے بارے میں عقل کوتاہ و نارسا ہے، اگر محض عقل دینی حقائق و معارف کیلئے کافی ہوتی تو اہل منطق و استدلال ائمہ کلام سب سے بڑے عارف اور دین کے محرم اسرار ہوتے وہ اس عقل ایمانی کے قائل ہیں جو خود عقل کے لئے رہنما اور اس کیلئے چراغ راہ ہے ایسی عقل ایمانی دین کے شہر کی پاسبانی کا حکم رکھتی ہے وہ حکمت یونانی سے حکمت ایمانی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس کے بعد مولانا نے بے لگام عقل کے مقابلے میں عشق کا آوازہ بلند کیا اور عالم اسلامی میں ایک نئے شعور کو بیدار کیا اور عشق کی کرشمہ سازیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

از محبت تلخہا شیریں شود　　　از محبت مسہا زرّیں شود
محبت سے کڑوی چیزیں میٹھی ہو جاتی ہیں　　　محبت سے تانبے سونے بن جاتے ہیں
مثنوی معنوی (۱۵۲۹/۲)

پھر وہ جس عشق کی دعوت دے رہے ہیں اس کا تعلق اس عالم آب و گل سے نہیں وہ حی و قیوم کا عشق ہے وہ عشق حقیقی ہے جس کی تازگی اور آبیاری سدابہار پھولوں کی طرح ہے:

عشق بر مردہ نباشد پائیدار　　　عشق بر حیّ جاں افزای دار
مردے پر عشق پائیدار نہیں ہوتا ہے　　　زندۂ جاں بڑھانے والے سے عشق کر
مثنوی معنوی (۳۲۷۲/۵)

عشقِ زندہ در رواں و در بصر　　　ھردمی باشد ز غنچہ تازہ تر
زندہ کا عشق اس کی روح اور بصارت میں　　　ہر لحظہ غنچہ سے زیادہ تازہ رہتا ہے
مثنوی معنوی (۲۱۸/۱)

عشقِ آں زندہ گزیں کو باقیست　　　وز شراب جاں فزایت ساقیست
اس زندہ سے عشق کر جو ہمیشہ رہنے والا ہے　　　اور وہ جانفزا شراب سے تجھے سیراب کرنے والا ہے
مثنوی معنوی (۲۱۹/۱)

عشق آں بگزیں کہ جملہ انبیا　　　یافتند از عشق او کار و کیا
اس کا عشق اختیار کر کہ تمام نبیوں نے　　　اس کے عشق سے عز و شرف پایا
مثنوی معنوی (۲۲۰/۱)

وہ عشق کو روحانی امراض کا شافی بتاتے ہوئے افلاطون اور جالینوس قرار دیتے ہیں:

شاد باش ای عشق خوش سودای ما　　　ای طبیب جملہ علت ھای ما
خوش رہ ہمارے اچھے جنون والے عشق　　　اے ہماری تمام بیماریوں کے طبیب
مثنوی معنوی (۲۳/۱)

ای دوائی نخوت و ناموس ما ای تو افلاطون و جالینوس ما

اے ہمارے تکبر اور عزت طلبی کی دوا اے تو ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے

مثنوی معنوی (۱/۲۴)

## انسانیت

تصوف اسلامی میں انسانیت کا بلند مقام ہے شخصی سلطنتوں کے اثرات طبقاتی تفاوت اور پیہم مظالم نے ساری انسانیت کو دکھی بنا دیا تھا عام انسان زندگی سے بیزاری اور احساس کمتری کا شکار تھا لوگوں میں عام طور پر بے اعتمادی، نا امیدی، افسردگی اور شکستہ دلی پائی جاتی تھی مولانا نے اپنی شاعری سے لوگوں کو انسان کی عظمت اور اس کے مقام کا عرفان بخشا اور بتایا کہ قرآن مجید میں جا بجا انسان کو احسن التقویم کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا ہے انسان ایک گراں مایہ گوہر ہے اسی کے سر پر کرامت کا تاج رکھا گیا ہے انسان خلاصہ کائنات اور مجموعہ اوصاف عالم ہے انسان وہ کوزہ ہے جس میں دریا بند ہے اس کے مختصر سے وجود میں عالم پنہاں ہے اسی سے عالم کا رنگ و بو اور زندگی کی آبرو ہے یہی نہیں بلکہ وہ مظہر صفات الٰہی ہے اور ایک ایسا آئینہ ہے جس میں تجلیات کا عکس نظر آتا ہے مولانا نے مقام انسانیت کو بیان کر کے انسانوں کی عزت نفس کے شعور کو بیدار کیا ہے جس کو علامہ اقبال خودی سے تعبیر کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ مثنوی مولانا روم میں ہمیں اسلام کے بنیادی عقائد مثلاً وجود باری، بعثت انبیاء، معاد، جبر و اختیار، علت و معلول اور تصوف اسلامی کے تمام مسائل بڑے دلکش انداز میں ملتے ہیں مثنوی میں چونکہ تمام قرآنی تعلیمات کا عکس جمیل ہے اور رموز تصوف اسلامی کا گنجینہ ہے اس لئے کسی شاعر نے مبالغے سے کہا ہے؛

مثنوی مولوی معنوی هست قرآں درزبان پہلوی

مولوی معنوی (رومی) کی مثنوی پہلوی (فارسی) زبان میں قرآن ہے

ترکی کے محقق عبدالباقی گولپینارلی کی کتاب مولانا جلال الدین جسے ڈاکٹر توفیق سبحانی نے فارسی میں ترجمہ کیا اس میں مولانا کے آثار کی تفصیل کا یہاں اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے۔

### ۱۔ مثنوی

چھ دفاتر پر مشتمل ہے افلاکی کی رائے کے مطابق اس میں ۲۶۶۶۰ شعر تحریر ہیں۔

### ۲۔ دیوان کبیر (کلیات شمس)

ڈاکٹر بدیع الزمان فروزانفر کی تحقیق کے مطابق اس دیوان میں اشعار کی تعداد پچاس ہزار سے زیادہ ہے، اس کے خطی نسخہ کے مطابق غزلیات میں اشعار کی تعداد ۴۳۵۶۱ رباعیات کے اشعار کی تعداد ۳۸۳۶ بیان کی گئی ہیں علاوہ ازیں مزید رباعیات جو دستیاب ہوئیں ان کی تعداد ۱۷۵۳ اور اشعار کی تعداد ۳۵۰۶ بنتی ہے۔

مولانا کی غزلیں سوز و گداز علوئے معانی، نفاست و سلاست کی آئینہ دار ہیں اس کی غزلوں کا ہر شعر اثر و تاثیر میں ڈوبا ہوا ہے ہجر و عشق کی کیفیات کو جہاں انہوں نے شعر میں سمویا ہے شعر کو ایک نیا کیف اور تاثیر عطا کی ہے ان کی غزلوں کے

اشعار میں ان کیفیات کا مظہر ان کے مرشد حضرت شمس تبریز ہیں حضرت شمس تبریز کے ہجر و فراق نے ان کی غزلوں کو عجب گرمی اور تاثیر بخشی ہے عشق نے مولانا کی شاعری میں وہ درد و سوز عطا کیا ہے کہ جو ان اشعار کو پڑھتا ہے سر دھنتا ہے ان کی شاعری کا موضوع خاص شاہد حقیقی ہے انہوں نے غزلوں میں بھی تصوف کے نکات و رموز کو نہایت حسن اور دلکشی کے ساتھ پیش کیا ہے، ہم مولانا کی غزلوں کے دو شعر یہاں تبرکاً درج کرتے ہیں:

هزار بار پیاده طواف کعبه کنی　قبول حق نشود گر دلی بیازاری

تو ار ہزار بار بھی کعبہ کا پیادہ طواف کرے　خدا کے ہاں مقبول نہیں اگر کسی کا دل دکھایا ہو

دیوان شمس (۳۳۱۰۶/۶)

ز عرش و کرسی و لوح و قلم فزوں باشند　دل خراب که او را بهیچ نشماری

فلک الافلاک، تخت، لوح و قلم سے بڑھ کر ہے　وہ شکستہ دل جسے تو کسی شمار میں نہیں لاتا

دیوان شمس (۳۳۱۱۰/۶)

## ۳۔ مکتوبات

یہ مولانا کے خطوط کا مجموعہ ہے کچھ نسخوں میں اس کا نام کتاب الترسلی لالتوسل الی التفصل تحریر ہے یہ کتاب ڈاکٹر فریدون نافذ اوزلوق کی کوشش سے ۱۹۳۷ء میں استنبول (ترکی) میں شائع ہوئی اس میں ۱۴۷ مکتوبات ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض صدر شعبہ اقبالیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد نے کیا۔

## ۴۔ مجالس سبعہ

اس کتاب میں مولانا کی سات مجلسوں کے ملفوظات جمع کئے گئے اور یہ کتاب بھی ڈاکٹر نافذ اوزلوق کی ہمت سے ۱۹۳۷ء میں استنبول (ترکی) میں شائع ہوئی اس کے ترجمہ میں بہت سی اغلاط پائی گئیں۔

## ۵۔ فیہ مافیہ

یہ کتاب مولانا کے ملفوظات ہیں۔ ان کی مجلس میں خواص و عام، اہل علم و فضل اور اصحاب حال کے علاوہ امرائے سلطنت بھی ان کی مجالس میں باریابی اپنے لیے باعث افتخار سمجھتے تھے۔ ان امراء میں حاکم قونیہ شاہ رکن الدین قلیچ ارسلان (سلطان روم) کا حاجب اور مملکت کے سیاہ و سپید کا مالک معین الدین پروانہ کی شخصیت بہت نمایاں تھی۔ فیہ مافیہ میں اکثر ارشادات ایسے ہیں جن میں معین الدین پروانہ سے خطاب ہے یا اُن کے سوالات کے جواب ہیں۔ پروانہ کے علاوہ بھی دوسرے حاضرین مجلس سے بھی مولانا نے خطاب فرمایا لیکن ان حضرات کے نام نہیں لیے گئے۔ اس گراں قدر ملفوظات میں ایسے ایسے نکات شریعت، طریقت، معرفت بیان فرمائے ہیں کہ روح وجد میں آ جاتی ہے۔ فہرست مضامین سے واضح ہے کہ یہ کتاب چار سو سے زیادہ موضوعات کی حامل ہے۔ جگہ جگہ تفسیر آیات قرآنیہ دکھائی دیتی ہیں۔

تہران یونیورسٹی ایران کے استاد بدیع الزمان فروزانفر نے ۱۳۲۹ ہجری شمسی میں اس کتاب کے قلمی نسخہ کی تصحیح کی اور ۱۳۴۸ ہجری شمسی میں اس کی اشاعت ہوئی۔ اُردو مترجم مولانا شمس بریلوی۔ اشاعت اوّل ۱۹۹۶ء۔ کراچی

مندرجہ بالا آثار کے علاوہ کچھ تصنیفات مولانا سے منسوب ہیں جن کے نام تراش نامہ، عشق نامہ، رسالہ آفاق و انفس

، آفاق وانفس منثور، رسالہ عقاید درج ہیں۔

## مثنوی مولوی معنویؒ

اس مقالے کے بنیادی ماخذ مثنوی معنوی کا فصیح و بلیغ اردو ترجمہ مع مختصر حواشی زیر عنوان ''مثنوی مولوی معنوی'' قاضی سجاد حسین کرتپوری نے انجام دیا۔ اس کتاب کا دیباچہ ۹ ستمبر ۱۹۷۴ء کو مترجم کے قلم سے مکمل ہوا اور دیباچہ کے بعد جناب قمر سنبھلی نے قطعہ تاریخ لکھا جس کا مادہ تاریخ ۱۹۷۴ء ہے۔ قاضی صاحب ۱۳۲۸ھ میں کرت پور ضلع بجنور میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۴۷ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ مدرسہ عالیہ فتح پوری میں پہلے مدرس مقرر ہوئے پھر صدر مدرسین بنائے گئے۔ شیخ سعدی کی گلستان ''بوستان، کریما اور دیوان حافظ شیرازی، ما لابد منہ، گلزار دبستان، حمد باری اور پند نامہ وغیرہ فارسی درسی کتابوں پر آپ نے اردو میں مفید اور سہل حواشی لکھے اور ان کتابوں کو نہایت صحت و اہتمام کے ساتھ طبع کرایا ''سبعہ معلقہ'' کی ایک شرح بھی اردو میں انہوں نے ''توشیحات'' کے نام سے لکھی۔ حکومت ہند نے ان کی علمی خدمات کے اعتراف میں فارسی کا ایوارڈ دیا۔ اردو تحریر و تقریر دونوں پر انہیں قدرت حاصل تھی (۱) مثنوی کے شارح اور فاضل مترجم نے ۱۹۷۶ء میں ایران، ترکی، عراق، مصر اور چند عرب ممالک کا مطالعاتی دورہ بھی کیا۔

اسیر ادروی لکھتے ہیں:

> '' قاضی سجاد حسین بجنوری، دارالعلوم دیوبند کے فاضل، مدرسہ عالیہ فتح پوری میں صدر المدرسین تھے۔ دہلی میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ ترجمہ کا خاص ذوق تھا۔ فارسی زبان کے جید عالم تھے۔ فتاویٰ تارتار خانیہ کو ایڈیٹ کر کے پانچ جلدوں میں شائع کر دیا۔ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۹۰ء/ ۱۴۱۰ھ دہلی میں وفات پائی۔ (۲)

# علامہ اقبال کی تصانیف

## بانگ درا

بانگ درا علامہ اقبال مرحوم کی سب سے زیادہ مشہور کتاب بلکہ ان کی شہرت کا سنگ بنیاد ہے حقیقت یہ ہے کہ عوام میں اسی کی بدولت انہیں لازوال شہرت حاصل ہوئی جس میں دوسری کتابوں کی وجہ سے اضافہ ہوتا رہا اقبال کی غزلوں اور نظموں کا یہ دلکش مجموعہ ۱۹۲۴ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوا تھا۔ تو لوگوں نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس کی بدولت اقبال کا نام ہندوستان کے طول و عرض میں مشہور ہو گیا۔

اس کتاب کی مقبولیت یا ہر دلعزیزی کی وجوہ حسب ذیل ہیں:-

۱) یہ کتاب اردو زبان میں ہے اور دوسری کتابوں کے مقابلہ میں آسان ہے اگرچہ بجائے خود کافی مشکل ہے۔

۲) اس میں وہ غزلیں اور نظمیں شامل ہیں جو برسوں پہلے سارے ملک میں مشہور ہو چکی تھیں اور بعض غزلیں تو لاہور سے حیدرآباد (دکن) تک لوگوں کی زبان پر چڑھ چکی تھیں۔ مثلاً کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز ہیں۔

۳) اس میں وہ غزلیں اور نظمیں بھی ہیں جن سے وطن دوستی (نیشنلزم) کا رنگ ٹپکتا ہے۔

مثلاً ''سارے جہان سے اچھا ہندوستاں ہمارا'' اس لئے مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی ان کو بڑے شوق سے پڑھتے تھے۔

۴) اس میں وہ نظمیں بھی شامل ہیں جو علامہ نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسوں میں پڑھی تھیں اور ان کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہو چکی تھی۔

۵) اس میں وہ غزلیں بھی شامل ہیں جو داغ اور میر کے رنگ میں لکھی گئی ہیں اور گزشتہ صدی کے آغاز میں یہ رنگ قبول عام کی سند حاصل کر چکا تھا۔

۶) اس میں وہ نظمیں بھی شامل ہیں جس میں مرحوم نے غیر مذاہب کے بزرگوں مثلاً: گرونانک، شری رام چندر اور سوامی رام تیرتھ کی مدح کی ہے۔

۷) اس میں وہ غزلیں اور نظمیں بھی شامل ہیں جو بانگ درا کی اشاعت سے برسوں پہلے ہندوستان کے مختلف رسائل میں شامل ہیں جو بانگ درا کی اشاعت سے برسوں پہلے ہندوستان کے مختلف رسائل میں شائع ہو کر عوام اور خواص دونوں میں مقبول ہو چکی تھیں مثلاً اس کتاب کی پہلی نظم ''ہمالہ'' ۱۹۰۱ء میں مخزن میں شائع ہوئی تھیں۔

بانگ درا میں اقبال نے اپنی بعض غزلیں اور نظمیں شامل نہیں کی ہیں اور بعض غزلیں اور نظمیں ایسی ہیں جن میں سے بعض اشعار خارج کر دیئے گئے ہیں مثلاً نظم موسومہ ''نالہ یتیم'' جو انہوں نے ۱۸۹۹ء میں انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں پڑھی تھی اور ''ابر گہر بار'' جو فریاد امت کے نام سے الگ شائع ہوئی تھی اس مجموعہ میں شامل نہیں ہیں۔

بعض اشعار غزلوں میں حذف کر دیئے گئے کہ ان میں اقبال کو زبان کی خامیاں نظر آئیں۔

بانگ درا تین حصوں میں منقسم ہے پہلے حصہ میں وہ نظمیں اور غزلیں شامل ہیں جو انہوں نے ابتدائے شاعری سے ۱۹۰۵ء تک لکھیں۔

بانگ درا کے دوسرے حصے میں وہ نظمیں اور غزلیں شامل ہیں جو انہوں نے قیام یورپ (۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۸ء) کے دوران میں لکھیں ان کی تعداد نسبتاً کم ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یورپ جا کر ان کے خیالات میں ایسا انقلاب آیا کہ وہ شاعری سے دل برداشتہ ہو گئے تھے لیکن بعض دوستوں اور بزرگوں کے سمجھانے سے انہوں نے اپنی رائے میں تبدیلی پیدا کر لی اور دوبارہ شعر گوئی شروع کر دی۔

زمانہ قیام یورپ میں ان کی شاعری میں ایک خوش آئند مگر عظیم الشان انقلاب پیدا ہو گیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ وہاں انہوں نے مغربی تہذیب وسیاست کو بہت نزدیک سے دیکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان دونوں چیزوں کے مفاسد ان پر بخوبی آشکار ہو گئے بالفاظ دگران پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ نظریہ قومیت و وطنیت بنی آدم کے حق میں کبھی مفید نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی بنیاد تعصب اور تنگ نظری پر ہے دوسری بات یہ کہ مغربی تہذیب کا نتیجہ انسانوں کے حق میں تباہی کے سوا اور کچھ نہیں ہے کیونکہ اس کی بنیاد مادیت اور انکار خدا پر ہے۔

علاوہ بریں اس عرصہ میں انہوں نے اسلامی اصول اور اسلامی تاریخ کا بہت غور کے ساتھ مطالبہ کیا اس لئے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ دنیا کی نجات اسلامی اصول زندگی کی تبلیغ واشاعت ہی میں مضمر ہے اسی زمانہ میں ان کو اس حقیقت کا علم ہوا کہ وہ فارسی زبان میں بھی بڑی آسانی کے ساتھ شعر کہہ سکتے ہیں اس لئے انہوں نے فیصلہ کیا کہ آئندہ اپنے خیالات اسی زبان میں پیش کریں جو ہندوستان سے باہر دوسرے ملکوں مثلاً افغانستان، ترکستان، تاجکستان، ایران اور عراق میں بھی سمجھی جاتی ہے۔

جب انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ آئندہ اپنی شاعری کو اسلامی اصولوں کی تبلیغ کیلئے وقف کر دیں گے تو قدرتی طور پر ان کی شاعری میں ''قیام'' کا رنگ پیدا ہو گیا جو ۱۹۰۸ء تک ہر تصنیف اور ہر نظم میں نظر آتا ہے چنانچہ اس شعر میں اسی انقلاب کی طرف اشارہ ہے۔

یہ ہند کے فرقہ ساز اقبال آزری کر رہے ہیں گویا    بچا کے دامن بتوں سے اپنا غبار راہ حجاز ہو جا

بانگ درا (ص:۱۳۰)

جستجو جس گل کی تڑپاتی تھی اے بلبل مجھے    خوبی قسمت سے آخر مل گیا وہ گل مجھے

بانگ درا (ص:۱۲۰)

اقبال کے آئندہ کلام کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ ''وہ گل'' قرآن حکیم کا پیغام ہے جس کی اشاعت وہ آخر وقت تک کرتے رہے۔

اس دور میں یہ حقیقت ان پر منکشف ہو گئی تھی کہ زندگی سراسر حرکت عمل اور جدوجہد کا نام ہے چنانچہ چاند ستاروں سے کہتا ہے:

جنبش سے ہے زندگی جہاں کی    یہ رسم قدیم ہے یہاں کی

بانگ درا (ص:۱۱۹)

ابتدائی دور میں وہ ''راز حیات'' کے جویا نظر آتے ہیں لیکن اس دوسرے دور میں وہ اس کی حقیقت کو ان لفظوں میں

بیان کرتے ہیں۔

راز حیات پوچھ لے خضر خجستہ گام سے　　زندہ ہر ایک چیز ہے کوشش نا تمام سے

بانگ درا (ص: ۱۲۴)

اقبال نے اس دور میں ''میں اور تو'' کے عنوان سے ایک ''قیامت در بغل'' نظم لکھی تھی جس کا آخری شعر عاشقان رسولؐ کی نگاہ میں ''گنج شائیگاں'' سے زیادہ قیمتی ہے:

کرم اے شہ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظر کرم　　وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنہیں دماغ سکندری

بانگ درا (ص: ۲۵۳)

ناممکن ہے کہ کوئی مسلمان اس کو پڑھے اور اس پر مستی کا عالم طاری نہ ہو جائے۔

اس دور کی اکثر نظموں میں انہوں نے مسلمانان عالم کے قلبی جذبات کی ترجمانی کی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ علامہ مرحوم جب ۱۹۰۸ء میں یورپ سے واپس آئے تو اسی زمانہ سے دنیائے اسلام پر حوادث ارضی وسماوی کا نزول شروع ہو گیا۔

۱۹۰۸ء میں ایران میں زبردست سیاسی انقلاب برپا ہوا یعنی روس اور برطانیہ نے اس بدقسمت ملک کے اندرونی اور داخلی معاملات میں مداخلت شروع کر دی۔ ۱۹۰۹ء میں ترکوں نے سلطان عبدالحمید کو معزول کر دیا ۱۹۱۱ء میں اطالیہ نے بلاوجہ طرابلس پر حملہ کر کے اس ملک کو اپنے مظالم کا تختہ مشق بنالیا برطانیہ نے بھی بالواسطہ اس کارخیر میں اطالیہ کی مدد کی تھی ۱۹۱۲ء میں بلقانی ریاستوں نے برطانیہ کے ایما سے ترکوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ۱۹۱۳ء میں انگریزوں نے کانپور میں مچھلی بازار کی مشہور مسجد کے ایک حصہ کو محض اس لئے شہید کر دیا کہ مجوزہ شارع عام میں کجی پیدا نہ ہو انگریزوں کے اس انسانیت سوز اور ملت کش طرز عمل کے خلاف سارے ہندوستان میں آگ لگ گئی تھی اور اقبال پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ انگیریز کی ذہنیت یہ ہے کہ چاہے اسلامیان ہند کے قلوب پاش پاش ہو جائیں لیکن سڑک میں کوئی عیب پیدا نہ ہو۔

۱۹۱۵ء میں ترکی کی شریک جنگ ہوئی اور انگریزوں نے کمال عیاری سے کام لے کر عربوں کو ترکوں کے خلاف صف آراء کر کے مسلمانوں کے خون کو پانی سے بھی ارزاں کر دیا۔ ۱۹۱۹ء میں انگریزوں نے ترکی سلطنت کو ختم کرنے کی سازش مکمل کر لی چنانچہ ۱۹۲۱ء میں یونان کو خفیہ جنگی امداد دے کر ترکوں کے خلاف اعلان جنگ پر آمادہ کر دیا۔

تیسرے دور کی شاعری میں اقبال نے انگریزوں کی اسلامی دشمنی کے ان تمام شواہد کو صراحتاً یا کنایتاً اپنی نظموں میں بیان کر کے مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔

اگر عثمانیوں پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے　　کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

بانگ درا (ص: ۲۶۸)

اس دور کی نظموں کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو سکتی ہے کہ ۱۹۰۸ء کے بعد سے اقبال کے خیالات میں بہت وسعت، تخیلات میں بلندی، جذبات میں شدت اور احساسات میں ذکاوت پیدا ہو گئی تھی اور وہ شاعر کے مرتبہ سے بلند ہو کر پیغامبر بن گئے تھے چنانچہ خضر راہ میں ان کی پیغامی شاعری کا رنگ صاف نمایاں ہے۔

اب انہوں نے عشق کو اپنا مسلک بنالیا اور ان کی شاعری اسی مسلک کی تبلیغ واشاعت کے لئے وقف ہو گئی۔

یقین محکم عمل پیہم، محبت فاتح عالم　　جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

بانگ درا (ص: ۲۷۲)

ان کا زاویہ نگاہ آفاقی ہو گیا چنانچہ اب وہ یہ کہتے ہیں۔

چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا　مسلم ہیں ہم، وطن ہے سارا جہاں ہمارا

بانگ درا (ص:۱۵۹)

اب انہوں نے اپنی شاعرانہ قوتوں کو مسلمانوں کے دل میں ولولہ پیدا کرنے کیلئے وقف کر دیا چنانچہ خطاب بہ نوجوانان اسلام، مسلم، شعاع آفتاب، نوید صبح ان سب نظموں میں انہوں نے قوم کو امید اور یقین کا پیغام دیا ہے اور اطاعت اسلام کے جذبہ کو ابھارا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مسلمانوں کو تہذیب مغرب کے خطرات سے بھی آگاہ کیا ہے چنانچہ مسلمان اور تعلیم جدید اور مذہب میں انہوں نے اس فرض کو بڑی خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجادیا ہے۔

اس دور میں انہوں نے بعض ایسی نظمیں لکھیں جن کی بدولت اگر ایک طرف اردو ادب کا دامن جواہرات سے مالا مال ہو گیا تو دوسری طرف خود انہیں غیر فانی شہرت حاصل ہوگئی مثلاً شکوہ، جواب شکوہ، شمع اور شاعر، والدہ مرحومہ کی یاد میں، خضر راہ اور طلوع اسلام اردو ادب میں ان نظموں میں سے کسی کا جواب نہیں مل سکتا۔

چونکہ اسلام انسان کو تمام مذاہب کے بزرگوں کی عزت کرنا سکھاتا ہے اس لئے اسلامی تعلیمات کے شارح ہونے کے باوجود اقبال کی وسعت نظر اور کشادگی قلب کا وہی عالم رہا جو ۱۹۰۵ء سے پہلے تھے یہی وجہ ہے کہ اس دور میں بھی انہوں نے اگر ایک نظر حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں لکھی ہے تو دوسری نظم میں شری رام چندر کی سیرت کے بعض پہلوؤں کو سراہا ہے۔

اس حصہ میں بعض نظمیں ایسی ہیں جن میں انہوں نے بعض فارسی شعراء کے اشعار پر تضمین کی ہے جن سے ان کے مطالعہ کی وسعت کا پتہ چلتا ہے

چونکہ اس زمانہ میں انہوں نے اپنا فلسفہ خودی مدون کر کے اسرار خودی کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کر دیا تھا اس لئے ان کی بعض اردو نظموں میں بھی اس کے اشارات ملتے ہیں مثلاً ''انسان اور بزم قدرت''، ''عقل و دل''، ''ایک پرندہ اور جگنو''، ''کنار راوی اور طلوع اسلام'' میں فلسفہ خودی کے اکثر مسائل نہایت دلکش انداز میں نظم کئے ہیں۔

اس دور کی شاعری میں ان کی نظموں اور غزلوں کی زبان بہت منجھ گئی ہے اور فارسی ادبیات کے گہرے مطالبہ کی بدولت ان کو اپنے خیالات کے اظہار پر بے پناہ قدرت حاصل ہوگئی ہے جس کا ثبوت ارتقاء، شیکسپیئر، اسیری اور دوسری نظموں سے بآسانی مل سکتا ہے۔

اس دور کی غزلوں میں جوش اور سرمستی کا رنگ بہت نمایاں ہے۔

## بال جبریل

اردو زبان میں علامہ کے قلم سے چار کتابیں نکلی ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ان چاروں میں بال جبریل۔گل سرسبد ہے بال جبریل میں فلسفہ کم ہے شاعری زیادہ ہے:۔

بال جبریل کی ترکیب اس طرف رہنمائی کرتی ہے کہ اس کتاب میں بلند اور پاکیزہ مضامین قلمبند کئے گئے ہیں جو روحانی تسکین عطا کر سکتے ہیں بال جبریل کا مقصد اعلیٰ روحانی حقائق کا اثبات ہے۔

اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں شروع میں غزلیں ہیں جن میں سے پہلی پانچ غزلوں میں اقبال نے معشوق

حقیقی سے خطاب کیا ہے اس کے بعد ایک نظم ہے جو دراصل شکوہ ہے باری تعالیٰ کی جناب میں اور اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:۔

یا رب یہ جہان گذراں خوب ہے لیکن　　کیوں خوار ہیں مردان صفا کیش و ہنر مند

بال جبریل (ص:۲۰)

شکوہ کرتے کرتے شاعر کو احساس ہوتا ہے کہ اس کی سرحد گستاخی سے قریب ہوتی جاتی ہے اس لئے اس نے اس اثر آفریں شعر پہ سکوت اختیار کرلیا:

چپ رہ نہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبال　　کرتا کوئی اس بندہ گستاخ کا منہ بند !

بال جبریل (ص:۲۱)

اس شکوہ کے بعد ایک بلند پایہ نظم ہے اس کے بعد ۶۱ غزلیں ہیں ان کے بعد ۲۲ رباعیات ہیں دوسرے حصہ میں نظمیں ہیں ایک ساقی نامہ ہے جو شاعری اور حقائق نگاری کے امتزاج کا ایسا دلکش نمونہ ہے جسکی مثال اردو ادب میں بہت مشکل سے ملے گی اس کے علاوہ کچھ قطعات بھی ہیں جن میں حقائق و معارف بیان کئے گئے ہیں۔

## بال جبریل کی خصوصیات

یہ کتاب بانگ درا کے بعد علامہ کے اردو کلام کا دوسرا مجموعہ ہے جو اول الذکر کی اشاعت کے گیارہ سال بعد شائع ہوا بانگ درا سے پہلے بھی انہوں نے اسرار خودی ۱۹۱۴ء، رموز بیخودی ۱۹۱۵ء اور پیام مشرق ۱۹۲۲ء تینوں کتابیں فارسی میں لکھی تھیں اور اس کے بعد بھی انہوں نے زبور عجم ۱۹۲۷ء، جاوید نامہ ۱۹۳۲ء اور مسافر ۱۹۳۳ء یہ تینوں کتابیں فارسی ہی میں لکھیں اندریں حالات اردو داں طبقہ اپنی جگہ کچھ مایوس سا ہو چکا تھا اس لئے جب ۱۹۳۵ء میں بال جبریل شائع ہوئی تو ان لوگوں نے جو فارسی سے بے بہرہ تھے نہایت ذوق و شوق کے ساتھ اس کتاب کی پذیرائی کی اور چونکہ اقبال نے اس میں اپنی فارسی کتابوں کے اکثر بنیادی تصورات کو اردو زبان میں پیش کیا ہے اس لئے اردو داں طبقہ اقبال کی زندگی میں پہلی مرتبہ ان خیالات سے کسی قدر آشنا ہوا۔

بال جبریل اردو میں اقبال کی پہلی تصنیف ہے جسمیں انہوں نے خودی کے فلسفہ کو کسی حد تک واضح کیا ہے اس کے علاوہ انہوں نے دوسرے بنیادی تصورات مثلاً عشق، فقر، علم، خرد، حیات اور مومن کی بھی تشریح کی ہے یہ حقائق سب سے زیادہ جاید نامہ میں مذکور ہیں لیکن اس کی زبان فارسی اور طرز ادا فلسفیانہ ہے بال جبریل کی زبان اردو اور اسلوب بیان شاعرانہ ہے۔

بال جبریل کی بعض بہترین نظمیں افغانستان، سپین، انگلستان اور اٹلی کے دوران قیام میں لکھی گئی ہیں اگر مرحوم کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس منعقدہ لندن ۱۹۳۱ء کے سلسلہ میں یورپ کے سفر اور اسپین کی سیاحت کا موقع نہ ملتا تو شاید وہ مسجد قرطبہ پر ایسی اثر آفریں نظم نہیں لکھ سکتے تھے اسی طرح جو نظم انہوں نے حکیم سنائی کے مزار کی زیارت کے بعد لکھی وہ بھی اسی لئے کہ نادر شاہ کی دعوت پر انہیں افغانستان جانے کا موقع مل سکا۔

اس کتاب میں قدیم اور جدید طرز کی شاعری کا امتزاج پایا جاتا ہے اس میں تغزل اور تصوف بھی ہے اور فلسفیانہ اور سیاسی نظمیں بھی ہیں۔

اس کتاب کی غزلوں میں چونکہ اقبال نے کہیں کہیں جامی اور بیدل کا انداز بیان اختیار کیا ہے اس لئے لامحالہ وحدۃ الوجود کا رنگ پیدا ہو گیا ہے مثلاً:

تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو بھی فاش کر دیا　　میں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں

بال جبریل (ص:۵)

یہ ہے خلاصۂ علمِ قلندری کہ حیات خدنگ جستہ ہے لیکن کماں سے دور نہیں
بال جبریل (ص:۵۰)

تغزل کے لحاظ سے یہ کتاب اردو ادب میں بہت بلند مرتبہ رکھتی ہے بعض لوگ ۱۹۳۴ء تک علامہ کو اردو زبان کا بلند پایہ شاعر تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے لیکن جب ۱۹۳۵ء میں بال جبریل شائع ہوئی تو انہوں نے اپنی رائے تبدیل کر دی چند مثالیں:۔

نہ چھین لذتِ آہِ سحر گہی مجھ سے نہ کر نگہ سے تغافل کو التفات آمیز
بال جبریل (ص:۱۶)

عجب مزا ہے مجھے لذتِ خودی دے کر وہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے آپ میں نہ رہوں
بال جبریل (ص:۲۷)

علم میں بھی سرور ہے لیکن یہ وہ جنت ہے جس میں حور نہیں
بال جبریل (ص:۴۳)

نوائے صبحگاہی نے جگر خوں کر دیا میرا خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے وہ خطا کیا ہے؟
بال جبریل (ص:۵۶)

بال جبریل میں اقبال کا اسلوب یا انداز بیان بڑا دلکش ہے اور اس کی مقبولیت کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے چند مثالیں ذیل میں درج ہیں:۔

اگر کج رو ہیں انجم آسماں تیرا ہے یا میرا؟ مجھے فکر جہاں کیوں ہو، جہاں تیرا ہے یا میرا؟
بال جبریل (ص:۶)

مری جفا طلبی کو دعائیں دیتا ہے وہ دشت سادہ وہ تیرا جہان بے بنیاد
بال جبریل (ص:۸)

عشق کی تیغ جگر دار اڑا لی کس نے؟ علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی
بال جبریل (ص:۱۲)

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی
بال جبریل (ص:۱۴)

ولیکن بندگی استغفراللہ یہ دردِ سر نہیں دردِ جگر ہے
بال جبریل (ص:۸۸)

اس کتاب میں اقبال نے زندگی کے بعض اہم مسائل کو مرشد رومیؒ کے اشعار سے حل کیا ہے مثلاً اقبال سوال کرتے ہیں:

سرِّ دیں ادراک میں آتا نہیں کس طرح آئے قیامت کا یقین
بال جبریل (ص:۱۳۹)

مرشد رومیؒ جواب دیتے ہیں:۔

پس قیامت شو قیامت را بہ بین دیدن ہر چیز را شرط است این
بال جبریل (ص:۱۴۰)

اس کے علاوہ اقبال نے متعدد اشعار میں مرشد رومیؒ کی عظمت کا اعتراف کیا ہے اور اس کی تعلیمات سے استفادہ کی

تلقین کی ہے چند شعر درج ذیل ہیں:۔

نہ اٹھا پھر کوئی رومیؒ عجم کے لالہ زاروں سے　وہی آب و گل ایران، وہی تبریز سے ساقی
بال جبریل (ص:۱۱)

علاج آتش رومیؒ کے سوز میں ہے ترا　تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں
بال جبریل (ص:۲۸)

صحبت پیر روم سے مجھ پہ ہوا یہ راز فاش　لاکھ حکیم سر بجیب ایک کلیم سر بکف
بال جبریل (ص:۳۹)

نے مہرہ باقی نے مہرہ بازی　جیتا ہے رومی ہارا ہے رازی
بال جبریل (ص:۷۱)

اس کتاب میں اقبال نے متعدد اشعار اپنے متعلق لکھے ہیں جن کے مطالعہ سے ان کا مقام بآسانی معلوم ہوسکتا ہے چند اشعار ذیل میں درج ہیں:۔

مرا سبوچہ غنیمت ہے اس زمانہ میں　کہ خانقاہوں میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو
بال جبریل (ص:۱۳)

زیارت گاہ اہل عزم و ہمت ہے لحد میری　کہ خاک راہ کو میں نے بتایا راز الوندی
بال جبریل (ص:۱۴)

اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں　کبھی سوز و ساز رومی کبھی پیچ و تاب رازی
بال جبریل (ص:۱۷)

بڑا کریم ہے اقبال بے نوا لیکن　عطائے شعلہ شرر کے سوا کچھ اور نہیں
بال جبریل (ص:۴۷)

اس کتاب میں ایک شعر ایسا ہے جس میں اقبال نے قوم کو زبور عجم کے مطالعہ کا مشورہ دیا ہے اور اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان کی نگاہ میں اپنی اس تصنیف کی کیا قدر و قیمت تھی:

اگر ہو ذوق تو خلوت میں پڑھ زبور عجم　فغان نیم شبی بے نوائے راز نہیں
بال جبریل (ص:۳۹)

اس کتاب میں اقبال نے نہایت واضح طور پر سرمایہ داری (CAPITALISM) کی مذمت کی ہے میرا خیال ہے کہ اردو ادب میں اس اعتبار سے اس شعر کا جواب نہیں مل سکتا:

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی　اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو
بال جبریل (ص:۱۱۰)

اس کتاب میں علامہ نے جن غزلوں یا نظموں میں معشوق حقیقی سے خطاب کیا ہے وہ رفعت تخیل اور سوز و گداز دونوں کے اعتبار سے اردو زبان کیلئے سرمایہ افتخار ہیں اور ان کے مطالعہ سے اقبال کا اللہ کے ساتھ جو روحانی تعلق تھا وہ بالکل واضح ہوسکتا ہے۔

## ضرب کلیم

ضرب کلیم ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی اس میں شعریت کا یا تغزل کم ہے اور فلسفہ زیادہ ہے بعض نظمیں اس مجموعہ میں اس قدر بلند پایہ ہیں کہ ان کی سرحد الہام سے ملی ہوئی معلوم ہوتی ہے مختصر طور پر یوں سمجھ سکتے ہیں کہ ضرب کلیم چونکہ بہت پختہ عمر کا کلام ہے اس لئے قدرتی طور پر اس میں خیالات کی گہرائی اور پختگی نظر آتی ہے اور اس اعتبار سے کہ اس کتاب میں علامہ نے دنیا کے تمام مسائل پر اسلامی زاویہ نگاہ سے تنقید کی ہے، کم از کم اردو یا فارسی میں تو کوئی کتاب اسکے پایہ کی نہیں ہے۔

علامہ نے حسب ذیل عنوانات کے تحت اپنے افکار قلمبند کئے ہیں ''اسلام اور مسلمان''، ''تعلیم و تربیت''، ''عورت''، ''ادبیات فنون لطیفہ'' ''سیاسیات مشرق و مغرب'' اور'' محراب گل افغان کے افکار'' بالفاظ دیگر انہوں نے ان عنوانات کے تحت انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر شعبہ پر تنقید کی ہے اور ہر معاملہ میں اسلامی زاویہ نگاہ پیش کیا ہے۔

ضرب کلیم بقول علامہ مرحوم دور حاضر کے خلاف اعلان جنگ ہے دور حاضر علامہ کی خاص اصطلاح ہے اسکے لفظی معنی تو بالکل واضح ہیں یعنی موجودہ زمانہ یا وہ دور یا بیسویں صدی لیکن اس سے مراد ہے الحاد تشکیک اور بیدینی جو تہذیب مغرب کا ثمر نورس ہے جس نے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر شعبہ کو متاثر کر دیا ہے جس کی وجہ سے مسلمان اسلام اور قرآن دونوں سے بیگانہ ہو گئے ہیں تہذیب مغرب کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ خدا پرستی کی جگہ بت پرستی کو فروغ ہو رہا ہے:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے — جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے
بانگ درا (ص:۱۶۰)

علامہ نے اس مفہوم کو ظاہر کرنے کیلئے تہذیب مغرب، تہذیب حاضر اور عصر حاضر کی اصطلاحیں بھی استعمال کی ہیں چنانچہ بال جبریل میں لکھتے ہیں:۔

لبالب شیشہ تہذیب حاضر ہے مئے لا سے — مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانہ الا
بال جبریل (ص:۲۴)

مجھے تہذیب حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی — کہ ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں گرفتاری
بال جبریل (ص:۳۸)

یہ مطلب ہے ان دو شعروں کا۔

اقبال کا کمال فن یہ ہے کہ ان کے یہاں تفصیل بھی ہے اور اجمال بھی ہے یعنی جس بات کو وہ پوری کتاب میں کہتے ہیں اسی کو وہ دو شعروں میں بیان کر دیتے ہیں اور میری رائے میں انہوں نے یہ فن قرآن حکیم کی روح سے شدید ارتباط کی بدولت سیکھا۔

یہ ساری کتاب دور حاضر کے خلاف اعلان جنگ ہے انہوں نے مسلمانوں کو دور حاضر سے نبرد آزما ہونے کی ترغیب دی ہے اور کامیاب اور فتحمندی کا طریقہ بھی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے اور اس کو ایک مصرع میں بھی بیان کر دیا ہے کہ بت شکنی کے لئے ضرب کلیمی کی ضرورت ہے اور یہ طاقت خودی میں ڈوبنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اب ایک سوال باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خودی میں ڈوبنے کا مفہوم کیا ہے! اس معرکتہ الآرا شعر کو پھر پڑھ لیا جائے تو مناسب ہوگا:

ہزار چشمہ ترے سنگ راہ سے پھوٹے — خودی میں ڈوب کے ضرب کلیم پیدا کر
ضرب کلیم (ص:۱)

۱) کیا خودی کوئی دریا یا سمندر ہے؟
۲) کیا اس دریا میں ڈوب سکتے ہیں؟
۳) کیا یہ ڈوبنا حقیقی ہے یا مجازی؟

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ اقبال نے خودی کو واقعی بحر سے تشبیہ دی ہے ان کی نظر میں خودی بہت بڑی چیز ہے حتیٰ کہ ''خودی کی زد میں ہے ساری خدائی''

بال جبریل میں لکھتے ہیں:۔

خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں تو آبجو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں
بال جبریل (ص:۴۴)

دوسرے سوال کا جواب بھی اثبات میں ہے

خودی میں ڈوبتے ہیں پھر ابھر بھی آتے ہیں مگر یہ حوصلہء مرد ہیچ کارہ نہیں
بال جبریل (ص:۴۴)

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ ''ڈوبنا'' حقیقی نہیں مجازی ہے اقبال نے خودی کو بحر سے تشبیہ دی ہے اور وجہ شبہ دونوں میں یکساں ہے یعنی وسعت بے پایاں۔

اقبال نے یہ بھی لکھا ہے کہ بحر خودی میں ڈوب کر پھر ابھر سکتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن
بال جبریل (غزل نمبر:۷)

لیکن یہ خودی یا من میں ڈوبنا مجاز ہے حقیقت نہیں ہے ڈوبنے سے مراد ہے۔

ا) مطالعہ باطنی (INTROSPECTION)
ب) مراقبہ (MEDITATION)
ج) گیان دھیان (CONTEMPLATION)
د) معرفت نفس حاصل کرنا (SELF KNOWLEDGE)

من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے گویا اپنے رب کو پہچان لیا۔
(ابن حجر الھیثمی کے فتاویٰ (۱/۶۷۷) میں درج ہے کہ یحییٰ ابن معاذ الرازی الصوفی کا کلام ہے)

ہ) لفظ ناطقہ یا روح یا خودی کی مخفی قوتوں کو دریافت کرنا پھر ان کی صحیح خطوط پر تربیت کرنا اور ان قوتوں کو درجہ کمال تک پہنچانا۔

یہی ہے دراصل خودی میں ڈوبنے کا حقیقی مفہوم اب ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اقبال نے یہ تو کہہ دیا کہ خودی میں ڈوب جاؤ، لیکن اس ڈوبنے کا طریقہ نہیں بتایا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں نے علامہ کے کلام کا غور وفکر کے ساتھ مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ انہوں نے جاوید نامہ اور مثنوی ''پس چہ باید کرد'' میں اس سوال کا جواب بھی دے دیا ہے چنانچہ جاوید نامہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

گر نیابی صحبت مرد خبیر ازاب و جد آنچہ من دارم بگیر
اگر تجھے کسی باعلم کی صحبت میسر نہیں ہوتی تو مجھے جو کچھ میرے آباؤ اجداد سے ملا اسے حاصل کر
جاوید نامہ (ص:۲۰۷)

پیــــر رومـــــی را رفیـــق راہ ســـــاز　　تـــا خـــدا بـــخشـــد تـــرا ســـوز و گـــداز
پیر رومی کو اپنے سفر کا ساتھی چن لے　　تـــــو خـــــدا تـــــجھـــــے
جاوید نامہ (ص:۲۰۸)

یعنی خودی میں ڈوبنے کا طریقہ کسی مرد خبیر سے سیکھو اور اگر کسی مرد خبیر کی یعنی مرشد کامل کی صحبت میسر نہ آسکے تو پھر میرا مشورہ یہ ہے کہ مثنوی مولانا رومؒ کا مطالعہ کرو۔

اسلامی دنیا میں جس قدر نامور بزرگ گزرے ہیں یعنی ایسے لوگ جنھوں نے اپنے من میں ڈوب کر زندگی کا سراغ پایا ہے مثلاً حضرت صدیق اکبرؓ، مولانا رومیؒ، حضرت خواجہ اجمیریؒ، خواجہ بہاء الدین ملتانیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت مجدد دہلویؒ، حضرت سید احمد صاحب رائے بریلویؒ، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، حضرت حجۃ الاسلام مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ، حضرت مرشدی حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ، حضرت مرشدی شیخ الہندؒ، حضرت حکیم الامت مجدد تھانویؒ کثر اللہ تعالیٰ امثالہم ان سبھوں نے اپنے اپنے مرشدوں کی صحبت میں رہ کر یہ فن سیکھا اور ان بزرگوں کو محض صحبت مرشد کی بدولت یہ مرتبہ حاصل ہوا۔ باز آمدم برسر مطلب، اقبال نے اس شعر میں مسلمانوں کو اپنے اندر ضرب کلیم پیدا کرنے کی ترکیب بتا دی ہے۔

ہزار چشمہ ترے سنگ راہ سے پھوٹے　　خودی میں ڈوب کے ضرب کلیم پیدا کر
ضرب کلیم (ص:۱)

اب یہ مسلمانوں کا کام ہے کہ وہ اس کتاب کے مطالب پر غور کر کے مصنف مرحوم کے منشاء اور آرزو کی تکمیل کریں یا اس کی غزلوں کو قوالی اور ریڈیو کے رنگا رنگ پروگراموں کیلئے استعمال کریں۔

## ارمغان حجاز (اردو)

اس حصہ میں علامہ مرحوم کا وہ اردو کلام مندرج ہے جو انہوں نے ۱۹۳۵ء سے لے کر اپنی وفات سے کچھ دنوں پہلے تک موزوں کیا، اس حصہ میں کوئی غزل نہیں اور نہ کسی نظم میں رنگ تغزل پایا جاتا ہے کلام اقبال کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غزلوں کا دور ۱۸۹۴ء سے شروع ہو کر ۱۹۳۴ء میں ختم ہو گیا چنانچہ ضرب کلیم میں تغزل اور شعریت بہت کم ہے یہ انقلاب اس حقیقت پر دال ہے کہ زندگی کے آخری دور میں اقبال کی شاعری پر فلسفہ غالب آ گیا تھا۔

اس حصہ میں دو نظمیں فارسی زبان میں ہیں۔

مرحوم نے انہیں اردو حصہ میں اس لئے شامل کیا کہ ارمغان حصہ فارسی میں شامل نہیں ہو سکتی تھیں۔ اس کتاب کا اردو حصہ فقط پچاس صفحات پر مشتمل ہے اس حصہ کے اجزائے ترکیبی حسب ذیل ہیں:۔

ا) شروع میں آٹھ نظمیں ہیں اور ان نظموں میں چھ تمثیلیں ہیں اس لئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مرحوم چند سال اور زندہ رہ جاتے وہ ملٹن کی طرح خالص تمثیلی شاعری اختیار کر لیتے۔

ب) اس کے بعد تیرہ رباعیات ہیں جن میں سے بعض میں وحدۃ الوجود کا رنگ پایا جاتا ہے۔

ج) ان کے بعد ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض ہے اس میں سترہ نظمیں ہیں اور دو شعر ہیں۔

د) آخر میں تین متفرق نظمیں ہیں جن میں سے دو نظمیں دو اشخاص کے نام ہیں اور آخری نظم میں حضرت انسان کے

منصب اور مقام کو واضح کیا ہے۔

## علامہ کی شعری تصانیف

علامہ اقبال کی شعری تصانیف کی تعداد (۱۱) ہے جبکہ ان میں گیارھویں کتاب دو زبانوں فارسی اور اردو شاعری کی حامل ہے تفصیل درج ذیل ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ | اسرار خودی | ۱۹۱۵ء فارسی |
| ۲۔ | رموز بے خودی | ۱۹۱۸ء فارسی |
| ۳۔ | پیام مشرق | ۱۹۲۳ء فارسی |
| ۴۔ | بانگ درا | ۱۹۲۴ء اردو |
| ۵۔ | زبور عجم (مع گلشن راز جدید و بندگی نامہ) | ۱۹۲۷ء فارسی |
| ۶۔ | جاوید نامہ | ۱۹۳۲ء فارسی |
| ۷۔ | مثنوی مسافر | ۱۹۳۴ء فارسی |
| ۸۔ | بال جبریل | ۱۹۳۵ء اردو |
| ۹۔ | مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق | ۱۹۳۶ء فارسی |
| ۱۰۔ | ضرب کلیم | ۱۹۳۶ء اردو |
| ۱۱۔ | ارمغان حجاز | ۱۹۳۸ء (فارسی/اردو) |

## قرآن و مثنوی

قرآن و مثنوی فارسی زبان میں ایک ریفرنس اور رہنما کتاب میں جسے بہاء الدین خرمشاہی اور سیا مک مختاری نے مل کر تالیف کیا۔ اس کتاب میں دو ہزار سے زیادہ قرآنی آیات اور عبارات کی مثنوی معنوی کے اشعار پر تاثیر واضح کی گئی ہے۔ متن بہت سادہ زبان میں ہے۔ اس کتاب کی بنیاد مثنوی کے ہر چھ دفاتر کے ترتیب وار اشعار ہیں۔ ہر شعر کے ساتھ اس کی مناسب ترین قرآنی آیت کے علاوہ مزید تاثیر کرنے والی مناسب آیات اور متعلقہ سورتوں کے نام اور نمبر بھی دیئے گئے ہیں۔ سیا مک مختاری حافظ قرآن ہیں اور اس کے علاوہ مثنوی معنوی سالہا سال ان کے زیر مطالعہ رہی ہے۔

خرمشاہی بہاء الدین و مختاری سیا مک، قرآن و مثنوی دوسرا ایڈیشن ۱۳۸۲ھ ش، مطبع نشر قطرہ، تہران ایران

## اقبال اور قرآن

علامہ اقبال کی زندگی ہی میں ان کی کثیر الجہات شخصیت، نبوغ، افکار و دانش سے متعلق مختلف مجلّات اور مجالس میں ان کی فکری استعداد کے اعتراف میں تجلیلی اذکار کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا جو تحقیقی صورت میں جاری و ساری ہے۔ استقلال پاکستان کے ابتدائی تیس سالوں میں جن مذہبی محققین نے اقبال کی قرآن فہمی کے وصف پر کام کیا ان میں ایک معتبر نام ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان ہے جس نے ''اقبال اور قرآن'' کے عنوان سے ایک مستند کتاب تالیف کی جس کی پہلی

اشاعت ۱۹۷۷ء میں ہوئی۔ اس کتاب کا چھٹا ایڈیشن جو ۲۰۰۶ء میں شائع ہوا۔ اس مقالہ کے بنیادی ماخذات کے طور پر راقم کے زیر مطالعہ رہا ہے۔ مولف نے اس کتاب کے پہلے حصہ میں اقبال کی قرآن فہمی پر سیر حاصل محققانہ بحث کی ہے اور اس حصہ کو ''تبصرہ ذکریٰ'' کا عنوان دیا ہے۔ دوسرے حصے کا عنوان ''لکل عبدمنیب'' ہے جس میں اقبال کے فارسی اور اُردو کلام پر سبھی کتب کو ۱۹۱۵ء تا ۱۹۲۸ء کی اشاعتی ترتیب سے اور آخر میں تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ کے اس پہلو پر تحقیق کی گئی کہ اقبال نے کون کون سے شعر میں اور خطبات میں کس مقام پر قرآنی آیات کو تلمیح کے طور پر جگہ دی۔ حکومت پاکستان کی طرف سے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۸۱ء تک اقبالیات پر شائع ہونے والی کتابوں میں سے اسے بہترین کتاب انتخاب کرتے ہوئے پہلا قومی صدارتی اقبال ایوارڈ دیا گیا۔ اس کتاب کا تحریری اسلوب بالکل اُن کتابوں جیسا ہے جو مولانا روم کی قرآن فہمی اور مثنوی معنوی یا دیوانِ شمس پر قرآن کی تاثیر کے موضوع پر ایران میں لکھی گئیں۔

## تفہیم القرآن

قرآن مجید کے ترجمہ وتفسیر پر جب تک دنیا ہے کام ہوتا رہے گا اور ہماری زبان میں اب تک بہت کام ہو چکا ہے اس سے قبل فارسی میں حضرت شاہ ولی اللہ کا ترجمہ اور اُردو میں شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، مولانا محمود الحسن، مولانا اشرف علی صاحب اور حافظ فتح محمد جالندھری کے تراجم لفظی ترجمے کی تمام اغراض کو پورا کرتے ہیں لیکن مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے تفہیم القرآن میں لفظی ترجمے کا طریقہ چھوڑ کر آزاد ترجمانی کا اسلوب اختیار کیا۔ جس کی وجہ سے عبادت میں روانی، زور بیان، بلاغت زبان اور تاثیر کلام پیدا ہوگئی۔

قرآن مجید کے ارشادات کے پس منظر کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے یہ ترجمانی کا اسلوب پوری طرح نمایاں نہیں کرتا۔ اس لیے اس کے ہر سورت کے آغاز میں مناسب دیباچہ اور جہاں کہیں کہیں خاص آیت یا مجموعہ آیات کی کوئی اور اہمیت کی بیان کی ضرورت ہے تو اس کے لیے حواشی دے دیئے گئے ہیں۔

مولانا مودودی نے اس کتاب کے لکھنے کے آغاز فروری ۱۹۴۲ء میں کیا۔ پانچ سال کے عرصہ میں سورہ یوسف کے آخر تک ترجمانی اور تفہیم تیار ہوگئی اور یہ سلسلہ کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو اس وقت شروع ہوا جب مولانا مودودی کو پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کر کے سینٹرل جیل ملتان میں مقید کر دیا جہاں انہوں نے ۱۱ ستمبر، ۱۹۴۹ء تک اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

اس مقالہ میں سورتوں کے تعارف میں اسی کتاب سے بھی مدد لی گئی جبکہ آیات کے ترجمے کا ایک ایک لفظ تفہیم سے لیا گیا ہے۔

## قرآن ایک نظر میں

یہ کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے پہلے باب میں قرآنی سورتوں کا تعارف اور دوسرا حصہ قرآنی احصا سے متعلق ہے جس میں اسمائے قرآن کریم، منازل قرآن، پارے، سورتیں رکوعات وغیرہ آیات قرآن پارہ کے لحاظ سے سجدہ ہائے قرآن، اعراب، مدت نزول قرآن، کاتبین قرآن، تراجم قرآن، معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ یہ کتاب ڈاکٹر محمد میاں صدیقی کی تالیف ہے جو قرآن وحدیث کے معروف اسکالر ہیں۔ اس کتاب کے علاوہ حواشی قرآن حکیم، خلاصہ تفسیر، بیان القرآن

احکام زکوۃ وعشر اور تفسیر آیات الاحکام ان کی قابل ذکر کتب ہیں۔ مذکورہ کتاب طبع دوم ہے۔ جس کی اشاعت ۱۹۸۷ء میں ہوئی۔ ناشر مطبوعات حرمت مرکز G-8 اسلام آباد ہے۔

## قرآن شناخت

یہ کتاب قرآن حکیم سے آگاہی اور اس آسمانی کتاب کی معاشرے میں ثقافتی تاثیر کے متعلق بحث کرتی ہے۔ بہاء الدین خرمشاہی نے آج سے ۱۸ سال پہلے ۱۳۷۴ء ہجری شمسی میں پہلی بار اس کتاب کو زیور طبع پہنایا۔ جس نسخہ سے اس مقالہ میں استفادہ کیا گیا وہ چوتھا ایڈیشن ہے جو آج سے سولہ سال پہلے ۱۳۷۴ ہجری شمسی میں شائع ہوا۔ اس کتاب میں قرآن مجید سے متعلق مندرجہ ذیل عنوانات کے ذیل پر بحث کی گئی۔

قرآن وتاریخ، قرآن وجغرافیہ، قرآن وستارے، قرآن وفقہ، قرآن وکلام، قرآن وحدیث، قرآن وعرفان، قرآن و اخلاق، قرآن وادبی اور زبانی علوم، قرآن وفلسفہ قرآن وثقافت، قرآن واسلامی ہنر، وحی ونزول وجمع تدوین قرآن، علوم و فنون قرآن۔ قرآن کے متعلق ۱۰۱ اہم نقاط۔ آج کی زندگی میں قرآن کی تاثیر، قرآنی سورتوں کا تعارف اور اس مقالہ کے لیے اس کتاب میں موجود بعض سورتوں کے اصلی ناموں کے علاوہ دوسرے غیر رسمی ناموں کی فہرست سے، بہت سی سورتوں کے نام لیے گیے۔

خرمشاہی، بہاءالدین، قرآن شناخت، طرح نو، خیابان نوبخت، تہران ایران، اشاعت چہارم ۱۳۷۶ ہجری شمسی

## المعجم الاحصائی لالفاظِ القرآن الکریم

یہ کتاب قرآن کریم کے کلمات اور اعراب کی شماریاتی لغت ہے جو تقریباً ۲۰۰۰ صفحات اور تین جلدوں پر محیط ہے۔ اس کتاب میں قرآن کی ہر سورت کی آیات اور الفاظ کی تعداد، دوسرے ماخذات میں قرآن کی آیات اور کلمات کی تعداد، سورتوں کے نام اور تعداد کا مکی اور مدنی نسبت سے تجزیہ، سورت کے حساب سے مشتق اور غیر مشتق کلمات کی تعداد ان کے مادہ کے ابتدائی حرف کی بنیاد پر، ان سورتوں کی تعداد اور نام جن کی آیات کی تعداد کے بارے اتفاق رائے موجود ہے۔ ان سورتوں کی تعداد اور نام جن کی آیات کی تعداد کے بارے میں اتفاق رائے نہیں ہے۔ مکی سورتوں میں مدنی کلمات اور مدنی سورتوں میں مکی کلمات کی تعداد کی تقسیم بہ لحاظ الفبائی ترتیب اور اس جیسے اور بہت سے عنوانات پر کام کیا گیا ہے اس کتاب کی جلد ا صفحہ ۳۰۱ تا ۳۰۵ ایک جدول میں 10 مختلف لغات سے قرآن کریم کے الفاظ کا موازنہ دیا گیا ہے۔ جس تعداد پر زیادہ سے زیادہ اشتراک پایا گیا اسے اس مقالہ کے لیے انتخاب کیا گیا ہے اس لغت کے مولف نے بیس سال کی تحقیق کو تدوین کر کے ۱۹۹۰ء میں کتاب کی شکل میں محققین کے لیے شائع کیا۔ ایران میں اس موضوع پر شائع ہونے والی یہ پہلی کتاب ہے۔

## قرآن کریم کی سورتوں کا تعارف

اس مقالہ میں قرآن کریم کی مشمولہ سورتوں کے تعارف کے لیے بنیادی طور پر چار کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ تفہیم القرآن

۲۔ قرآن ایک نظر میں

۳۔ قرآن شناخت

۴۔ المعجم الاحصائی لالفاظ القرآن الکریم

بہت ساری معلومات جو ایک سے زیادہ کتب میں موجود تھیں ان کا باہم موازنہ کرنے کے بعد تعارف میں شامل کیا گیا۔ راقم نے کوشش کی ہے کہ سورتوں کا تعارف مختصر اور جامع ہو یہاں تک کہ تفہیم القرآن اور قرآن ایک نظر میں بعض سورتوں کا تعارف تو ۱۰ سے ۱۸ صفحات پر محیط ہے۔

سورتوں کی آیات اور الفاظ کی تعداد قرآن ایک نظر میں اور المعجم سے اور قرآن کی سورتوں کے اصلی ناموں کے علاوہ دیگر نام قرآن شناخت سے حاصل کیے گئے۔ تعارف میں فقط برجستہ نکات شامل کئے گئے ہیں۔

## غیر مشمولہ سورتیں

اس مقالہ میں قرآن کریم کی فقط ان سورتوں کو شامل کیا گیا جن سورتوں کی ایک یا ایک سے زیادہ آیات کو مشترکاً مولانا نے مثنوی معنوی اور علامہ اقبال کے اپنے اُردو کلام میں تلمیحاً استعمال کیا۔ قرآن کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ۳۹ سورتیں ایسی ہیں جن کو مندرجہ ذیل وجوہ کے سبب مقالہ میں شامل نہ کیا گیا:

۱۔ جن کی کسی بھی آیت کو دونوں نے استعمال نہ کیا۔

۲۔ جن کی کسی ایک یا زیادہ آیات کو مولانا کی مثنوی اور علامہ کے اُردو کلام میں راقم کو مناسبات مل نہ سکیں۔

۳۔ جن کی مشترک آیات مثنوی اور علامہ کے فارسی کلام یا مختلف خطبات میں تلمیحاً موجود ہیں لیکن اُردو کلام میں نہیں۔

۴۔ جن کی مشترک آیات علامہ کے اُردو کلام اور دیوان شمس میں ہیں لیکن مثنوی میں راقم کو مل نہ سکیں:

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ الحجر (۱۵) | ۲۔ سبا (۳۴) | ۳۔ ص (۳۸) |
| ۴۔ الدخان (۴۴) | ۵۔ الحجرات (۴۹) | ۶۔ الطور (۵۲) |
| ۷۔ القمر (۵۴) | ۸۔ الواقعه (۵۶) | ۹۔ الممتحنه (۶۰) |
| ۱۰۔ التحریم (۶۶) | ۱۱۔ الحاقه (۶۹) | ۱۲۔ المعارج (۷۰) |
| ۱۳۔ القیامه (۷۵) | ۱۴۔ المرسلات (۷۷) | ۱۵۔ النباء (۷۸) |
| ۱۶۔ النازعات (۷۹) | ۱۷۔ عبس (۸۰) | ۱۸۔ التکویر (۸۱) |
| ۱۹۔ الانفطار (۸۲) | ۲۰۔ المطففین (۸۳) | ۲۱۔ الانشقاق (۸۴) |
| ۲۲۔ البروج (۸۵) | ۲۳۔ الطارق (۸۶) | ۲۴۔ الغاشیه (۸۸) |
| ۲۵۔ اللیل (۹۲) | ۲۶۔ الضحیٰ (۹۳) | ۲۷۔ القدر (۹۷) |
| ۲۸۔ البینه (۹۸) | ۲۹۔ العادیات (۱۰۰) | ۳۰۔ القارعه (۱۰۱) |
| ۳۱۔ التکاثر (۱۰۲) | ۳۲۔ الفیل (۱۰۵) | ۳۳۔ قریش (۱۰۶) |
| ۳۴۔ الماعون (۱۰۷) | ۳۵۔ الکوثر (۱۰۸) | ۳۶۔ الکافرون (۱۰۹) |
| ۳۷۔ النصر (۱۱۰) | ۳۸۔ الفلق (۱۱۳) | ۳۹۔ الناس (۱۱۴) |

## حواشی/حوالے


۱۔ محبوب رضوی، سید، مرتب تاریخ دارالعلوم دیوبند، طابع و ناشر مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند، ہند طبع دوم ۱۹۹۳ء جلد دوم ص ۱۶۲

۲۔ اسیرادروی، کاروان رفتہ (تذکرہ مشاہیر ہند) (آندھراپردیش، انڈیا: دارالعلوم حیدر آباد، طبع اوّل، ۱۹۹۴ء) ص ۱۰۷

# باب سوم

# سورۂ اُلفَاتِحَة (۱)

# تا

# سورۂ الرُّوم (۳۰)

# تجزیاتی جائزہ

# سورہ الْفَاتِحَہ (۱)

قرآن کریم کی پہلی سورت ''الفاتحہ'' اور ''فاتحۃ الکتاب'' یعنی کسی مضمون یا کتاب کا افتتاح کرنے والی، علاوہ ازیں ''حمد، اُمّ القرآن، سبع المثانی'' (چونکہ سات آیات پر مشتمل ہے۔ نماز کی ہر رکعت میں لازماً پڑھی جاتی ہے۔ دوبار نزول ہوا ایک مرتبہ مکہ اور ایک بار مدینہ میں لیکن باضابطہ مکی کہلاتی ہے، ''کنز، اساس، مناجات، شفاء، دعا، کافیہ، وافیہ، رافیہ (تعویذ کرنے والی)'' اسی سورت کے نام ہیں۔) ترتیب تلاوت اور مضمون معنی سے مناسبت رکھتے ہیں، یہ سورت ایک دعا ہے بندے کی جانب سے اور قرآن اس کا جواب ہے خدا کی طرف سے، مصحف کی ترتیب یعنی ترتیب تلاوت کے اعتبار سے پہلی اور بہ ترتیب نزول پانچویں مگر سب سے پہلی مکمل سورت جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ ۷ آیات اور ۲۵ الفاظ پر مشتمل، اس کا موضوع توحید اور خدائے متعال کی شکرگزاری ہے۔

**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ oاَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ oاِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ oاِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ oصِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ o غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَo**

(مکمل سورت)

تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے، رحمان اور رحیم ہے روزِ جزا کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا، جو معتوب نہیں ہوئے، جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔

**مولانا روم:**

زانک خود ممدوح جز یک بیش نیست
اس لیے کہ خود ممدوح ایک کے علاوہ نہیں ہے

کیشها زین روی جز یک کیش نیست
اس اعتبار سے مذاہب بھی ایک کے علاوہ نہیں

دان کہ ہر مدحی بنور حق رود
سمجھ لے کہ ہر تعریف اللہ کے نور کی طرف جاتی ہے

بر صُور و اشخاص عاریت بود
صورتوں اور شخصوں کے لیے عارضی ہوتی ہے

(ص:۱۷۱)(۳/۲۱۲۵_۲۱۲۶)(ت ج ص:۳/۲۰۸)

زین بشارت مست شد دردش نماند
وہ اس خوشخبری سے مست ہوگیا اس کا درد نہ رہا

صد هزار الحمد بی لب او بخواند
لاکھوں الحمد آہستہ آہستہ پڑھیں

(ص:۶۲۲)(۶/۴۳۲۶)(ت ج ص:۶/۴۱۵)

گفت پیغمبر کہ ہر یک از یقین
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یقینی طور پر

داند او پاداش خود در یوم دین
قیامت کے دن کے اپنے بدلے کو جان لے گا

(ص:۱۶۴)(۲/۸۹۶)(ت ج ص:۲/۹۷)

چون شکار فقر گردی تو یقین
جب تو فقر کا شکار ہو جائے گا تو یقیناً

همچو کودك اشک باری یوم دین
قیامت کے دن بچے کی طرح آنسو بہائے گا

(ص:۵۶۱)(۶/۱۴۰۶)(ت ج ص:۶/۴۳۵)

زانک بر مرصاد حق و اندر کمین — می دهد پاداش پیش از یوم دین
اللہ تعالیٰ گذرگاہ پر کمین گاہ میں سے — قیامت کے دن سے پہلے بدلہ دے دیتا ہے
(ص:۶۲۵)(۶/۴۵۳۲)(ت ج ص:۶/۲۴۲)

بهر این مؤمن همی گوید زبیم — در نماز اِهدالصَّراط المُستقیم
اسی سبب سے مؤمن خوف سے کہتا ہے — نماز میں (اے خدا) سیدھے راستے کی رہنمائی کر
(ص:۹۹)(۱/۲۲۳۸)(ت ج ص:۱/۲۴۲)

از برای چارهٔ این خوفها — آمد اندر هر نمازی اِهدنا
انہی اندیشوں کے علاج کے لیے — ہر نماز میں ''اے اللہ ہماری رہنمائی فرما'' آیا ہے

کاین نمازم را میامیز ای خدا — با نماز ضالّین وَاهل ریا
کہ اے اللہ میری اس نماز کو نہ ملا — گمراہوں اور ریاکاروں کی نماز سے
(ص:۱۲۴)(۱/۳۳۹۳ـ۳۳۹۴)(ت ج ص:۱/۳۵۰)

یا غیاث المستغیثین اِهدنا — لاافتخار بالعلوم والغِنَیٰ
اے فریادیوں کے فریاد رس! ہم کو ہدایت دے — علوم اور مالداری پر کوئی فخر نہیں
(ص:۱۴۰)(۱/۳۹۰۲)(ت ج ص:۱/۳۹۴)

جذب یک راههٔ صراطِ المُستقیم — بِه زِ دو راه تَردّد ای کریم
سیدھے راستے کی ایک راہ کی کشش — اے کریم! دو راہے کے تذبذب سے بہتر ہے
(ص:۵۳۹)(۶/۲۰۴)(ت ج ص:۶/۳۳)

اِهدِنا گفتی صراطِ مُستَقیم — دست تو بگرفت و بُردَت تا نعیم
تو نے ''ہم کو سیدھا راستہ دکھا'' کہا — اس نے تیرا ہاتھ پکڑا اور جنت میں لے گیا
(ص:۴۱۲)(۴/۳۴۲۲)(ت ج ص:۴/۳۲۵)

چونک حیران گشتی و گیج و فنا — با زبان حال گفتی اِهْدِنا
جب کہ تو حیران و بدحواس و فنا ہوگا — زبان حال سے ''ہمیں ہدایت دے'' کہے گا
(ص:۴۲۳)(۴/۳۷۵۲)(ت ج ص:۴/۳۵۴)

همچنانک ایّاك نَعبُد در حَنین — در بلا از غیر تو لانستعین
جس طرح کہ ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں'' رونے میں — مصیبت میں تیرے علاوہ غیر سے ''ہم مدد نہیں چاہتے ہیں''

هست این اَیّاك نَعبُد حصر را — در لغت و آن از پَی نَفیِ ریا
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یہ حصر کے لیے ہے — عربی میں سمجھ لے، ریا کی 'نفی' کے لیے ہے

هست اَیّاك نستعین هم بهر حَصر — حصر کرده استعانت را و قَصر
''تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں'' حصر کے لیے ہے — جس سے مدد مانگنے کو اللہ کی ذات کے ساتھ، محصور اور مخصوص کر دیا ہے

کہ عبادت مر ترا آریم و بس — طمع یاری هم ز تو داریم و بس

کہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور بس — مدد کی امید بھی تجھی سے رکھتے ہیں اور بس

(ص:۳۹۹)(۴/ ۲۹۳۰/۲۹۳۳)(ت ج ص:۴/۲۸۰)

## اقبالؔ:

اے خدا! شکوۂ ارباب وفا بھی سن لے — خوگر حمد سے تھوڑا سا گِلا بھی سن لے

(بانگ درا:ص:۱۶۳)

وہ دانائے سبلؐ، ختم الرسلؐ، مولائے کلؐ جس نے — غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر — وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طاہا!

(بال جبریل:ص:۲۵)

مولانا نے سورت کی ساتوں آیات کو مثنوی کے پانچویں دفتر کے علاوہ دوسرے پانچ دفاتر میں سترہ مختلف اشعار میں مختلف آیات کو تلمیح کے طور پر بڑے واضح انداز میں ہر مسلمان کی دلی دعا کے طور پر استفادہ کیا ہے۔ جبکہ علامہ نے تو گویا کوزہ میں دریا بند کر دیا اور اپنی مشہور زمانہ نظم شکوہ میں مسلمان کو خوگر حمد کہہ کر مخاطب کیا ہے۔

اقبال نے پہلے شعر میں مسلمان کو ''خوگر حمد'' کہہ کر خطاب کیا۔ کیونکہ مسلمان اپنی نماز پنجگانہ میں ہر رکعت میں اس سورت کی تلاوت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پوری صورت کا خوگر ہو چکا ہے۔ سورت کے تعارف میں بہت واضح بتایا گیا کہ ''حمد'' سورہ الفاتحہ ہی کا نام ہے بس شعر کے دوسرے مصرع میں لفظ حمد سے مراد مکمل سورت ہے۔

دوسرے اور تیسرے شعر میں اشارہ ہے سورہ الفاتحہ کی آیت نمبر ۱۵ **اھدنا الصراط المستقیم**: (اے اللہ) ہم کو سیدھی راہ چلا۔ مسلمانوں کو سیدھی راہ پر قائم کرنے والی ہادی عالم پیغامبر رحمت محمد ﷺ ہی ہیں۔ یہ انہی کی تعلیمات کا نتیجہ ہے کہ مسلمان پنجگانہ نماز میں سورہ الفاتحہ کی تلاوت کرتے ہیں۔

# سورہ الْبَقَرَة (۲)

بقرہ کے معنی (گائے) اور یہ بنی اسرائیل کی گائے کی طرف اشارہ ہے۔فسطاط القرآن (قرآنی حجاب؟) سنام القرآن (مرکز قرآن؟) اسی سورت کے نام ہیں جب کہ اسے اور اس کے بعد والی سورت (آل عمران) دونوں کے مجموعہ کو ۔زہراوان* بھی کہا جاتا ہے۔ترتیب تلاوت دوسری، ترتیب نزول ۸۷ ویں، ۲۸۶ آیات اور ۶۱۲۱ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔قرآن کریم کی سب سے بڑی سورت ہے رکوعات کی تعداد چالیس (۴۰) ہے۔اس سورت کی آیت ۲۸۲ قرآن مجید کی طویل ترین آیت ہے جسے آیت دَین (قرض) / تداین (ایک دوسرے کو قرض دینا) / مداینہ (قرضے کا لین دین اور قرض خواہ اور مقروض میں نسبت) کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔اس سورت میں ایک سوتیس (۱۳۰) فقہی احکام آئے ہیں، آیت الکرسی اسی سورت کی ۲۵۵ ویں آیت ہے۔قرآن کی اُن ۲۹ سورتوں میں سے ہے جو حروف مقطعہ (= الم: الف، لام، میم) سے شروع ہوتی ہے۔توحید، انسان کی تخلیق اور اس سے متعلق خدا اور فرشتوں کے مابین گفتگو ، روزے کے احکام ، اعتکاف ، وصیت ، یتیموں اور دوسرے افراد کے اموال کا غلط تصرف ، اس سورت کے بہت سے مضامین میں سے چند ہیں۔

سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کو احادیث میں ''زہراوان / زہراوین'' بھی کہا گیا ہے۔یعنی دو روشن سورتیں۔سورتیں تو قرآن کی ساری ہی روشن ہیں لیکن خصوصیت سے ان دو سورتوں کو روشن کہنے کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں سورتوں کے انوار و تجلیات ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔(قرآن ایک نظر میں) (میاں محمد صدیقی)

**الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ o　(آیت:۳)**

جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

## مولانا روم:

یؤمنون بالغیب می باید مرا　زان ببستم روزنِ فانی سرا

(اللہ نے فرمایا) ہمیں غیب پر ایمان لانے والے درکار ہیں۔　اس لیے میں نے دنیا کے سوراخ بند کر دیئے ہیں

(ص:۱۳۲)(۳۶۳۰/۱)

## اقبال:

خوگر پیکر محسوس تھی انساں کی نظر　ماننا پھر کوئی اَن دیکھے خدا کو کیونکر؟

(بانگ درا:ص:۱۶۴)(ت ج ص:۳۷۰/۱)

**يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَo　(آیت:۹)**

وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں، مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انھیں اس کا شعور نہیں ہے۔

**مولانا رومؒ:**

همچو شه نادان و غافل بُد وزیر پنجه می زد با قدیم ناگزیر
وزیر بادشاہ کی طرح نادان اور غافل تھا جو واجب الوجود اور قدیم سے پنجہ لڑاتا تھا
(ص:۴۷)(۱/۵۲۱)(ت ج ص:۱/۸۳)

آن مُرایی در صِیام و در صَلاست تا گمان آید که او مستِ وَلاست
اس کی نماز اور روزے میں ایسی ریاکاری ہے تاکہ گمان ہو جائے کہ وہ دوستی میں مست ہے
(ص:۱۰۶)(۱/۲۶۳۳)(ت ج ص:۱/۲۷۹)

**اقبالؒ:**

بیچتا ہے ہاشمی ناموس دین مصطفیٰ خاک و خون میں مل رہا ہے ترکمانِ سخت کوش
(بانگ درا:ص:۲۵۷)

حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم نگاہی سے جوانانِ تتاری کس قدر صاحب نظر نکلے!
(بانگ درا:ص:۲۷۲)

ہاشمی اور پیرحرم دونوں تلمیحات ایک ہی شخص کی طرف اشارہ ہے اور وہ تھا کعبہ کا متولی شریف حسین جس نے مسلمان ہوتے ہوئے بھی ۱۹۱۶ء میں انگریزوں کے ساتھ دوستی کر کے ترکوں کی تباہی میں شریک ہوا اور ترک ایمان والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کی۔ دیکھا جائے تو یہ عمل اس کی اپنی رسوائی کا باعث ہوا۔ جس کا شاید اس کو شعور نہ تھا۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ o
(آیت:۱۴)

جب یہ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں، اور جب علیحدگی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ اصل میں تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے محض مذاق کر رہے ہیں۔

**مولانا رومؒ:**

کرد باوی شاه آن کاری که گفت خلق حیران مانده زان مکرِ نهفت
بادشاہ نے اُس کے ساتھ وہی کام کیا جو اُس نے کہا اور اُس چھپے ہوئے بھید سے لوگ بے خبر رہے

رانـد او را جانـب نصرانیان کرد در دعوت شروع او بعد از آن
اُس کو عیسائیوں کی جانب بھگا دیا اُس کے بعد اُس نے تبلیغ کا کام شروع کردیا
(ص:۳۸)(۱/۳۶۱۔۳۶۲)(ت ج ص:۱/۶۷)

**اقبالؒ:**

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر
(اُرمغان حجاز (اُردو):ص:۷)

ابلیس کی مجلس شوریٰ میں پہلے شیطان کا کہنا ہے کہ ہم (آدم) اہل ایمان خود شناس وخودنگر اشخاص کے پاس جا کر انہیں جمہوریت کا لبادہ اوڑھا دیتے ہیں اور ان کو عرفان حق کے فوائد سے محروم کر دیتے ہیں۔اور تنہائی میں جب اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو انہیں کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

**اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالۡھُدٰی فَمَا رَبِحَتۡ تِّجَارَتُھُمۡ وَ مَا کَانُوۡا مُھۡتَدِیۡنَo (آیت ۱۶)**

یہ وُہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے، مگر یہ سودا ان کے لیے نفع بخش نہیں ہے اور یہ ہرگز صحیح راستے پر نہیں ہیں۔

## مولانا روم:

جز پشیمانی نباشد رَیعِ او  جز خسارت بیش نارد بَیعِ او

اس کا محصول ندامت کے سوا کچھ نہیں  اس کی فروخت کا حاصل (بھی) نقصان کے سوا کچھ نہیں

(ص:۴۴)(۱/۴۹۰)(ت ج ص:۱/۸۰)

خیز بلقیسا کہ بازاریست تیز  زین خسیسانِ کسادافکن گریز

اے بلقیس اُٹھ (ہوش کر) کیونکہ بازار تیزی پر ہے  مندا پھیلانے والے کنجوسوں سے بھاگ

(ص:۳۵۸)(۴/۱۰۹۵)(ت ج ص:۴/۱۱۳)

مولانا کے اس شعر کا مفہوم اس سے پہلے شعر کے ساتھ جڑا ہوا ہے مولانا کا کہنا ہے کہ ذوق طبع، آسان اور موافق چیزیں اختیار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے آسان کام ابتدا میں آسان ہے لیکن انجام کے اعتبار سے مشکل ہے۔روح اور عقل جس کام کو آسان سمجھے وہ عین دین ہے۔دوسرے شعر میں حضرت سلیمان کی طرف سے بلقیس کو دعوت دین دی گئی کہ اس ٹولے سے بچ اور اس سے قبل کہ موت آجائے۔ان لوگوں سے بھاگ۔

## اقبالؔ:

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت  ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

(اُرمغانِ حجاز (اُردو): ص:۱۶)

(تلمیح ہمیشہ مختصراً بیان کی جاتی ہے)

شعر کے پہلے مصرعے میں بہت واضح بیان کیا گیا ہے کہ آزادی کے بدلے (دیں) ہدایت ہاتھ سے دیکر گھاٹے کا سودا کیا۔مولانا نے بھی لفظ خسارت پر اکتفا کیا ہے۔

**هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ثُمَّ اسۡتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰھُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَ ھُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌo (آیت ۲۹)**

وہی تو ہے، جس نے تمہارے لیے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں، پھر اُوپر کی طرف توجہ فرمائی اور سات آسمان استوار کیے۔اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

**مولانا رومؒ:**

همچنین کسب و دم ودام و جماع آن موالید ست حق را مُستطاع

اسی طرح کمائی اور تدبیر اور جال اور ہمبستری وہ سب کام اللہ کے پیدا کردہ اور مقدور ہیں

(ص:۸۷)(۱/۱۶۶۹)(ت ج ص:۱/۸۹)

**اقبالؒ:**

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں! ذرا دانہ تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تو

(بانگ درا:ص:۱۹۲)

طبیبِ عشق نے دیکھا مجھے تو فرمایا ترا مرض ہے فقط آرزو کی بے نیشی!

(بال جبریل:ص:۳۰)

نہ تُو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے جہاں ہے تیرے لیئے تو نہیں جہاں کے لیے

(بال جبریل:ص:۴۹)

تو مردِ میداں، تو میرِ لشکر نوری حضوری تیرے سپاہی!

(بال جبریل:ص:۵۳)

فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک رکھتی ہے مگر طاقتِ پرواز مری خاک!

(بال جبریل:ص:۶۹)

تو زندگی ہے، پایندگی ہے باقی ہے جو کچھ سب خاک بازی!

(بال جبریل:ص:۷۲)

مکانی ہوں کہ آزادِ مکاں ہوں؟ جہاں میں ہوں کہ خود سارا جہاں ہوں؟

(بال جبریل:ص:۸۱)

عقل کی منزل ہے وہ، عشق کا حاصل ہے وہ حلقۂ آفاق میں گرمی محفل ہے وہ

(بال جبریل:ص:۹۸)

مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے مومن کا مقام ہر کہیں ہے

(بال جبریل:ص:۱۰۳)

یہ ایک بات کہ آدم ہے صاحبِ مقصود ہزار گونہ فروغ و ہزار گونہ فراغ!

(بال جبریل:ص:۱۱۶)

تری آگ اس خاک داں سے نہیں جہاں تجھ سے ہے، تو جہاں سے نہیں
بڑھے جا یہ کوہِ گراں توڑ کر طلسمِ زمان و مکاں توڑ کر!
خودی شیر مولا، جہاں اس کا صید! زمیں اس کی صید، آسمان اس کا صید!

(بال جبریل:ص:۱۲۸)

خودی کا سرِ نہاں، لاالٰہ الااللّٰہ خودی ہے تیغ، فساں، لاالٰہ الااللّٰہ
(ضربِ کلیم: ص:۱۵)

مقام ذکر کمالاتِ رومی و عطّار مقامِ فکر مقالاتِ بوعلی سینا!
مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں مقامِ ذکر ہے سُبحانَ رَبِّیَ الْاَعلیٰ
(ضربِ کلیم: ص:۲۳)

جس بندۂ حق بیں کی خودی ہوگئی بیدار شمشیر کی مانند ہے برّندہ و برّاق!
(ضربِ کلیم: ص:۷۴)

اگر مقصودِ کُل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے؟ مرے ہنگامہ ہائے نو بہ نو کی انتہا کیا ہے؟
(اُرمغانِ حجاز (اُردو): ص:۵۰)

وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ o (آیت:۳۰)

جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ ''میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔'' انہوں نے عرض کیا:
''کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں، جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کرے گا؟ آپ کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کے لیے تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں۔'' فرمایا: ''میں جانتا ہوں، جو کچھ تم نہیں جانتے۔''

## مولانا رومؒ:

مشورت می رفت در ایجاد خلق جانشان در بحر قدرت تا بحَلق
مخلوق کے پیدا کرنے میں مشورہ ہو رہا تھا ان کی روح گلے تک قدرت کے سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی
چون ملایک مانع آن می شدند بر ملایک خُفیه خُنبک می زدند
جب فرشتے اس عمل میں رکاوٹ بنے انہوں نے فرشتوں پر چپکے سے تالی پیٹی
مطلع بر نقش هر که هست شد پیش از آن کین نفس کُلّ پابست شد
وہ ہر اس چیز سے باخبر تھے جو وجود میں آئی اسی سے پہلے کہ روح کو پابند کیا گیا
(ص:۱۴۹)(۲/۱۷۱-۱۷۳)(ت ج ص:۳۱/۲)

نقش کژمژ دیدم اندر آب و گِل چون ملایک اعتراضی کرد دل
میں نے عالم آب وگِل میں بہت سی آڑھی ترچھی چیزیں دیکھی ہیں فرشتوں کی طرح دل نے بھی اعتراض کیا
(ص:۱۸۵)(۲/۱۸۱۸)(ت ج ص:۱۷۹/۲)

ای خلیفه زادگان دادی کنید حزم بهر روز میعادی کنید
اے آدمؑ کی اولاد انصاف سے کام لو روز قیامت کے لیے دور اندیشی سے کام لو
(ص:۲۹۱)(۳/۲۸۴۸)(ت ج ص:۲۷۵/۳)

بحث اَملاك زمین با کبریا در خلیفه کردن بابای ما
خدا کے ساتھ جائیداد اور زمین کی بحث ہمارے والد (آدمؑ) کو خلیفہ بنانے کے ضمن میں
(ص:۳۹۸)(۴/۲۹۰۷)(ت ج ص:۴/۲۷۸)

پس خلیفه ساخت صاحب سینه ای تا بود شاهیش را آیینه ای
اس نے صاحب دل کو خلیفہ بنا دیا تاکہ وہ اس کی بادشاہی کا آئینہ ہو
(ص:۵۷۵)(۶/۲۱۵۶)(ت ج ص:۶/۲۱۴)

## اقبالؔ:

ہے مری ذِلت ہی کچھ میری شرافت کی دلیل جس کی غفلت کو مَلک روتے ہیں وہ غافل ہوں میں
(بانگ درا:ص:۱۰۷)

تو جو محفل ہے، تو ہنگامۂ محفل ہوں میں حسن کی برق ہے تو، عشق کا حاصل ہوں میں
(بانگ درا:ص:۱۱۶)

اپنی اصلیت سے ہو آگاہ اے غافل کہ تو قطرہ ہے، لیکن مثالِ بحرِ بے پایاں بھی ہے
(بانگ درا:ص:۱۹۳)

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے سِرِ آدم ہے ضمیرِ کُنْ فکاں ہے زندگی!
(بانگ درا:ص:۲۵۹)

تو نے یہ کیا غضب کیا! مجھ کو بھی فاش کر دیا میں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں!
(بال جبریل:ص:۵)

قصور وار، غریب الدّیار ہوں، لیکن ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد!
(بال جبریل:ص:۸)

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے تری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تیری تری آنکھوں میں بیباکی نہیں ہے!
(بال جبریل:ص:۸۲)

نہ خودبیں نے خدا بیں نے جہاں بیں! یہی شہ کار ہے تیرے ہنر کا؟
(بال جبریل:ص:۸۸)

یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام وہ جس کی شان میں آیا ہے عَلَّمَ الاَسمَاء!
مقام ذکر کمالاتِ رومی و عطّار مقامِ فکر مقالاتِ بوعلی سینا!
مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں مقامِ ذکر ہے سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی
(ضرب کلیم:ص:۲۳)

اگر نہ ہو تجھے اُلجھن تو کھول کر کہہ دوں وجودِ حضرت انساں، نہ روح ہے، نہ بدن!
(ضربِ کلیم:ص:۵۷)

حیات و موت نہیں التفات کے لائق فقط خودی ہے خودی کی نگاہ کا مقصود
(ضربِ کلیم:ص:۶۸)

چاہیے خانۂ دل کی کوئی منزل خالی شاید آ جائے کہیں سے کوئی مہمانِ عزیز
(ضربِ کلیم:ص:۸۱)

یہی کمال ہے تمثیل کا کہ تو نہ رہے! رہا نہ تُو، تو نہ سوزِ خودی، نہ سازِ حیات!
(ضربِ کلیم:ص:۱۰۶)

اور اگر باخبر اپنی شرافت سے ہو تیری سپہ انس و جن! تو ہے امیرِ جنود!
(ضربِ کلیم:ص:۱۱۲)

**وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَی الۡمَلٰٓئِکَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِیۡ بِاَسۡمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ٥**
(آیت:۳۱)

اس کے بعد اللہ نے آدم کو ساری چیزوں کے نام سکھائے، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا ''اگر تمہارا خیال صحیح ہے (کہ کسی خلیفہ کے تقرر سے انتظام بگڑ جائے گا)، تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ۔''

**مولانا روم:**

مـر مـلایـک را نـمـودی سرّ خـویـش کیـن چـنـیـن نـوشی همی ارزد بـه نیـش
تو نے فرشتوں پر اپنا راز ظاہر کر دیا اس طرح کا شہد ڈنک کے لائق ہے
عـرضـه کـردی نور آدمؑ را عیـان بـر مـلایـک گـشـت مُشـکلِهـا بیـان
تو نے آدمؑ پر علم کھلم کھلا پیش کر دیا فرشتوں کے اشکالات حل کر دیئے
(ص:۱۸۶)(۲/۱۸۲۵_۱۸۲۴)(ت ج ص:۱۷۹/۲)

آدمِؑ خـاکـی ز حق آمـوخـت عِـلـم تـا بـهـفـتـم آسـمـان افـروخـت عـلـم
مٹی کے آدمؑ نے اللہ سے علم سیکھا علم نے ساتواں آسمان تک روشن کر دیا
(ص:۷۰)(۱/۱۰۱۲)(ت ج ص:۱/۱۲۹)

بـوالـبشـر کو علَّم الأسماء بِگ ست صـد هـزاران عـلـمـش انـدرهر رگـست
انسانوں کا باپ جو علم الاسماء کا سردار ہے جس کی ہر رگ میں ہزاروں علم ہیں
(ص:۷۴)(۱/۱۲۳۴)(ت ج ص:۱/۱۴۹)

چـون شـد آدمؑ مَـظـهـر وحی و وَداد نـاطـقـهٔ او عَـلَّـم الاَسَّـمـا گـشـاد
جب آدمؑ وحی اور محبت کے مظہر ہوئے ان کی قوت ناطقہ نے علم الاسماء کو کھول دیا
(ص:۵۸۹)(۶/۲۶۵۰)(ت ج ص:۶/۲۵۸)

تا ابد هر چه بود از پیش پیش     درس کرد از علم الاَسماء خویش
ابد تک جو ماضی سے پیش پیش تھا     اپنے علم الاسماء کی تعلیم کے ذریعے ان کو پڑھایا
(ص:۱۰۷)(۲۶۵۱/۱)(ت ج ص:۲۸۱/۱)

آدمی کو علَّم الاسماء بگ ست     در تگه چون برق این سگ بی تگ ست
آدمؑ جو علم الاسماء والے سردار ہیں     اس کتے کی برق جیسی رفتار کے مقابلہ میں بے رفتار ہیں
(ص:۲۰۳)(۲۷۰۹/۲)(ت ج ص:۲۵۷/۲)

عَلَّم الاسماء بُد آدم را اِمام     لیک نه اندر لباس عین ولام
علم الاسماء آدمؑ کا امام تھا     لیکن عین اور لام کے لباس میں نہ تھا
(ص:۴۰۰)(۲۹۷۱/۴)(ت ج ص:۲۸۴/۴)

## اقبال:

یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام     وہ جس کی شان میں آیا ہے علم الاسما!
(ضرب کلیم:ص:۲۳)

شکایت ہے مجھے یارب! خداوندانِ مکتب سے     سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاک بازی کا !
(بال جبریل:ص:۳۲)

اقبال کی نظر میں آج کے ماہرینِ تعلیم نے مسلمانوں کو مادہ پرستی اور پیٹ پالنے کے لیے تعلیم حاصل کرنے کا سبق دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو تمام (اشیاء) کے نام سکھائے (یعنی اشیاء کے حقائق کی تعلیم دی)

**وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ** o (آیت:۳۴)

پھر جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کے آگے جھک جاؤ، تو سب جھک گئے، مگر ابلیس نے انکار کیا وہ اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں پڑ گیا اور نافرمانوں میں شامل ہوگیا۔

## مولانا روم:

تا مَلَک بی خود شد از تدریس او     قُدس دیگر یافت از تقدیس او
اس علم کی تعلیم سے فرشتے مدہوش ہوگئے     *انہوں نے (اللہ) کی پاکی بیان کرکے پاکیزگی حاصل کی
(ص:۱۰۷)(۲۶۵۲/۱)(ت ج ص:۲۸۲/۱)

آن ملایک جمله عقل وجان بُدند     جان نو آمد، که جسم آن بُدند
وہ فرشتے مجسم عقل اور روح تھے     نئی روح آئی جس کے لیے وہ جسم بن گئے
از سعادت چون برآن جان برزدند     همچو تن آن روح را خادم شدند
سعادت کی وجہ سے جب اس روح سے جاملے     جسم کی طرح اس روح کے خادم ہوگے
آن بلیس از جان از آن سَر برده بود     یک نشد با جان که عضو مُرده بود
اس ابلیس نے اس جان سے روگردانی کی     جان کے ساتھ ایک نہ بنا کیونکہ وہ مردہ عضو تھا

چــون نبــودش آن، فــدای آن نشــد    دســت بشــکســتــه مطیع جــان نشــد
چونکہ اس کو وہ (سعادت) حاصل نہ تھی وہ اُس روح پر فدا نہ ہوا    ٹوٹا ہوا ہاتھ تھا جان کا فرمان بردار نہ ہوا
(ص:۵۳۷)(۶/۱۵۳_۱۵۶)(ت ج ص:۱/۳۷۰)

زِلّــتِ آدم زاِشــکــم بــود و بــاه    و آنِ ابـلیــس از تـکـبـر بـود و جـاه
حضرت آدمؑ کی لغزش پیٹ اور مردانگی کی وجہ سے تھی    اور شیطان تکبر و (اپنی سوچی ہوئی) جاہ رکھتا تھا
(ص:۴۴۳)(۵/۵۲۰)(ت ج ص:۱/۸۵)

اسپ هـمـت سـوی اختـر تـاختـی    آدمِؑ مســجــود را نشــنــاختــی
تم نے ہمت کا گھوڑا ستاروں کی طرف دوڑایا    لیکن مسجود، آدمؑ کو نہ پہچانا
(ص:۵۱)(۱/۵۴۰)(ت ج ص:۱/۸۵)

چشـم آدمؑ چـون بـنـور پـاك دید    جـان و سِـرِّ نـامهـا گشتـش پدید
حضرت آدمؑ کی آنکھ نے جب پاک نور کو دیکھا    ناموں کی حقیقت اور راز ان پر ظاہر ہوگیا

چـون ملَک انـوار حـق در وی بیافت    در سجـود افتـاد و در خـدمت شتافت
جب فرشتوں نے اللہ کے انوار ان پر پائے    سجدے میں گر پڑے اور خدمت کے لیے دوڑے
(ص:۷۵)(۱/۱۲۴۶_۱۲۴۷)(ت ج ص:۱/۵۰)

خـاكِ آدمؑ چـونک شد چالاكِ حق    پیـش خـاکـش سر نهند اَملاكِ حق
حضرت آدمؑ کی مٹی چونکہ اللہ کے لیے چست بنی    اس کے آگے اللہ کی مملوک چیزوں نے سر رکھ دیا
(ص:۱۷۹)(۲/۱۶۱۵)(ت ج ص:۲/۱۶۰)

*فرشتوں نے کہا ''**سبحانکَ لا عِلَم لنا الاما**۔۔۔۔۔اے خدا تیری ذات پاک ہے ہمیں بجز اس کے کچھ معلوم نہیں جو تو نے ہمیں بتا دیا ہے۔

یک نشـانِ آدم آن بـود از ازل    کـه مـلایک سر نهندش از مَحَل
حضرت آدمؑ کی ایک نشانی ازل سے یہ تھی    کہ فرشتوں نے ان کے مرتبے کی وجہ سے ان کو سجدہ کیا

یک نشان دیگر آنکه آن بلیس    ننهدش سَر، کـه منم شاه و رئیس
دوسری نشانی یہ کہ شیطان (نے)    ان کو سجدہ نہ کیا کہ میں شاہ اور سربراہ ہوں
(ص:۱۹۳)(۲/۲۱۲۰_۲۱۲۱)(ت ج ص:۲/۲۰۵)

اُسـجُـدُو الآدَم نـدا آمـد همـی    کـآدمید و خـویـش بینیدش دمی
آدم کو سجدہ کرو آواز آ رہی تھی    تم آدمی ہو اور تھوڑی دیر کے لیے خود کو آدم سمجھو
(ص:۵۷۹)(۶/۲۲۶۶)(ت ج ص:۶/۲۲۵)

گـفـت مـا اوّل فـرشتـه بـوده ایم    راه طـاعـت را بجـان پیمـوده ایم
اس نے کہا میں شروع میں فرشتہ تھا    میں نے فرمانبرداری کا راستہ (دل) و جان سے طے کیا
(ص:۲۰۲)(۲/۲۶۱۸)(ت ج ص:۲/۲۵۰)

ما محبِّ جان و روح افزای تو ساجدانِ مُخلص بابای تو
ہم جان وروح کو عزیز رکھنے اور بڑھانے والے ہیں تیرے بابا کے مخلص اور سجدہ کرنے والے ہیں
(ص:۵۰۸)(۵/۲۹۹۷)(ت ج ص:۵/۳۰۴)

همره خورشید را شب پَر مخوان آنک او مسجود شد ساجد مدان
سورج کے ساتھی کو چمگارڈ نہ کہہ جو مسجود ہوگیا اس کو سجدہ کرنے والا نہ سمجھ
(ص:۶۰۳)(۶/۳۱۹۱)(ت ج ص:۶/۳۰۶)

هم مَلَک هم عقلِ حق را واجدی هر دو آدم را مُعین و ساجدی
فرشتے بھی اور عقل بھی خدا کا ادراک رکھنے والے ہیں لہٰذا دونوں آدمؑ کے مددگار اور سجدہ کرنے والے ہیں
(ص:۳۰۲)(۳/۳۰۸)

که به از من سروری دیگر بود؟ تاکه او مسجود چون من کس شود؟
مجھ سے بہتر کوئی اور سردار ہوگا؟ تاکہ وہ مجھ جیسے کا مسجود بنے
(ص:۲۱۶)(۲/۳۴۶۴)(ت ج ص:۲/۳۴۲)

آن بلیس از خمر خوردن دور بود مست بود او از تکبّر وز جُحُود
وہ شیطان شراب پینے سے دور تھا وہ تکبر اور انکار سے مست تھا
(ص:۴۲۰)(۴/۳۶۱۳)(ت ج ص:۴/۳۴۲)

## اقبالؔ:

اے شمع! انتہائے فریبِ خیال دیکھ مسجودِ ساکنانِ فلک کا مآل دیکھ
(بانگ درا:ص:۴۶)

اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے تھا جو مسجودِ ملائک یہ وہی آدم ہے؟
(بانگ درا:ص:۱۹۹)

اُسے صبحِ ازل انکار کی جرأت ہوئی کیونکر؟ مجھے معلوم کیا! وہ راز داں تیرا ہے یا میرا؟
اسی کوکب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن زوالِ آدمِ خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا؟
(بال جبریل:ص:۶)

قصور وار، غریبُ الدّیار ہوں، لیکن ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد!
(بال جبریل:ص:۸)

کھو دیے انکار سے تو نے مقاماتِ بلند چشمِ یزداں میں فرشتوں کی رہی کیا آبرو!
(بال جبریل:ص:۳۲)

حرفِ استکبار، تیرے سامنے ممکن نہ تھا ہاں مگر تیری مشیّت میں نہ تھا میرا سجود!
(ضرب کلیم:ص:۴۷)

اور اگر باخبر اپنی شرافت سے ہو　　تیری سپہ انس و جن! تُو ہے امیرِ جنود!
(ضربِ کلیم: ص:۱۱۲)

وَ قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○　　(آیت:۳۵)

پھر ہم نے آدم سے کہا کہ "تم اور تمہاری بیوی، دونوں جنت میں رہو اور یہاں بفراغت جو چاہو کھاؤ، مگر اس درخت کا رخ نہ کرنا، ورنہ ظالموں میں شمار ہو گے۔"

**مولانا رومؔ:**

تا مَلَک بی خود شد از تدریس او　　قُدس دیگر یافت از تقدیس او
اس علم کی تعلیم سے فرشتے مدہوش ہوگئے　　اُس نے (اللہ) کی پاکی بیان کرکے پاکیزگی حاصل کرلی
(ص:۱۰۷)(۱/۲۶۵۶)(ت ج ص:۱/۳۷۰)

دامِ آدمؑ خوشۂ گندم شده　　تا وجودش خوشۂ مردم شده
گندم کی بالی حضرت آدمؑ کے لیے جال بن گئی　　یہاں تک کہ ان کا وجود انسانوں کا گچھا بن گیا
(ص:۱۱۱)(۱/۲۷۹۶)(ت ج ص:۱/۲۹۴)

بر درخت گندم منهی زدند　　از طویلۂ مخلصان بیرون شدند
گیہوں کے ممنوع درخت کے پاس جا پہنچے　　(نتیجةً) مخلصوں کے احاطہ (جنت) سے باہر نکل گئے
(ص:۶۱۵)(۶/۲۷۰۲)(ت ج ص:۶/۳۵۴)

**اقبالؔ:**

لگی نہ میری طبیعت ریاضِ جنّت میں　　پیا شعُور کا جب جامِ آتشیں میں نے
(بانگِ درا: ص:۸۱)

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○　　(آیت:۳۶)

آخر کار شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کی ترغیب دے کر ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹا دیا اور انہیں اُس حالت سے نکلوا کر چھوڑا، جس میں وہ تھے۔ ہم نے حکم دیا کہ "اب تم سب یہاں سے اُتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہیں ایک خاص وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور وہیں گزر بسر کرنا ہے۔"

**مولانا رومؔ:**

آن شه شطرنج دِل را مات کرد　　از بهشتش سُخرۀ آفات کرد
اس نے دل کے شاہِ شطرنج کو مات دے دی　　اسے بہشت سے نکال کر مشقتوں کا پابند کر دیا
(ص:۲۹۴)(۳/۲۸۵۰)(ت ج ص:۳/۲۷۵)

این چنین تلبیس با بابات کرد　　آدمی را این سیه رخ مات کرد
(شیطان نے) تیرے بابا (آدمؑ) سے ایسی ہی مکاری کی　　اس سیہ رو (شیطان) نے حضرت آدمؑ کو ہرا دیا
(ص:۱۴۸)(۱۲۹/۲)(ت ج ص:۲۶/۲)

این همه دانست و چون آمد قضا　　دانِش یک نهی شد بر وی خطا
وہ یہ سب جان گئے اور جب قضا آئی　　ایک ممانعت کی سمجھ میں ان سے غلطی ہوئی
(ص:۷۵)(۱۲۴۹/۱)(ت ج ص:۱۵۰/۱)

از سوی عرشی که بودم مَربَط او　　شهوت مادر فکندم که اِهبَطُوا
اس عرش کی جانب سے جو میرا مسکن تھا　　ماں کی شہوت نے گرایا کہ اترو
(ص:۵۹۳)(۲۷۹۸/۶)(ت ج ص:۲۷۲/۲)

## اقبالؔ:

اس چمن میں مَیں سراپا سوز و سازِ آرزو　　اور تیری زندگانی بے گدازِ آرزو
میری صورت تو بھی اک برگِ ریاضِ طور ہے　　میں چمن سے دُور ہُوں، تو بھی چمن سے دور ہے
(بانگ درا:ص:۲۴)

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی　　کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیّارا
(بانگ درا:ص:۱۸۰)

باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں؟　　کارِ جہاں دراز ہے، اب مرا انتظار کر!
(بال جبریل:ص:۷)

قصور وار، غریبُ الدّیار ہوں، لیکن　　ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد!
(بال جبریل:ص:۸)

شایاں ہے مجھے غمِ جدائی　　یہ خاک ہے محرمِ جدائی
(بال جبریل:ص:۱۶۱)

**وَ اِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ○** (آیت:۶۰)

یاد کرو، جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دُعا کی تو ہم نے کہا کہ فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو۔ چنانچہ اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے نے جان لیا کہ کون سی جگہ اس کے پانی لینے کی ہے۔ اُس وقت یہ ہدایت کردی گئی تھی کہ اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ پیو، اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

**مولانا روم:**

زآسمان چل سال کاسه وخوان رسید وز دعا ام جوی از سنگی دوید
چالیس سال تک آسمان سے پیالہ (پانی) اور خوان (کھانا) آیا میری دعا سے پتھر کے اندر سے پانی کی نہر بہہ نکلی
(ص:۱۸۹)(۲/۲۰۴۲)(ت ج ص:۱۹۸/۲)

کی زسنگی چشمه ها جوشان شدی؟ در بیابان مان اَمانِ جان شدی
پتھر سے چشمے کب پھوٹتے ہیں؟ جنگل میں حتیٰ کہ جان کی امان بن گئے
(ص:۱۹۸)(۲/۲۴۸۹)(ت ج ص:۲۳۸/۲)

این الم و حم این حروف چون عصای موسی آمد در وُقوف
یہ آلم و حٰم یہ حروف جاننے میں حضرت موسیٰ کے عصا کی طرح ہیں
(ص:۴۶۵)(۵/۱۳۱۷)(ت ج ص:۱۳۹/۵)

صدق موسی بر عصا و کوه زد بلکه بر دریای پُر اُشکوه زد
حضرت موسیٰؑ کی سچائی نے لاٹھی اور پہاڑ پر اثر کیا بلکہ ہیبتناک دریا پر (بھی) اثر کیا
(ص:۵۰۴)(۵/۲۷۷۷)(ت ج ص:۲۸۱/۵)

**اقبال:**

کوہ شگاف تیری ضرب، تجھ سے کشادِ شرق وغرب تیغ ہلال کی طرح عیشِ نیام سے گذر!
(بال جبریل:ص:۲۹)

اقبال نے تو اپنے ایک مجموعہ کلام کا نام ''ضرب کلیم'' رکھا۔

**ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُکُمۡ مِّنۡ بَعۡدِ ذٰلِکَ فَھِیَ کَالۡحِجَارَۃِ اَوۡ اَشَدُّ قَسۡوَۃً وَ اِنَّ مِنَ الۡحِجَارَۃِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنۡهُ الۡاَنۡھٰرُ وَ اِنَّ مِنۡهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ وَ اِنَّ مِنۡهَا لَمَا یَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰهِ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ o** (آیت:۷۴)

مگر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی آخر کار تمہارے دل سخت ہو گئے، پتھروں کی طرح سخت، بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی بڑھے ہوئے، کیونکہ پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں' کوئی پھٹتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے، اور کوئی خدا کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے۔ اللہ تمہارے کرتُوتوں سے بے خبر نہیں ہے۔

**مولانا روم:**

*سنگها و کافرانِ سنگ دل اندر آیند اندر و زار و خجل!
پتھر اور سنگدل کافر اس میں ذلیل اور شرمندہ ہو کر داخل ہونگے
(ص:۸۹)(۱/۱۳۷۷)(ت ج ص:۱۶۴/۱)

* قرآن کریم میں ہے ''وَقُوۡدُھَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَہ'' ترجمہ: جہنم کی خوراک پتھر اور انسان ہونگے۔

آن دلِ چون سنگ مارا چندِ چند نرم گفتیم و نمی پذرفت پند
اس پتھر جیسے دل کو ہم نے کتنی ہی نرمی سے کہا اور اس نے نصیحت قبول نہ کی
(ص:۱۳۱)(۳۶۰۴/۱)(ت ج ص:۳۶۸/۱)

می زھاند کوہ از آن آواز و قال صد ھزاران چشمۂ آبِ زلال
پہاڑ اس آواز اور بات سے جوش میں لے آتا ہے شفاف میٹھے پانی کے لاکھوں چشمے
چون زکُہ، آن لطف بیرون می شود آبھا در چشمہ ھا خون می شود
جب پہاڑ سے وہ لطف بیرون نکل جاتا ہے چشموں میں پانی خون بن جاتا ہے
(ص:۱۷۲)(۱۳۳۱/۲۔۱۳۳۲)(ت ج ص:۱۳۵/۲)

دل بسختی ھمچو روی سنگ گشت چون شکافد توبہ آن را بھر کشت
دل سختی کی وجہ سے پتھر کی سطح کی طرح بن گیا توبہ کھیتی کے لیے اس کو کس طرح پھاڑے ؟
(ص:۱۸۲)(۱۶۴۶/۲)(ت ج ص:۱۶۳/۲)

لحن داودی بہ سنگ و کُہ رسید گوش آن سنگین دلانش کم شنید
حضرت داوٗدؑ کا نغمہ پتھر اور پہاڑ تک پہنچ گیا ان سنگدلوں کے کانوں نے نہ سنا
(ص:۲۹۱)(۲۸۳۲/۳)(ت ج ص:۱۶۳/۲)

آن کلامی کہ بدادی سنگ شیر از خوشیِّ آن کلام بی نظیر
وہ کلام، کہ پتھر دودھ دے دیتا اس بے نظیر کلام کی خوشی سے
(ص:۳۶۲)(۱۲۴۱/۴)(ت ج ص:۲۷۳/۳)

زانچہ کوہ و سنگ درکار آمدند می نشد بدبخت را بگشادہ بند
جن باتوں سے پہاڑ اور پتھر کار آمد بن گئے (ان سے) بد بخت کی گرہ نہ کھل سکی
آنچنان دلھا کہ بدشان ماومن نعتشان شد بَل اَشَدُّ قَسوۃ
ایسے دل جو متکبر (انا والے) تھے اُن کی صفت بلکہ (پتھروں سے بھی) زیادہ سخت بنی
(ص:۴۷۲)(۱۵۳۶/۵۔۱۵۳۷)(ت ج ص:۱۶۰/۵)

آن دل قاسی کہ سنگین خواندند نامناسب بُد مثالی راندند
وہ سخت دل جس کو پتھر کا کہتے ہیں مناسب نہیں ایک مثال دیتے ہیں
(ص:۵۰۴)(۲۷۴۹/۵)(ت ج ص:۲۷۹/۵)

ھمچو از سنگی کہ آبی شد روان نہ ز پھلو مایہ دارد نزمیان
جس طرح ایک پتھر سے پانی رواں ہوا جو نہ اپنے پہلو میں سرمایہ رکھتا ہے نہ اِندر
(ص:۵۵۶)(۱۰۲۰/۶)(ت ج ص:۱۱۲/۲)

نہ دھندہ، نہ پذیرندۂ خُوشَی نہ درو معنّی و نہ معنی کشی
نہ وہ خوشی عطا کرنے والا ہے نہ قبول کرنے والا ہے نہ اس میں کمال ہے نہ اس میں کمال کی طلب ہے

نہ زبان، نہ گوش، نہ عقل و بَصَر　　نہ ہُش و نہ بیہُشی و نہ فِکَر

نہ زبان ہے، نہ کان، نہ عقل اور بصیرت　　نہ ہوش اور نہ بے ہوشی اور نہ فکر

(ص:۵۵۹)(۶/۱۰۱۷)(ت ج ص:۶/۱۳۴)

مَہ شکافد وان دل محجوب نِی　　زانک مردود ست او محبوب نی

چاند شق ہو جاتا ہے اور وہ مجوب دل نہیں　　کیونکہ وہ مردود ہے محبوب نہیں

(ص:۶۲۱)(۶/۴۲۸۱)(ت ج ص:۶/۴۱۰)

## اقبالؔ:

یہ گھڑی محشر کی ہے تُو عرصۂ محشر میں ہے!　　پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے!

(بانگ درا:ص:۲۶۰)

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ o　(آیت:۸۳)

یادکرو، اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ کے ساتھ، رشتے داروں کے ساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا، لوگوں سے بھلی بات کہنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا، مگر تھوڑے آدمیوں کے سوا تم سب اس عہد سے پھر گئے اور اب تک پھرے ہوئے ہو۔

## مولانا رومؒ:

شکر می کن مر خدا را در نِعَم　　نیز می کن شکر و ذکر خواجہ هم

نعمتوں کے بارے میں خدا کا شکر ادا کرتا رہ　　نیز خواجہ کا ذکر اور شکر بھی کر

رحمت مادر اگرچہ از خداست　　خدمت او هم فریضہ ست و سِزا ست

ماں کی محبت اگرچہ خدا کی جانب سے ہے　　اس کی خدمت بھی فرض اور مناسب ہے

(ص:۶۰۵)(۶/۳۲۵۸_۳۲۵۹)(ت ج ص:۶/۳۱۳)

## اقبالؔ:

رہے نہ ایبک و غوری کے معرکے باقی　　ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرو!

(بال جبریل:ص:۴۷)

اس شعر میں قطب الدین ایبک اور شہاب الدین محمد غوری دونوں کے ہندوستان پر حکمرانی کے دور ۶۰۲ھ سے ۶۰۷ھ تک کا مقابلہ طوطی ہند حضرت امیر خسرو سے کیا گیا ہے کہ جس کے کلام میں تازگی اور سچائی ملتی ہے یعنی قولوللناس حسناً۔ لوگوں سے عمدہ طریقہ سے بات کریں۔ امیر خسرو اپنے کلام کی وجہ سے آج تک زندہ ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ o

(آیت:۱۰۷)

کیا تمہیں خبر نہیں ہے کہ زمین اور آسمانوں کی فرمانروائی اللہ ہی کے لیے ہے اور اس کے سوا کوئی تمہاری خبر گیری کرنے اور تمہاری مدد کرنے والا نہیں ہے۔

**مولانا روم:**

اُنس تو با دایه و لالا چه شد؟ گر کسی شاید بغیر حق عَضُد
تیری محبت دایہ اور خادم کے ساتھ کیا ہوئی اگر کوئی اللہ کے سوا (قوت) بازو ہونے کے لائق ہے
(ص:۲۴۰)(۳/۴۴۹)(ت ج ص:۳/۶۳)

**اقبالؔ:**

اس دور میں سب مٹ جائیں گے، ہاں! باقی وہ رہ جائے گا جو قائم اپنی راہ پہ ہے اور پکا اپنی ہٹ کا ہے
(بانگ درا: ص:۲۸۵)

اس دنیا میں سبھی اشخاص فانی ہیں تمہاری خبر گیری اور حمایت کرنے والی فقط اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے۔ جو قائم اور دائم رہے گی۔

وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ o (آیت:۱۱۵)

مشرق اور مغرب سب اللہ کے ہیں۔ جس طرف بھی تم رُخ کرو گے، اسی طرف اللہ کا رُخ ہے۔ اللہ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

**مولانا روم:**

چون محمّد پاك شد زین نار و دود هر کجا رو کرد وجهُ اللّٰه بود
جب محمدؐ آگ اور دھوئیں سے پاک ہوگئے جس طرف بھی رخ کیا خدا کی ذات تھی
(ص:۸۰)(۱/۱۳۹۷)(ت ج ص:۱/۱۶۵)

هر کسی رویی بسویی بُرده اند وان عزیزان روبه بی سو کرده اند
ہر شخص نے ایک جانب رخ کیا ہے وہ باعزت ہیں جنہوں نے بے رخ کی جانب رخ کیا
(ص:۴۳۹)(۵/۳۵۰)(ت ج ص:۵/۴۶)

بهر این فرمود با آن اِسپَه او حیثُ وَلَّیتُم فثَمَّ وَجْهُهُ
اس لیے اس گروہ سے اس نے فرمایا تم جس طرف بھی رخ کرو اس کا چہرہ ہے
(ص:۷۱۳)(۶/۳۶۴۱)(ت ج ص:۶/۳۴۹)

**اقبالؔ:**

گرچہ ہے میری جستجو دیر و حرم کی نقشبند میری فغاں سے رستخیز کعبہ و سومنات میں!
(بال جبریل: ص:۵)

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ o (آیت:۱۵۴)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں، انہیں مردہ نہ کہو، ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں، مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا۔

**مولانا روم:**

زَهره ای کز بَهرهٔ حق بر دَرد  چون شهیدان از دو عالم برخُورد
وہ پتہ جو خدا کے لیے پھٹ جائے  وہ شہیدوں کے طرح دونوں جہان سے فائدہ اٹھاتا

(ص:۳۹۳)(۲۶۰۸/۴)(ت ج ص:۲۵۱/۴)

**اقبال:**

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی  ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی!
(بانگ درا:ص:۲۵۸)

مرے خاک و خوں سے تو نے یہ جہاں کیا ہے پیدا  صلہ شہید کیا ہے؟ تب و تابِ جاودانہ!
(بال جبریل:ص:۱۵)

یعنی یہ دنیا مسلمان کے جہاد اور شہادت کی وجہ سے آباد ہے

کھول کے کیا بیاں کروں سرِّ مقام مرگ و عشق  عشق ہے مرگِ باشرف، مرگ، حیات بے شرف!
(بال جبریل:ص:۳۹)

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن  نہ مال غنیمت، نہ کشور کشائی!
(بال جبریل:ص:۱۰۵)

مرقد کا شبستان بھی اُسے راس نہ آیا  آرام قلندر کو تہِ خاک نہیں ہے
(ضرب کلیم:ص:۴۰)

موت کے آئنے میں تجھ کو دکھا کر رُخِ دوست  زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
(ضرب کلیم:ص:۵۰)

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمانِ غیور  موت کیا شے ہے؟ فقط عالم معنی کا سفر!
(ضرب کلیم:ص:۵۵)

لحد میں بھی یہی غیب و حضور رہتا ہے!  اگر ہو زندہ تو دل ناصبور رہتا ہے!
(ضرب کلیم:ص:۶۴)

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ o (آیت:۱۶۴)

جولوگ عقل سے کام لیتے ہیں اُن کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساخت میں، رات اور دن کے پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں، اُن کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں، بارش کے اُس پانی میں جسے اللہ اُوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اپنے اِسی انتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جان دار مخلوق کو پھیلاتا ہے، ہواؤں کی گردش میں، اور اُن بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں، بے شمار نشانیاں ہیں۔ (نیز آل عمران، آیت ۱۹۰ یہی مضمون ہے)

## مولانا روم:

چون نمی گویی که روز و شب بخود　　بی خداوندی کی آید کی رود

تو کیوں نہیں کہتا کہ دن اور رات خود　　بغیر (حکم) خدا کے کیسے آ جا سکتے ہیں؟

(ص:۵۴۲)(۳۶۵/۶)(ت ج ص:۴۹/۶)

## اقبال:

جو پھول مہر کی گرمی سے سو چلے تھے، اُٹھے　　زمیں کی گود میں جو پڑ کے سو رہے تھے، اُٹھے

(بانگ درا:ص:۹۱)

سلسلۂ روز و شب، نقش گرِ حادثات!　　سلسلۂ روز و شب، اصلِ حیات و ممات!

(بال جبریل:ص:۹۳)

لَيۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ وَ لٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ الۡمَلٰٓئِكَةِ وَ الۡكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الۡمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الۡقُرۡبٰى وَ الۡيَتٰمٰى وَ الۡمَسٰكِيۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِيۡلِ وَ السَّآئِلِيۡنَ وَ فِى الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الۡمُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِهِمۡ اِذَا عٰهَدُوۡا وَ الصّٰبِرِيۡنَ فِى الۡبَاۡسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيۡنَ الۡبَاۡسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ○ (آیت:۱۷۷)

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ اور نیک وہ لوگ ہیں جو جب عہد کریں تو اُسے وفا کریں، اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں راست باز لوگ اور یہی لوگ متقی ہیں۔

## مولانا روم:

چون حَقَت داد آن ریاضت، شُکر کُن　　تو نکردی، او کشیدت ز امرِ کُن

جب اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ ریاضت عطا کر دی تو شکر یہ ادا کر　　تو نے خود کچھ نہ کیا اس نے تجھے "کُن" کے حکم کے ذریعے کھینچا ہے

(ص:۳۰۷)(۳۳۹۹/۳)(ت ج ص:۳۲۶/۳)

## اقبالؔ:

اِس پیکرِ خاکی میں اک شے ہے، سو وہ تیری میرے لیے مشکل ہے اس شے کی نگہبانی!
(بالِ جبریل: ص:۱۹)

انسان کے اس خاکی پیکر میں ایک اہم شے ہے جسے دل کہتے ہیں۔ اور ایک ایمان والا دل ہی سب اعضائے بدن سے زیادہ اہم ہے...... بلکہ نیکی یہ ہے کہ...... اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے...... انسان تنگی، مصیبت کے وقت کئی مرتبہ صراطِ مستقیم سے منحرف بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے علامہ فرماتے ہیں اے اللہ اس دل کی حفاظت فرما جو میرے لیے مشکل ہے تاکہ میں ایمان پر قائم رہ سکوں۔

**اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَ عَفَا عَنْکُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ وَ کُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ وَ لَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ ○** (آیت:۱۸۷)

تمہارے لیے روزوں کے زمانے میں راتوں کو اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم اُن کے لیے۔ اللہ کو معلوم ہو گیا کہ تم لوگ چپکے چپکے اپنے آپ سے خیانت کر رہے تھے، مگر اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور تم سے درگزر فرمایا۔ اب تم اپنی بیویوں کے ساتھ شب باشی کرو اور جو لطف اللہ نے تمہارے لیے جائز کر دیا ہے، اُسے حاصل کرو۔ نیز راتوں کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ تم کو سیاہی شب کی دھاری سے سپیدۂ صبح کی دھاری نمایاں نظر آ جائے۔ تب یہ کام چھوڑ کر رات تک اپنا روزہ پورا کرو، اور جب تم مسجدوں میں معتکف ہو، تو بیویوں سے مباشرت نہ کرو۔ یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، ان کے قریب نہ پھٹکنا۔ اس طرح اللہ اپنے احکام لوگوں کے لیے بصراحت بیان کرتا ہے، توقع ہے کہ وہ غلط رویے سے بچیں گے۔

## مولانا رومؒ:

ہمچو شہ نادان و غافل بُد وزیر پنجہ می زد باقدیم ناگزیر
وزیر بادشاہ کی طرح غافل اور نادان تھا جو واجب الوجود اور قدیم سے پنجہ لڑاتا تھا
(ص:۴۷)(۵۲۱/۱)(ت ج ص:۸۳/۱)

## اقبالؔ:

تفاوت نہ دیکھا زن و شو میں مَیں نے وہ خلوت نشیں ہے! یہ خلوت نشیں ہے!
ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدمؑ کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے
(ضربِ کلیم: ص:۹۳)

**وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ o (آیت:۲۰۱)**

اور کوئی کہتا ہے اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی، اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔

**مولانا روم:**

آتِنا فی دارِ دُنیانا حَسَن　　آتِنا فی دارِ عُقبانا حَسَن

ہمیں ہمارے دنیا کے گھر میں بھلائی عطا فرما　　ہمیں ہمارے آخرت کے گھر میں بھلائی عطا فرما

(ص:۲۰۰)(۲/۲۵۵۵)(ت ج ص:۲/۲۴۴)

**اقبالؔ:**

مدعا تیرا اگر دنیا میں ہے تعلیمِ دیں　　ترکِ دنیا قوم کو اپنی نہ سکھلانا کہیں

(بانگ درا:ص:۵۲)

**اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ o (آیت:۲۰۲)**

ایسے لوگ اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصہ پائیں گے اور اللہ کو حساب چُکاتے کچھ دیر نہیں لگتی۔

**مولانا روم:**

بود شاهی در زمانی پیش از این　　ملک دنیا بودش و هم ملک دین

اب سے پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا　　(جس کی حکومت) ملک دنیا پر بھی تھی اور ملک دین پر بھی

(ص:۲۵)(۱/۳۶)(ت ج ص:۱/۳۵)

**اقبالؔ:**

یہ گھڑی محشر کی ہے تُو عرصۂ محشر میں ہے!　　پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے!

(بانگ درا:ص:۲۶۰)

**زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ يَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ o (آیت:۲۱۲)**

جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے، اُن کے لیے دنیا کی زندگی بڑی محبوب و دل پسند بنا دی گئی ہے۔ ایسے لوگ ایمان کی راہ اختیار کرنے والوں کا مذاق اُڑاتے ہیں، مگر قیامت کے روز پرہیز گار لوگ ہی اُن کے مقابلے میں عالی مقام ہوں گے، رہا دُنیا کا رزق، تو اللہ کو اختیار ہے، جسے چاہے بے حساب دے۔

**مولانا روم:**

اندرین عالم هزاران جانور　　می زیَد خوش عیش بی زیر و زبر

اس دنیا میں ہزاروں جاندار　　بغیر کسی تردد کے آرام سے جی رہے ہیں

شکر می گوید خدا را فاختہ    بر درخت و برگ شب ناساختہ
فاختہ (اللہ تعالیٰ) کا شکر ادا کرتی ہے    درخت پر حالانکہ اس نے رات کا کچھ سامان نہیں کیا ہے
(ص:۱۰۰)(۱/۲۲۹۲_۲۲۹۳)(ت ج ص:۱/۲۴۸)

باز دستِ شاہ را کردہ نوید    از ہمہ مُردار بِبُریدہ اُمید
باز نے بادشاہ کے ہاتھ کو دعوت نامہ بنا کر    تمام مرداروں سے امید منقطع کر لی

ہمچنین از پشّہ گیری تا بپیل    شد عیال اللّٰہ و حق نِعْمَ المُعیل
اسی طرح مچھر سے لے کر ہاتھی تک    سب اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہیں اور اللہ تعالیٰ بہتر پرورش کرنے والا ہے
(ص:۱۰۰)(۱/۲۲۹۵_۲۲۹۶)(ت ج ص:۱/۲۴۸)

زُیِّن لِلنّاسِ حق آراستّست    زَانچ حق آراست چون دانند جَست؟
''زین للناس'' کو حق تعالیٰ نے آراستہ کیا    جس کو خدا نے آراستہ کیا ہے اس سے چھٹکارہ کیسے ہوسکتا ہے
(ص:۱۰۱)(۱/۲۴۲۶)(ت ج ص:۱/۲۶۰)

## اقبال:

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے    مومن کی یہ پہچان کہ گم اُس میں ہیں آفاق!
(ضرب کلیم:ص:۴۴)

**كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝**

**(آیت:۲۱۳)**

ابتدا میں سب لوگ ایک ہی طریقے پر تھے۔(پھر یہ حالت باقی نہ رہی اور اختلافات رُونما ہوئے) تب اللہ نے نبی بھیجے جو راست روی پر بشارت دینے والے اور کجروی کے نتائج سے ڈرانے والے تھے، اور اُن کے ساتھ کتاب برحق نازل کی تاکہ حق کے بارے میں لوگوں کے درمیان جو اختلافات رونما ہو گئے تھے، اُن کا فیصلہ کرے ــــــ (اور ان اختلافات کے رونما ہونے کی وجہ یہ نہ تھی کہ ابتدا میں لوگوں کو حق بتایا نہیں گیا تھا۔نہیں) اختلاف اُن لوگوں نے کیا، جنہیں حق کا علم دیا چکا تھا۔اُنھوں نے روشن ہدایات پالینے کے بعد محض اس لیے حق کو چھوڑ کر مختلف طریقے نکالے کہ وہ آپس میں زیادتی کرنا چاہتے تھے ــــــــــ پس جو لوگ انبیاؑ پر ایمان لے آئے ، انہیں اللہ نے اپنے اذن سے اُس حق کا راستہ دکھا دیا، جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا۔اللہ جسے چاہتا ہے، راہ راست دکھا دیتا ہے۔

## مولانا روم:

انبیا را حقّ بسیارست از آن    کہ خبر کردند از پایانِمان
اسی وجہ سے انبیاء کے بہت حقوق ہیں    کہ انھوں نے ہمارے انجام سے باخبر کردیا
(ص:۶۱۵)(۶/۳۷۷۲)(ت ج ص:۶/۳۶۰)

**اقبالؔ:**

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے　　پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے
(بانگ درا:ص:۲۰۶)

(اللہ پاک جن سے چاہے دین کا کام لے لے)

**وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ وَ اللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ o　(آیت:۲۴۷)**

اُن کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمہارے لیے بادشاہ مقرر کیا ہے۔ یہ سن کر وہ بولے: ''ہم پر بادشاہ بننے کا وہ کیسے حق دار ہو گیا؟ اُس کے مقابلے میں بادشاہی کے ہم زیادہ مستحق ہیں۔ وہ تو کوئی بڑا مال دار آدمی نہیں ہے۔'' نبی نے جواب دیا ''اللہ نے تمہارے مقابلے میں اسی کو منتخب کیا ہے اور اس کو دماغی وجسمانی دونوں قسم کی اہلیتیں فراوانی کے ساتھ عطا فرمائی ہیں اور اللہ کو اختیار ہے کہ اپنا ملک جسے چاہے دے، اللہ بڑی وسعت رکھتا ہے اور سب کچھ اُس کے علم میں ہے۔''

**مولانا رومؔ:**

سنگ با تو در سخن آمد شَهیر　　کز برای غزو طالوتم بگیر
پتھر نے آپ سے بات کی (یہ) مشہور ہے　　کہ مجھے طالوت سے جہاد کرنے کے لیے لے لیجیے
(ص:۲۷۹)(۳/۲۴۹۶)(ت ج ص:۳/۲۴۲)

وآنک سنگ انداخت داودی بدَست　　گشت ششصد پاره ولشکر شکِست
اور وہ کہ حضرت داوٗدؑ نے ہاتھ سے پتھر پھینکا　　چھ سو ٹکڑے ہو گیا اور لشکر کو شکست ہوگئی
(ص:۳۵۰)(۴/۷۸۷)(ت ج ص:۴/۸۶)

**اقبالؔ:**

سکوں پرستی راہب سے فقر ہے بیزار　　فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی
پسند روح و بدن کی ہے وانمود اس کو　　کہ ہے نہایتِ مومن خودی کی عریانی!
(ضرب کلیم:ص:۵۰)

**اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ o　(آیت:۲۵۵)**

اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ نہ سوتا ہے اور نہ اُسے اونگھ لگتی ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، اُسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی جناب میں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش

کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اُن سے اوجھل ہے، اس سے بھی وہ واقف ہے اور اُس کی معلومات میں کوئی چیز اُس کی گرفت ادراک میں نہیں آسکتی الا یہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی اُن کو دینا چاہے۔ اُس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور اُن کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے۔ بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔

**مولانا روم:**

تا بکوشد او کہ من ،نہ خفتہ ام　تیز رو،گو پیشِ رہ بگرفتہ ام
تا کہ وہ کوشش کرے کہ میں بھی سوتو نہیں رہا ہوں　اسے کہدے تیز چلے میں نے بھی راستہ روک دیا ہے
(ص:۲۵۰)(۱۰۹۴/۳)(ت ج ص:۱۱۲/۴)

لا الہ الا ھوا ینست، ای پناہ　کہ نماید مَہ تُرا دیگ سیاہ
اے پناہ کے طالب ''نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ''　کہ تجھے چاند کالی دیگ نظر آئے
(ص:۳۵۳)(۸۶۸/۴)(ت ج ص:۹۳/۴)

مَن ھُنا یشفع بپیش علم او　لا اُبالی وار اِلّا حلم او؟
اس کے علم کے آگے وہاں کون ہے جو سفارش کر سکے؟　لا اُبالی کے ساتھ سوائے اس کے حلم (بُردباری) کے
(ص:۴۸۸)(۲۱۰۱/۵)(ت ج ص:۲۱۴/۵)

او ندارد خواب و خور چون آفتاب　روحھا را می کند بی خورد و خواب
وہ سورج کی طرح سونا اور کھانا نہیں رکھتا　وہ روحوں کو بغیر کھانے اور نیند کے بناتا ہے
(ص:۵۴۷)(۵۴۸/۶)(ت ج ص:۷۰/۶)

**اقبالؒ:**

کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا　فقط اِمروز ہے تیرا زمانہ!
(بال جبریل:ص:۸۹)

تنِ بے روح سے بیزار ہے حق　خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے
(بال جبریل:ص:۹۰)

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا　ایک زمانے کی رَو، جس میں نہ دن ہے نہ رات!
(بال جبریل:ص:۹۳)

**قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُھَآ اَذًی وَ اللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ o** (آیت:۲۶۳)

ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اُس خیرات سے بہتر ہے، جس کے پیچھے دُکھ ہو۔ اللہ بے نیاز ہے اور بُردباری اُس کی صفت ہے۔

**مولانا رومؒ:**

آن دلِ چون سنگ مارا چندِ چند — نرم گفتیم و نمی پذرفت پند
اس پتھر جیسے دل کو کتنی ہی — ہم نے نصیحت کی اس نے قبول نہ کی
(ص:۱۳۱)(۱/۳۶۰۴)(ت ج ص:۱/۳۶۸)

**اقبالؒ:**

یہ نکتہ پیرِ دانا نے مجھے خلوت میں سمجھایا — کہ ہے ضبط فغاں شیری، فغاں روباہی و میشی!
(ضرب کلیم:ص:۱۳۴)

**اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَ اللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ o**
(آیت:۲۶۸)

شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرزِ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے، مگر اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کی اُمید دلاتا ہے۔ اللہ بڑا فراخ دست اور دانا ہے۔

**مولانا رومؒ:**

گہ بدرویشی کنم تهدیدِ شان — گہ بزلف و خال بندم دیدِ شان
کبھی اُن کو افلاس سے ڈراؤں — کبھی ان کی نگاہ زلف اور تلِ میں پھنساؤں
(ص:۱۵۹)(۲/۶۳۴)(ت ج ص:۲/۷۱)

ترس و نومیدیت دان آوازِ غُول — می کَشَد گوشِ تو تا قَعرِ سُفول
اپنے خوف اور نا امیدی کی چھلاوے کی آواز سمجھ — جو تیرے کان کو پستی کی گہرائی کی طرف لے جاتی ہے

هر ندایی کہ تو را بالا کشید — آن ندا می دان کہ از بالا رسید
جو آواز تجھے (عالمِ) بالا کی طرف کھینچے — سمجھ لے کہ وہ آواز (عالمِ) بالا سے آئی ہے

هر ندایی کہ تو را حِرص آوَرَد — بانگ گرگی دان کہ او مَردُم دَرَد
جو آواز تجھ میں لالچ پیدا کرے — بھیڑیئے کی آواز سمجھ جو لوگوں کو چیرتا پھاڑتا ہے
(ص:۱۸۸)(۲/۱۹۵۸-۱۹۶۰)(ت ج ص:۲/۱۹۱)

تو چو عزمِ دین کنی با اجتهاد — دیو بانگت برزند اندر نهاد
جب تو کوشش سے دین کا قصد کرتا ہے — جسم کے اندر سے شیطان تجھے آواز دیتا ہے

کہ مرو زان سو بیندیش ای غَوی — کہ اسیرِ رنج و درویشی شوی
کہ اے گمراہ! اس طرف نہ جا سوچ لے — کہ تو تکلیف اور افلاس کا قیدی بن جائے گا
(ص:۳۲۴)(۳/۴۳۲۷-۴۳۲۸)(ت ج ص:۳/۴۱۲)

زانک شیطانش بترساند ز فقر * بار گیر صبر را بکشد بعقر

کیونکہ شیطان اس کو افلاس سے ڈرا صبر کا بوجھ اٹھانے والے کا پاؤں کاٹ ڈالتا ہے

از نُبی بشنوکہ شیطان در وعید می کند تھدیدت از فقر شدید

قرآن سے سن کہ شیطان دھمکانے میں تجھے سخت افلاس سے ڈراتا ہے

(ص:۴۳۰)(۵/۶۰-۶۱)(ت ج ص:۵/۲۰)

* فقر قرآن پاک میں ہے: ''الشیطن یعدکم الفقر'' شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے۔

کو ھمی ترساندت ھر دَم ز فقر ھمچو کبکش صید کن ای نرّہ صَقر

جو تجھے فقر سے ہر دم ڈراتا ہے اے نر شکرے! چکور کی طرح اس کا شکار کرلے

(ص:۴۷۲)(۵/۱۵۲۹)

## اقبالؔ:

حیاتِ تازہ اپنے ساتھ لائی لذّتیں کیا کیا رقابت، خودفروشی، ناشکیبائی، ہوسَناکی

(بانگ درا:ص:۲۲۵)

يُؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِo

(آیت:۲۶۹)

جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے، اور جس کو حکمت ملی، اُسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی، ان باتوں سے صرف لوگ سبق لیتے ہیں، جو دانش مند ہیں۔

## مولانا روم:

رَو، زِ حکمت خُور علف، کان را خدا بی غرض دا دست از محض عَطا

(ص:۳۱۳)(۳/۳۷۴۵)(ت ج ص:۳/۳۵۸)

جا، دانائی کی گھاس کھا، جو خدا نے مفت عنایت کی ہے، اور خالص عطیہ ہے

## اقبالؔ:

ولایت، پادشاہی، علم اشیا کی جہانگیری، یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں!

(بانگ درا:ص:۱۷۲)

علم کا مقصود ہے پاکی عقل و خرد فقر کا مقصود ہے عفّتِ قلب و نگاہ

علم فقیہہ و حکیم، فقر مسیحؑ و کلیم علم ہے جویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ

فقر مقامِ نظر، علم مقامِ خبر فقر میں مستیِ ثواب، علم میں مستیِ گناہ!

(بال جبریل:ص:۷۷)

## اقبال: پیر رومی ۔ مولانا

''علم و حکمت زاید از نانِ حلال! عشق و رِقّت آید از نانِ حلال!''
علم اور فلسفیانہ سوچ رزق حلال سے جنم لیتے ہیں عشق و نزاکت بھی رزق ہلال سے آتے ہیں
(۱/۱۶۴۵)(بال جبریل:ص:۱۴۲)

یہ جوہر اگر کار فرما نہیں ہے تو ہیں علم و حکمت فقط شیشہ بازی!
(بال جبریل:ص:۱۴۶)

** علامہ نے مثنوی کے دفتر اول سے یہ شعر (۱۶۴۵) اسی موضوع کے لیے منتخب کیا۔ البتہ علامہ نے لفظ ''لُقمہ'' کی بجائے ''نان'' لکھا۔

**لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ** o (آیت:۲۸۶)

اللہ کسی متنفس پر اُس کی مقدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے، اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے، اس کا وبال اسی پر ہے۔ (ایمان لانے والو! تم یوں دُعا کیا کرو) اے ہمارے رب! ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں، ان پر گرفت نہ کر، مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال، جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ پروردگار! جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے، وہ ہم پر نہ رکھ۔ ہمارے ساتھ نرمی کر، ہم سے درگزر فرما، ہم پر رحم کر، تو ہمارا مولیٰ ہے، کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

## مولانا روم:

چار پا را قدرِ طاقت بار نه بر ضعیفان قدر قوت کار نه
چوپائے پر (اس کی) طاقت کے مطابق بوجھ لاد کمزوروں پر بقدر قوت کام ڈال

دانه هر مرغ اندازه وَیست طعمهٔ هر مرغ انجیری کِیست؟
ہر پرندے کا دانہ اس کے اندازے کے مطابق ہیں ہر پرندے کی خوراک انجیر کب ہے؟

طفل را گر نان دهی بر جای شیر طفل مسکین را از آن نان مرده گیر
تو اگر بچے کو دودھ کی بجائے روٹی دے مسکین بچے کو اس روٹی (کھانے) سے مردہ سمجھ
(ص:۵۲)(۱/۵۷۹۔۵۸۱)(ت ج ص:۱/۸۸)

ناله می کن کای تو عَلّام العُیُوب زیرَ سنگِ مکرِ بَد ما را مکوب
رو کہ اے (خدا) تو جو غیب کا جاننے والا ہے ہمیں بڑے مکر کے پتھر کے نیچے نہ کچل
(ص:۷۳)(۱/۱۱۹۶)(ت ج ص:۱/۱۴۵)

پس بَرو تکلیف چون باشد روا؟ اسب ساقط گشت و شد بی دست و پا
اس کو مکلّف بنانا کیسے جائز ہوگا؟ گھوڑا گر گیا اور بے دست و پا ہوگیا
(ص:۲۴۲)(۳/۶۷۴)(ت ج ص:۳/۳/۷۳)

یا الهی سُکِّرَت أَبصَارُنا فَاعْفُ عَنَّا اُثقِلَت اَوْزارَنَا
اے میرے خدا ہماری بینایاں مدہوش کردی گئی ہیں ہمیں معاف کر ہمارے (گناہوں کے) بوجھ بھاری ہوگئے ہیں
(ص:۵۱۴)(۵/۳۳۰۹)(ت ج ص:۵/۳۳۳)

لا تؤاخِذ اِن نَسینَا شد گواه که بود نسینان بوجهی هم گناه
اگر ہم بھول گئے تو تو پکڑ نہ کر گواہ ہے کہ بھول بھی ایک طرح سے گناہ ہے
(ص:۵۲۵)(۵/۴۱۰۵)(ت ج ص:۵/۴۱۱)

## اقبالؒ:

تن بہ تقدیر، ہے آج اُن کے عمل کا انداز تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر
تھا جو ناخوب، بتدریج وہی خوب، ہوا کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر
(ضرب کلیم:ص:۱۶)

ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی برّاں صفتِ تیغِ دو پیکر نظر اس کی!
(بال جبریل:ص:۲۵)

یہ ۲۸۶ آیات کی حامل قرآن کی طویل ترین صورت ہے مولانا اور علامہ نے اپنے کلام میں اس سورت سے بہت ساری آیات کی تلمیحات مشترکاً پیش کی ہیں۔ جن کے موضوعات درج ذیل ہیں۔

ایمان بالغیب، دھوکہ باز درحقیقت خود کو دھوکہ دیتے ہیں منافقت ہدایت کے بدلے گمراہی، آسمان وزمین کا خالق خدا، خدا تعالیٰ کا فرشتوں کو حکم، میں دنیا میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں فرشتوں کا جواب کہ آپ کی حمد وثنا کے لیے ہم کافی ہیں۔ آدم کی تخلیق کے بعد اسے سب چیزوں کے نام کا علم، خدا کے حکم سے سب فرشتوں کا آدمؑ کو سجدہ سوائے ابلیس کے، آدم کو اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں قیام اور خاص درخت سے دور رہنے کا حکم۔ شیطان کا آدم اور حوا کو جنت سے نکلوانا، خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ کا چٹان پر عصا مارنا اور بارہ چشمے پھوٹنا۔ اسرائیل (حضرت یعقوب) کی اولاد سے خدا کا اپنی عبادت کا عہد لینا اور سوائے چند لوگوں کے باقی سب کی عہد سے روگردانی کرنا۔ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم۔ اللہ کی راہ میں مرنے والے زندہ ہیں۔ آسمان، زمین، رات دن، بارش ہوا، سب اللہ کی نشانیاں ہیں۔ اللہ، روز قیامت، پیغمبروں، ملائک اور آسمانی کتابوں کو دل سے ماننا۔ ماہ رمضان میں مرد وزن میں شب باشی کی اجازت پرہیزگاروں کے لیے قیامت کے دن اعلیٰ مقامات کی بشارت طالوت اور جالوت کی جنگ، آیت الکرسی (اللہ تعالیٰ بہترین صفات) انسان میں بردباری، اللہ کی جانب سے انسان کے لیے فضل وبخشش کی امید دہانی، خدا جسے چاہے اسے حکمت کی دولت سے مالا مال کردے، خدا کسی انسان پر اس کی مقدرت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا، اور مسلمان بھی اللہ سے دعا کرتا ہے کہ: اے پروردگار جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے۔ وہ ہم پر نہ رکھ۔

# سورہ ال عِمران (۳)

لفظ آل عمران (یعنی حضرت عمران کا خاندان) کا ذکر اس سورت میں دو بار آیت نمبر ۳۳ اور ۳۵ میں آیا ہے۔ حضرت عمران، حضرت مریم کے والد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا ہیں۔ علامت کے طور پر اس سورت کا نام آل عمران رکھ دیا گیا۔ اس سورت کا دوسرا نام سورۂ طیبہ ہے اور سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کے مجموعہ کو زھراوان/ زھراوین (روشن سورتیں) بھی کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے سورۂ بقرہ کی آیت "الھکم الله واحد لااله الا هوالرحمن الرحیم" اور سورۂ آل عمران کی آیت "الله لااله الا هو الحی القیوم"۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن سورۃ بقرۃ اور سورۂ آل عمران کے قاری کو ایک زبردست نور عطا کیا جائے گا۔ ترتیب تلاوت تیسری ترتیب نزول ۸۹ ویں، ۲۰۰ آیات ۳۴۸۰ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ قرآن مجید کی دوسری سورت جس کا آغاز حروف مقطعہ الم: الف، لام، میم سے ہوتا ہے۔ اس سورت کے مضامین میں غزوہ احد، شہدا کی فضیلت ، غزوہ حمراء الاسد، انسانوں کو صبر استقامت کی تلقین اور اس کا اختتام نیک اعمال کی جزاء، حسن ثواب اور ایفائے عہد کی درخواست پر ہے جو مومنین اور متقین کے حال کے مناسب ہے۔

**هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ o** (آیت:۷)

وہی خدا ہے، جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے۔ اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں: ایک محکمات، جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات۔ جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے، وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور اُن کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں، حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بخلاف اِس کے جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں، وہ کہتے ہیں کہ "ہمارا اُن پر ایمان ہے، یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق صرف دانش مند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں۔

**مولانا روم:**

ظلمتِ اشکال زان جوید دلش　تاکہ افزون تر نماید حاصلش
اس کا دل اندھیرے کی مشکلات کی جستجو اس لیے ہے　تاکہ اس کا (مطلوبہ) حصول زیادہ رونما ہو
(ص:۳۸۳)(۴/۲۱۸۷)(ت ج ص:۲۱۱/۴)

خود بگیر این معجزِ چون آفتاب　صد زبان بین نام او اُمُّ الکِتاب
اس سورج جیسے معجزے کو لے　جو سو زبانوں والا ہے اور اس کا نام قرآن ہے
(ص:۳۹۶)(۴/۲۸۷۶)(ت ج ص:۲۷۵/۴)

## اقبالؔ:

ہے مملکتِ ہند میں اک طرفہ تماشا　اسلام ہے محبوس، مسلمان ہے آزاد!
(ضرب کلیم: ص: ٦٢)

ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار　انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ!
(ضرب کلیم: ص: ٦٧)

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَاوَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ o (آیت: ١٤)

لوگوں کے لیے مرغوبات نفس ــــ عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں ــــ بڑی خوش آیند بنادی گئی ہیں، مگر یہ سب دُنیا کی چندروز زندگی کے سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے، وہ تو اللہ کے پاس ہے۔

## مولانا رومؒ:

زُیِّنَ لِلنّاسِ حق آراستست　زانچ حق آراست چون دانند جَست؟
''زیِّنَ لِلنّاس'' کو حق نے آراستہ کیا　جس کو خدا نے آراستہ کیا اس سے چھٹکارا کیسے ہوسکتا ہے؟
(ص: ١٠٢)(١/ ٢٤٢٩)(ت ج ص: ١/ ٢٦٠)

## اقبالؔ:

ساماں کی محبت میں مضمر ہے تن آسانی　مقصد ہے اگر منزل، غارت گرِ ساماں ہو
(بانگ درا: ص: ٢٨٠)

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ o (آیت ٤٩)

(اور جب بحیثیت رسول بنی اسرائیل کے پاس آیا تو اس نے کہا) ''میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں، وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔ میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور مُردے کو زندہ کرتا ہوں۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کرکے رکھتے ہو۔ اس میں تمہارے لیے کافی نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو۔

## مولانا رومؒ:

هر یکی از ما، مسیحِ عالَمیست　هر اَلَم را درکفِ ما مرهَمیست
ہم میں سے ہر ایک دنیا کا مسیحا ہے　ہماری ہتھیلی پر ہر درد کا مرہم ہے
(ص: ٢٥)(١/ ٤٧)(ت ج ص: ١/ ٣٦)

صومعۂ عیسٰیؑ است خوانِ اهل دل　هان و هان ای مبتلا این در مَهِل
حضرت عیسیٰؑ کی عبادت گاہ اہل دل کا دسترخوان ہے　خبردار! خبردار! اے بیمار اس در کو نہ چھوڑ
جمع گشتندی زهر اطراف خَلق　از ضریر ولنگ و شَلّ و اهل دَلق
مخلوق ہر جانب سے جمع ہو جاتی　اندھے اور لنگڑے اور اپاہج اور گدڑی پوش
بر دَر آن صومعۂ عیسیٰ صَباح　تا بدَم اوشان رهاند از جُناح
صبح کو حضرت عیسیٰؑ کی عبادت گاہ کے دروازے پر　تاکہ وہ دم کرکے اُن کو تکلیف سے نجات دلائے
(ص:۲۳۱)(۳/۲۹۸۔۳۰۰)(ت ج ص:۴۱/۳)

آن مسیحا مرده زنده می کند　وان جُهود از خشم سَبلَت می کَنَد
حضرت عیسیٰؑ مردے کو زندہ کر رہے ہیں　اور یہودی غصہ سے اپنی مونچھیں نوچ رہے ہیں
(ص:۱۵۵)(۲/۴۲۱)(ت ج ص:۱/۵۳)

صد هزاران طِبِّ جالینوس بود　پیشِ عیسٰیؑ و دمَش افسوس بود
جالینوس کی لاکھوں حکمتیں تھیں　(مگر وہ) حضرت عیسیٰؑ اور اس کے دم کے سامنے بیکار تھیں
(ص:۴۹)(۱/۵۲۸)(ت ج ص:۱/۸۳)

آب وگِل چون ازدمِ عیسیٰ چرید　بال و پر بگشاد، مرغی شد پرید
پانی اور مٹی نے جب حضرت عیسیٰؑ کی پھونک کو چکھا　(اس نے) اپنے پنکھ کھولے اور پرندہ بن کے اڑ گیا
(ص:۶۶)(۱/۸۶۵)(ت ج ص:۱/۱۱۴)

مرده زنده کرد عیسٰیؑ از کرم　من بِکَفِّ خالقِ عیسی دَرَم
حضرت عیسیٰؑ نے کرم سے مردہ زندہ کردیا　میں حضرت عیسیٰؑ کے خالق کے ہاتھ میں ہوں
(ص:۳۵۶)(۴/۱۰۶۵)(ت ج ص:۴/۱۱۱)

عیسویست این دم، نه هر باد و دمی　که برآید از فَرَح یا از غَمی
یہ سانس عیسوی ہے، ہر ہوا اور سانس نہیں ہے　جو خوشی یا غمی سے آتا ہے
(ص:۴۶۵)(۵/۱۳۲۰)(ت ج ص:۵/۱۴۰)

جانها دراصل خود عیسٰیؑ دمند　یک زمان زخمند و گامی مرهمند
روحیں اصل میں حضرت عیسیٰؑ کا سا دم رکھتی ہیں　ایک وقت زخم اور دوسرے وقت مرہم ہیں
گر حجاب از جانها برخاستی　گفت هر جانی مسیح آساستی
اگر روحوں (کی حقیقت) سے پردہ اٹھ جائے　تو ہر روح کی بات مسیحؑ جیسی ہوگی
(ص:۸۵)(۱/۱۵۹۸۔۱۵۹۹)(ت ج ص:۱/۱۸۳)

تا دم عیسیٰؑ تو را زنده کند　همچو خویشت خوب و فرخنده کند
تاکہ حضرت عیسیٰؑ کا دم تجھے زندہ کر دے　اپنی طرح تجھے نیک اور مبارک بنا دے
(ص:۹۳)(۱/۱۹۱۱)(ت ج ص:۱/۲۱۰)

زندہ نِی، تا هَمدَم عیسی بَود — مُردہ نِی، تا دمَگہ عیسٰیؑ شود
نہ وہ زندہ ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کا ہم مشرب ہو — مردہ بھی نہیں کہ حضرت عیسٰی کی پھونک کا اہل ہو
(ص:۳۸۳)(۲۲۰۱/۴)(ت ج ص:۴۶/۵)

گفت: اَخر آن مسیحا نہ توی؟ — کہ شود کور و کر از تو مُستَوی
اس نے کہا: آخر آپ وہی مسیحا نہیں ہیں؟ — کہ آپ کے ذریعہ اندھا اور بہرا تندرست ہو جائے

گفت: آرِی، گفت: آن شَہ نیستی — کہ فسونِ غَیب را مأویستی؟
اس نے فرمایا اس نے کہا آپ وہ شاہ نہیں ہیں — کہ آپ غیبی منتر کے ماویٰ (و ملجا) ہیں

چون بخوانی آن فسون بر مُردہ ای — بر جَهَد چون شیر صَید آور دہ ای
آپ جب وہ منتر کسی مردے پر پڑھتے ہیں — وہ (مردہ) شکاری شیر کی طرح کود پڑتا ہے
(ص:۲۸۲)(۲۵۷۸/۳۔۲۵۸۰)(ت ج ص:۲۴۹/۳)

گفت: آری، آن منم۔ گفتا: کہ تو — نہ زگِل مرغان کُنی ای خوب رُو؟
انہوں نے فرمایا، ہاں میں وہی ہوں، اس نے کہا: کہ آپ — اے حسین! کیا مٹی سے پرندہ نہیں بنا دیتے
(ص:۲۸۲)(۲۵۸۱/۳)(ت ج ص:۲۴۹/۳)

بود عیسٰیؑ راکو از یک دُعا — بی توقّف بر جهانَد مُردہ را
حضرت عیسٰیؑ کی ایسی پھونک تھی کہ ایک دعا سے — مردے کو بلا توقف کھڑا کر دیتے
(ص:۳۱۱)(۳۵۰۵/۳)(ت ج ص:۳۳۶/۳)

تومبین زافسون عیسٰیؑ حرف و صَوت — آن ببین کز وَی گریزان گشت مَوت
حضرت عیسٰیؑ کے دم کرنے میں تو حرف اور الفاظ کو نہ دیکھ — یہ دیکھ کہ اس سے موت بھاگ گئی ہے

تو مبین زافسونش آن لَهجاتِ پس — آن نِگر کہ مُردہ بر جَست نِشَست
ان کے دم کرنے میں تو دھیمے لہجے کو نہ دیکھ — یہ دیکھ کہ مردہ کودا اور بیٹھ گیا
(ص:۳۲۳)(۴۲۶۲/۳۔۴۲۶۳)(ت ج ص:۴۰۶/۳)

## اقبال:

غمیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور ترا — فرنگیوں کا یہ افسوں ہے، قُمْ بِاذْنِ اللّٰہ
(ضرب کلیم:ص:۶۵)

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْاوَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝ (آیت ۱۰۳)

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ اللہ کے اُس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اُس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔ تم آگ سے

بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچالیا۔ اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے شاید کہ ان علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح کا سیدھا راستہ نظر آجائے۔

**مولانا روم:**

دست کورانه به حَبلِ اللّٰهَ زن　　جز بر اَمر و نَهیِ یزدانی مَتَن
اندھا دھند اللہ کی رسی ہاتھ میں لے لے　　خدائی امر و نہی کے سوا (کوئی) ارادہ نہ کر
(ص:۶۰۸)(۶/۳۴۹۴)(ت ج ص:۶/۳۳۴)

**اقبالؔ:**

جذب حرم سے ہے فروغ انجمنِ حجاز کا　　اس کا مقام اور ہے، اس کا نظام اور ہے
(بانگ درا:ص:۱۱۵)

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے　　نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر!
(بانگ درا:ص:۲۶۵)

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا　　مروّت حسنِ عالمگیر ہے مردانِ غازی کا
(بال جبریل:ص:۳۱)

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت　　وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد!
(ضرب کلیم:ص:۳۵)

طہران ہو گر عالمِ مشرق کا جنیوا!　　شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے!
(ضرب کلیم:ص:۱۴۷)

قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جدائی　　ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے؟ خدائی!
(ضرب کلیم:ص:۱۷۵)

**وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ**o　　(آیت ۱۰۴)

تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہییں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں، اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔

**مولانا روم:**

جمعه شَرطست وجماعت در نماز　　امرِ معروف وز مُنکَر اِحتراز
جمعہ اور نماز میں جماعت ضروری ہے　　بھلی بات کا حکم دینا اور بُری بات سے بچنا
(ص:۵۴۵)(۶/۴۸۰)(ت ج ص:۶/۶۰)

**اقبالؔ:**

شوکتِ سَنجر و سلیم، تیرے جلال کی نمود!　　فقرِ جُنَیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمال بے نقاب!
(بالِ جبریل:ص:۱۱۳)

ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی　　ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری
(بالِ جبریل:ص:۱۱۸)

**كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ o**

اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ اہلِ کتاب ایمان لاتے تو انہی کے حق میں بہتر تھا۔ اگرچہ ان میں کچھ لوگ ایمان دار بھی پائے جاتے ہیں مگر ان کے بیشتر افراد نافرمان ہیں۔

**مولانا رومؒ:**

جمعہ شَرطست وجماعت در نماز　　امرِ معروف وز مُنکَر اِحتراز
جمعہ اور نماز میں جماعت ضروری ہے　　بھلی بات کا حکم دینا اور بری بات سے بچنا
(ص:۵۴۵)(۲۸۰/۶)(ت ج ص:۶۰/۶)

ای جهان را زنده کرده زاصطِفا　　خاص کرده عام را، خاصه مرا
اے وہ کہ جس نے برگزیدگی سے جہاں کو زندہ کیا　　عوام کو خاص بنا دیا، خصوصاً مجھے
(ص:۵۵۶)(۱۰۸۲/۶)(ت ج ص:۱۱۸/۶)

**اقبالؔ:**

عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف　　ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبرؐ کہیں
(ارمغانِ حجاز: (اُردو):۱۲)

**قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ o**

تم سے پہلے بہت سے دور گزر چکے ہیں، زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ اُن لوگوں کا کیا انجام ہوا جنھوں نے (اللہ کے احکام و ہدایات کو) جھٹلایا۔　(آیت ۱۳۷)

**مولانا رومؒ:**

استخوانها شان ببین و مویشان　　عبرتی گیر و مَران خَر سویشان
ان کی ہڈیاں اور بال دیکھ لے　　عبرت حاصل کر، اور ان کا راستہ نہ اختیار کر
(ص:۱۱۳)(۲۹۵۲/۱)(ت ج ص:۳۰۹/۱)

آنکِ گستاخ آمدند اندر زمین استخوان و کلّه هاشان را ببین
جو لوگ اس دنیا میں گستاخ ہوتے ہیں ان کی ہڈیاں اور کھوپڑیاں دیکھ
چون بگورستان، روی، ای مُرتَضا اُستِخوانِشان را بپرس از مٰامَضی
اے پسندیدہ! جب تو قبرستان میں جائے ان کی ہڈیوں اور گذشتہ واقعات سے پوچھ
(ص:۲۳۰)(۳/۲۷۳-۲۷۴)(ت ج ص:۳۹/۳)

گفت سِیرُوا! می طلب اندر جهان بخت و روزی راهمی کُن امتحان
"سِیرُ وا" فرمایا ہے دنیا میں طلب کر نصیبہ اور رزق کو آزماتا رہ
(ص:۵۸۷)(۶/۲۶۱۸)(ت ج ص:۶/۲۵۵)

**اقبالؔ:**

جہاز زندگیٔ آدمی رواں ہے یونہی ابد کے بحر میں پیدا یونہی، نہاں ہے یونہی
(بانگ درا:ص:۹۵)

**وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝** (آیت۱۳۹)

دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر مومن ہو۔

**مولانا رومؔ:**

آں کہ ارزد صید را عشق است و بس لیکن او کے گُنجد اندر دامِ کس!
جو شکار کرنے کے قابل ہے وہ صرف عشق ہے لیکن وہ کب کسی کے جال میں پھنستا ہے
(مثنوی:۵/۴۰۹)(ت ج ص:۵/۵۲)

کارِ مرداں روشنی و گرمی است کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است
مردوں کا کام روشنی اور گرمی پہنچانا ہے اور کمینوں کا کام دھوکا (دینا) اور بے شرمی ہے
(مثنوی:۱/۳۲۰)(ت ج ص:۱/۶۳)

غازیان حملۂ غزا چون کَم بَرند کافِران برعکس حمله آوَرند
(ص:۳۹۰)(۴/۲۴۴۴)(ت ج ص:۴/۲۳۵)
غازی جب جہاد کا حملہ نہیں کرتے تو کافر پلٹ کر حملہ کرتے ہیں

**اقبالؔ:**

کھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی گیا دورِ حدیثِ لن ترانی!
ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار وہی مہدی، وہی آخر زمانی!
(بال جبریل:ص:۸۹)

تنِ بے روح سے بیزار ہے حق خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے
(بال جبریل:۹۰)

نقطۂ پرکار حق، مردِ خدا کا یقیں اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز
(بال جبریل:ص:۹۸)

ہے سوزِ دروں سے زندگانی اٹھتا نہیں خاک سے شرارہ
(بال جبریل:ص:۱۰۳)

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا پُردَم ہے اگر تُو، تو نہیں خطرۂ افتاد!
(ضرب کلیم:ص:۴۷)

اِنْ یَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَ تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَo (آیت۱۴۰)

اس وقت اگر تمھیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے۔ یہ تو زمانہ کے نشیب وفراز ہیں جنھیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔ تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم میں سچے مومن کون ہیں، اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی (راستی کے) گواہ ہوں______ کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں۔

## مولانا روم:

بر منست امروز و فردا بر ویست خونِ چون من کس چنین ضایع کیست؟
(ص:۳۰)(۲۱۳/۱)(ت ج ص:۵۳/۱)

(مصیبت) آج مجھ پر اور کل اس پر ہے مجھ جیسے آدمی کا خون رائگان کیسے ہو سکتا ہے؟

## اقبالؒ:

جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی روحِ اُمم کی حیات کش مکشِ انقلاب!
(بال جبریل:ص:۱۰۰)

زمانہ کہ زنجیر ایام ہے دموں کے اُلٹ پھیر کا نام ہے!
(بال جبریل:ص:۱۲۷)

وَ لِیُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَمْحَقَ الْكٰفِرِیْنَo (آیت۱۴۱)

اور وہ اس آزمائش کے ذریعہ سے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتا ہے۔

## مولانا روم:

کشتن و مُردن کہ بر نقش تنست چون انار و سیب را بشکستنست
مارنا اور مرنا جو جسم سے تعلق ہے انار اور سیب کے رس نکالنے کی طرح ہے
آنچ شیرین اس او، شد نار دانگ وانک پوسیدہ ست نبَود غیر بانگ
جو میٹھا ہے (باطن سے) وہ انار کے ترش اور میٹھے رس کی طرح ہے جو سیاہ اور تباہ (باطن) ہے خالی پھوکے انار کی آواز کی طرح ہے

آنچ با معنیست، خود پیدا شود و آنچ پوسیده ست آن رسوا شود
جو پر حقیقت ہے وہ اچھا ہو جاتاہے اور جو بے حقیقت ہے اور رسوا ہو جاتا ہے
(ص:۵۷)(۱/۲۰۷-۲۰۹)(ت ج ص:۱/۱۰۰)

## اقبال:

فسانۂ ستمِ انقلاب ہے یہ محل کوئی زمانِ سلَف کی کتاب ہے یہ محل
(بانگ درا:ص:۹۵)

نہ پوچھو مجھ سے لذت خانماں برباد رہنے کی نشیمن سینکڑوں میں نے بنا کر پھونک ڈالے ہیں
(بانگ درا:ص:۱۰۱)

تارے میں وہ، قمر میں وہ، جلوہ گہِ سحر میں وہ چشمِ نظّارہ میں نہ تو سرمۂ امتیاز دے
(بانگ درا:ص:۱۱۳)

اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ! ٹوٹا ہے ایشیا میں سحرِ فرنگیانہ!
(بال جبریل:ص:۵۴)

خبر ملی ہے خدایانِ بحر و بر سے مجھے فرنگ رہگذرِ سیلِ بے پناہ میں ہے!
(بال جبریل:ص:۴۹)

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَ هَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ۝ (آیت ۱۴۶)

اس سے پہلے کتنے ہی نبی ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے خدا پرستوں نے جنگ کی۔ اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں اُن پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہیں ہوئے، انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی، وہ (باطل کے آگے) سرنگوں نہیں ہوئے۔ ایسے ہی صابروں کو اللہ پسند کرتا ہے۔

## مولانا روم:

مشتری را صابران دریا فتند چون سوی هر مشتری نشتافتند
صابر لوگوں نے خریدار پالیا ہے کیونکہ وہ ہر خریدار کی طرف نہیں دوڑے ہیں
(ص:۴۶۹)(۵/۱۴۷۱)(ت ج ص:۵/۱۵۴)

## اقبال:

تمنا آبرو کی ہو اگر گلزارِ ہستی میں تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کرلے!
(بانگ درا:ص:۲۵۰)

سعیِ پیہم ہے ترازوئے کم و کیفِ حیات تیری میزاں ہے شمارِ سحر و شام ابھی
(بانگ درا:ص:۲۷۹)

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَo

(آیت ۱۵۹)

(اے پیغمبرؐ) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم اِن لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو۔ ورنہ اگر کہیں تم تُند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گردوپیش سے چھٹ جاتے۔ اِن کے قصور معاف کردو، ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو، اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو، پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کرو، اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اُسی کے بھروسے پر کام کرتے ہیں۔

**مولانا روم:**

مصطفیٰؐ می دید احوال شبش — لیک مانع بود فرمانِ رَبَش
حضرت مصطفیٰ اس کے رات کے احوال دیکھ رہے تھے — لیکن ان کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم مانع تھا

تاکہ پیش از خَیط بُگشاید رَهی — تا نیُفتد زان فضیحت در چَهی
تاکہ (صبح صادق) دھاگے سے پہلے وہ راستہ کھول دیں — تاکہ وہ اس رسوائی سے کنویں میں نہ گرے
(ص:۴۳۱)(۵/۱۰۳-۱۰۴)(ت ج ص:۵/۲۴)

مَشوَرت در کارها واجب شَوَد — تا پشیمانی در آخر کم بُوَد
کاموں میں مشورہ ضروری ہے — تاکہ انجام کار پشیمانی نہ ہو
(ص:۱۹۴)(۲/۲۲۶۹)(ت ج ص:۲/۱۴۹)

مَشوَرَت کُن با گروه صالِحان — بر پیمبرؐ اَمرِ شاورهُم بدان
نیکوں کی جماعت سے مشورہ کر لیجیے — پیغمبرؐ کے لیے "شاوِرهُم" کا حکم سمجھ لیجیے
(ص:۵۸۷)(۶/۲۶۱۳)(ت ج ص:۶/۲۵۵)

امر شاوِرهُم پیمبرؐ را رسید — گرچه رایی نیست رایش را مزید
پیغمبرؐ کو "ان سے مشورہ کر" کا حکم ملا — اگرچہ کوئی رائے اُس کی رائے سے بڑھ کر نہیں ہے
(ص:۱۱۴)(۱/۳۰۲۱)(ت ج ص:۱/۳۱۶)

آن دل چون سنگ را تا چند چند — نرم گفتیم و نمی پذرُفت پند
اس پتھر جیسے دل کو کتنی ہی — ہم نے نصیحت کی اس نے نصیحت قبول نہ کی
(ص:۱۳۱)(۱/۳۶۰۴)(ت ج ص:۱/۳۶۸)

پاره پاره گردَمت، فرمان پزیرا! — من بعزّت خو گرَم، سَختَم مگیر
میں نے (بدن کے) ٹکڑے ٹکرے کو تیرا کہنا ماننے والا بنالیا — میں عزت کا عادی ہوں میری سخت پکڑ نہ کیجیے
(ص:۴۱۸)(۴/۳۵۹۵)(ت ج ص:۴/۳۴۰)

**اقبالؔ:**

کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بدگماں حرم سے　　کہ امیرِ کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی!
(بالِ جبریل:ص:۱۷)

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُرسوز　　یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے
(بالِ جبریل:ص:۴۹)

اس کی اُمیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل　　اس کی ادا دلفریب، اس کی نگہ دل نواز
(بالِ جبریل:ص:۹۷)

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍo (آیت۱۶۴)

درحقیقت اہلِ ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اُن کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبرؐ اٹھایا جو اس کی آیات انھیں سناتا ہے، اُن کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور اُن کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔

**مولانا رومؒ:**

آدم خاکی زحق آموخت عِلم　　تا به هفتم آسمان افروخت علم
مٹی کے آدمؑ نے اللہ سے علم سیکھا　　علم نے ساتواں آسمان تک روشن کر دیا
(ص:۷۰)(۱/۱۰۱۲)(ت ج ص:۱/۱۲۹)

ساعتی آن جایگه تشریف ده　　تزکیهٔ مان کُن، ز ما تعریف ده
تھوڑی دیر کے لیے اس جگہ تشریف رکھیں　　ہمیں پاک کریں اور معرفت سکھائیں
(ص:۲۰۵)(۲/۲۸۳۷)(ت ج ص:۲/۲۶۹)

**اقبالؔ:**

اے حلقۂ درویشاں وہ مردِ خدا کیسا　　ہو جس کے گریباں میں ہنگامۂ رستاخیز!
جو ذکر کی گرمی سے شعلے کی طرح روشن　　جو فکر کی سُرعت میں بجلی سے زیادہ تیز!
(بالِ جبریل:ص:۳۶)

شیخِ مکتب ہے اک عمارت گر　　جس کی صنعت ہے روحِ انسانی
(بالِ جبریل:ص:۱۶۴)

میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد　　زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن!
(بانگِ درا:ص:۱۶۶)

اہل دانش عام ہیں، کم یاب ہیں اہلِ نظر | کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ!
(ضرب کلیم، ص:۷۹)

خوشا وہ قافلہ، جس کے امیر کی ہے متاع | تخیلِ ملکوتی و جذبہ ہائے بلند!
(ضرب کلیم، ص:۱۵۷)

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے | مُردہ ہے! مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس!
پرورش دل کی اگر مدِّنظر ہے تجھ کو | مردِ مومن کی نگاہِ غلط انداز ہے بس!
(ضرب کلیم، ص:۱۷۱)

وَ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ o (آیت ۱۶۹)
اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انھیں مُردہ نہ سمجھو، وہ حقیقت میں زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔

**مولانا روم:**

چون بُریده گشت حلقِ رزق خوار | یُرزَقُونَ فَرِحِینَ شد گُوار
جب رزق کھانے والا حلق کٹ گیا | تو (یرزقوں فرحین) خوش گوار ہو کر آ جاتا ہے
(ص:۱۳۹)(۳۸۷۴/۱)(ت ج ص:۳۹۲/۱)

پس شهیدان زنده زین رویَند و خُوش | تو بدان قالَب بمنگر گبروَش
پس شہید اسی لیے زندہ خوش ہیں | تو ان کے (خاکی) قالب کو کافر کی طرح نہ دیکھ
(ص:۱۵۵)(۳۸۴/۲)(ت ج ص:۵۰/۲)

هَست بَر مؤمن شهیدی زندگی | بر منافِق مردَنست و ژَندگی
مومن کے لیے شہادت زندگی ہے | منافق کے لیے موت اور تباہی ہے
(ص:۱۶۹)(۱۰۷۷/۲)(ت ج ص:۱۱۲/۲)

در شهیدان یُرزَقون فرمود حق | آن غذا را نی دهان بُد نی طَبَق
حق نے شہیدوں کے بارے میں یُرزقون فرمایا | اس غذا کے لیے منہ ہے نہ تھالی
(ص:۱۶۹)(۱۰۸۹/۲)(ت ج ص:۱۱۳/۲)

هین! مرا مُرده مبین، گر زنده ای | در کفِ شاهم نِگَر گر بنده ای
خبردار اگر تو زندہ ہے تو مجھے مردہ نہ سمجھ | اگر تو بندۂ (خدا) ہے تو مجھے شاہ کے ہاتھ میں سمجھ
(ص:۳۵۶)(۱۰۶۴/۴)(ت ج ص:۱۱۱/۴)

زَهره ای کز بَهرۀ حق بَردَرَد | چون شهیدان از دو عالم برخُورَد
وہ پتّہ جو خدا کے لیے پھٹ جائے | وہ شہیدوں کی طرح دونوں جہانوں سے فائدہ اٹھاتا ہے
(ص:۳۹۳)(۲۶۰۶/۳)(ت ج ص:۲۵۱/۴)

## اقبالؔ:

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی　　ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی
(بانگ درا:ص:۲۵۸)

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۝ (آیت۱۸۵)

آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے اور تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو۔ کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتشِ دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔ رہی یہ دُنیا، تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے۔

## مولانا رومؔ:

پس ترا هر لحظه مرگ و رجعتیست　　مصطفیٰؐ فرمود: دنیا ساعتیست
پس تیرے لیے ہر لحظہ موت اور واپسی ہے　　حضرت مصطفیٰؐ نے فرمایا دنیا ایک گھڑی ہے
(ص:۴۷)(۱۱۴۲/۱)(ت ج ص:۱۴۱/۱)

که علاماتست زآن دیدارِ نور　　التَّجَافِی مِنْکَ عَن دَارِالغُرُور
کیونکہ اس نور کے دیدار کی علامتیں ہیں　　دھوکے کے جہاں سے تیرا بچاؤ
(ص:۴۹۷)(۲۳۴۹/۵)(ت ج ص:۲۵۰/۵)

زآن لقب شد خاك را دارالغُرور　　کو کَشَد پا راسِپس یوم العُبُور
اسی لیے زمین کا لقب دھوکے کا گھر ہے　　کیونکہ وہ گذرنے کے دن پاؤں پیچھے کو کھینچ لیتی ہے
(ص:۶۱۱)(۳۶۰۸/۶)(ت ج ص:۳۳۵/۶)

## اقبالؔ:

ساماں کی محبت میں مضمر ہے تن آسانی　　مقصد ہے اگر منزل، غارت گرِ ساماں ہو
(بانگ درا:ص:۲۸۰)

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۝ (آیت۱۹۰)

زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں اُن ہوش مند لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

## مولانا روم

چون نمی گویی که روز و شب بخَود　　بی خداوندی کی؟ آید کی رَود؟
تو کیوں نہیں کہتا کہ دن اور رات خود　　بغیر خدا کے کیسے آ جا سکتے ہیں؟
(ص:۵۴۲)(۳۶۵/۶)(ت ج ص:۴۹/۶)

اقبالؔ:

سلسلۂ روز و شب، نقش گرِ حادثات! سلسلۂ روز و شب، اصل حیات و ممات!

(بال جبریل: ص:۹۳)

اس سورت میں علامہ نے محکمات ومتشابہات آیات کی تفسیر میں مسلمانان ہند کے اعمال کی طرف بہت خوبصورتی سے اشارہ کیا، مولانا نے حضرت عیسیٰ کے مختلف معجزات کو اشعار میں تلمیحاً بیان کیا جبکہ علامہ کہتے ہیں مشرق میں مسلمان سویا ہوا ہے اور یورپ میں فرنگی بیدار ہیں۔ اگر مشرق کے مسلمان بیدار ہو جائیں تو وہ کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ پھر مولانا اور علامہ بڑی خوش اسلوبی سے اتحاد بین المسلمین کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ نیکی کی طرف دعوت دینے والے کی فضیلت اور برائی سے اجتناب کی تلقین۔ اور خدا کی حکم عدولی کا نتیجہ، اور آخر کار مومن کی نجات، اللہ کی جانب سے مومنوں کی آزمائش اور صبر کرنے والوں کے لیے اظہار پسندیدگی، علامہ ایک شعر میں آیت نمبر ۱۵۹ میں بیان کی گئی میر کارواں کی خوبیوں کو بیان کر دیتے ہیں شہید کی ابدی زندگی کا تصور، موت کا آنا برحق اور روز قیامت اعمال کا اجر مل کر رہے گا آخر میں اس سورت کی مشترک آیت نمبر ۱۹۰ کو دونوں نے ایک ہی انداز سے اشعار میں بیان کیا ہے۔

# سورہ النسآء (۴)

لفظ نساء (عورتیں) جمع ہے اس کا مفرد نہیں ہے اور یہ لفظ اس سورت میں بیس (۲۰) سے زیادہ مرتبہ آیا ہے، اس سورت میں عورتوں سے متعلق بہت سے فقہی احکامات درج ہیں۔ اس سورت کا دوسرا نام نساء الکبریٰ ہے (جبکہ سورت نمبر ۶۵، سورت طلاق کو نساء الصغریٰ یا نساء القصریٰ بھی کہا جاتا ہے) ترتیب تلاوت چوتھی، ترتیب نزول ۹۲ ویں ۱۷۶ آیات اور ۳۷۴۵ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ اس سورت میں اسلامی معاشرے کو مربوط مستحکم رکھنے والے اساسی اہمیت کے حامل تمام امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔ معاشرے کے کمزور ترین دو عناصر عورت اور یتیم کے حقوق کا تعین کر کے ان کے سرپرستوں، رشتہ داروں کو تاکید کی گئی کہ وہ انہیں پورا کریں۔ تقسیم وراثت کے اصول اور ضابطے مقرر کیے تا کہ طاقت ور اور کمزور سب کے حقوق معین ہو جائیں اور معاشرے میں ظلم، حق تلفی اور باہمی نزاع کا امکانی حد تک سدِ باب ہو سکے۔

**یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَ بَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًاo** (آیت:۱)

لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے، اُس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے

## مولانا روم:

اختیار آن را نکو باشد کہ او    مالکِ خود باشد اندر اِتَّقُوا
اختیار اس کے لیے بھلا ہوتا ہے جو    ''تم تقویٰ اختیار کرو'' کے معاملے میں اپنے آپ پر قابو رکھے
(ص:۴۴۷)(۵/۶۴۹)(ت ج ص:۵/۷۵)

عفوہا گفتہ ثنای عَفوِ تو    نیست کُفوَش ایُّھا النّاس اَتَّقُوا
تمام معافیوں نے تمہاری معافی کی تعریف کی    اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے ''اے لوگو! ڈرو''
(ص:۵۲۵)(۵/۴۱۱۵)(ت ج ص:۵/۴۱۲)

چونک دارُالضَّرب را سلطان خداست    نقد را چون ضربِ خوب و نا رواست؟
جب کہ ٹکسال کا بادشاہ خدا ہے    سکہ پر کھرا ٹھپہ اور کھوٹا ٹھپہ کیوں ہے؟
(ص:۵۶۵)(۶/۱۶۱۲)(ت ج ص:۶/۱۶۵)

## اقبالؔ:

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ اُمُومَت    ہے حضرتِ انساں کے لیے اس کا ثمر موت!
(ضرب کلیم، ص:۹۶)

آتشیں لذّتِ تخلیق سے ہے اس کا وجود!    کھلتے جاتے ہیں اسی آگ سے اسرارِ حیات
(ضرب کلیم، ص:۹۷)

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَ الّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًاo (آیت:۳۴)

مرد عورتوں پر قوام ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے اُن میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت و نگرانی میں اُن کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ، خواب گاہوں میں اُن سے علیحدہ رہو اور مارو، پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کے لیے بہانے تلاش نہ کرو، یقین رکھو کہ اُوپر اللہ موجود ہے جو بڑا اور بالاتر ہے۔

**مولانا روم:**

طیّبات از بهر کی؟ لِلطَّیِّبین　　یار را خوش کن مرنجان او ببین

پاک چیزیں کس کے لیے ہیں؟ پاک لوگوں کے لیے　　دوست کو خوش رکھ رنجیدہ نہ کر اور دیکھ

(ص:۸۳)(۱/۱۴۹۵)(ت ج ص:۱/۱۷۴)

**اقبالؔ:**

فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور　　کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں

(ضرب کلیم:ص:۹۲)

ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدم　　کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے!

(ضرب کلیم:ص:۹۳)

بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے　　ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر!

(ضرب کلیم:ص:۹۴)

کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ　　آزادیٔ نسواں کہ زمرد کا گلوبند؟

(ضرب کلیم:ص:۹۵)

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ اُمومت　　ہے حضرتِ انساں کے لیے اس کا ثمر موت

(ضرب کلیم:ص:۹۶)

جوہر مرد عیاں ہوتا ہے بے منّتِ غیر　　غیر کے ہاتھ میں ہے جوہر عورت کی نمود!

(ضرب کلیم:ص:۹۷)

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا نِo

اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ، اور پڑوسی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی، اور مسافر سے، اور اُن لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں، احسان کا معاملہ رکھو، یقین جانو اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنے پندار میں مغرور ہو اور اپنی بڑائی پر فخر کرے۔ (آیت ۳۶)

**مولانا روم:**

شُکر می کُن مَر خدا را در نِعَم — نیز می کُن شکر و ذِکر خواجه هَم

نعمتوں کے بارے اپنے خدا کا شکر ادا کرتا رہ — نیز خواجہ کا ذکر اور شکر بھی کر

رحمتِ مادر اگر چه از خُداست — خدمت او هم فریضه ست و سِزاست

ماں کی محبت اگرچہ خدا کی جانب سے ہے — اس کی خدمت بھی فرض اور مناسب ہے

(ص:۶۰۵)(۶/۳۲۵۸-۳۲۵۹)(ت ج ص:۶/۳۱۳)

**اقبالؔ:**

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے — میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

(بانگ درا، ص:۱۴۱)

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی ہے — اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

(بال جبریل، ص:۳۶)

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ۝ (آیت ۶۴)

(انہیں بتاؤ کہ) ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اسی لیے بھیجا ہے کہ اذنِ خداوندی کی بنا پر اس کی اطاعت کی جائے۔ اگر انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوتا کہ جب یہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھے تھے تو تمہارے پاس آجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے معافی کی درخواست کرتا، تو یقیناً اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔

**مولانا روم:**

گفت آدم که: ظَلَمنا نفسَنا — او ز فعلِ حق نبُد غافل چوما

آدمؑ نے کہا ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا — وہ اپنے فعل سے ہماری طرح غافل نہ تھے

(ص:۸۲)(۱/۱۴۸۹)(ت ج ص:۱/۱۷۳)

**اقبالؔ:**

اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمدؐ! — آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے!

(ضرب کلیم، ص:۴۸)

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًاo (آیت ۶۹)

جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔ کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔

**مولانا روم:**

چون قبولِ حق بُوَد آن مردِ راست — دستِ او در کارہا دستِ خداست

سچا انسان چونکہ اللہ کا مقبول ہوتا ہے اس لیے — کاموں میں اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہو جاتا ہے

(ص:۸۵)(۱/۱۶۱۱)(ت ج ص:۱/۱۸۴)

صبر بُگزیدند و صِدّیقین شُدند — بعد از آن سوی بِلادِ چین شُدند

انہوں نے صبر اختیار کیا اور صدیقین (میں سے) ہوگئے — اس کے بعد چین کے شہروں کی جانب روانہ ہوگئے

(ص:۶۱۸)(۶/۳۹۸۳)(ت ج ص:۶/۳۸۱)

**اقبالؔ:**

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن — نہ مالِ غنیمت، نہ کشور کشائی!

(بال جبریل:ص:۱۰۵)

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ قِیۡلَ لَہُمۡ کُفُّوۡۤا اَیۡدِیَکُمۡ وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیۡہِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِیۡقٌ مِّنۡہُمۡ یَخۡشَوۡنَ النَّاسَ کَخَشۡیَۃِ اللّٰہِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡیَۃً وَ قَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ کَتَبۡتَ عَلَیۡنَا الۡقِتَالَ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡیَا قَلِیۡلٌ وَ الۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی وَ لَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا o (آیت ۷۷)

تم نے اُن لوگوں کو بھی دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو؟ اب جو انہیں لڑائی کا حکم دیا گیا تو ان میں سے ایک فریق کا حال یہ ہے کہ لوگوں سے ایسا ڈر رہے ہیں جیسا خدا سے ڈرنا چاہیے یا کچھ اس سے بڑھ کر۔ کہتے ہیں خدایا! یہ ہم پر لڑائی کا حکم کیوں لکھ دیا کیوں نہ ہمیں ابھی کچھ اور مہلت دی؟ ان سے کہو، دنیا کا سرمایۂ زندگی تھوڑا ہے، اور آخرت ایک خدا ترس انسان کے لیے زیادہ بہتر ہے، اور تم پر ظلم ایک شمّہ برابر بھی نہ کیا جائے گا۔

**مولانا روم:**

این جھان محدود و آن خود بی حَدَست — نقش و صورت پیش آن معنی سَدَست

یہ عالم محدود اور وہ غیر محدود ہے — نقش و صورت اس معنی کے سامنے آڑ ہیں

(ص:۴۸)(۱/۵۲۶)(ت ج ص:۱/۸۳)

زُیِّنَ لِلنّاسِ حق آراستَست — زآنچ حق آراست چون دانند جَست

''زین للناس'' کو خدا نے آراستہ کیا — جس کو خدا نے آراستہ کیا اس سے چھٹکارے کا جانتے ہیں

(ص:۱۰۱)(۱/۲۴۲۶)(ت ج ص:۱/۲۶۰)

جملہ دنیا را پَرِ پشّہ بَہا　　سیلیی را رِشوتِ بی مُنتہا
تمام دنیا کی قیمت مچھر کا پر ہے　　ایک طمانچہ کا عطیہ بے انتہا ہے
(ص:۵۶۶)(۶/۱۶۴۳)(ت ج ص:۱/۲۶۰)

## اقبالؔ:

یارب! یہ جہانِ گذراں خوب ہے لیکن　　کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہنر مند؟
(بال جبریل:ص:۲۰)

خودی کو نہ دے سیم و زر کے عوض　　نہیں شعلہ دیتے شرر کے عوض
(بال جبریل:ص:۱۶۰)

**اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَ سَآءَ تْ مَصِیْرًا o (آیت ۹۷)**

جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے اُن کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے۔ فرشتوں نے کہا، کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

## مولانا روم:

آنک ارضُ اللّٰہ واسِع گفتہ اند　　عرصہ ای دان انبیا را بس بلند
وہ (میدان) جس کو اللہ تعالیٰ کی وسیع زمین کہا گیا ہے　　وہ وہ میدان ہے جہاں سے انبیاء اوپر چلے گئے
(ص:۱۲۰)(۱/۳۱۸۴)(ت ج ص:۱/۳۳۱)

گر نرویَد خوشہ از روضاتِ ہُو　　پس چہ واسِع باشد ارضُ اللّٰہ؟ بگو!
اگر (اللہ کے) باغوں سے کوئی خوشہ پیدا نہ ہو　　تو بتا اللہ کی زمین کیا وسیع ہوئی؟
چونکِ این ارضِ فنا بی رَیع نیست　　چون بُوَد ارض اللّٰہ اَن مُسَّتَوَّسَعیست
جبکہ یہ فانی زمین بغیر پیداوار کے نہیں ہے　　تو اللہ کی زمین کا کیا حال ہوگا وہ بہت وسیع ہے
(ص:۳۷۲)(۴/۱۷۶۱۔۱۷۶۲)(ت ج ص:۴/۱۷۳)

وآن فضای خَرقِ اسباب و عِلَل　　هست اَرضُ اللّٰہ ای صَدر اَجَلّ!
اسباب اور علتوں کی شکست کی فضا　　اے صدر اجل! زمین تو اللہ تعالی کی ہے.
(ص:۳۸۷)(۴/۲۳۸۲)(ت ج ص:۴/۲۲۹)

بشنو از عقل خود ای انبار دار　　گندم خود رابہ ارضِ اللّٰہ سِپار
اے کھلیان والے اپنی سے سن لے　　اپنے گیہوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے
(ص:۴۷۱)(۵/۱۵۲۷)(ت ج ص:۵/۱۵۹)

صبر در صحرای خشک و سنگلاخ　احمقی باشد جهانِ حق فَراخ
خشک اور پتھریلے جنگل میں صبر کرنا　حماقت ہے، اللہ کی دنیا وسیع ہے
(ص:۴۹۶)(۵/۱۵۹)(ت ج ص:۵/۲۴۹)

صَحن اَرضَّ اللّٰہ واسع آمده　هر درختی از زمینی سَرزده
اللہ کی زمین کا میدان وسیع ہے　ہر درخت ایک (قطعہ) زمین سے اگا ہے
(ص:۴۹۹)(۵/۲۵۶۲)(ت ج ص:۵/۲۶۱)

لیک با این جمله بالا ترخِرام　چونک ارضُ اللّٰہ واسِع بود و رام
لیکن اس سب کے ہوتے ہوئے اور آگے چل　جبکہ اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع اور تابع ہے۔
(ص:۵۴۸)(۶/۶۳۵)(ت ج ص:۱/۳۳۱)

## اقبالؔ:

اس ذرّہ کو رہتی ہے وسعت کی ہوس ہر دم　یہ ذرّہ نہیں، شاید سمٹا ہوا صحرا ہے
(بانگ درا:ص:۱۷۹)

وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَ لِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًاo　(آیت۱۱۹)

میں انہیں بہکاؤں گا، میں انہیں آرزوؤں میں اُلجھاؤں گا، میں انہیں حکم دُوں گا اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان پھاڑیں گے اور میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے خدائی ساخت میں ردوبدل کریں گے۔'' اس شیطان کو جس نے اللہ کے بجائے اپنا ولی وسرپرست بنالیا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔

## مولانا روم:

مفلسیِ دیو را یزدان ما　هم منادی کرد در قرآن ما
ہمارے خدا نے شیطان کو مفلسی کا　بھی ہمارے قرآن میں اعلان کر دیا ہے
(ص:۱۵۹)(۲/۶۵۴)(ت ج ص:۲/۷۳)

اصلِ ظلمِ ظالمان از دیو بود　دیو در بند است، اِستَم چون نمود؟
ظالموں کے ظلم کی جڑ شیطان سے تھی　شیطان بند ہے، ظلم کیسے ہوا؟
(ص:۳۳۰)(۳/۴۶۳۹)(ت ج ص:۳/۴۳۹)

## اقبالؔ:

آئینِ نَو سے ڈرنا، طرز کہن پہ اڑنا　منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں
(بانگ درا:ص:۱۷۴)

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں، تم بھی نہیں　جذبِ باہم جو نہیں، محفلِ انجم بھی نہیں
(بانگ درا:ص:۲۰۱)

ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری
(بانگ درا:ص:۲۴۸)

وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا ۝ (آیت ۱۲۶)

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ کا ہے اور اللہ ہر چیز پر محیط ہے۔

**مولانا روم:**

حق محیط جمله آمد ای پسر وا ندارد کارش از کار دگر

اے بیٹا! اللہ سب پر حاوی ہے اس کو ایک کام دوسرے سے نہیں روک سکتا
(ص:۸۲)(۱/۱۴۸۷)(ت ج ص:۱/۱۷۳)

**اقبال:**

چشمۂ کہسار میں، دریا کی آزادی میں حُسن شہر میں، صحرا میں، ویرانے میں، آبادی میں حسن
(بانگ درا:ص:۹۴)

وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَ مَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ۝ (آیت ۱۵۸-۱۵۷)

اور خود کہا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم، رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے۔۔۔۔حالانکہ فی الواقع انہوں نے نہ اس کو قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا۔ اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں، ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی علم نہیں ہے۔ محض گمان ہی کی پیروی ہے۔ انہوں نے مسیح کو یقین کے ساتھ قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے۔

**مولانا روم:**

جسم خاك از عشق بر افلاك شد كوه در رقص آمد و چالاك شد

خاکی جسم عشق کی وجہ سے آسمانوں پر پہنچا پہاڑ ناچنے لگا اور ہوشیار ہوگیا
(ص:۲۳)(۱/۲۵)(ت ج ص:۱/۳۳)

جَست عیسیٰؑ تا رَهَد از دشمنان بُردَش آن جستن بچارُم آسمان

حضرت عیسیٰؑ دشمنوں (کے نرغے) سے کودے تاکہ نجات حاصل کریں وہ کودنا ان کو چوتھے آسمان پر لے گیا
(ص:۱۱۰)(۱/۲۷۹۴)(ت ج ص:۱/۲۹۴)

**اقبال:**

کبھی صلیب پہ اپنوں نے مجھ کو لٹکایا کیا فلک کو سفر، چھوڑ کر زمیں میں نے
(بانگ درا:ص:۸۲)

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا o

ہم نے اُن رسولوں پر بھی وحی نازل کی جن کا ذکر ہم اِس سے پہلے تم سے کر چکے ہیں اور اُن رسولوں پر بھی جن کا ذکر تم سے نہیں کیا۔ ہم نے موسیٰ سے اِس طرح گفتگو کی جس طرح گفتگو کی جاتی ہے۔ (آیت ۱۶۴)

## مولانا روم:

پس بہ ہر دوری وَلِّیِ قایِمَست — تا قیامت آزمایش دایم است

پس ہر دور میں ایک ولی قایم ہے — قیامت تک دائمی آزمائش ہے

(ص:۱۶۲)(۲/۸۱۶)(ت ج ص:۲/۸۷)

## اقبالؔ:

کبھی میں ذوقِ تکلّم میں طور پر پہنچا — چھپایا نورِ ازل زیرِ آستیں میں نے

(بانگ درا:ص:۸۲)

عورت اور مرد کے جوڑے دنیا کی آبادی کے مقصد سے بنائے گئے۔ مرد کا زن شناس ہونا چاہیے۔ قرآن کا کہنا ہے ماں باپ سے نیک برتاؤ کرو۔ مولانا نے ماں کی محبت کو اللہ کی جانب سے اوران کی خدمت کو فرض کہا جبکہ علامہ کہتے ہیں کہ میں خدا کے بندوں سے پیار کرنے والے کا خادم بنوں گا اور پھر علامہ کہتے ہیں کہ ایسا سجدہ کرنے والے ہی نہ رہے ورنہ ان کے سامنے غیر اللہ طاقتیں کانپ جائیں یہ سجدہ ایک چیلنج ہے تمام غیر اللہ کو اور ایک اعلان ہے بندے کا کہ وہ اب صرف اللہ کے آگے جھکے گا اور غیر اللہ کی نفی کرے گا۔ مولانا کہتے ہیں آدمؑ نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور ہماری طرح فعل حق سے غافل نہ تھا اور علامہ اسی بات کو یوں کہہ رہے ہیں کہ آج کا مسلمان اللہ کے احکام اور آیات کی حفاظت کرنے والے کو ڈھونڈ رہا ہے شہید کا رتبہ صدیق کے بعد ہوتا ہے اور اللہ سے ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے خدا ترس انسان کی آخرت بہر حال بہتر رہے گی۔ حضرت عیسیٰ کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کو علامہ سے زیادہ دقیق مولانا نے بیان کیا یعنی چوتھے آسمان پر اٹھائے گئے۔

# سورہ المائدہ (۵)

اس سورت کی وجہ تسمیہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں اور دوستوں کی طرف سے آیت نمبر ۱۱۲ اور ۱۱۴ میں آسمان سے کھانے (مائدہ من السّماء) کی درخواست اور ان کے مابین گفتگو کی طرف اشارہ ہے اور اسی لفظ سے سورت کا نام ماخوذ ہے۔ اس سورت کے دوسرے نام عقود، منقذہ ہیں ورنہ سورت کے موضوع سے نام کو، یا نام سے سورت کے موضوع اور مضامین کو کوئی تعلق نہیں۔ ترتیب تلاوت پانچویں ترتیب نزول ۱۱۲ ویں ۱۲۰ آیات اور ۲۸۰۴ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ اس سورت میں یہودی اور عیسائی جو ایک دوسرے کے مددگار ہیں ان کو اپنا دوست نہ بنانے، قسم توڑنے کا کفارہ ،شراب ، جوا، بت او رپانسے سب گندے اور شیطانی کام ہیں، احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت ،وضو، غسل اور تیمّم ، پاکیزگی کا حکم عدل وانصاف کی تلقین ،ایک خدا پر بھروسہ رکھنے ،حضرت عیسیٰؑ کا ماں کی گود میں بات کرنے اور دوسرے معجزات کا ذکر ہے۔

**حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيْحَةُ وَ مَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝ (آیت۳)**

تم پر حرام کیا گیا مُردار، خون، سُور کا گوشت، وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، وہ جو گلا گھٹ کر، یا چوٹ کھا کر، یا بلندی سے گر کر، یا ٹکر کھا کر مرا ہو، یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو ـــــــ سوائے اس کے جسے تم نے پاکر ذبح کر لیا ـــــــ اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو۔ نیز یہ بھی تمہارے لیے ناجائز ہے کہ پانسوں کے ذریعہ سے اپنی قسمت معلوم کرو۔ یہ سب افعال فسق ہیں۔ آج کافروں کو تمہارے دین کی طرف سے پوری مایوسی ہو چکی ہے لہٰذا تم اُن سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے (لہٰذا حرام وحلال کی جو قیود تم پر عائد کر دی گئی ہے اُن کی پابندی کرو)۔ البتہ جو شخص بھوک سے مجبور ہو کر اُن میں سے کوئی چیز کھالے، بغیر اس کے کہ گناہ کی طرف اس کا میلان ہو تو بیشک اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

**مولانا رومؒ:**

کین رَوا باشد مرا، من مُضطَرَم　　حق نگیرد عاجزی را از کَرَم
کہ میرے لیے یہ جائز ہے، میں لاچار ہوں　　اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے مجبور کی گرفت نہیں کرتا
(ص:۲۱۵)(۳۳۶۰/۲)(ت ج ص:۳۱۶/۲)

که مرا رنجیست، مضطر گشته ام　　من ز رنج از مَخمَصه بُگذَشته ام
کیونکہ میرے درد ہے، میں مجبور ہوگیا ہوں　　میں درد کی وجہ سے بھوک (کی مجبوری) سے بڑھ گیا

در ضـروَرت هسـت هر مـردار پـاك　　بـر سـرِ مـنـكِـر ز لـعـنـت بـاد خـاك
مجبوری میں ہر مردار پاک ہے　　منکر کے سر پر لعنت کی خاک ہو
(ص:۲۱۵)(۲/۳۴۱۶_۳۴۱۷)(ت ج ص:۳۲۱/۲)

گـفـت مـن مـضـطـرّم و مجروح حال　　هسـت مُـردار ایـن زمـان بـر من حلال
اس نے کہا کہ میں لاچار اور پھٹے حال ہوں　　اس وقت مجھ پر مردار حلال ہے
(ص:۵۴۶)(۶/۵۲۸)(ت ج ص:۶۶/۲)

کـز ضـرورت هست مـرداری حلال　　کـه تـحـرّی نیسـت در کـعبـهٔ وِ صـال
کیونکہ ضرورت کے وقت مردار حلال ہے　　کہ کعبۂ وصال میں بہترین کا انتخاب نہیں ہے
(ص:۶۲۹)(۶/۴۶۷۴)(ت ج ص:۴۴۸/۶)

## اقبالؔ:

کبھی میں غارِحرا میں چھپا رہا برسوں　　دیا جہاں کو کبھی جامِ آخریں میں نے
(بانگ درا:ص۸۲)

سرفاراں پہ کیا دین کو کامل تو نے　　اک اشارے میں ہزاروں کے لیے دل تو نے
(بانگ درا:ص۱۶۸)

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں　　یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
(بانگ درا:ص۲۰۸)

کرم اے شہِ عربؐ و عجم کہ کھڑے ہیں منتظر کرم　　وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنھیں دماغِ سکندری
(بانگ درا:ص۲۵۳)

مکاں فانی، مکیں آنی، ازل تیرا، ابد تیرا،　　خدا کا آخری پیغام ہے تو، جاوداں تو ہے!
(بانگ درا:ص۲۶۹)

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی　　خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش　　خودی کی زد میں ہے ساری خدائی
(بال جبریل:ص۸۳)

رکھتا ہے اب تک مۓ خانۂ شرق　　وہ مۓ کہ جس سے روشن ہوا ادراک!
(ضرب کلیم:ص۱۱۳)

**یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ لَا یَحۡزُنۡکَ الَّذِیۡنَ یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡکُفۡرِ مِنَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَ لَمۡ تُؤۡمِنۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَ مِنَ الَّذِیۡنَ هَادُوۡا سَمّٰعُوۡنَ لِلۡکَذِبِ سَمّٰعُوۡنَ لِقَوۡمٍ اٰخَرِیۡنَ لَمۡ یَاۡتُوۡکَ یُحَرِّفُوۡنَ الۡکَلِمَ مِنۡ بَعۡدِ مَوَاضِعِهٖ یَقُوۡلُوۡنَ اِنۡ اُوۡتِیۡتُمۡ هٰذَا فَخُذُوۡهُ وَ اِنۡ لَّمۡ تُؤۡتَوۡهُ فَاحۡذَرُوۡا وَمَنۡ یُّرِدِ اللّٰهُ فِتۡنَتَهٗ فَلَنۡ تَمۡلِکَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَیۡـًٔا**

**اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُرِدِ اللّٰہُ اَنۡ یُّطَہِّرَ قُلُوۡبَہُمۡ لَہُمۡ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ وَّ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ O** (آیت ۴۱)

اے پیغمبرؐ! تمہارے لیے باعث رنج نہ ہوں وہ لوگ جو کفر کی راہ میں بڑی تیز گامی دکھا رہے ہیں۔ خواہ وہ اُن میں سے ہوں جو منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے مگر دل اُن کے ایمان نہیں لائے، یا اُن میں سے ہوں جو یہودی بن گئے ہیں، جن کا حال یہ ہے کہ جھوٹ کے لیے کان لگاتے ہیں، اور دوسرے لوگوں کی خاطر، جو تمہارے پاس کبھی نہیں آئے، سن گن لیتے پھر تے ہیں، کتاب اللہ کے الفاظ کو اُن کا صحیح محل متعین ہونے کے باوجود اصل معنی سے پھیرتے ہیں، اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو مانو نہیں تو نہ مانو۔ جسے اللہ ہی نے فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہو اس کو اللہ کی گرفت سے بچانے کے لیے تم کچھ نہیں کر سکتے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا نہ چاہا، ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں سخت سزا۔

## مولانا رومؒ:

او بظاہر واعظِ اَحکام بُود — لیک در باطن صَفیر و دام بُود

وہ بظاہر دین کے احکام کا واعظ تھا — لیکن باطن میں (پرندے کی) سیٹی اور جال کا معاملہ تھا

(ص:۳۷)(۱/۳۶۵)(ت ج ص:۱/۶۸)

بر زبان الحمد و اِکراہ درون — از زبان تلبیس باشد، یا فسون

زبان پر تعریف اور اندر نفرت — زبان کا فریب ہوگا، یا مکر

(ص:۳۷۲)(۴/۱۷۳۸)(ت ج ص:۴/۱۷۱)

## اقبالؒ:

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب — کہ روح اس مدنیّت کی رہ سکی نہ عفیف!

(ضرب کلیم:ص ۱۷)

**وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ مُہَیۡمِنًا عَلَیۡہِ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَ لَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَہُمۡ عَمَّا جَآءَکَ مِنَ الۡحَقِّ لِکُلٍّ جَعَلۡنَا مِنۡکُمۡ شِرۡعَۃً وَّ مِنۡہَاجًا وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمۡ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّ لٰکِنۡ لِّیَبۡلُوَکُمۡ فِیۡ مَاۤ اٰتٰکُمۡ فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ اِلَی اللّٰہِ مَرۡجِعُکُمۡ جَمِیۡعًا فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ O** (آیت ۴۸)

پھر اے محمدؐ! ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اُس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے۔ لہٰذا تم خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اُس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو ـــــ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک راہِ عمل مقرر کی۔ اگر چہ تمہارا خدا چاہتا تو ہم سب کو ایک اُمت بھی بنا سکتا تھا، لیکن اُس نے یہ اس لیے کیا کہ جو کچھ اُس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ لہٰذا بھلائیوں میں ایک دوسرے

سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ آخر کار تم سب کو خدا کی طرف پلٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔

**مولانا روم:**

نَردبانها یی ست پنهان در جهان　　پایه پایه تا عَنانِ آسمان

دنیا میں مخفی سیڑھیاں ہیں　　درجہ بہ درجہ آسمان کی وُسعتوں تک

(ص:۴۹۹)(۵/۲۵۵۸)(ت ج ص:۵/۲۶۱)

**اقبالؔ:**

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار؟　　مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟

(بانگ درا:ص۲۰۲)

(مسلمانوں نے حق کو چھوڑ کر ''مصلحت وقت'' کو اپنا عمل بنالیا ہے جس کی ممانعت ہے)

حقیقت خرافات میں کھو گئی　　یہ اُمت روایات میں کھو گئی!

(بال جبریل:ص۱۲۴)

(خطیبوں کی لچھے دار تقریریں اور صوفیوں کے عجمی خیالات رہ گئے)

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب　　کہ روح اس مدنیّت کی رہ سکی نہ عفیف!

(ضرب کلیم:ص۷۱)

(ہر مدنیت میں اور ہر جگہ ایک ہی شریعت تھی لیکن لوگوں نے اپنی ہوا اور خواہش سے اسے بدل دیا)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۝　　(آیت ۵۴)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کردے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ اُن کو محبوب ہوگا، جو مومنوں پر نرم کفار پر سخت ہوں گے، جو اللہ کی راہ میں جدوجہد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ وسیع ذرائع کا مالک ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔

**مولانا روم:**

چون خدا اندر نیاید در عَیان　　نایب حق اند این پیغامبران

چونکہ خدا مشاہدے میں نہیں آتا ہے　　یہ پیغمبر اللہ کے قائم مقام ہیں

نہ غلط گفتم کہ نایب یا مَنُوب گر دو پنداری قبیح آید، نہ خوب
نہیں میں نے نائب غلط کہا بلکہ وہ اصل ہیں اگر ان کو دو سمجھوگے تو بُرا ہوگا اچھا نہ ہوگا
(ص:۵۶)(۱/۳۔۶۷۴۔۶۷۴)(ت ج ص:۱/۹۷)

ہر کہ عاشق دیدیَش، معشوق دان کو بنسبت هست هم این و هم آن
جسے تو عاشق دیکھے، اسے تو معشوق سمجھ کیونکہ نسبت کی وجہ سے وہ یہ بھی ہے اور وہ بھی ہے
(ص:۸۹)(۱/۱۷۴۱)(ت ج ص:۱/۱۹۶)

مِیل و عشقِ آن شَرَف هم سوی جان زیــن یُحِبُّ را و یُحِبّون را بدان
شرافت کا میلان اور عشق بھی جان کی جانب ہے اس کو ''وہ محبت کرتا ہے اور وہ محبت کرتے ہیں'' سمجھ لے
(ص:۳۲۶)(۳/۴۴۴۱)(ت ج ص:۶/۴۴۸)

چون یُحِبُّونَ بخواندی در نُبی بـا یُحِبُّوهُم قرین در مَطلبی
جب تو نے قرآن میں ''یُحِبُّونَ'' پڑھا مطلب کے بارے میں ''یُحِبُّهُم'' کا ساتھ بن
(ص:۴۹۱)(۵/۲۱۸۸)(ت ج ص:۵/۲۲۳)

**اقبال:**

اس کی نفرت بھی عمیق اس کی محبت بھی عمیق! قہر بھی اس کا ہے اللہ کے بندوں پہ شفیق!
(ضرب کلیم: ص۱۲۹)

**یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۝** (آیت۹۰)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو، اُمید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔

**مولانا روم:**

آن شرابِ حق خِتامش مُشکِ ناب بـاده را ختمش بُوَد گند و عذاب
وہ شراب حق ہے جس کی مہر خالص مشک کی ہے (اور) شراب کی مہر گندگی اور عذاب کی ہے
(ص:۳۷)(۱/۳۲۳)(ت ج ص:۱/۶۳)

لیک اغلب چون بَدند و ناپَسند بَر هَمه مِیْ را مُحرَّم کرده اند
لیکن اکثر لوگ بُرے اور ناپسند ہیں (اس لیے) سب پر ہی شراب کو حرام کر دیا ہے
(ص:۳۸۲)(۳/۳۱۵۹)(ت ج ص:۴/۲۰۹)

**اقبالؔ:**

گرچہ ہے دلکشا بہت حُسنِ فرنگ کی بہار　　طائرکِ بلند بال دانہ و دام سے گزر!
(بال جبریل:ص ۲۹)

یہ حوریانِ فرنگی، دل و نظر کا حجاب　　بہشتِ مغربیاں، جلوہ ہائے پابرکاب!
(بال جبریل:ص ۳۶)

**یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝** (آیت ۱۰۵)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی فکر کرو، کسی دوسرے کی گمراہی سے تمہارا کچھ نہیں بگڑتا اگر تم خود راہ راست پر ہو، اللہ کی طرف تم سب کو پلٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمہیں بتادے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

**مولانا روم:**

جز نَفَختُ کان ز وَهّاب آمَدست　　روح را باشُ! آن دگرها بیهُدست
"میں نے پھونکا" کے سوا کیونکہ وہ خدا کی جانب سے آئی ہے　　روح کا بَن، دوسری چیزیں بے ہودہ ہیں
(ص:۶۱۱)(۶/۳۵۹۳)(ت ج ص:۶/۳۴۴)

**اقبالؔ:**

خودی سے اس طلسمِ رنگ و بُو کو توڑ سکتے ہیں　　یہی توحید تھی جس کو نہ تو سمجھا، نہ میں سمجھا
(بال جبریل:ص ۲۲)

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغِ زندگی　　تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بَن، اپنا تو بَن!
(بال جبریل:ص ۳۱)

ہر اک ذرہ میں ہے شاید مکیں دل　　اِسی جلوت میں ہے خلوت نشیں دل
(بال جبریل:ص ۸۲)

خودی کی جلوتوں میں مصطفائیؐ　　خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش　　خودی کی زد میں ہے ساری خدائی
(بال جبریل:ص ۸۳)

یہ موجِ نفس کیا ہے؟ تلوار ہے!　　خودی کیا ہے؟ تلوار کی دھار ہے!
خودی کیا ہے؟ رازِ درونِ حیات!　　خودی کیا ہے؟ بیداریٔ کائنات!
خودی جلوہ بدمست و خلوتَ پسند!　　سمندر ہے اک بوند پانی میں بند!
(بال جبریل:ص ۱۲۷)

خودی کا سرِّ نہاں لا الٰہ الا اللہ خودی ہے تیغ، فساں لا الٰہ الا اللہ
(ضربِ کلیم، ص ۱۵)

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۝ (آیت ۱۱۰)

پھر تصور کرو اس موقع کا جب اللہ فرمائے گا کہ ''اے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تجھے اور تیری ماں کو عطا کی تھی، میں نے روح پاک سے تیری مدد کی، تو گہوارے میں بھی لوگوں سے بات کرتا تھا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی، میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی، تو میرے حکم سے مٹی کا پتلا پرندے کی شکل کا بناتا اور اس میں پھونکتا تھا اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا، تو مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا، تو مردوں کو میرے حکم سے نکالتا تھا (یعنی حالت موت سے نکال کر زندگی کی حالت میں لاتا تھا)، پھر جب تو بنی اسرائیل کے پاس صریح نشانیاں لے کر پہنچا اور جو لوگ ان میں سے منکر حق تھے انہوں نے کہا کہ یہ نشانیاں جادوگری کے سوا اور کچھ نہیں ہیں تو میں نے تجھے اُن سے بچایا۔

**مولانا روم:**

ھر یکی از ما، مسیحِ عالَمیست ھر اَلَم را در کفِ ما مرھمیست
ہم میں سے ہر ایک دنیا کا مسیحا ہے ہمارے ہاتھ میں ہر درد کا مرہم ہے
(ص:۲۵)(۱/۴۷)(ت ج ص:۳۶/۱)

صد ھزاران طبِّ جالینوس بود پیش عیسیٰؑ و دمش، افسوس بود
جالینوس کی ہزاروں حکمتیں / طبیں تھیں حضرت عیسیٰؑ کی پھونک کے سامنے بیکار تھیں
(ص:۴۹)(۱/۵۲۸)(ت ج ص:۸۳/۶)

آب و گل چون از دَم عیسیٰؑ چرید بال و پر بُگشاد مرغی شد پرید
مٹی اور پانی نے جب حضرت عیسیٰؑ کی پھونک چکھی اس نے پر پھیلائے اور اُڑ گیا
(ص:۶۶)(۱/۸۶۵)(ت ج ص:۱۱۴/۱)

صَومعۂ عیسیٰؑ ست خوانِ اھلِ دل ھان و ھان! ای مُبتلا این دَر مَھِل
اہل دل کا دسترخوان حضرت عیسیٰؑ کا گرجا گھر ہے خبردار خبردار، اے بیمار اس در کو نہ چھوڑ
جمع گشتندی ز ھر اطراف خَلق از ضَریر و لَنگ و شَلّ و اھلِ دَلق
مخلوق ہر جانب سے جمع ہو جاتی اندھے اور لنگڑے اور اپاہج اور گدڑی والے

| | |
|---|---|
| بَر دَرِ آن صَومِعۂ عیسٰیؑ صَباح | تا بِدَم، او شان رَهانَد از جُناح |
| صبح کو حضرت عیسیٰؑ کے گرجا گھر کے دروازے پر | تا کہ دم کرکے اُن کو تکلیف سے نجات دیں |
| | (ص:۲۳۱)(۳/۲۹۸_۳۰۰)(ت ج ص:۴۱/۳) |
| چیزِ دیگر ماند امّا گفتنش | با تو روحُ القُدس گوید بی مَنَش |
| دوسری چیز رہ گئی لیکن اس کا بتانا (میرا) کام نہیں | وہ تجھے روح القدس بتائے گا میں نہیں |
| | (ص:۲۵۵)(۳/۱۲۹۸)(ت ج ص:۱۳۱/۳) |
| عیسٰیؑ قادر بود کو از یک دُعا | بی توقف برجِهانَد مُرده را |
| حضرت عیسیٰ قادر تھے کہ ایک دعا سے | بغیر رکاوٹ کہ مردے کو زندہ کر دیتے |
| | (ص:۳۱۰)(۳/۳۵۰۵)(ت ج ص:۳۳۶/۳) |
| تو مبین ز افسونِ عیسیٰؑ حرف و صَوت | آن بِبین کَزوی گُریزان گشت موت |
| حضرت عیسیٰؑ کے دم کرنے میں تو دم اور آواز کو نہ دیکھ | یہ دیکھ کر اس سے موت بھاگ گئی ہے |
| تو مبین ز افسونش آن لَهُجاتِ پَست | آن نِگر کہ مُرده بر جَست و نِشَست |
| اُن کے دم کرنے میں دھیمے لہجے کو نہ دیکھا | یہ دیکھ کہ مردہ کودا اور بیٹھ گیا |
| | (ص:۳۲۳)(۳/۴۲۶۲_۴۲۶۳)(ت ج ص:۴۰۶/۳) |
| مرده زنده کرد عیسٰیؑ از کرم | من بِکَفّ خالقِ عیسٰیؑ دَرَم |
| حضرت عیسیٰؑ نے کرم سے مردہ زندہ کردیا | میں حضرت عیسیٰؑ کے خالق کے ہاتھ میں ہوں |
| | (ص:۳۵۶)(۴/۱۰۶۵)(ت ج ص:۱۱۱/۴) |
| زنده نِی، تا همدمِ عیسٰیؑ بود | مُرده نِی، تا دَمگه عیسٰیؑ شود |
| نہ وہ زندہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا ہم مشرب ہو | مردہ بھی نہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی پھونک کا اہل ہو |
| | (ص:۳۸۳)(۴/۲۲۰۱)(ت ج ص:۲۱۳/۴) |

## اقبالؔ:

| | |
|---|---|
| ''قم باذن اللہ'' کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے | خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن! |
| | (بال جبریل:ص۱۶۱) |
| جہاں اگرچہ دگرگوں ہے قم باذن اللہ | وہی زمیں وہی گردوں ہے قم باذن اللہ |
| کیا نوائے ''انا الحق'' کو آتشیں جس نے | تری رگوں میں وہی خوں ہے قم باذن اللہ |
| غمیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور ترا | فرنگیوں کا یہ افسوں ہے قم باذن اللہ |
| | (ضرب کلیم:ص۶۵) |

اس سورت کی تیسری آیت کے ایک حصہ کو مولانا اور دوسرے کو علامہ نے بڑی صراحت سے پیش کیا ہے پھر فساد قلب منافقت کے بارے احکام الٰہی کو علامہ نے مغربی تہذیب کی تقلید قرار دیا اور مولانا نے داستان میں ایک وزیر کی طرف اشارہ کر کے اس تلمیح کا اظہار کیا۔ علامہ نے یہ نکتہ کہ مسلمان مومنوں کے ساتھ نرم اور کفار کے ساتھ سختی سے پیش آنا جانتے ہیں خوب بیان کیا ہے۔ زن اور شراب سے پرہیز کی تلقین، بدراہ شخص تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا حضرت عیسیٰ کے معجزات کا بیان اس آیت کی تلمیح سے مشترکاً بیان کیا۔

# سورہ الانعام (٦)

انعام عربی زبان میں مویشیوں کو کہتے ہیں۔ آیت نمبر ۱۳۶ سے آیت نمبر ۱۵۰ تک بعض مویشیوں کی حرمت اور بعض کی حِلّت کے متعلق اہل عرب کے توہمات کی تردید کی گئی ہے۔ یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے۔ ترتیب تلاوت چھٹی، ترتیب نزول ۵۵ ویں، ۱۶۵ آیات اور ۳۱۰۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے، اس سورت کے اہم مضامین میں سے چند اس طرح ہیں، کسی چیز کو حلال اور حرام کہنا صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے، ان حرام چیزوں کا ذکر جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیں ان کو اپنی مرضی سے حلال مت کرو، والدین کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا حکم، افلاس اور تنگ دستی کے خوف سے اولاد کو قتل مت کرو، یتیموں کے مال کی بہتر نگہداشت کرو، ناپ تول میں انصاف سے کام لو، ہمیشہ حق بات کہو، اوامر اور نواہی کی پوری پوری پابندی کرو، اللہ سے کیے ہوئے عہد کو عمل اور اعتقاد دونوں سے پورا کرو، قرآن خدا کی آخری اور مکمل کتاب ہے اس کے کسی حصہ کی خلاف ورزی نہ ہونی چاہیے۔

**وَ عِنۡدَہٗ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ لَا یَعۡلَمُہَاۤ اِلَّا ہُوَ ؕ وَ یَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ ؕ وَ مَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعۡلَمُہَا وَ لَا حَبَّۃٍ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَ لَا رَطۡبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ۝** (آیت ۵۹)

اُسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے۔ درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو۔ زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو۔ خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

**مولانا روم:**

هیچ برگی در نیفتد از درخت — بی قضا و حکم آن سلطان تخت
درخت سے کوئی پتا نہیں جھڑتا — بغیر عرش کے اس بادشاہ کے فیصلے اور حکم کے
(ص:۲۶٦)(۳/۱۹۰۰)(ت ج ص:۳/۱۸۹)

حَقشِان است وکی داند رازِ غیب؟ — غیرِ علّامِ سِر و سَتّار عَیب
(یہ) ان کے لیے مناسب ہے، اور غیب کا راز کون جانتا ہے — سوائے راز کے جاننے والے اور عیب کے چھپانے والے کے
(ص:۲۷۷)(۳/۲۳٦۹)(ت ج ص:۳/۲۳۰)

هر چه در دل داری از مکر و رموز — پیش ما رسوا و پیدا همچو روز
تو جو کچھ مکر اور اشارے دل میں رکھتا ہے — ہمارے سامنے دن طرح کھلے اور ظاہر ہیں
(ص:۳۴۲)(۴/۳۲۲)(ت ج ص:۴/۴۳)

کاصلِ هرَ مکریّ و حیلت پیشِ ماست — هر چه برخاکست اصلش از سَماست
تمہارے ہر مکر و فریب کی اصل ہمارے پاس ہے — جو کچھ زمین پر ہے اس کی اصل آسمان پر ہے
(ص:۴۱۹)(۴/۳۵۹۹)(ت ج ص:۴/۳۴۰)

بـاز کـرد از رَطـب و یـا بِـس حَق نَورَد　　روح را مِـن اَمـرِ رَبّـی مُهـر کـرد
اللہ تعالیٰ خشک و تر سے پیٹ کھول دیا　　مگر روح پر ''مِـن اَمـرِ رَبّـی'' سے مہر لگادی
(ص:۵۹۵)(۶/۲۸۸۰)

## اقبالؔ:

زہر اب ہے اُس قوم کے حق میں مئے افرنگ　　جس قوم کے بچے نہیں خوددار و ہنر مند
(بال جبریل:ص۷۰)

**ما کان و ما یکون:** ''ما کان ومایکون'' کے تمام علوم قرآن کریم اور دین مبین اسلام سکھاتا ہے،ان سے اعراض اور غیروں کی غلامی کرنا زہر کے مترادف ہے۔

**وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ یَوْمَ یَقُوْلُ کُنْ فَیَکُوْنُ قَوْلُهُ الْحَقُّ وَ لَهُ الْمُلْکُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ وَ هُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ٥ (آیت۷۳)**

وہی ہے جس نے آسمان وزمین کو برحق پیدا کیا ہے۔اور جس دن وہ کہے گا کہ حشر ہوجائے اسی دن وہ ہوجائے گا۔اس کا ارشاد عین حق ہے۔اور جس روز صور پھونکا جائے گا۔اس روز بادشاہی اُسی کی ہوگی۔وہ غیب اور شہادت ہر چیز کا عالم ہے اور دانا اور باخبر ہے۔

## مولانا رومؒ:

حـق قَـدَم بـر وَی نهـد از لامـکـان　　آنـگـه او سـاکـن شـود از کُن فَـکـان
اللہ تعالیٰ اس پر لا مکاں سے قدم رکھ دے گا　　اس وقت وہ ''کُن فکان'' سے ساکن ہو جائے گا
(ص:۸۰)(۱/۱۳۸۱)(ت ج ص:۱/۱۶۴)

سـازد اِسـرافیـل روزی نـالـه را　　جـان دَهَـد پـوسیدهٔ صد سـالـه را
حضرت اسرافیل ایک روز نالہ کا ساز وسامان کریں گے　　سوسال کے پرانے (جسم) کو جان عطا کریں گے
(ص:۹۳)(۱/۱۹۱۹)(ت ج ص:۱/۲۱۱)

چون حَقَت داد آن ریاضت، شکر کُن　　تـو نـکـردی ، او کشیدَ ت ز امر کُن
جب اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ ریاضت عطا کردی تو　　تو نے خود نہیں کی اُسے تجھے ''کن'' کے حکم کے ذریعہ کھینچا ہے
(ص:۳۰۷)(۳/۳۳۹۸)(ت ج ص:۳/۳۲۶)

ورنـه قـادر بـود کز کُن فَیَکُون　　صـد زمیـن و چـرخ آوردی بـرون
ورنہ وہ قادر تھا کہ کن فیکون کے ذریعہ　　سینکڑوں زمین اور آسمان پیدا کر دیتا
(ص:۳۰۷)(۳/۳۵۰۲)

سِبطی آن دَم رَو سُجُود افتاد و گفت:　　کـای خـدای عـالـمِ جَهر و نِهُفت
سبطی اس دم سجدے میں گر گیا اور کہا　　کہ اے غیب اور شہادت کے جاننے والے خدا!
(ص:۴۱۴)(۴/۳۵۰۰)

بعد از آن بر رو بر آن امرود بُن    کہ مَبدَّل گشت و سبز از امرِ کُن

اس کے بعد اس امرود کے درخت پر چڑھ جا    کیونکہ کُن کے حکم سے تبدیل اور سبز ہوگیا

(ص:۴۱۶)(۳۵۷۱/۴)(ت ج ص:۳۳۸/۳)

**اقبالؔ:**

صبحِ ازل جو حسن ہوا دلستانِ عشق    آوازِ کُن ہوئی تپش آموزِ جانِ عشق

(بانگِ درا: ص ۴۵)

وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِيۡمُ لِاَبِيۡهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصۡنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّىۡۤ اَرٰٮكَ وَ قَوۡمَكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۝ (آیت ۷۴)

ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ یاد کرو جب کہ اُس نے اپنے باپ آزر سے کہا تھا "کیا تو بتوں کو خدا بناتا ہے؟ میں تو تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں۔"

**مولانا رومؒ:**

او بصَنعت آزَرست و من صَنَم    آلتی کو سازَدَم، من آن شَوَم

وہ کاریگری میں آزر ہے اور میں بت ہوں    وہ مجھے جیسا آلہ بناتا ہے میں بن جاتا ہوں

(ص:۴۷۷)(۱۶۸۶/۵)(ت ج ص:۱۷۵/۵)

**اقبالؔ:**

بت شکن اٹھ گئے، باقی جو رہے بت گر ہیں    تھا براہیم علیہ السلام پدر، اور پسر آزر ہیں

(بانگِ درا: ص ۲۰۰)

آزر کا پیشہ خارا تراشی    کارِ خلیلاں خارا گدازی!

(بال جبریل: ص ۴۷)

فَلَمَّا رَاَ الۡقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّىۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنۡ لَّمۡ يَهۡدِنِىۡ رَبِّىۡ لَاَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡقَوۡمِ الضَّآلِّيۡنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمۡسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّىۡ هٰذَاۤ اَكۡبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتۡ قَالَ يٰقَوۡمِ اِنِّىۡ بَرِىۡۤءٌ مِّمَّا تُشۡرِكُوۡنَ ۝ اِنِّىۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِىَ لِلَّذِىۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ حَنِيۡفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۝ وَ حَآجَّهٗ قَوۡمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوۡٓنِّىۡ فِى اللّٰهِ وَ قَدۡ هَدٰٮنِ ؕ وَ لَاۤ اَخَافُ مَا تُشۡرِكُوۡنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ رَبِّىۡ شَيۡــًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّىۡ كُلَّ شَىۡءٍ عِلۡمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوۡنَ ۝ (آیت ۷۷-۸۰)

پھر جب چاند چمکتا نظر آیا تو کہا یہ ہے میرا رب۔ مگر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا اگر میرے رب نے میری رہنمائی نہ کی ہوتی تو میں بھی گمراہ لوگوں میں شامل ہو گیا ہوتا۔ پھر جب سورج کو روشن دیکھا تو کہا یہ ہے میرا رب۔ یہ سب سے بڑا ہے۔ مگر وہ جب بھی ڈوبا تو ابراہیمؑ پکار اٹھا "اے برادرانِ قوم! میں اُن سب سے بیزار ہوں جنھیں تم خدا کا شریک ٹھیراتے ہو۔ میں نے تو یکسو ہو کر اپنا رخ اُسی ہستی کی طرف کر لیا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔" اس کی قوم اس سے جھگڑنے لگی تو اس نے قوم سے کہا "کیا تم لوگ اللہ کے معاملہ میں مجھ سے

جھگڑتے ہو؟ حالانکہ اس نے مجھے راہ راست دکھادی ہے۔اور میں تمہارے ٹھیرائے ہوئے شریکوں سے نہیں ڈرتا، ہاں اگر میرا رب کچھ چاہے تو وہ ضرور ہوسکتا ہے۔میرے رب کا علم ہر چیز پر چھایاہوا ہے، پھر کیا تم ہوش میں نہ آؤ گے؟

**مولانا روم:**

کو خلیلی کو برون آمد زغار　　گفت : هٰذٰا رَبِّ هان! کو کردگار؟
کہاں ہے وہ خلیل کہ جو غار سے نکلا؟　　کہا یہ خدا ہے، ہاں خدا کہاں ہے؟
(ص:۲۱۱)(۲/۳۰۷۸)(ت ج ص:۲/۲۹۰)

از برای چارۂ این خوفها　　آمد اندر هر نمازی اِهدِنا
انہی اندیشوں کے علاج کے لیے　　ہر نماز میں ''اے میرے اللہ رہنمائی فرما'' آیا ہے
کاین نمازم را میامیز ای خدا　　با نمازضالّین وَ اهلِ ریا
کہ اے خدا! میری اس نماز کو نہ ملِا　　گمراہوں اور ریاکاروں کی نماز کے ساتھ
(ص:۱۲۵)(۱/۳۳۹۳-۳۳۹۴)(ت ج ص:۱/۳۵۰)

**اقبالؔ:**

ذوقِ حاضر ہے تو پھر لازم ہے ایمانِ خلیلؑ　　ورنہ خاکستر ہے تیری زندگی کا پیرہن
(بانگ درا:ص۲۴۰)

وہ سکوتِ شام صحرا میں غروبِ آفتاب　　جس سے روشن تر ہوئی چشمِ جہاں بینِ خلیلؑ!
(بانگ درا:ص۲۵۸)

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے　　ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنالیتی ہے تصویریں!
(بانگ درا:ص۲۷۱)

کبھی اے حقیقت منتظر، نظر آ لباسِ مجاز میں　　کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں
(بانگ درا:ص۲۸۰)

**وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖۤ اِذۡ قَالُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنۡ شَىۡءٍ ؕ قُلۡ مَنۡ اَنۡزَلَ الۡكِتٰبَ الَّذِىۡ جَآءَ بِهٖ مُوۡسٰى نُوۡرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجۡعَلُوۡنَهٗ قَرَاطِيۡسَ تُبۡدُوۡنَهَا وَ تُخۡفُوۡنَ كَثِيۡرًا ۚ وَ عُلِّمۡتُمۡ مَّا لَمۡ تَعۡلَمُوۡۤا اَنۡتُمۡ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمۡ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرۡهُمۡ فِىۡ خَوۡضِهِمۡ يَلۡعَبُوۡنَ‏ ۝ (آیت۹۱)**

ان لوگوں نے اللہ کا بہت غلط اندازہ لگایا جب کہا کہ اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا ہے۔ان سے پوچھو، پھر وہ کتاب جسے موسیٰؑ لایا تھا، جو تمام انسانوں کے لیے روشنی اور ہدایت تھی، جسے تم پارہ پارہ کر کے رکھتے ہو، کچھ دکھاتے ہو اور بہت کچھ چھپا جاتے ہو، اور جس کے ذریعہ سے تم کو وہ علم دیا گیا جو نہ تمھیں حاصل تھا اور نہ تمہارے باپ دادا کو، آخر اُس کا نازل کرنے والا کون تھا؟ ____ بس اتنا کہہ دو کہ اللہ، پھر اُنھیں اپنی دلیل بازیوں سے کھیلنے کے لیے چھوڑ دو۔

**مولانا روم:**

علم کان نَبَود ز هُو بی واسطه　　آن نپاید همچو رنگ ماشطه
جو علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا واسطہ نہ ہو　　وہ پائیدار نہیں ہوتا ہے، آرائشگر کے (لگائے ہوئے) رنگ کی طرح
(ص:۱۲۷)(۱/۳۴۵۱)(ت ج ص:۱/۳۵۵)

با چنان اِنکار کوتہ کُن سُخَن  احمدا کم گوی با گبرِ کُہَن
ایسے انکار کے ہوتے ہوئے بات مختصر کر  اے احمدؐ! پرانے کافر سے بات نہ کر
(ص:۵۲۲)(۵/۳۹۴۳)(ت ج ص:۵/۳۹۵)

## اقبالؒ:

یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہرِ یک دانہ!  یک رنگی و آزادی اے ہمتِ مردانہ!
(بال جبریل:ص ۶۷)

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیلؑ  یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لاآلــــــہٰ میں ہے!
(بال جبریل:ص ۶۸)

سکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اس نے  آدم کو سکھاتا ہے آدابِ خداوندی!
(بال جبریل:ص ۷۱)

**اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَo فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَ جَعَلَ الَّیْلَ سَکَنًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِo**
**(آیت ۹۵-۹۶)**

دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا اللہ ہے۔ وہی زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور وہی مردہ کو زندہ سے خارج کرتا ہے۔ یہ سارے کام کرنے والا تو اللہ ہے، پھر تم کدھر بہکے چلے جا رہے ہو؟ پردۂ شب کو چاک کرکے وہی صبح نکالتا ہے۔ اُسی نے رات کو سکون کا وقت بنایا ہے اُسی نے چاند اور سورج کے طلوع و غروب کا حساب مقرر کیا ہے۔ یہ سب اُسی زبردست قدرت اور علم رکھنے والے کے ٹھیرائے ہوئے اندازے ہیں۔

## مولانا رومؒ:

فَالِقُ الاِصباح اسرافیل وار  جملہ را در صورت آرَد زان دیار
صبح کو پیدا کرنے والا اسرافیل کی طرح  ان جگہوں سے سب کو صورت میں لاتا ہے
(ص:۴۰)(۱/۳۹۸)(ت ج ص:۱/۷۱)

مرده شَو تا مُخرج الحَیِّ الصَّمد  زنده ای زین مرده بیرون آورد
مردہ بن جا تا کہ (اللہ) زندہ کو پیدا کرنے والا بے نیاز ہے  زندہ کو، اس مردے سے پیدا کر دے
(ص:۴۴۴)(۵/۵۵۱)(ت ج ص:۵/۶۵)

## اقبالؒ:

تیرے مستوں میں کوئی جویائے ہشیاری بھی ہے؟  سونے والوں میں کسی کو ذوقِ بیداری بھی ہے
(بانگ درا:ص ۲۳۷)

وَ هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهُ خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَ مِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّ الزَّیۡتُوۡنَ وَ الرُّمَّانَ مُشۡتَبِهًا وَّ غَیۡرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰی ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَ یَنۡعِهٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكُمۡ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ۝ (آیت۹۹)

اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کے نباتات اگائی، پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کیے، پھر ان سے تہ برتہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پید اکیے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں، اور انگور، زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں۔ یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان میں پھل آنے اور پھر اُن کے پکنے کی کیفیت ذرا غور کی نظر سے دیکھو، ان چیزوں میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔

**مولانا روم:**

چند بارانِ عطا باران شده | تا بدان آن بحر دُرّ افشان شده
بخشش کی بہت سی بارشیں برسیں | یہاں تک کہ اُن سے وہ سمندر موتی برسانے والا بنا
چند خورشیدِ کرم افروخته | تا که ابر و بحر جُود آموخته
کرم کے بہت سے سورج طلوع ہوئے | تب بادل اور سمندر نے سخاوت سیکھی
پرتوِ دانش زده برخاك وطين | تا که شد دانه پذیرنده زمین
مٹی پر اس کے علم کی روشنی پڑی | تب زمین دانے کو قبول کرنے والی بنی

(ص:۴۵)(۱/۵۰۶۔۵۰۸)(ت ج ص:۱/۸۱۔۸۲)

**اقبالؔ:**

نگاہ ہو تو بہائے نظارہ کچھ بھی نہیں | کہ بیچتی نہیں فطرت جمال و زیبائی!

(ضرب کلیم:ص۱۰۴)

لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ ۫ وَ هُوَ یُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ ۚ وَ هُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ ۝ (آیت۱۰۳)

نگاہیں اس کو نہیں پاسکتیں اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے، وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے۔

**مولانا روم:**

نور حق را نیست ضدّی در وجود | تا به ضدّ او را توان پیدا نمود
اللہ کے نور کی ضد بھی وجود میں نہیں ہے | تاکہ ضد سے اُس کو پہچانا جا سکے
لا جرم اَبصَارُ مالا تُدرکُه | وَهُوَ یُدرِك بین تو از موسیٰ و كُه
یقیناً ہماری نگاہیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں | اور وہ ادراک کر لیتا ہے حضرت موسیٰؑ اور پہاڑ کے قصہ کو دیکھ

(ص:۷۱)(۱/۱۱۳۴۔۱۱۳۵)(ت ج ص:۱/۱۴۰)

## اقبالؔ:

کبھی اے حقیقت منتظر، نظر آ لباس مجاز میں　　کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

(بانگ درا:ص ۲۸۰)

وَ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ○

(آیت ۱۱۶)

اور اے محمد ﷺ! اگر تم اُن لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے۔ وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

## مولانا رومؔ:

گر ندانی رہ ھر آنچ خربخواست　　عکس آن کُن خود بُوَد آن راہ راست

اگر تو راستہ نہیں جانتا ہے! تو جو گدھا چاہے　　اس کے برخلاف کر وہی سیدھا راستہ ہے

شَاوِرُوْهُنَّ وَ آنگہ خَالِفُو　　اِنَّ مَنْ لَمْ يَعْصِهِنَّ تَالِفُ

اُن (عورتوں) سے مشورہ کرو پھر مخالفت کرو　　جو شخص اُن کے خلاف نہیں کرتا ہے ہلاک ہو جانے والا ہے

با ھویٰ و آرزو کم باش دوست　　چون يُضِلُّكَ عن سبيل اللّٰه اوست

خواہش نفسانی اور آرزو سے دوستی نہ کر　　کیونکہ وہی ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کرتی ہے

(ص:۱۱۳)(۱/۲۹۶۰۔۲۹۶۲)(ت ج ص:۱/۳۰۹)

## اقبالؔ:

حیات کیا ہے؟ خیال و نظر کی مجذوبی!　　خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گوناگوں!

(بال جبریل:ص ۲۷)

سورہ الانعام کی آیات ۱۱۶ اور ۱۴۸، سورہ یونس آیت ۶۶ وغیرہ میں بھی ایسے اٹکل لگانے والے اور ظن و گمان میں پڑنے والے لوگوں کا ذکر ہے، جو یقین سے محروم ہیں اور جب یقین سے محروم ہیں تو پھر گویا اپنے نظریات کو کسی ایک مرکزِ خیال پر قائم نہیں کر سکتے۔

اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ○　(آیت ۱۲۲)

کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندگی بخشی اور اس کو وہ روشنی عطا کی جس کے اُجالے میں وہ لوگوں کے درمیان زندگی کی راہ طے کرتا ہے اُس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہوا ہو اور کسی طرح اُن سے نہ نکلتا ہو؟ کافروں کے لیے تو اسی طرح ان کے اعمال خوشنما بنا دیے گئے ہیں۔

**مولانا رومؒ:**

ھین کہ اسرافیل وقتند اولیا — مُردہ را زیشان حیاتست و نَما
خبردار! اولیاء وقت کے اسرافیل ہیں — مردے کی اُن سے زندگی اور نشوونما ہے

جان ھای مُردہ اندر گورِ تن — برجہد آوازشان اندر کفن
جسم کی قبر میں مردہ جانیں — اُن کی آواز سے کفن میں تڑپنے لگتی ہیں

گوید این آواز، ز آواھا جداست — زندہ کردن کارِ آوازِ خداست
وہ کہتی ہے یہ آواز، آوازوں سے جداگانہ ہے — زندہ کرنا خدا کی آواز کا کام ہے

ما بمُردیم و بکُلّی کاستیم — بانگ حق آمد ھمہ برخاستیم
ہم مر گئے تھے اور بالکل مضمحل ہو گئے تھے — خدا کی آواز آئی اور ہم سب اٹھ کھڑے ہوئے

(ص:۹۳)(۱/۱۹۳۱_۱۹۳۴)(ت ج ص:۱/۲۱۲_۲۱۳)

چون شود جانش مِحَکّ نقدھا — پس ببیند قَلب را و قُلب را
جب اس کی جان نقدوں کی کسوٹی بن جاتی ہے — تو وہ کھرے اور کھوٹے کو سمجھ جاتا ہے

(ص:۱۱۹)(۱/۳۱۵۱)(ت ج ص:۱۴/۳۲۸)

آبِ وَحیِ حق بدین مُردہ رسید — شد ز خاکِ مردہ ای زندہ پدید
اللہ کے الہام کا پانی اس مردے کو پہنچا — مردہ خاک سے زندہ ظاہر ہوگیا

(ص:۳۷۰)(۴/۱۶۵۸)(ت ج ص:۴/۱۶۴)

عاقل آن باشد کہ او با مشعلہ ست — او دلیل و پیشوای قافلہ ست
عقلمند وہ ہے جس کے پاس مشعل ہے — وہ قافلہ کا رہنما اور پیشوا ہے

(ص:۳۸۳)(۴/۲۱۸۹)(ت ج ص:۴/۲۱۲)

چون نباشد نورِ دل، دل نیست آن — چون نباشد روح جز گل نیست آن
جب دل میں نور نہ ہو تو وہ دل نہیں — جب (اس میں) روح نہ ہو تو مٹی کے سوا کچھ نہیں

(ص:۵۰۵)(۵/۲۸۸۰)(ت ج ص:۵/۲۹۳)

**اقبالؒ:**

الحذر محکوم کی میّت سے سو بار الحذر — اے سرافیل! اے خدائے کائنات! اے جان پاک!
خودی ہے زندہ تو ہے موت اک مقامِ حیات — کہ عشق موت سے کرتا ہے امتحانِ ثبات!

(ارمغان حجاز (اردو): ص ۲۱، ۲۵)

**وَ کَذٰلِکَ جَعَلۡنَا فِیۡ کُلِّ قَرۡیَۃٍ اَکٰبِرَ مُجۡرِمِیۡہَا لِیَمۡکُرُوۡا فِیۡہَا وَ مَا یَمۡکُرُوۡنَ اِلَّا بِاَنۡفُسِہِمۡ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ ○** (آیت ۱۲۳)

اوراسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرموں کو لگادیا ہے کہ وہاں اپنے مکر وفریب کا جال

پھیلائیں۔ دراصل وہ اپنے فریب کے جال میں آپ پھنستے ہیں، مگر انھیں اس کا شعور نہیں ہے۔

**مولانا روم:**

نالہ می کن کای تو عَلّام الغیوب زیر سنگ مکر بَد ما را مکوب
روتا ہے کہ (خدا) تو جو غیب کا جاننے والا ہے ہمیں بُرے مکر کے پتھر کے نیچے نہ کچل
(ص:۷۴۳)(۱/۱۱۹۶)(ت ج ص:۱/۱۴۵)

**اقبال:**

اس کھیل میں تعیینِ مراتب ہے ضروری شاطر کی عنایت سے تُو فرزیں مَیں پیادہ
(بال جبریل:ص۱۵۹)

جمہور کے ابلیس ہیں اربابِ سیاست باقی نہیں اب میری ضرورت تہِ افلاک!
(بال جبریل:ص۱۶۲)

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْشَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ٥ (آیت ۱۴۸)

یہ مشرک لوگ (تمہاری ان باتوں کے جواب میں) ضرور کہیں گے کہ ''اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا، اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھیراتے۔'' ایسی ہی باتیں بنا بنا کر ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی حق کو جھٹلایا تھا یہاں تک کہ آخر کار ہمارے عذاب کا مزا اُنہوں نے چکھ لیا۔ ان سے کہو ''کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے جسے ہمارے سامنے پیش کر سکو؟ تم تو محض گمان پر چل رہے ہو اور نری قیاس آرائیاں کرتے ہو۔''

**مولانا روم:**

کان منافق در اگر گفتن بمُرد وز اگر گفتن بجز حسرتَ نبُرد
کیونکہ منافق اگر مگر میں ہی مر گیا اور اگر مگر کہنے سے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہ کیا
(ص:۱۶۱)(۲/۴۳۸۷)(ت ج ص:۲/۸۰)

**اقبال:**

حیات کیا ہے؟ خیال و نظر کی مجذوبی! خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گوناگوں!
(بال جبریل:ص۴۷)

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ٥ (آیت ۱۵۱)

اے محمد ﷺ! ان سے کہو کہ آؤ میں تمھیں سناؤں تمہارے رب نے تم پر کیا پابندیاں عائد کی ہیں:

۱) یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو،

۲) اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو،

۳) اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم تمھیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی دیں گے،

۴) اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی۔

۵) اور کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھیرایا ہے ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔

یہ باتیں ہیں جن کی ہدایت اس نے تمھیں کی ہے، شاید کہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو۔

**مولانا روم:**

| | |
|---|---|
| اندرین عالم هزاران جانور | می زیَد خوش عیش بی زیر وزَبر |
| اس دنیا میں ہزاروں جاندار | بغیر کسی تردد آرام سے جی رہے ہیں |
| شکر می گوید خدا را فاختہ | بر درخت و برگِ شب ناساختہ |
| فاختہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتی ہے | درخت پر، حالانکہ اس نے رات کا کچھ سامان نہیں کیا |
| | (ص:۱۰۰)(۱/۲۲۹۲_۲۲۹۳)(ت ج ص:۱/۲۴۸) |
| باز دست شاہ را کردہ نُوید | از همه مُردار بُبریدہ امید |
| باز نے بادشاہ کے ہاتھ کو دعوت نامہ بنا کر | تمام مرداروں سے امید منقطع کر لی |
| همچنین از پشه گیری تا بپیل | شد عیالُ اللّٰه و حق نعم المُعیل |
| اسی طرح مچھر سے لے کر ہاتھی تک | سب اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہیں اور اللہ تعالیٰ بہترین پرورش کرنے والا ہے |
| | (ص:۱۰۰)(۱/۲۲۹۵_۲۲۹۹)(ت ج ص:۱/۲۴۸) |
| فارِغم از طُمُطُراق و از رِیا | قُل تَعالَوا گفت جانم را بیا |
| میں شان و شوکت اور دکھاوے سے خالی ہوں | اس نے ''قل تعالوٗ'' میری جان کے لیے کہا کہ آجا |
| | (ص:۳۲۰)(۳/۴۱۰۴)(ت ج ص:۳/۳۹۱) |
| قُل تَعالَوا گفت از جذب کَرَم | تا ریاضت تان دهم من رایِضَم |
| کرم کے جذبہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''کہدے کہ آؤ'' | تا کہ میں تم سے ریاضت کراؤں میں ریاضت کرنے والا ہوں |
| | (ص:۳۷۷)(۴/۲۰۰۵)(ت ج ص:۳/۱۹۵) |
| هین رها کن بدگُمانی و ضلال | سَر قَدَم کن چونکِ فرمودت تعال |
| خبردار بدگمانی اور گمراہی چھوڑ دے | سر کو پاؤں بنالے جبکہ اس نے تجھے حکم دیا ہے کہ آجا |
| | (ص:۴۷۶)(۵/۱۶۷۰)(ت ج ص:۵/۱۷۳) |
| بانگ می آید تَعالَوا زان کَرَم | بعد از آن رَجَعت نماند از حرص و غم |
| اس کرم کی جانب سے ''آجاؤ'' کی آواز آتی ہے | اس واپسی کے بعد لالچ اور غم باقی نہیں رہے گا |
| | (ص:۵۲۶)(۵/۴۱۸۶)(ت ج ص:۵/۴۱۸) |

چون شدی نومید در جَهد از کَلال
جب محنت میں تھکن کی وجہ سے نامید ہوتا

از جناب حق شنیدی کہ تعال
اللہ تعالیٰ کی جانب سے سنتا کہ: آ جا
(ص:۵٦٨)(۱۸۴۹/٦)(ت ج ص:۱۸۷/٦)

در درون بیشہ شیران منتظِر
کچھار میں شیر منتظر ہیں

تا شود امر تعالَوا منتشِر
تاکہ آ جاؤ کا فرمان اعلان ہو
(ص:۵٦٩)(۱۸۷٦/٦)(ت ج ص:۱۸۹/٦)

شکر می کن مر خدا را در نِعَم
نعمتوں کے بارے میں خدا کا شکر ادا کرتا رہ

نیز می کن شکر و ذکر خواجہ هم
نیز خواجہ کا شکر اور ذکر بھی کر

رحمتِ مادر اگر چہ از خداست
ماں کی محبت اگرچہ خدا کی جانب سے ہے

خدمتِ اوهم فریضہ ست وسِزاست
اس کی خدمت بھی فرض اور مناسب ہے
(ص:٦۰۵)(٦/۳۲۵۸۔۳۲۵۹)(ت ج ص:۳۱۳/٦)

## اقبالؔ:

پردۂ تہذیب میں غارت گری، آدم کُشی
کل روا رکھی تھی تم نے، میں روا رکھتا ہوں آج!
(ضرب کلیم:۱۵۰)

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo (آیت۱٦۲)

کہو، میری نماز، میرے مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا، سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

## مولانا رومؔ:

تا اَحَبَّ لِلّٰہ آید نامِ من
تاکہ میرا نام اَحَبّ لِلّٰہ میں ہو جائے

تاکہ اَبغَض لِلّٰہ آید کامِ من
تاکہ میرا مقصد اَبغَض لِلّٰہ ہو جائے

تا کہ اَعطیٰ لِلّٰہ آید جودِ من
تاکہ میری بخشش اَعطیٰ للہ ہو جائے

تاکہ اَمسَک لِلّٰہ آید بودِ من
تاکہ میرا وجود اَمسَک للہ بن جائے

بُخلِ من لِلّٰہ عطا لِلّٰہ و بس
میرا بخل کرنا اللہ کے لیے ہے اور میرا دینا اللہ کے لیے ہے

جملہ لِلّٰہ ام نِیَم من آنِ کس
میں مجسم اللہ کے لیے ہوں کسی کا غلام نہیں ہوں
(ص:۱۳۷)(۳۸۰۵/۱۔۳۸۰۸)(ت ج ص:۳۸٦/۱)

بهرِ یزدان می زِیَد، نہ بهرِ گنج
وہ خدا کے لیے جیتا ہے نہ کہ خزانہ کے لیے

بهرِ یزدان می مُرَد، نہ از خوف و رنج
وہ خدا کے لیے مرتا ہے نہ کہ ڈر اور تکلیف سے
(ص:٢٦٦)(۱۹۱۱/۳)(ت ج ص:۱۹۰/۳)

عمر و مرگ این هر دو با حق خوش بُوَد
زندگی اور موت یہ دونوں خدا کے ساتھ اچھی ہیں

بی خدا، آب حیات آتش بُوَد
بغیر خدا کے آب حیات، آگ ہے
(ص:۴۵۰)(۷۷۱/۵)(ت ج ص:۸۴/۵)

رفـت از وَی جُـنبـشِ طبـع و سکون از چـــه از اِنّـــا اِلیـــهِ رَاجِـعـوُن
اس میں سے طبیعت کی حرکت اور سکون جاتا رہا کیوں ''ہم اُس ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں'' کی وجہ سے
(ص:۵۳۳)(۴۲/۶)(ت ج ص:۱۹/۶)

## اقبالؔ:

کیا خوب امیرِ فیصل کو سنّوسی نے پیغام دیا تو نام و نسب کا حجازی ہے پر دل کا حجازی بن نہ سکا
(بانگ درا:ص۲۹۱)

(اچھا سا نام رکھ لینے سے کوئی شخص حجازی (مسلمان) نہیں بن سکتا)

بہت دیکھے ہیں میں نے مشرق و مغرب کے میخانے یہاں ساقی نہیں پیدا، وہاں بے ذوق ہے صہبا!
(بال جبریل:ص۲۳)

(مشرق میں دین تو ہے لیکن دین سے محبت پیدا کرانے والے مخلص لوگ اب نہیں ہیں اور مغرب میں جو دین ہے اس میں کوئی کشش نہیں)

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے حور و خیام سے گذر، بادہ و جام سے گذر!
(بال جبریل:ص۲۹)

علم کا مقصود ہے پاکیِ عقل و خرد فقر کا مقصود ہے عفّتِ قلب و نگاہ
علم فقیہہ و حکیم، فقر مسیحؑ و کلیمؑ علم ہے جویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ
فقر مقامِ نظر، علم مقامِ خبر فقر میں مستی ثواب، عِلم میں مستی گناہ!
(بال جبریل:ص:۷۷)

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
(بال جبریل:ص۸۵)

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق!
(ضرب کلیم:ص۴۴)

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن!
(بال جبریل:ص۴۵)

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رُخِ دوست زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
(ضرب کلیم:ص۵۰)

مری خودی بھی سزا کی ہے مستحق لیکن زمانہ دارورسن کی تلاش میں ہے ابھی!
(ضرب کلیم:ص۱۴۲)

علامہ نے اس آیت کا مفہوم مولانا سے بہتر انداز میں بیان کیا کہ مسلمان کو قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل اور مغربی افکار سے اجتناب کتنا ضروری ہے کن فیکون، حضرت ابراہیم کی خدا شناسی، مسلمان کو یک رنگی ایک خدا کی اطاعت،

آیت ۹۹ کو مولانا نے زیادہ صراحت سے اپنے اشعار میں بیان کیا۔ جس ذات کو نگاہیں نہ دیکھ سکیں علامہ نے اس ذات کو ''حقیت منتظر'' کی خوبصورت اصطلاح سے بیان کیا۔ آیت ۱۲۲ کے مفہوم کو مولانا نے آٹھ اشعار میں اور علامہ نے ایک ہی شعر میں آزاد اور محکوم مرد کی مثال سے وضاحت کر دی۔ ارباب سیاست کو شیاطین سے مشابہت اور آدم کشی کی ممانعت کو علامہ نے موضوع بنایا۔

# سورہ الاعراف (۷)

چونکہ اس سورت کی آیات ۴۶۔۴۷ میں اعراف اور اصحاب اعراف کا ذکر آیا ہے۔ اسی لیے اس کا نام اعراف (بلند مقام) رکھا گیا۔ اس سورت کا آغاز حروف مقطعہ [= الف، لام، میم، صاد] سے ہوتا ہے اور اس کا دوسرا نام المص ہے۔ ترتیب تلاوت ساتویں، ترتیب نزول ۳۹ ویں، ۲۰۶ آیات، ۳۳۲۵ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن کریم کی چودہ سجدہ والی سورتوں میں سے پہلی سورت ہے جس میں سجدہ مستحب ہے۔ اس سورت کے اصلی مضامین میں سے چند درج ہیں۔ فرشتوں کے لیے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم، شیطان کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار اور قیامت تک لوگوں کو گمراہ کرتے رہنے کا اعلان، آدم علیہ السلام کا جنت سے نکالے جانا اور بارگاہ رب العزت میں آدم علیہ السلام کی توبہ، اللہ تعالیٰ سے انسان کو ظاہری اور معنوی لباس و پوشاک کی تدبیریں بتلادیں، اہل جنت اور اہل دوزخ کا مکالمہ، تخلیق کائنات کا بیان، چاند، سورج اور ستارے سب اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حکم سے حرکت کرتے ہیں، حضرت صالح علیہ السلام کی طرف سے قوم کو دعوت توحید اور حضرت صالحؑ کی اونٹنی کا قصہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت، فرعون کو دعوت حق، عصاء اور ید بیضاء کے معجزوں کا ذکر، قوم موسیٰ علیہ السلام پر من وسلویٰ اترنے کا ذکر، بنی اسرائیل کو حکم خداوندی کی مخالفت اور ان کی صورتوں کو مسخ کردیا جانا، خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کو آدم سے پیدا کیا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا آیت نمبر ۱۷۲ ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ '' (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) اور ان سے گواہی لینا۔ درحقیقت یہ اشارہ عالم ذر یا میثاق اوّل یا عہد الست کی جانب ہے۔

**قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ**o (آیت ۳۲)

اے محمد ﷺ! ان سے کہو کس نے اللہ کی اُس زینت کو حرام کر دیا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا تھا اور کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں؟ کہو، یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لیے ہیں، اور قیامت کے روز تو خالصۃً انہی کے لیے ہوں گی۔ اس طرح ہم اپنی باتیں صاف صاف بیان کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو علم رکھنے والے ہیں۔

**مولانا روم:**

طیبات از بهر کی للطّیبین　یار را خوش کن مرنجان و ببین
پاک چیزیں کس کے لیے ہیں، پاک لوگوں کے لیے　دوست کو خوش رکھ رنجیدہ نہ کر اور دیکھ
(ص:۸۳)(۱/۱۳۹۵)(ت ج ص:۱/۱۷۴)

دام آدم خوشۂ گندم شده　تا وجودش خوشۂ مردم شده
حضرت آدمؑ کا جال گیہوں کی بالی بنی　یہانتک کہ ان کا وجود انسانوں کا گچھا بن گیا
(ص:۱۱۱)(۱/۲۷۹۲)(ت ج ص:۱/۲۹۴)

## اقبالؔ:

نگاہ ہو تو بہائے نظارہ کچھ بھی نہیں  که بکتی نہیں فطرت جمال و زیبائی!
(ضربِ کلیم:ص۱۰۴)

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ o (آیت۵۴)

درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر اپنے تختِ سلطنت پر جلوہ فرما ہوا۔ جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔ جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے۔ سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ خبردار رہو! اُسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ، سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔

## مولانا رومؒ:

با تأنّی گشت موجود از خدا  تا بشش روز این زمین و چرخها
خدا کی جانب سے آہستگی کے ساتھ موجود ہوئے  چھ دن میں یہ زمین اور آسمان
(ص:۳۱۰)(۳/۳۵۰۱)(ت ج ص:۳/۳۳۶)

پس لَهُ الخَلقُ و لَهُ الاَمرش بدان  خلق صورت، امرّ جان راکبُ برآن
"اس کے لیے خلق ہے اور اسی کے لیے امر ہے" تو سمجھ لے  خلق صورت ہے، امر اس پر سوار روح ہے
(ص:۵۳۴)(۶/۷۸)(ت ج ص:۶/۲۲)

پس چرا شش روز آن را در کشید؟  کُلَّ یَوْمٍ اَلفُ عام ای مُستفید
پھر چھ روز اس کو کیوں کھینچا؟  اے طالب! ہر دن ایک ہزار سال کا
(ص:۵۵۹)(۶/۱۲۱۷)(ت ج ص:۶/۱۳۱)

## اقبالؔ:

گردش تاروں کا ہے مقدّر  ہر ایک کی راہ ہے مقرّر
(بانگِ درا:ص۱۴۸)

ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا  وہ خود فراخیٔ افلاک میں ہے خوار و زبوں
(بالِ جبریل:ص۲۷)

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں مَیں  غلامِ طغرل و سنجر نہیں مَیں
(بالِ جبریل:ص۸۶)

دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے　اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسّر　شبانی سے کلیمی دو قدم ہے
(بالِ جبریل: ص ۸۸)

**اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ o (آیت ۵۵)**
اپنے رب کو پکارو، گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے، یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

**مولانا روم:**

لیک، گفتی گر چه می دانم سِرَت　زود هم پیدا کُنَش بر ظاهرت
لیکن تو نے کہا ہے، اگرچہ میں تیرا بھید جانتا ہوں　تو بھی اس کو جلد اپنی ظاہری حالت کے مطابق بیان کردے
(ص: ۲۶)(۱/۶۰)(ت ج ص: ۱/۳۸)

تو که یوسفؑ نیستی، یعقوب باش　همچو او با گریه و آشوب باش
تو جب یوسفؑ نہیں ہے یعقوب بن جا　اس کی طرح رونے اور مصیبت میں رہ
(ص: ۹۲)(۱/۱۹۰۵)(ت ج ص: ۱/۲۱۰)

تا نگرید کودکِ حلوا فُروش　بحرِ رحمت درنمی آیدِ بجُوش
جب تک حلوہ فروش کا لڑکا نہ روئے　بخشش کا دریا جوش میں نہ آئے گا
ای برادر، طفل، طفلِ چشمِ تُست　کام خود موقوف زاری دان دُرسُت
اے بھائی بچہ تیری آنکھ ہے　پہلے اپنے مقصد کو رونے پر موقوف کرے
گر همی خواهی که آن خِلعَت رَسَد　پس بگریان طفلِ دیده برجَسَد
اگر تو چاہتا ہے کہ وہ پوشاک تجھے مل جائے　تو آنکھ کے بچے کو (جسم کی) ضرورت پر رُلا
(ص: ۱۵۵)(۲/۴۴۲-۴۴۴)(ت ج ص: ۲/۵۴-۵۵)

گفت ادعوُاالله بی زاری مباش　تا بجوشد شیرهای مهرهاش
اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا اللہ کو پکارو (گریہ و) زاری کے بغیر نہ رہ　تاکہ اس کی مہربانیوں کے دودھ جوش میں آئیں
(ص: ۱۸۸)(۲/۱۹۵۵)(ت ج ص: ۲/۱۹۱)

آن کشیدن زیر لب آواز را　یاد کردن مَبدأ و آغاز را
دبے ہونٹوں آواز نکالنا　مبداء (ہستی) اور آغاز کو یاد کرنا ہے
(ص: ۲۳۰)(۳/۲۰۵)(ت ج ص: ۳/۳۳)

تو نمی دانی که دایۀ دایگان　کم دهد بی گریه شیر او رایگان
تو نہیں جانتا کہ دائیوں کی دایہ　خواہ مخواہ بے روئے دودھ نہیں دیتی
(ص: ۴۳۳)(۵/۱۳۶)(ت ج ص: ۵/۲۷)

## اقبالؔ:

شام جس کی آشنائے نالۂ ''یارب'' نہیں جلوہ پیرا جس کی شب میں اشک کے کوکب نہیں
(بانگ درا:ص۱۵۶)

وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ o (آیت ۵۶)

زمین میں فساد برپا نہ کرو جب کہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے اور خدا ہی کو پکارو خوف کے ساتھ اور طمع کے ساتھ، یقیناً اللہ کی رحمت نیک کردار لوگوں کے قریب ہے۔

## مولانا رومؒ:

لیک، گفتی گرچه می دانم سِرَت زود هم پیدا کُنَش بر ظاهرت
لیکن تو نے کہا ہے، اگرچہ میں تیرا بھید جانتا ہوں تو بھی جلد اس کو اپنی ظاہری حالت کے مطابق بیان کردے
(ص:۲۶)(۱/۶۰)(ت ج ص:۱/۳۸)

داد خود از کس نیابم جز مَگر زانک او از من بمن نزدیکتر
اپنا انصاف کسی سے نہ حاصل کر سکوں گا سوائے اس کے جو خود میری ذات سے زیادہ مجھ سے قریب ہے
(ص:۹۹)(۱/۲۱۹۷)(ت ج ص:۱/۲۳۸)

## اقبالؔ:

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں مَیں غلامِ طغرل و سنجر نہیں مَیں
(بال جبریل:ص۸۶)

وَ هُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰۤی اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ o (آیت ۵۷)

اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے، پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اُٹھا لیتی ہیں تو انہیں کسی مُردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ برسا کر (اُسی مری ہوئی زمین سے) طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے۔ دیکھو، اس طرح ہم مُردوں کو حالت موت سے نکالتے ہیں، شاید کہ تم اس مشاہدے سے سبق لو۔

## مولانا رومؒ:

لقمه ای کان نور افزود و کمال آن بُوَد آورده از کسبِ حلال
جس لقمہ نے نور اور کمال بڑھایا ہے وہ حلال کمائی سے حاصل کیا ہوا ہوتا ہے
(ص:۸۷)(۱/۱۶۴۳)(ت ج ص:۱/۱۸۷)

پس همه دانسته اند ان را یقین　　که فرستد باد رَبُّ العالمین
تو اس کو یقین کے ساتھ سب جانتے ہیں　　کہ دونوں جہانوں کا رب ہوا کو بھیجتا ہے
(ص:۳۴۰)(۴/۱۵۲)(ت ج ص:۴/۲۶)

**اقبالؔ:**

یہ تلاشِ متّصل شمعِ جہاں افروز ہے　　توسنِ ادراکِ انساں کو خرام آموز ہے
(بانگ درا:ص۲۵)

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ o　(آیت ۶۲)
تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں، تمہارا خیر خواہ ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے وہ کچھ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں ہے۔

**مولانا روم:**

مطلق آن آواز خود از شه بُوَد　　گرچه از حُلقومِ عبداللّٰه بُوَد
وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے　　اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو
(ص:۹۴)(۱/۱۹۳۷)(ت ج ص:۱/۲۱۳)

من بگفته پند شد بَند از جفا　　شیرِ پند از مِهر جُوشد وَز صفا
میں نے عرض کیا نصیحت جور و جفا کی وجہ سے بند ہوئی　　نصیحت کا دودھ صاف دلی سے جوش میں آتا ہے
(ص:۱۰۵)(۱/۲۵۵۰)(ت ج ص:۱/۲۷۱)

من بتبلیغ رِسالَت آمدم　　تا رَهانَم مَرشما را از نَدَم
میں پیغام پہنچانے آیا ہوں　　تا کہ تمہیں شرمندگی سے رہائی دیدوں
(ص:۲۲۹)(۳/۱۴۱)(ت ج ص:۳/۲۸)

**اقبالؔ:**

نہ جدا رہے نوا گر تب و تابِ زندگی سے　　کہ ہلاکیٔ اُمَم ہے یہ طریقِ نے نوازی!
(ضرب کلیم:ص۴۷)

وَّ نَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ o　(آیت ۱۰۸)
اس نے اپنی جیب سے ہاتھ نکالا اور سب دیکھنے والوں کے سامنے وہ چمک رہا تھا۔

**مولانا روم:**

من بجادویان چه مانم؟ ای جُنُب!　　که ز جانَم نور می گیرد کُتُب
اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟　　میری جان سے کتابیں نور حاصل کرتی ہیں
(ص:۳۸۷)(۴/۲۳۶۶)(ت ج ص:۴/۲۲۸)

**اقبالؔ:**

رہے ہیں اور ہیں فرعون میری گھات میں اب تک　　مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے یدِ بیضا!
(بال جبریل:ص۲۵)

**قَالَ فِرۡعَوۡنُ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ اٰذَنَ لَكُمۡ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكۡرٌ مَّكَرۡتُمُوۡهُ فِى الۡمَدِيۡنَةِ لِتُخۡرِجُوۡا مِنۡهَاۤ اَهۡلَهَا ۚ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ○ (آیت۱۲۳)**

فرعون نے کہا: "تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں؟ یقیناً یہ کوئی خفیہ سازش تھی جو تم لوگوں نے اس دارالسلطنت میں کی تا کہ اس کے مالکوں کو اقتدار سے بے دخل کر دو۔ اچھا تو اس کا نتیجہ اب تمہیں معلوم ہوا جاتا ہے۔

**مولانا رومؒ:**

جادواں فرعون را گفتند: بیست　　مَست را پروایِ دست و پای نیست
جادوگروں نے فرعون سے کہہ دیا: ٹھہر جا　　مست کو ہاتھ اور پاؤں کی پرواہ نہیں
(ص:۵۰۹)(۳۱۱۱/۵)(ت ج ص:۳۱۵/۵)

**اقبالؔ:**

کھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی!　　گیا دورِ حدیثِ لن ترانی!
ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار　　وہی مہدی، وہی آخر زمانی!
(بال جبریل:ص:۸۹)

**وَلَمَّا جَآءَ مُوۡسٰى لِمِيۡقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِىۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَيۡكَ ؕ قَالَ لَنۡ تَرٰٮنِىۡ وَلٰـكِنِ انْظُرۡ اِلَى الۡجَـبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرٰٮنِىۡ‌ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوۡسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبۡحٰنَكَ تُبۡتُ اِلَيۡكَ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ○ (آیت۱۴۳)**

جب وہ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر پہنچا اور اس کے رب نے اس سے کلام کیا تو اس نے التجا کی کہ "اے رب، مجھے یارائے نظر دے کہ میں تجھے دیکھوں۔" فرمایا "تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں ذرا سامنے کے پہاڑ کی طرف دیکھ، اگر وہ اپنی جگہ قائم رہ جائے تو البتہ تو مجھے دیکھ سکے گا۔" چنانچہ اس کے رب نے جب پہاڑ پر تجلّی کی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰؑ غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو بولا "پاک ہے تیری ذات، میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلا ایمان لانے والا میں ہوں۔"

**مولانا رومؒ:**

عشق جانِ طُور آمد عاشقا　　طُور مست و خَرَّ موسیٰ صَاعِقا!
اے عاشق! عشق طور کی جان بنا　　طور مست ہوا اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گرے
(ص:۲۳)(۲۶/۱)(ت ج ص:۳۴/۱)

پیشِ هستِ او بباید نیست بود
چیست هستی؟ پیش او کور و کبود
اس کے وجود کے سامنے نیست ہو جانا چاہیے
ہستی کیا ہوتی ہے؟ اس کے سامنے اندھی اور سیاہ پوش ہے
(ص:۴۷)(۱/۵۱۸)(ت ج ص:۱/۸۳)

کوہِ طور از نورِ موسیٰؑ شد برَقص
صوفیِ کامل شد و رَست او زنَقص
کوہ طور حضرت موسیٰؑ کے نور سے رقص میں آ گیا
باکمال صوفی بن گیا اور نقص سے بری ہوگیا
(ص:۶۶)(۱/۸۶۷)(ت ج ص:۱/۱۱۵)

حق همی گوید که: ای مَغرورِ کور
نَه ز نامم پاره پاره گشت طور؟
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اے دھوکے میں مبتلا اندھے
کیا میرے نام سے (کوہ) طور ریزہ ریزہ نہیں ہوا؟
(ص:۱۵۷)(۲/۵۰۸)(ت ج ص:۲۱/۶۰)

کوه طور اَندر تَجَلِّی حَلق یافت
تاکه مَی نوشید و مَی را برنتافت
کوہ طور نے تجلی میں حلق پا لیا
یہاںتک کہ اس نے شراب پی اور شراب کو برداشت نہ کرسکا

صارَ دَکّاً مِنهُ وَانْشَقَّ الجَبَل
هَل رَأیتُم مِن جَبَل رَقصَ الجَمَل
وہ ٹکڑے ہوگیا اور پہاڑ پھٹ گیا
کبھی تم نے پہاڑ سے اونٹ جیسا رقص دیکھا
(ص:۲۲۶)(۳/۱۵۔۱۶)(ت ج ص:۳/۱۶)

چون بر آمد موسی از اقصای دشت
کوهِ طور از مَقدَمَش رَقّاص گشت
جب حضرت موسیٰؑ جنگل کے آخر سے برآمد ہوئے
ان کی تشریف آوری سے کوہ طور رقص کرنے لگا
(ص:۳۲۳)(۳/۴۲۶۸)(ت ج ص:۳/۴۰۷)

موسیا! کشفت لُمع بر کُه فراشت
اان مُخَیِّل تاب تحقیقت نداشت
اے موسیٰؑ تجلی کا کشف پہاڑ پر پڑا
وہ خیال کرنے والا آپ کی تحقیق کی طاقت نہیں رکھتا ہے
(ص:۵۲۱)(۵/۳۹۱۶)(ت ج ص:۵/۳۹۳)

خَرَّ مغشِیّاً فَتاد او بر قَفا
جب اس بدحال نے حضرت مصطفیٰؐ کا چہرہ دیکھا
وہ غش کھا کر گر گئے، پشت کے بل جا پڑے
(ص:۵۵۶)(۶/۱۰۶۴)(ت ج ص:۶/۱۱۶)

وصفِ هَیبَت چون تَجَلّی زد بَروُ
می سُکُست از هَم، همی شد سو بسو
ہیبت کی صفت نے جب اس پر تجلی کی
ایک دوسرے سے جدا ہو کر الگ الگ جانب ہو گیا
(ص:۵۸۴)(۶/۲۴۳۶)(ت ج ص:۶/۲۳۹)

جمله کفها در دُعا افراخته
نغمهٔ أرنی بهم در ساخته
سارے ہاتھ دعا کے لیے پھیلائے ہوئے ہیں
مل کر أَرِنِي کا ترانہ بنائے ہوئے ہیں
(ص:۵۸۵)(۶/۳۰۶۷)(ت ج ص:۶/۲۹۶)

کوه قاف ار پیش آید بهر سد — همچو کوه طور نورش بر درد

اگر روک کے لیے کوہِ قاف سامنے آ جائے — نور اس کو کوہِ طور کی طرح پھاڑ دے

(ص:۲۰۱)(۶/۳۰۶۷)

بر برون کُه چو زد نور صمد — پاره شد تا در درونش هم زند

جب پہاڑ کے ظاہر پر اللہ تعالیٰ کا نور پڑا — ٹکڑے ہوگیا، تاکہ اس کے اندر بھی پڑے

(ص:۶۳۲)(۶/۴۷۵۳)(ت ج ص:۶/۲۹۶)

## اقبال:

دید سے تسکین پاتا ہے دلِ مہجور بھی؟ — لن ترانی کہہ رہے ہیں یا وہاں کے طور بھی؟

(بانگ درا:ص۴۰)

قصۂ دار و رسن بازیٔ طفلانۂ دل — التجائے اَرِنی سرخیِ افسانۂ دل

(بانگ درا:ص۶۱)

مہر کا پرتو ترے حق میں ہے پیغامِ اجل — محو کر دیتا ہے مجھ کو جلوۂ حسنِ ازل

(بانگ درا:ص۷۹)

تجھے نظارے کا مثلِ کلیم ؑ سودا تھا — اویسؓ طاقتِ دیدار کو ترستا تھا

(بانگ درا:ص۸۱)

کچھ دکھانے دیکھنے کا تھا تقاضا طُور پر — کیا خبر ہے تجھ کو اے دل فیصلہ کیونکر ہوا؟

(بانگ درا:ص۱۰۰)

اَڑ بیٹھے کیا سمجھ کے بھلا طور پر کلیم ؑ — طاقت ہو دید کی تو تقاضا کرے کوئی

(بانگ درا:ص۱۰۲)

جلوۂ طور میں جیسے یدِ بیضائے کلیمؑ — موجۂ نکہتِ گلزار میں غنچے کی شمیم

(بانگ درا:ص۱۱۶)

اَرِنی مَیں بھی کہہ رہا ہوں مگر — یہ حدیثِ کلیمؑ و طور نہیں!

(بال جبریل:ص۴۳)

تھا اَرِنی گو کلیمؑ، میں اَرِنی گو نہیں — اس کو تقاضا روا، مجھ پہ تقاضا حرام!

(بال جبریل:ص۶۲)

ایک سرمستی و حیرت ہے سراپا تاریک! — ایک سرمستی و حیرت ہے تمام آگاہی!

(بال جبریل:ص۷۶)

**سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ اِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ**

سَبِيۡلًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَ كَانُوۡا عَنۡهَا غٰفِلِيۡنَ ○ (آیت ۱۴۶)

میں اپنی نشانیوں سے اُن لوگوں کی نگاہیں پھیر دوں گا جو بغیر کسی حق کے زمین میں بڑے بنتے ہیں، وہ خواہ کوئی نشانی دیکھ لیں کبھی اس پر ایمان نہ لائیں گے، اگر سیدھا راستہ اُن کے سامنے آئے تو اسے اختیار نہ کریں گے اور اگر ٹیڑھا راستہ نظر آئے تو اس پر چل پڑیں گے، اس لیے کہ اُنہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔

**مولانا روم:**

| | |
|---|---|
| چون مُقلِّب حق بُوَد اَبصار را | کہ بگر دانَد دل و اَفکار را |
| جب اللہ تعالیٰ بینائیوں کو پلٹنے والا ہے | وہ دل اور خیال (بھی) پلٹ دیتا ہے |
| چاہ را تو خانہ ای بینی لطیف | دام را تو دانہ ای بینی طریف |
| تو کنویں کو ایک عمدہ گھر دیکھتا ہے | تو جال کو تازہ دانہ (کی طرح) دیکھتا ہے |
| این تسَفسُطُ نیست تقلیب خداست | می نماید کہ حقیقتہا کجاست؟ |
| یہ سوفسطائیت نہیں ہے، خدا کا تصرف ہے | وہ دکھاتا ہے کہ حقائق کہاں ہیں؟ |

(ص:۶۱۵)(۶/۳۶۹۶-۳۶۹۸)(ت ج ص:۶/۳۵۳)

**اقبالؔ:**

| | |
|---|---|
| دلِ آگاہ جب خوابیدہ ہو جاتے ہیں سینوں میں | نواگر کے لیے زہراب ہوتی ہے شکرخائی |

(بانگ درا:ص۲۴۴)

وَ اِذۡ اَخَذَ رَبُّكَ مِنۡ بَنِيۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَ اَشۡهَدَهُمۡ عَلٰۤى اَنۡفُسِهِمۡ اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ قَالُوۡا بَلٰى شَهِدۡنَا اَنۡ تَقُوۡلُوۡا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنۡ هٰذَا غٰفِلِيۡنَ ○ (آیت ۱۷۲)

اور اے نبی، لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جب کہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' انہوں نے کہا ''ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں۔'' یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ''ہم تو اس بات سے بے خبر تھے۔''

**مولانا روم:**

| | |
|---|---|
| بُد عُمَرؓ را نام اینجا بُتَ پَرست | لیک مؤمن بود نامش در اَلَست |
| اس جگہ عمرؓ کا نام بت پرست تھا | لیکن ازل میں اس کا نام مومن تھا |

(ص:۷۵)(۱/۱۲۴۱)(ت ج ص:۱/۱۵۰)

| | |
|---|---|
| هر دَمی از وَی همی آید اَلَست | جَوهر و اَعراض می گردند مست |
| ہردم اس کی طرف سے اَلَست (کی آواز) آتی ہے | جس کے جوہر اور عَرَض مَست ہو جاتے ہیں |

| | |
|---|---|
| گر نمی آید بلٰی زیشان، ولی | آمدَ نشان از عَدَم باشد بلی |
| اگرچہ ان کی جانب سے بلیٰ نہیں نکلتا ہے | ان کا عدم سے آنا ''بلیٰ'' ہے |
| | (ص:۹۷)(۱/۲۱۱۱-۲۱۱۲)(ت ج ص:۱/۲۳۰) |
| روحِ آنکس کو بھنگامِ اَلَست | دیدَ ربِّ خویش و شد بی خویش مَست |
| اس شخص کی روح جس نے (عہد) اَلَست کے وقت | اپنے رب کو دیکھا اور بے خود اور مست ہوا |
| | (ص:۱۸۳)(۲/۱۶۶۸)(ت ج ص:۲/۱۶۵) |
| ھر کہ در روز اَلَست آن شیر خَورد | ھمچو موسی شیر را تمییز کَرد |
| جس نے اَلَست کے دن وہ دودھ پی لیا | اس نے موسیٰؑ کی طرح دودھ کو پہچان لیا |
| | (ص:۲۰۸)(۲/۲۹۷۱)(ت ج ص:۲/۲۸۰) |
| او بتسبیح از تنِ ماھی بجَست | چیست تسبیح؟ آیت روز اَلَست |
| انہوں نے تسبیح کے ذریعہ مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی | تسبیح کیا ہے؟ اَلَست کے دن کی علامت |
| | (ص:۲۱۲)(۲/۲۹۵)(ت ج ص:۲/۲۹۵) |
| آن ادب کردن بود یعنی مَکن | ھیچ تحویلی از آن عھدِ کُھُن |
| وہ ادب سکھانا ہوتا ہے یعنی نہ کر | پرانے عہد میں کوئی تبدیلی |
| | (ص:۲۳۴)(۳/۳۵۰)(ت ج ص:۳/۴۶) |
| ھمچنانکہ ذوقِ آن بانگِ اَلَست | در دلِ ھر مؤمنی تا حَشر ھَست |
| جیسے کہ اَلَست کی آواز کا ذوق | ہر مومن کے دل میں حشر تک کے لیے ہے |
| | (ص:۲۷۷)(۳/۲۳۴۵)(ت ج ص:۳/۲۲۸) |
| گر خطا کُشتَم دِیَتّ بر عاقِلَہ ست | عاقلہ جانم تو بودی از اَلَست |
| اگر میں نے غلطی سے قتل کیا تو دیت عاقلہ میں ہے | اَلَست سے تو میری جان کا عاقلہ ہے |
| | (ص:۲۷۹)(۳/۲۴۷۱)(ت ج ص:۳/۲۴۰) |
| مر شما را وقت ذَرّاتِ اَلَست | دیدہ ام پا بَستہ و مَنکُوس و پَست |
| میں نے تمہیں اَلَست کی چیونٹیوں کے وقت | پابہ زنجیر اور اوندھا، اور ذلیل دیکھا |
| | (ص:۳۲۸)(۳/۴۵۴۴)(ت ج ص:۳/۴۳۱) |
| خاصہ این بادہ کہ از خُمِّ بَلی است | نہ مَیی، کہ مستیِ او یَکشَبیست |
| خصوصاً یہ شراب جو بلیٰ کے مٹکے کی ہے | نہ کہ وہ شراب جس کا نشہ ایک رات کا ہے |
| | (ص:۳۸۰)(۴/۲۰۹۸)(ت ج ص:۴/۲۰۳) |
| ما درین دِھلیز قاضیّ قَضا | بَھرِ دَعویّ اَلَستیم و بلیٰ |
| ہم قضا کے قاضی کی چوکھٹ پر | اَلَست و بلیٰ کے دعوے کی وجہ سے ہیں |

کـــه بَـلَـی گـفـتیـم و آن را زامتحـــان
فــعــل و قــولِ مــا شُـهـودسـت و بیــان
کہ ہم نے بلی کہا اور اس کی آزمائش کے لیے
ہمارے قول و فعل گواہ اور بیان ہیں
(ص:۴۳۵)(۵/۱۷۴_۱۷۵)(ت ج ص:۵/۳۰)

لا جـــرم دنیـــا مـقـدّم آمَـدَســت
تـــا بـــدانـــی قـــدرِ اَقـــلیـم اَلَـســت
لا محالہ دنیا پہلے آئی ہے
تاکہ تو اَلَست کے جہاں کی قدر جان لے
(ص:۴۴۶)(۵/۶۰۰)(ت ج ص:۵/۷۰)

هــر کـــه از جام اَلَست او خــورد پــار
هَستَـــش اِمســـال آفــت رَنـج و خُــمــار
جس نے گذشتہ سال جام اَلَست سے پیا ہو
اس کو اس سال رنج اور اعضا شکنی کی مصیبت ہوگی
(ص:۴۵۱)(۵/۸۳۰)(ت ج ص:۵/۹۱)

از پَـیِ مــردم رُبــایــی هــر دوهست
شـــاخ حِـلــم و خشــم از عَـهـدِ اَلَـســت
انسانوں کی کشش کے لیے دونوں ہیں
حِلم اور غصہ کی شاخ عہد اَلَست (کے وقت) سے

بَهــرِ ایـــن لــفــظِ اَلَـسـت مُستبیــن
نــفــی و اثبــاتســت در لــفــظی قــریــن
اس لیے واضح لفظ الست میں
نفی اور اثبات ایک لفظ میں ملا ہوا ہے

زانـک استـــفهـــام اثبـــاتســت ایــن
لیـک، در وَی لــفــظ لَـیَّـــسَ شـد دفیـن
کیونکہ استفہام یہ اثبات ہے
لیکن اس میں لیس (حال کی نفی) کا لفظ چھپا ہوا ہے
(ص:۴۹۰)(۵/۲۱۲۶_۲۱۲۸)(ت ج ص:۵/۲۱۷)

نـــه بـدانـجـا صـورتـی، نـــه هَیکَلی
زاده از وَی صــد اَلَـــســت و صــد بــلــی
نہ وہاں کوئی تصویر ہے، نہ بت
اس (عشق) سے سینکڑوں سوال و جواب پیدا ہوجاتے ہیں
(ص:۵۱۳)(۵/۳۲۶۵)(ت ج ص:۵/۳۲۹)

مـطـرب آغــازیـد پیـش ترکِ مست
در حِـجـــابِ نـغـمـــه اَســرار اَلَـســت
مست ترک کے سامنے قوال نے شروع کیے
نغمے کے پردے میں اَلَست کے اسرار
(ص:۵۵۰)(۶/۷۰۶)(ت ج ص:۶/۸۳)

در دهـــانــش تـلـخ آیدَ شهدِ خُـلـد
چــون نبــود از وافیـــان در عهـــدِ خُــلـد
جنت کا شہد، اس کے منہ میں کڑوا ہے
چونکہ وہ عہدِ اَلَست کے وفاداروں میں سے نہ تھا
(ص:۵۵۲)(۶/۸۳۳)(ت ج ص:۶/۹۵)

تــا سـحــر جـمـلـه شب آن شاهِ عُلیٰ
خــود هــمـــی گــویــد اَلَـستِـی و بَـلــیٰ
تمام رات صبح تک وہ بلندی کا شاہ
خود ہی الست کہتا ہے اور خودی ہی بلیٰ
(ص:۵۸۱)(۶/۲۳۰۲)(ت ج ص:۶/۲۲۸)

چـــون مـــلایـک، او بــاقـلیـمِ اَلَـست
هــر دَمــی مــی شد بشُربِ تــازه مســت
وہ فرشتوں کی طرح اَلَست کے ملک میں تھا
وہ ہر لحظہ نئی شراب نوشی سے مست ہو رہا تھا
(ص:۶۰۸)(۶/۳۴۳۸)(ت ج ص:۶/۳۲۹)

## اقبالؔ:

سنے کوئی مری غربت کی داستاں مجھ سے　　بھلایا قصۂ پیمانِ اوّلیں میں نے
(بانگ درا:ص۸۱)

غازۂ الفت سے یہ خاک سیہ آئینہ ہے　　اور آئینے میں عکسِ ہمدمِ دیرینہ ہے
(بانگ درا:ص۱۲۰)

**وَ لَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ بِهَا وَ لَهُمۡ اَعۡيُنٌ لَّا يُبۡصِرُوۡنَ بِهَا وَ لَهُمۡ اٰذَانٌ لَّا يَسۡمَعُوۡنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ ۝** (آیت۱۷۹)

اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں۔ ان پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔

## مولانا رومؒ:

رو و سَر در جامه ها پیچیده اید　　لا جرم با دیده و نا دیده
تم نے منہ اور سر کپڑوں سے لپیٹ رکھا ہے　　لا محالہ آنکھ والے ہو کر (بھی) نا بینا بنے ہوئے ہو
(ص:۸۱)(۱/۱۴۰۵)(ت ج ص:۱/۱۶۶)

گفت ایزد: یَحۡمِلُ اَسۡفارَهُ　　بار باشد علم کان نَبۡود زِهُو
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اپنی کتابیں لادے ہوئے ہے　　وہ علم بوجھ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہ ہو
(ص:۱۲۷)(۱/۳۴۵۰)(ت ج ص:۱/۳۵۵)

دیدۂ حس را خدا اَعماش خواند　　بت پرستش گفت و ضِدِّ ماش خواند
حِسّی آنکھ کو خدا نے اندھا کہا　　اس کو بت پرست کہا اور ہمارا دشمن کہا
(ص:۱۷۹)(۲/۱۲۰۹)(ت ج ص:۲/۱۶۰)

آنکِ کالاَنعامُ بد، بَل هُم اَضَلّ　　گرچه پر مَکرست، آن گندہ بغل
وہ جو کھاتے ہیں جو پایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گمراہ　　گرچہ وہ گندے بڑے چالاک ہیں
(ص:۲۱۱)(۲/۳۰۸۳)(ت ج ص:۲/۲۹۰)

این قضا می گفت، لیکن گوششان　　بسته بود اندر حجابِ جو ششان
قضا یہ کہہ رہی تھی لیکن ان کے کان　　اُن کے جوش کے پردے میں بند تھے

چشمها و گوشها را بسته اند　　جز مر آنها را که از خود رَسته اند
لوگوں نے آنکھیں اور کان بند کر لیے تھے　　سوائے ان کے جو اپنی ہستی سے آزاد ہوگئے
(ص:۲۴۴)(۳/۸۳۶۔۸۳۷)(ت ج ص:۳/۱۱۴)

چشم باز و گوش باز و این ذُکا — خیره ام در چَشم بندیِ خدا
آنکھیں کھلیں ہیں، کان کھلے ہیں اور یہ ذہانت — میں اللہ تعالیٰ کی چشم بندی پر حیران ہوں
(ص:۲۵۱)(۳/۱۱۰۹)(ت ج ص:۳/۱۱۴)

این چگونه شمعها افروخته است — کین دو دیدۂ خلق ازینها دو خته است
یہ شمعیں کس طرح سے روشن ہیں؟ — کہ مخلوق کی دونوں آنکھیں ان سے بند ہیں
(ص:۲٦۸)(۳/۱۹۸۹)

گر نباشد جاهِ فَرعون و سَری — از کجا یابَد جهنم پروری؟
اگر فرعون کا رتبہ اور سرداری نہ ہو — (تو) جہنم کہاں سے پرورش پائے؟
(ص:۳۵۷)(۴/۱۰۷۵)(ت ج ص:۴/۱۱۲)

نام کَالانَعام کرد آن قوم را — زانک نسبت کُو بیَقظَه نوم را
اس (روح سے محروم) قوم کا نام ''جانوروں جیسے'' کردیا — کیونکہ بیداری کو نیند سے کیا نسبت ہے؟
(ص:۳٦۸)(۴/۱۵۲۲)(ت ج ص:۴/۱۵۲)

گوش بعضی، زین تَعالوا ها کرست — هر ستوری را صِطَبلی دیگر ست
بعض لوگ اِن آجاؤ (کی آوازوں سے بہرے ہیں — ہر چوپائے کا اصطبل جدا ہے
(ص:۳۷۸)(۴/۲۰۱۴)(ت ج ص:۴/۱۹٦)

تا بُخارای دگر بینی دَرون — صَفدران در محفلش لا یَفقَهُون
تاکہ تو باطن میں دوسرا بخارا دیکھ لے — اس کی محفل میں بہادر ''وہ نہیں سمجھتے ہیں'' ہیں
(ص:۴٦۴)(۵/۱۲۹۴)(ت ج ص:۵/۱۳۷)

جوهرِ انسان بگیرد بَرّ و بَحر — پیسه گاوان بِسملانِ روزِ نَحر
انسان کا جوہر بر و بحر پر قبضہ کرے گا — چتکبرے بیل قربانی کے دن ذبح ہوں گے
(ص:۵٦۹)(٦/۱۸۷۸)(ت ج ص:٦/۱۸۹)

بانگ دَرمحسوس و دَر از حس برون — تُبصِرون این بانگ و دَر لا تُبصِرون
دروازے کی آواز محسوس ہے اور دروازہ حسّ سے خارج ہے — تم اس آواز کو دیکھتے ہو اور دروازے کو نہیں دیکھتے ہو
(ص:٦۰۸)(٦/۳۴۸۵)(ت ج ص:٦/۳۳۳)

## اقبالؔ:

غلامی کیا ہے؟ ذوقِ حسن و زیبائی سے محرومی — جسے زیبا کہیں آزاد بندے، ہے وہی زیبا!
(بال جبریل:ص۲۴)

یہ عقل و دل ہیں شرر شعلۂ محبت کے — وہ خار وخس کے لیے ہے، یہ نیستاں کے لیے!
(بال جبریل:ص۴۹)

مقامِ عقل سے آساں گذر گیا اقبالؔ — مقامِ شوق میں کھویا گیا وہ فرزانہ!
(بال جبریل:ص۵۱)

عقل عیّار ہے سَو بھیس بنا لیتی ہے عشق بے چارہ نہ مُلّا ہے، نہ زاہد، نہ حکیم!
(بالِ جبریل: ص ۶۰)

زمانہ عقل کو سمجھا ہوا ہے مشعلِ راہ کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحبِ ادراک!
(بالِ جبریل: ص ۶۷)

سکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اِس نے آدم کو سکھاتا ہے آدابِ خداوندی!
(بالِ جبریل: ص ۷۱)

دل ہو غلامِ خِرد یا کہ امامِ خرد سالکِ رہ ہوشیار! سخت ہے یہ مرحلہ!
(بالِ جبریل: ص ۷۲)

گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نور چراغِ راہ ہے، منزل نہیں ہے!
(بالِ جبریل: ص ۸۴)

زمانہ اپنے حوادث چھپا نہیں سکتا ترا حجاب ہے قلب و نظر کی ناپاکی!
(ضربِ کلیم: ص ۱۱)

آیت ۵۵، اللہ کو پکارتے رہو، اس نکتہ کو علامہ نے بڑے سادہ الفاظ میں بیان کیا اور پھر اس کے بعد والی آیت کو کہ میں غیر اللہ کا غلام نہیں کے الفاظ میں بیان کیا۔ رسول خدا جو پیغام لے کر آئے اس کو اپنے فرض کے طور پر عالم انسانیت تک پہنچایا، جانتے بوجھتے ہوئے اللہ کی نشانیوں پر ایمان نہ لانے والے میٹھے زہر بن جاتے ہیں۔ آدمؑ کی اولاد سے ''الست بربکم'' کے اقرار کو مولانا ۱۲۳ اشعار میں اور علامہ اپنی نظم سرگذشت آدم میں دو جگہ پر بڑی خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں اور آیت ۱۷۹ بہت سے جہنمی انسان جو اپنے دل آنکھ کان کے صحیح استعمال سے غافل ہیں مولانا نے ۱۱۴ اور علامہ نے ۹ اشعار میں اس مفہوم کو بیان کیا۔

# سورہ الانفال (۸)

اس سورت کی پہلی آیت میں لفظ ''انفال'' آیا ہے، اس سورت کی ابتداء اسی مسئلہ سے ہوتی ہے کہ جنگ بدر میں کفار کی شکست کے بعد اُن سے جو مال غنیمت ملا تھا چونکہ وہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف کا سبب بنا، اس اختلاف سے پہلا جو ارشاد ہوا اس سورت میں اسی سوال کا جواب دیا۔ فرمایا! اے رسول علیہ السلام! لوگ تم سے ''انفال'' کے متعلق پوچھتے ہیں، جنگ میں ہاتھ آئے ہوئے اموال کو ''غنائم'' کی بجائے ''انفال'' کے لفظ سے تعبیر کرنا خود اپنے اندر سوال کا جواب رکھتا ہے، انفال ''نفل'' کی جمع ہے اور نفل عربی زبان میں اس چیز کو کہتے ہیں جو واجب یا حق سے زائد ہو، اس سے وہ عطیہ اور انعام مراد لیا جاتا ہے جو آقا اور مالک اپنے خادم کو خوش ہو کر اس کے حق سے زائد اسے دیتا ہے یہی اس سورت کی وجہ تسمیہ ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام بدر ہے۔ ترتیب تلاوت آٹھویں، ترتیب نزول ۸۸ ویں، ۷۵ آیات اور ۱۲۳۱ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔

اس سورت کے اہم مضامین میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے، مال غنیمت کا حکم اور جہاد میں مال غنیمت سے زیادہ دینی مقاصد پیش نظر رہنے چاہئیں۔ میدان جہاد میں پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے کو عذاب، آپس میں لڑو گے تو بزدل ہو جاؤ گے فرعون اور آل فرعون کی غرقابی، تم اللہ کی راہ میں جو بھی قربانی دو گے اس کا اللہ کی طرف سے پورا پورا اجر ملے گا اور آخر میں مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت اور بھائی چارے کی تاسیس کا بیان ہے۔

**فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى وَ لِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ٥** (آیت:۱۷)

پس حقیقت یہ ہے کہ تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا اور تو نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا (اور مومنوں کے ہاتھ جو اس کام میں استعمال کیے گئے) تو یہ اس لیے تھا کہ اللہ مومنوں کو ایک بہترین آزمائش سے کامیابی کے ساتھ گزار دے۔ یقیناً اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

## مولانا روم:

| | |
|---|---|
| تو ز قرآن باز خوان تفسیر بیت | گفت ایزد ما رَمَیتَ اِذ رَمَیت |
| تو قرآن سے (اس) شعر کی تفسیر پڑھ لے | اللہ نے فرمایا: تو نے نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا |
| گر بپّرانیم تیر، آن نہ زماست | ما کمان و تیر اندازش خداست |
| اگر ہم تیر چلائیں تو ہماری وجہ سے کب ہے؟ | ہم تو کمان ہیں اور تیر چلانے والا خدا ہے |

(ص:۵۴)(۱/۶۱۵-۶۱۶)(ت ج ص:۱/۹۱-۹۲)

| | |
|---|---|
| مطلق آن آواز خود از شہ بود | گر چہ از حلقوم عبد اللہ بود |
| وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے | اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو |

(ص:۹۴)(۱/۱۹۳۷)(ت ج ص:۱/۲۱۳)

ما رَمَیتَ از رَمَیتَ در حراب
جنگ میں کنکریاں تو نے نہیں پھینکیں جبکہ پھینکیں
من چو تیغم وان زننده آفتاب
میں تلوار کی طرح ہوں اور چلانے والا سورج ہے
(ص:۱۳۷)(۱/۳۷۹۱)(ت ج ص:۱/۳۸۵)

ما رَمَیتَ اذ رَمَیتَ گفت حَقِ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا
کارِ حق بر کارها دارد سبق
(اللہ تعالیٰ) کا فعل (بندوں کے) کاموں پر سبقت رکھتا ہے
(ص:۱۷۲)(۲/۱۳۰۷)(ت ج ص:۲/۲۴۲)

ما رَمَیتَ اذ رَمَیتَ راست دان
''تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے'' کو صحیح سمجھ
هر چه کارَد جان، بُوَد از جانِ جان
جو کچھ انسانی روح بوتی ہے حضرت حق کی طرف سے ہوگا
(ص:۲۰۰)(۲/۲۵۳۱)(ت ج ص:۲/۲۴۲)

آن دعای بی خودان خود دیگرست
بے خودوں کی دعا دوسری (ہی چیز) ہے
آن دُعا زو نیست گفتِ دَاوَرست
وہ دعا ان کی نہیں ہے، خدا کی بات ہے
آن دعا حق می کند، چون او فَناست
جبکہ وہ (بے خود مقامِ) فنا میں ہے وہ دعا اللہ فرماتا ہے
آن دعا و آن اجابت از خداست
وہ دعا اور وہ قبولیت خدا کی جانب سے ہے
(ص:۲۷۴)(۳/۲۲۲۰_۲۲۲۱)(ت ج ص:۳/۲۱۷)

ما رَمَیُتَ اذُ رَمَیت از نسبتَست
''تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے'' نسبت کے اعتبار سے
نفی و اثباتست و هر دو مُثبتَست
نفی اور اثبات ہے دونوں درست ہیں
(ص:۳۱۱)(۳/۳۶۶۰)(ت ج ص:۳/۳۵۱)

ما رَمیتَ از رمیتَ خوانده ای
''تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے'' تو نے پڑھا ہے
لیک جسمی در تجزّی مانده ای
لیکن تو جسمانی مرتبے، عالم جزئیات اور کثرات میں پھنسا رہ گیا ہے
(ص:۳۴۹)(۴/۷۶۲)(ت ج ص:۴/۸۴)

ما رَمُیِیتَ اِذُ رَمَیُتَ اِبتِلاست
''تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے'' آزمائش ہے
بر نَبی کم نِه گُنه کان از خداست
نبی پر الزام نہ دھر وہ خدا کی جانب سے ہے
(ص:۳۷۲)(۴/۱۷۲۶)(ت ج ص:۴/۱۷۰)

ما رَمیتَ از رَمیتَ گشته ای
''تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے'' بن گیا ہے
خویشتن در موجُ چون کف هِشته ای
تو نے اپنے آپ کو جھاگ کی طرح موج کے حوالے کردیا ہے
(ص:۴۰۰)(۴/۲۹۴۶)(ت ج ص:۴/۲۸۲)

رفت از وَی جُنبش طبع و سکون
اس میں سے طبیعت کی حرکت اور سکون جاتا رہا
از چه از اِنّا اِلیهِ راجعون
کیوں؟ ''ہم اس ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں'' کی وجہ سے
(ص:۵۳۳)(۶/۴۲)(ت ج ص:۶/۱۹)

چون شدی بی خود، هر آنچهِ تو کُنی
جب تو بے خود ہوگیا تو کچھ تو کرے گا
ما رَمَیُتَ اِذ رَمیُتَ ایمِنی
''جب تو نے پھینکا تونے نہ پھینکا'' تو محفوظ ہے
(ص:۵۶۴)(۶/۱۵۲۶)(ت ج ص:۶/۱۵۸)

مـا رَمَیتَ اِذ رَمَیتَ بـی ویَسـت
''تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے''اس کے بغیر ہے
هـمـچـنـیـن قـال الـلّـه از صـمـتـش
اسی طرح اللہ نے کہا اس کی خاموشی سے مستفاد ہوا
(ص:۵۷۸)(۶/۲۲۴۸)(ت ج ص:۶/۲۲۳)

گفت حقّش: ای کمند انداز بَیت!
اسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بیتِ (معمور) پر کمند ڈالنے والے
آن زمَـن دان مـا رَمَیتُ اِذ رَمَیت
میری جانب سے سمجھ ''تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا''
(ص:۵۹۴)(۶/۲۸۳۵)(ت ج ص:۶/۲۷۵)

آن سـخـا و رَحم هم تـو دادیَـش
وہ سخاوت اور رحم بھی تو نے ہی اس کو دیا
کـز سخـاوت مـی فـزودی شـادیَش
کیونکہ سخاوت سے اس کی خوشی میں اضافہ ہوتا ہے
(ص:۶۰۲)(۶/۳۱۳۴)(ت ج ص:۶/۳۰۲)

مـا رَمَیتَ اذ رَمَیتَ احـمـد بُدست
''تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے''احمد ہوئے
دیـدنِ او، دیـدنِ خَـالـق شُـدَسـت
ان کا دیکھنا خدا کا دیکھنا بنا ہے
(ص:۶۰۴)(۶/۳۱۹۹)(ت ج ص:۶/۳۰۷)

مـا رَمَیتَ اِذ رَمَیتِی فتنـه ای
''تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے''ایک امتحان ہے
صد هـزاران خـرمـن انـدر خُـفنـه ای
ایک مٹھی میں لاکھوں کھلیان ہیں
(ص:۶۲۷)(۶/۴۵۸۱)(ت ج ص:۶/۴۴۰)

## اقبالؔ:

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تُو، زباں تُو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تُو ہے
(بانگ درا:ص:۲۶۹)

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے!
(بال جبریل:ص:۵۵)

ہاتھ ہے اللہ کا، بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کارکُشا، کار ساز
(بال جبریل:ص:۹۷)

صفِ جنگاہ میں مردانِ خدا کی تکبیر
جوشِ کردار سے بنتی ہے خدا کی آواز!
(بال جبریل:ص:۱۵۰)

''قم باذن اللہ'' کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن!
(بال جبریل:ص:۱۶۱)

**وَ مَا لَهُمْ اَلَّا یُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَ هُمْ یَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَا كَانُوْٓا اَوْلِیَآءَهٗ اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۝** (آیت:۳۴)

لیکن اب کیوں نہ وہ ان پر عذاب نازل کرے جب کہ وہ مسجد حرام کا راستہ روک رہے ہیں، حالانکہ وہ اس مسجد کے جائز متولی نہیں ہیں۔ اس کے جائز متولی تو صرف اہل تقویٰ ہی ہو سکتے ہیں، مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

**مولانا روم:**

از پَیِ این عاقلانِ ذُوفُنون　گفت ایزد در نُبی لا یَعْلَمُون

انہی ہنر مند ، عقلمندوں کے لیے　قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وہ نہیں جانتے''

(ص:۲۸۳)(۲۶۴۴/۳)(ت ج ص:۲۵۵/۳)

**اقبالؔ:**

وہی ہے بندۂ حُر جس کی ضرب ہے کاری　نہ وہ کہ حرب ہے جس کی تمام عیّاری!

(ضربِ کلیم،ص:۴۳)

**وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌo**　(آیت:۴۷)

اور اُن لوگوں کے سے رنگ ڈھنگ نہ اختیار کرو جو اپنے گھروں سے اِتراتے اور لوگوں کو اپنی شان دکھاتے ہوئے نکلے اور جن کی روش یہ ہے کہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ جو کچھ وہ کررہے ہیں وہ اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہے۔

**مولانا روم:**

حق مُحیط جملہ آمد ای پسر　وا ندارد کارش از کارِ دگر

اے بیٹا! اللہ سب پر حاوی ہے　اس کو ایک کام دوسرے کام سے نہیں روک سکتا

(ص:۸۲)(۱۴۸۷/۱)(ت ج ص:۱۷۳/۱)

دَستِ او راحَقِ چودَستِ خویش خواند　تَایَدُ اللّٰہ فَوق اَیدِیهم براند

جب خدا نے اس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا　یہانتک کہ ''اللہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ پر ہے'' فرمایا ہے

(ص:۱۱۴)(۲۹۷۴/۱)(ت ج ص:۳۱۱/۱)

**اقبالؔ:**

متاعِ غیر پہ ہوتی ہے جب نظر اس کی　تو ہیں ہراول لشکر کلیسیا کے سفیر!

(ضربِ کلیم،ص:۱۵۳)

**وَ اِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِo**　(آیت:۴۸)

ذرا خیال کرو اس وقت کا جب کہ شیطان نے ان لوگوں کے کرتوت ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے تھے اور ان سے کہا تھا کہ آج کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ مگر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو وہ اُلٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا کہ میرا تمہارا ساتھ نہیں ہے، میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم لوگ نہیں دیکھتے، مجھے خدا سے ڈر لگتا ہے اور خدا بڑی شدت سزا دینے والا ہے۔

## مولانا رومؒ:

چون شدی در خوی دیوی استوار — می گریزد از تو دیو، ای نابکار
جب تو شیطنت میں پختہ کار ہوگیا — اے نالائق! تجھ سے شیطان بھاگتا ہے
(ص:۹۲)(۱/۱۸۷۷)(ت ج ص:۱/۲۰۷)

همچو شیطان در سپه شد صَدُیکُم — خواند افسون کاِنّنِی جَارُ لَّکُم
جب شیطان سپاہیوں میں ایک سوایک واں بن گیا — اس نے منتر پڑھا کہ میں تمہیں پناہ دینے والا ہوں
(ص:۳۱۸)(۳/۴۰۳۷)(ت ج ص:۳/۳۸۴)

ای اَخافُ اللّٰهَ مالی مِنهُ عَوْن — اِذْهَبُوا اِنّی اَرَی مَالا تَرون
میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں میری اس ی جانب سے کوئی مدد نہیں ہے — بھاگ جاؤ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو
(ص:۳۱۹)(۳/۴۰۴۲)(ت ج ص:۳/۳۸۵)

همچنان چون شاه فرمود اِصبِرُوا — رَغبتی باید، کزان تابی تو اُو
اسی طرح جب شاہ نے حکم دیا کہ "تم صبر کرو" — تو رغبت درکار ہے تاکہ تو اس سے منہ موڑے
(ص:۴۴۵)(۵/۵۸۱)(ت ج ص:۵/۶۸)

حق پیِ شیطان بدین سان زدمَثل — که ترا در رَزم آرد با حِیَل
اللہ تعالیٰ نے شیطان کی اسی طور پر مثل بیان کی ہے — کہ وہ تجھے حیلوں سے جنگ میں لے آتا ہے
که ترا یاری دهم من با توام — در خطرها پیشِ تو من می دَوَم
کہ میں تیری مدد کروں گا، میں تیرے ساتھ — میں خطروں میں تیرے آگے دوڑوں گا
اسپَرَت باشم گهِ تیرِ خَدَنگ — مَخلصِ تو باشم اَندر وقتِ تَنگ
خدنگ کے تیر کے وقت میں تمہاری ڈھال بنوں گا — میں برے وقت میں تجھے بچانے والا بنوں گا
(ص:۶۱۲)(۶/۳۶۱۲-۳۶۱۴)(ت ج ص:۶/۳۴۶)

گفت حق: خود او جدا شد از بهی — تو بدین تزویرها هم کَی رَهی؟
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ خود نیکی سے جدا ہوا — تو بھی ان حیلوں سے کب نجات پائے گا؟
فاعِل و مَفعول در روزِ شُمار — رو سیاهَند و حریفِ و سنگسار
فاعل اور مفعول گنتی (قیامت) کے دن — اُن کے منہ کالے اور سنگسار کیے جائیں گے
(ص:۶۱۲)(۶/۳۶۲۰-۳۶۲۱)(ت ج ص:۶/۳۴۶)

## اقبالؔ:

گرچہ ہے دلکشا بہت حُسنِ فرنگ کی بہار — طائرکِ بلند بال دانہ و دام سے گزر!
(بال جبریل:۲۹)

نہ کر افرنگ کا اندازہ اس کی تابناکی سے — کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس جوہر کی برّاقی!
(بال جبریل:ص:۵۸)

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ o (آیت:۶۰)

اورتم لوگ، جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے اُن کے مقابلہ کے لیے مہیا رکھوتا کہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداء کو خوف زدہ کر دو جنھیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔ اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدل تمہاری طرف پلٹایا جائے گا اور تمہارے ساتھ ہرگز ظلم نہ ہوگا۔

**مولانا روم:**

غازیان حملۂ غزا چون کم بُرَند　　کافران بر عکس حمله آوَرند
غازی جب جہاد کا حملہ نہیں کرتے ہیں　　تو کافر پلٹ کر حملہ کرتے ہیں
(ص:۳۹۰)(۴/۲۴۴۳)(ت ج ص:۴/۲۳۵)

**اقبالؔ:**

دانه باشی مُرغکانت بر چنند!　　غُنچه باشی کودکانت بر کَنند!
دانہ بنے گا تو پرندے تجھے چگ لیں گے　　کلی بنے گا تو بچے تجھے نوچ لیں گے
مثنوی(۱/۱۸۳۴)(بال جبریل:ص:۱۴۰)

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے　　ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات!
(بال جبریل:ص:۱۵۷)

''وہ نبوّت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش!　　جس نبوّت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام!''
(ضرب کلیم:ص:۵۶)

نئی بجلی کہاں اُن بادلوں کے جیب و دامن میں　　پرانی بجلیوں سے بھی ہے جن کی آستیں خالی!
(ضرب کلیم:ص:۷۱)

مری نظر میں یہی ہے جمالِ زیبائی　　کہ سربسجدہ ہیں قوت کے سامنے افلاک!
نہ ہو جلال تو حسن و جمال بے تاثیر　　نرا نفس ہے اگر نغمہ ہو نہ آتشناک
مجھے سزا کے لیے بھی نہیں قبول وہ آگ　　کہ جس کا شعلہ نہ ہو تندو سرکش و بیباک!
(ضرب کلیم:ص:۱۲۳۔۱۲۴)

آں عزمِ بلند آور آن سوزِ جگر آور　　شمشیرِ پدر خواہی بازوے پدر آور
وہ بلند ہمت اور سوز جگر لا　　اگر باپ کی تلوار چاہتا ہے تو والد جیسا بازو لا
(ارمغان حجاز (اُردو):ص:۴۶)

يَآَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ o (آیت:۶۴)

اے نبی ﷺ، تمہارے لیے اور تمہارے پیرو اہل ایمان کے لیے تو بس اللہ کافی ہے۔

## مولانا روم:

او نیفتد در گمان از طعنشان او نگردد دردمند از طعنِ شان

ان کی طعنہ زنی سے وہ شک میں نہیں پڑتا ہے اس کے کوچ کر جانے سے وہ رنجیدہ نہیں ہوتا ہے

(ص:۲۶۱)(۳/۱۵۱۹)(ت ج ص:۱۵۲/۳)

## اقبال:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

(ضرب کلیم:ص:۴۴)

علامہ آیت نمبر۴۷/ ۴۸ کے ضمن میں فرنگیوں کی شیطانی صفات کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب وہ دوسری قوموں کو ہڑپ کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنے پادریوں کو (عیاری) تبلیغ کے لیے بھیجتے ہیں جبکہ آیت میں اشارہ کیا گیا کہ کفار قریش بدر میں اتراتے ہوئے اور لوگوں کو فریب دینے کے لیے منصوبے بنا کر آئے تھے اور علامہ نے مزید یورپ میں جوا، شراب، بت پرستی وغیرہ ان سب کو ''حسن فرنگ'' اور ایک بلند پرواز مسلمان کے لیے دام و دانہ سے تشبیہ دی ہے جو مسلمانوں کے لیے سدراہ کا کام کرتی ہیں آیت نمبر۶۰ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو ہر وقت اپنے دشمن کے مقابلے کے لیے مسلح رہنا چاہیے جسے علامہ نے خوبصورتی سے یوں بیان کیا:

کہ سر بسجدہ ہیں قوت کے سامنے افلاک

# سورہ التوبہ (۹)

اس سورت کی پہلی وجہ تسمیہ لفظ توبہ کا ۱۷ مرتبہ تکرار، اس کے احکام اور خداوند متعال کی جانب سے توبہ کی قبولیت کی دو شہادتوں کا ذکر آیا ہے، اس سورت کو دوسرے نام ''سیف'' اور تیسرے ''برائت'' سے اس لیے موسوم کیا گیا کہ اس کی ابتداء میں مشرکوں سے بری الذمہ ہونے کا اعلان ہے، یہ قرآن کی واحد سورت ہے جس کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی جاتی ہے، ترتیب تلاوت نویں، ترتیب نزول ۱۱۳ویں، ۱۲۹ آیات اور ۲۴۹۷ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ اس کے اہم مضامین میں سے چند ایک کا ذکر درج کیا جاتا ہے: صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین مکہ کی صحابہ اور حضور علیہ السلام سے عہد شکنی، کافر اگر عہد کرنے کے بعد قسمیں توڑ دے تو اس سے کھل کر جنگ کرنے کا حکم، مجاہدوں کو اپنی کثرت اور فوجی قوت پر گھمنڈ نہ کرنا چاہیے فتح نصرت اللہ کی مدد سے ہے، بعض یہود کے اس عقیدے کا بیان کہ حضرت عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر رسولؐ خدا کا مسجد ضرار کو گرانے اور جلا دینے کا حکم، مسلمانوں کے لیے نیکی اور بدی کے جو حدود اللہ نے معین فرما دیے وہ ان سے تجاوز نہ کریں۔ کافروں سے جہاد فرض عین نہیں فرض کفایہ ہے

**اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ ھَاجَرُوۡا وَجٰھَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِھِمۡ وَ اَنۡفُسِھِمۡ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً عِنۡدَ اللّٰہِ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ۝** (آیت:۲۰)

اللہ کے ہاں تو انہی لوگوں کا درجہ بڑا ہے جو ایمان لائے اور جنھوں نے اس کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جان و مال سے جہاد کیا وہی کامیاب ہیں۔

**مولانا رومؒ:**

همچنان مَردِ مُجاهد نان دهد　　چون برو زد نور طاعت، جان دهد

اسی طرح مردِ مجاہد روٹی دیتا ہے　　جب اس پر اطاعت کا نور حملہ کرتا ہے، جان دے دیتا ہے

(ص:۶۰۱)(۶/۳۰۸۸)(ت ج ص:۶/۲۹۷)

**اقبالؒ:**

خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے　　مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشائی!

(بانگ درا:ص:۲۵۴)

اگر جواں ہوں مری قوم کے جسُور و غیور　　قلندری مِری کچھ کم سکندری سے نہیں!

(ضرب کلیم:ص:۲۰)

**یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّطۡفِئُوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاھِھِمۡ وَ یَاۡبَی اللّٰہُ اِلَّاۤ اَنۡ یُّتِمَّ نُوۡرَہٗ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ۝**

(آیت:۳۲)

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ مگر اللہ اپنی روشنی کو مکمل کیے بغیر ماننے والا نہیں ہے خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

**مولانا رومؔ:**

روحِ صالح قابل آزار نیست　نورِ یزدان سُغبۂ کُفّار نیست
روح (جو بمنزلۂ) صالح ہے، تکالیف کو قبول کرنے والی نہیں ہے　اللہ کا نور کافروں کا تر لقمہ نہیں ہے
(ص:۱۰۴)(۱/۲۵۲۰)(ت ج ص:۱/۲۶۹)

نارِ شہوت را چہ چارہ نورِ دین　نُورُکُم اِطفَاءُ نارِ الکافِرین
شہوت کی آگ کا کیا علاج ہے، دین کا نور (علاج) ہے　(جس طرح) تمہارا نور (ایمان) کافروں کی آگ کا بجھا دینا ہے
(ص:۱۳۵)(۱/۳۷۰۱)(ت ج ص:۱/۳۷۶)

انبیا با دشمنان برمی تَنَند　پس مَلایک رَبِّ سَلِّم می زَنَند
انبیا دشمنوں کے ساتھ بھڑتے ہیں　تو فرشتے خدا سلامت رکھے کا نعرہ لگاتے ہیں
کین چراغی راکہ هست او نور کار　از پُف و دَمهای دُزدان دُور دار
کہ اس چراغ کو جس کا کام روشنی ہے　چوروں کو سانس اور پھونک سے دور رکھ
(ص:۳۳۸)(۴/۲۷-۲۸)(ت ج ص:۴/۱۵)

شمعِ حق را پُف کُنی تو ای عَجوزا!　هم تو سوزی هم سَرَت ای گندَه پُوز
اے بڑھیا! تو خدائی شمع کو پھونک مار رہی ہو　اے گندے چہرے (والے) تو بھی جل جائے گا اور تیرا سَر بھی
(ص:۵۷۳)(۶/۲۰۸۱)(ت ج ص:۶/۲۰۸)

درمیان شمس و این رَوزَن رَهی　هست رَوزنها نشد زُو آگهی
سورج اور اس دریچے کے درمیان راستہ　ہے دریچے اس سے واقف نہیں ہیں
تا اگر اَبری بَرآید چرخ پوش　اندرین رَوزَن بود نورَش بجُوش
تا کہ اگر کوئی بادل آسمان کو چھپا لینے والا آ جائے　اس دریچے میں اس کا نور جوش میں رہے
(ص:۶۰۴)(۶/۳۲۰۰-۳۲۰۱)(ت ج ص:۶/۳۰۸)

**اقبالؔ:**

کیوں ہراساں ہے صُہَیلِ فرسِ اعدا سے　نورِ حق بجھ نہ سکے گا نفسِ اعدا سے
(بانگ درا،ص:۲۰۶)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍo

(آیت:۳۴)

اے ایمان لانے والو، ان اہل کتاب کے اکثر علماء اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ دردناک سزا کی خوشخبری دو ان کو جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

**مولانا روم:**

در نُبی انذار اهلِ غفلتست کآن همه اِنفاقها شان حَسرتست

قرآن میں غافلوں کے لیے دھمکی ہے کہ ان کی یہ سب فضول خرچیاں حسرت (کا سبب) ہیں

(ص:۹۹)(۱/۲۲۳۵)(ت ج ص:۱/۲۴۲)

**اقبالؔ:**

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے! خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے!

(بالِ جبریل:ص:۴۸)

**اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَ اَنۡفُسِكُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمۡ خَیۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ o**

(آیت:۴۱)

نکلو، خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

**مولانا روم:**

نان دهی از بهر حق، نانت دَهَند جان دهی از بهر حق، جانت دَهَند

اگر تو خدا کے لیے روٹی دے گا، تجھے روٹی دینگے تو خدا کے لیے جان دے گا، تو تجھے جان دیں گے

(ص:۱۰۰)(۱/۲۲۳۷)(ت ج ص:۱/۲۴۲)

**اقبالؔ:**

خود آگاہی نے سکھلا دی ہے جس کو تن فراموشی حرام آئی ہے اس مردِ مجاہد پر زرہ پوشی

(ارمغانِ حجاز (اُردو):ص:۴۶)

**اِنَّمَا یَسۡتَاۡذِنُكَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ ارۡتَابَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ فَهُمۡ فِیۡ رَیۡبِهِمۡ یَتَرَدَّدُوۡنَ o**

(آیت:۴۵)

ایسی درخواستیں تو صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ اور روزِ آخر پر ایمان نہیں رکھتے، جن کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے شک ہی میں متردّد ہو رہے ہیں۔

**مولانا روم:**

ناید آن اِلّا که بر خاصان پدید باقیان فی لَبۡسٍ مِنۡ خَلۡقٍ جَدید

وہ صرف خاصانِ (خدا) پر ظاہر ہوتا ہے باقی لوگ اس نئی مخلوق سے شُبہ میں ہیں

(ص:۹۶)(۱/۲۰۳۷)(ت ج ص:۱/۲۸۷)

**اقبالؔ:**

تڑپ رہا ہے فلاطوں میانِ غیب و حضور
ازل سے اہلِ خرد کا مقام ہے اَعراف!
(بال جبریل:ص:۷۸)

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام
شورشِ طوفاں حلال، لذتِ ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے ابن الکتاب، عشق ہے اُمّ الکتاب!
(ضرب کلیم:ص:۲۱)

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر!
ہم پوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
(ضرب کلیم:ص:۴۸)

**یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ o**
(آیت:۷۳)

اے نبی ﷺ، کفار اور منافقین دونوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔ آخر کار ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بدترین جائے قرار ہے۔

**مولانا رومؒ:**

رو! بَر سلطان و کاروبار بین
حِسّ تَجری تَحتِهَا الاَنہار بین
بادشاہ کے پاس جا! اور کاروبار دیکھ
(اور) "تَجرِی تَحتِهَا الانہار" کا احساس دیکھ
(ص:۱۰۹)(۲۷۲۰/۱)(ت ج ص:۲۸۷/۱)

**اقبالؔ:**

یا خالدؓ جانباز ہے یا حیدرِ کرارؓ!
قبضے میں یہ تلوار بھی آ جائے تو مومن
(ضرب کلیم:ص:۲۷)

**فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا وَّ لْیَبْكُوْا كَثِیْرًا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ o** (آیت:۸۲)

اب چاہیے کہ یہ لوگ ہنسنا کم کریں اور روئیں زیادہ، اس لیے کہ جو بدی یہ کماتے رہے ہیں ان کی جزا ایسی ہی ہے (کہ انہیں اس پر رونا چاہیے)

**مولانا رومؒ:**

چشمتان تر باشد از بَعدِ خلاص
کہ شَوید از بہرِ شَہوت دیو خاص
خلاصی کے بعد (کیا) تمہاری آنکھ نم ہوگی؟
کیونکہ شہوت کی وجہ سے تم خاص شیطان بن جاؤ گے
(ص:۲۷۳)(۲۱۹۴/۳)(ت ج ص:۲۱۵/۳)

گفت فلیبکوا کثیراً گوش دار　　تا بریزد شیرُ فضلِ کردگار
''اور چاہیے وہ بہت روئیں'' کے قول کو یاد رکھ　　تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دودھ بہا دے
(ص:۴۳۳)(۵/۱۳۷)(ت ج ص:۵/۲۷)

زامرِ حق وابکوا کثیراً خوانده ای　　چونَ سرِبریان چه خندان مانده ای؟
''اور زیادہ روؤ'' تو نے خدائی حکم پڑھا ہے　　بھنی ہوئی سِری کی طرح تو کیوں ہنس رہا ہے؟
(ص:۵۶۴)(۶/۱۵۸۴)(ت ج ص:۶/۱۶۳)

## اقبالؔ:

وہ علم اپنے بتوں کا ہے آپ ابراہیمؑ　　کیا ہے جس کو خدا نے دل و نظر کا ندیم
(ضرب کلیم:ص:۲۶)

وہ علم، کم بصری جس میں ہم کنار نہیں　　تجلیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم!
(ضرب کلیم:ص:۲۶)

**لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ وَ اُولٰٓئِکَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَo اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُo**

(آیت:۸۸۔۸۹)

بخلاف اس کے رسول ﷺ نے اور ان لوگوں نے جو رسول ﷺ کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی جان و مال سے جہاد کیا اور اب ساری بھلائیاں انہی کے لیے ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ہے عظیم الشان کامیابی۔

## مولانا روم:

نماید آن اِلّا که بر خاصان پدید　　باقیان فی لَبْسِ مِنْ خَلْقٍ جَدِید
وہ صرف خاصانِ (خدا) پر ظاہر ہوتا ہے　　باقی لوگ اس نئی مخلوق سے شُبہ میں ہیں
(ص:۹۶)(۱/۲۰۳۷)(ت ج ص:۱/۲۲۳)

رو! بَرِ سلطان و کاروبار بین　　حِسِّ تَجرِی تَحتِهاالاَنهار
بادشاہ کے پاس جا! اور کاروبار دیکھ　　(اور) ''تَجرِی تَحتِهاالانهار'' کا احساس دیکھ
(ص:۱۰۹)(۱/۲۷۲۰)(ت ج ص:۱/۲۸۷)

## اقبالؔ:

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے　　پورے ہوئے جو وعدے کیے تھے حضورؐ نے!
(بانگ درا:ص:۲۴۷)

وَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ یُّؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ یَتَّخِذُ مَا یُنۡفِقُ قُرُبٰتٍ عِنۡدَ اللّٰہِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوۡلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّہَا قُرۡبَۃٌ لَّہُمۡ ؕ سَیُدۡخِلُہُمُ اللّٰہُ فِیۡ رَحۡمَتِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ o (آیت:۹۹)

اور انہی بدویوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُسے اللہ کے ہاں تقرب کا اور رسول ﷺ کی طرف سے رحمت کی دعائیں لینے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ ہاں! وہ ضرور ان کے لیے تقرب کا ذریعہ ہے اور اللہ ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یقیناً اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

**مولانا روم:**

داد خود از کس نیابم جز مگر — زانک او از من بمن نزدیکتر
اپنا انصاف کسی سے نہ حاصل کر سکوں گا سوائے — اس کے جو خود میری ذات سے زیادہ مجھ سے قریب تر ہے

(ص:۹۹)(۱/۲۱۹۷)(ت ج ص:۱/۲۳۸)

**اقبالؔ:**

مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت — کر لے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد
تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا — ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد!

(ضرب کلیم،ص:۶۱)

وَ السّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُہٰجِرِیۡنَ وَ الۡاَنۡصَارِ وَ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡہُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ o (آیت:۱۰۰)

وہ مہاجر اور انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو بعد میں راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔

**مولانا روم:**

رو! بر سلطان و کاروبار بین — حسّ تجری تحتہا الانہار بین
بادشاہ کے پاس جا! اور کاروبار دیکھ — (اور) ”تجری تحتہا الانہار“ کا احساس دیکھ

(ص:۱۰۹)(۱/۲۷۲۰)(ت ج ص:۱/۲۸۷)

**اقبالؔ:**

خاک اس بستی کی ہو کیونکر نہ ہمدوشِ ارم — جس نے دیکھے جانشینانِ پیمبرؐ کے قدم

(بانگ درا،ص:۱۴۶)

وَ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا وَّ کُفۡرًا وَّ تَفۡرِیۡقًۢا بَیۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ اِرۡصَادًا لِّمَنۡ حَارَبَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَ لَیَحۡلِفُنَّ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّا الۡحُسۡنٰی ؕ وَ اللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ o (آیت:۱۰۷)

کچھ اور لوگ ہیں جنھوں نے ایک مسجد بنائی اس غرض کے لیے کہ (دعوت حق کو) نقصان پہنچائیں اور (خدا کی بندگی کرنے کے بجائے) کفر کریں، اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالیں، اور (اس بظاہر عبادت گاہ کو) اُس شخص کے لیے کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے خدا اور اُس کے رسولؐ کے خلاف برسر پیکار ہو چکا ہے۔ وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا کسی دوسری چیز کا نہ تھا۔ مگر اللہ گواہ ہے کہ وہ قطعی جھوٹے ہیں۔

**مولانا روم:**

مسجدی سازیم و بود آن، مُرتَدی — کز برای عِزِّ دینِ اَحمدی

ہم ایک مسجد بناتے ہیں اور وہ ان کی بے دینی کا حصہ ہے — کہ احمدی دین کی عزت کے لیے

(ص:۲۰۴)(۲/۲۸۲۸)(ت ج ص:۲/۲۶۸)

گفت پیغامبر کہ: سَوگندِ شما — راست گیرم، یا کہ سَوگندِ خدا؟

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ تمہاری قسم — سچ سمجھوں یا خدا کی قسم سمجھوں؟

(ص:۲۰۵)(۲/۲۸۷۷)(ت ج ص:۲/۲۷۲)

**اقبالؔ:**

تنِ حرم میں چھپا دی ہے رُوحِ بت خانہ! — حرم نہیں ہے، فرنگی کرشمہ بازوں نے

(ضرب کلیم، ص:۱۰۳)

**اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَ اَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَنَّةَ يُقَاتِلُوۡنَ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَيَقۡتُلُوۡنَ وَ يُقۡتَلُوۡنَ وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا فِى التَّوۡرٰٮةِ وَ الۡاِنۡجِيۡلِ وَ الۡقُرۡاٰنِ وَ مَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَيۡعِكُمُ الَّذِىۡ بَايَعۡتُمۡ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ o** (آیت:۱۱۱)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں۔ ان سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمے ایک پختہ وعدہ ہے توراۃ اور انجیل اور قرآن میں۔ اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے خدا سے چکا لیا ہے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

**مولانا روم:**

نیم جان بستانَد و صد جان دَهَد — آنچه در وَهمت نیاید، آن دَهَد

وہ آدھی جان لیتا ہے تو سو جانیں دیتا ہے — (بلکہ) اتنا دیتا ہے جو کہ تیرے خیال میں بھی نہیں آ سکتا

(ص:۳۴)(۱/۲۲۵)(ت ج ص:۱/۵۶)

مطلق آن آواز خود از شه بُوَد — گرچه از حُلقومِ عَبدُ اللّٰه بُوَد

وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے — اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو

(ص:۹۴)(۱/۱۹۳۷)(ت ج ص:۱/۲۱۳)

ای خداوند این خُم و کوزۂ مرا　　در پذیر از فَضلِ اللّٰہُ اشتریٰ
اے خدا میرے اس مٹکے اور کوزے کو　　"اللہ اشتریٰ" کی مہربانی سے قبول فرما
(ص:۱۰۷)(۱/۲۷۱۱)

مَن دلیلم، حق شما را مشتری　　داد حق دلّالیم ہر دو سَری
میں رہنما ہوں اور تمہارا خریدار اللہ تعالیٰ ہے　　اللہ تعالیٰ نے مجھے دونوں طرف کی دلّالی دی ہے
(ص:۱۵۸)(۲/۵۷۵)(ت ج ص:۱/۲۸۷)

مشتریِّ من خدایست، او مرا　　می کَشَد بالا کہ اللّٰہُ اَشتریٰ
میرا خریدار اللہ تعالیٰ ہے اور مجھے　　وہ (عالم) بالا کی طرف کھینچتا ہے، چنانکہ (ارشاد ہے) اللہ نے خریدا
(ص:۱۹۷)(۲/۲۴۳۹)(ت ج ص:۱/۲۳۸)

لب ببستہ مَست در بَیع و شُرَی　　مُشتری بی حَد کہ اَللّٰہَ اِشتَریٰ
منہ بند کیے ہوئے خرید و فروخت میں لگا ہوا ہے　　خریدار لامحدودِ (ذات) ہے کیونکہ اللہ نے خریدا ہے
(ص:۲۱۴)(۲/۳۲۶۸)(ت ج ص:۲/۳۰۷)

حق تعالی فَخر آوَرد از وفا　　گفت: مَن اَوْفَیٰ بِعَہْدٍ غَیرُنا
اللہ تعالیٰ نے وفاداری پر فخر فرمایا ہے　　فرمایا: ہمارے علاوہ عہد کو زیادہ پورا کرنے والا کون ہے؟
(ص:۲۳۱)(۳/۳۲۳)(ت ج ص:۳/۴۴)

گفت افزون را تو بفروش و بخر　　بَذلِ جان و بَذلِ جاہ وبَذلِ زر
زیادہ گفتگو کو بیچ ڈال اور خریدے　　جان کی قربانی اور رتبہ کی قربانی اور مال کی قربانی
(ص:۲۸۵)(۳/۲۷۲۹)(ت ج ص:۳/۲۶۳)

مال و تن بَرف اند ریزانِ فَنا　　حق خریدارش کہ اللّٰہُ اَشْتَریٰ
مال و جسم برف ہیں، جو فنا سے پگل رہے ہیں　　اللہ تعالیٰ ان کا خریدار ہے کیونکہ اللہ نے خرید لیا ہے
(ص:۳۲۰)(۳/۴۱۱۶)(ت ج ص:۳/۳۹۲)

شربتی خوردم ز اَللّٰہُ اشْتَریٰ　　تا بمَحشَر تشنگی ناید مَرا
میں نے "اللہ نے خرید لیا ہے" کا شربت پی لیا ہے　　قیامت تک مجھے پیاس نہ لگے گی
(ص:۴۱۵)(۴/۳۵۱۵)(ت ج ص:۴/۳۳۳)

مشتریِّ ماست اَللّٰہَ اشْتَری　　از غمِ ہر مُشتری ہین برترآ
ہمارا خریدار اللہ تعالیٰ ہے جس نے خرید لیا ہے　　ہر خریدار کے غم سے آگے بڑھ
(ص:۴۶۸)(۵/۱۴۶۴)(ت ج ص:۵/۱۵۳)

مشتری خواہی کہ از وی زر بری؟　　بہ ز حق کی باشد ای دل مشتری؟
تو خریدار چاہتا ہے جس سے تو مال کمائے　　اے دل! اللہ تعالیٰ سے بہتر کب کوئی خریدار ہوگا؟
می خَرَد از مالَت اَنبانی نَجَس　　می دہد نورِ ضمیرِ مُقتَبَس
وہ تیرے مال میں سے، ناقص تھیلا خریدتا ہے　　وہ روشنی حاصل کرنے والے قلب کا نور عطا کر دیتا ہے
(ص:۵۵۴)(۶/۸۸۲-۸۸۳)(ت ج ص:۶/۱۰۰)

زین دکانِ با مِکاسان برتَرآ | تا دکان فَضل کاللّٰہ اَشتریٰ
کھینچ تان کرنے والوں کی اس دکان سے آگے بڑھ | ''اللہ نے خریدا'' کی مہربانی کی دکان کی طرف

(ص:۵۵۹)(۶/۱۲۶۵)(ت ج ص:۱۳۵)

ای عزیز مصر! در پیمانِ دُرسُت | یوسفِ مظلوم در زندانِ تُست
اے مصر کے شاہ! عہد و پیمان میں درست | مظلوم یوسفؑ تیرے قید خانے میں ہے

(ص:۵۹۲)(۶/۲۷۹۲)(ت ج ص:۶/۲۷۱)

غالبی بر جاذِبان، ای مشتری! | شاید ار درماندگان را واخری
اے خریدار! تو کششوں پر غالب ہے | مناسب ہوگا اگر تو بچھڑے ہوؤں کو خرید لے

(ص:۵۹۶)(۶/۲۹۰۷)(ت ج ص:۶/۲۸۱)

## اقبال:

بیچتا ہے ہاشمی ناموسِ دینِ مصطفیٰؐ | خاک و خون میں مل رہا ہے ترکمانِ سخت کوش!

(بانگ درا:ص:۲۵۷)

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ٥
(آیت:۱۲۸)

دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے۔

## مولانا رومؒ:

چون دَوایت می فَزاید درد، پَس | قِصّہ با طالب بگوبر خوان عَبَس
جب تیری دوا درد بڑھائے تو | طلبگار سے بات کر (سورۂ) عبس پڑھ لے
چونکِ اَعمیٰ طالبِ حَقّ آمَدست | بَهرِ فَقر او را نشایَد سینہ خَست
جب اندھا حق کا طالب بن کر آتا ہے | اس کے افلاس کی وجہ سے تنگدل نہ ہونا چاہیے
تو حریصی بَر رَشادِ مِهتران | تا بیآموزند عام از سَروَران
تو بڑوں کی ہدایت کا حریص ہے | تاکہ عوام سرداروں سے (دین) سیکھیں

(ص:۱۹۱)(۲/۲۰۶۶۔۲۰۶۸)(ت ج ص:۲/۲۰۱)

رَحمتِ عالَم همی گویند و او | عالَمی را می بُرَد حَلق و گلو
اس کو رحمتِ عالم کہتے ہیں، اور وہ | ایک جہان کا گلا اور حلق کاٹتا ہے

(ص:۳۲۷)(۳/۴۴۷۸)(ت ج ص:۳/۴۲۵)

## اقبالؔ:

سالارِ کارواں ہے میرِ حجازؐ اپنا اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا
(بانگ درا:ص:۱۵۹)

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش خودی کی زد میں ہے ساری خدائی
(بال جبریل:ص۸۳)

جہانِ مغرب کے بتکدوں میں،کلیساؤں میں مدرسوں میں ہوس کی خونریزیاں چھپاتی ہے عقل عیّار کی نمائش
(ضرب کلیم:ص:۱۳۷)

یہ لوگ حرص و ہوا کو دنیا کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ حرص خیر کے لیے ہونی چاہیے۔ حضور پاکؐ کی شان واضح بیان کی گئی ہے۔ آپؐ (انسانیت کی) بھلائی کے حریص ہیں۔

☆☆☆

اہل فقر خدا کے سوا کسی کے محتاج نہیں ہوتے وہ ایسی بادشاہت کو کبھی خاطر میں نہیں لاتے جو عوام کے پیسوں سے چھینا جھپٹی سے وجود میں آئی ہو علامہ نے اس آیت کے اس حصہ کو جبکہ مولانا نے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں کو موضوع بنایا۔ اس کے بعد خدا کی راہ میں مال اور جان کا جہاد، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ ''اقبال اور قرآن'' میں ۹۸/۷۷، ۹۹، آیت نمبر ۷۳ اور ۸۲ کی توضیح میں رقم طراز ہیں:

سورہ المومن: آیت ۸۳ میں آتا ہے: تو جب اُن کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لائے تو وہ اسی پر خوش رہے جو ان کے پاس (غلط اور ناقص) علم تھا اور وہ انہی پر الٹ پڑا جس کی ہنسی بناتے تھے مزید:

اور پھر دونوں نے مسجد ضرار کے ضمن میں مولانا نے تو مسجد ہی کہا لیکن علامہ نے کیا خوبصورت مصرع کہا

تن حرم میں چھپا دی ہے روح بت خانہ

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

میں جنگ کا حامی نہیں ہوں اور نہ کوئی مسلمان شریعت کے حدود معینہ کے ہوتے ہوئے اس کا حامی ہو سکتا ہے قرآن کی تعلیم کی رو سے جہاد یا جنگ کی صرف دو صورتیں ہیں محافظانہ اور مصلحانہ، پہلی صورت میں یعنی اس صورت میں جبکہ مسلمانوں پر ظلم کیا جائے اور ان کو گھروں سے نکالا جائے تو مسلمان کو تلوار اٹھانے کی اجازت ہے (نہ حکم) دوسری صورت جس میں جہاد کا حکم ہے۔ ۹:۷۳ بیان ہوئی'' ملاحظہ فرمائیں صفحہ نمبر 148۔

ضرب کلیم :ص:۲۶ پر ''ہندی مسلمان'' عنوان ہے، اس مسلمان کو برہمن (ہندو) لوگ ''غدار وطن'' کہتے ہیں کیونکہ وہ پاکستان بنانا چاہتا ہے، انگریز اس کو ''گداگر'' سمجھتا ہے اور غلام احمد قادیانی اس مسلمان کو کافر سمجھتا ہے......''

## سورہ یونس (۱۰)

اس سورت کی آیت ۹۸ میں حضرت یونسؑ اور ان کی قوم کا ذکر وجہ تسمیہ ہے جب کہ مختلف مقامات پر حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ کی داستانیں بھی ہیں۔ حروف مقطعہ سے شروع ہونے والی ۲۹ سورتوں میں یہ چوتھی سورت ہے جو حروف مقطعہ [الر= الف، لام، را] سے شروع ہوتی ہے۔

ترتیب تلاوت دسویں، ترتیب نزول ۵۱ ویں، ۱۰۹ آیات اور ۱۸۳۲ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے جب کہ اس سورت کی فقط تین آیتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں ان تینوں آیتوں کی ابتداء ''فان کنت فی شک'' سے ہوتی ہے۔ اس میں حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اختصار کے ساتھ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی تبلیغ حق، فرعون کے تکبر اور عناد، جادوگروں سے حضرت موسیٰ کا مقابلہ، بنی اسرائیل کی دعا، فرعون اور قوم فرعون کے لیے حضرت موسیٰؑ کی بددعا، دریائے نیل پر سے عبور اور فرعون کے غرق ہونے کا ذکر ہے۔

مشرکین مکہ پر قحط اور خشک سالی کے عذاب کا مسلط ہونا، اللہ کے یہاں ظلم اور اندھیر نہیں، وہ کسی کو اس کا جرم ثابت کیے بغیر سزا نہیں دے گا، جو لوگ اپنی مرضی سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر لیتے ہیں، قیامت کے دن ان کی سخت پکڑ ہوگی۔ یہ کتاب (قرآن) برحق ہے جو اس پیغام حق سے روگردانی کرے گا وہ اللہ کے قہر وغضب کا نشانہ بنے گا۔

**هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ (آیت:۵)**

وہی ہے جس نے سورج کو اجیالا بنایا اور چاند کو چمک دی اور چاند کے گھٹنے بڑھنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں تا کہ تم اُس سے برسوں اور تاریخوں کے حساب معلوم کرو۔ اللہ نے یہ سب کچھ (کھیل کے طور پر نہیں بلکہ) بامقصد ہی بنایا ہے۔ وہ اپنی نشانیوں کو کھول کھول کر پیش کر رہا ہے اُن لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔

### مولانا روم:

نورُ از آن ماه باشد، وین ضیا    آن خورشید، این فرو خوان از نُبا
نور چاند کی ملکیت ہے اور یہ ضیا    سورج کی ملکیت ہے، اس کو قرآن سے پڑھ لے
شمس را قرآن ضیا خواند، ای پدر    و آن قمر را نور خواند این نگر
اے بابا! سورج کو قرآن نے روشنی فرمایا ہے    اور اس چاند کو نور فرمایا ہے، اس پر غور کر
(ص:۳۳۷)(۴/۱۸۔۱۹)(ت ج ص:۴/۱۴۔۱۵)

### اقبالؔ:

آفرینش میں سراپا نور تو، ظلمت ہوں میں    اس سیہ روزی پہ لیکن تیرا ہم قسمت ہوں میں
(بانگ درا:ص:۷۹)

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا وَّ لٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ o (آیت:۴۴)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا، لوگ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

**مولانا رومؒ:**

گفت آدم کہ ظَلَمنا نَفسَنا　　او ز فعلِ حق نبدُ غافل چوما

آدمؑ نے کہا کہ ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا　　وہ اپنے فعل سے ہماری طرح غافل نہ تھے

(ص:۸۲)(۱/۱۴۸۹)(ت ج ص:۱/۱۷۳)

**اقبالؒ:**

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا　　زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

(ضرب کلیم:ص:۶۹)

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ o اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ o

(آیت:۶۲-۶۳)

جو اللہ کے دوست ہیں، جو ایمان لائے جنہوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا، ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔

**مولانا رومؒ:**

از کرم دان این کہ می تَرسانَدَت　　تا بمُلکِ ایمنی بنشانَدَت

کرم سمجھ کر قضا تجھے ڈراتی ہے　　تاکہ امن کی سر زمین میں تجھے بٹھا دے

(ص:۷۶)(۱/۱۲۶۱)(ت ج ص:۱/۱۵۱)

لا تَخافُو هست نُزلِ خایفان　　هست در خور از برای خایف آن

ڈرنے والوں کی مہمانی کا کھانا ''نہ ڈرو'' ہے　　اور اس سے ڈرنے والوں کے لائق (خوشخبری) ہے

(ص:۸۱)(۱/۱۴۲۹)(ت ج ص:۱/۱۶۸)

هر کہ از خورشید باشد پُشت گرم　　سخت رُو باشد نہ بیم او را، نہ شرم

جو سورج کہ وجہ سے گرم کمر والا ہو　　وہ ہیکڑ ہوگا اس کو نہ ڈر ہوگا نہ شرم

(ص:۳۲۰)(۳/۴۱۴۰)(ت ج ص:۳/۳۹۴)

عارفان زانند دایم آمِنون　　کہ گذر کردند از دریای خون

عارف اسی لیے ہمیشہ امن میں ہیں　　کیونکہ وہ خون کے دریا کو پار کر گئے

(ص:۶۲۳)(۶/۴۳۶۶)(ت ج ص:۶/۴۱۹)

## اقبالؔ:

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی! اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی!

(بال جبریل:ص:۵۷)

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر شریکِ زمرۂ لایَحزَنُوں کر
خرو کی گتھیاں سلجھا چکا میں مِرے مولا مجھے صاحب جنوں کر!

(بال جبریل:ص:۸۷)

علامہ نے آیت ۵ کی تلمیح میں ''اس سیہ روزی پہ لیکن تراہم قسمت ہوں میں'' چاند کو مخاطب کرتے ہوئے کیا خوب مثال دی کہ تخلیقی اعتبار سے تو نور اور میں تیرگی ہوں۔ میں خرابی حالات کی وجہ سے بدقسمتی سے دوچار ہوں اور اس سیہ روزی میں ہم دونوں ایک جیسے ہیں چونکہ چاند طلوع آفتاب سے غروب تک غائب ہوتا ہے اس لیے اسے سیہ روز کہا جاتا ہے اور آخر پر دونوں نے ان اللہ کے نیک بندوں کو بڑے اچھے انداز میں اشعار میں بیان کیا وہ لوگ جو اللہ کے بہت قریب ہوتے ہیں اور اس مقام پر پہنچ کر انہیں کسی چیز کا خوف نہیں ہوتا۔ علامہ دعا گو ہیں کہ خدا انہیں صاحب جنون کر دے۔

## سورہ ھود (۱۱)

قوم عاد کے پیغمبر حضرت ہودؑ کی داستان کا ذکر ہی اس سورت کی وجہ تسمیہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے نبی ﷺ سے عرض کیا ''میں دیکھتا ہوں کہ آپ بوڑھے ہوئے جا رہے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟'' جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا:

**شَیَّبَتْنِی ھُود و اَخواتُھَا** ''مجھ کو سورہ ہود اور اس کے ہم مضمون سورتوں نے بوڑھا کیا''

فی الواقع اس سورت کو پڑھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ایک سیلاب کا بند ٹوٹنے کو ہے۔ اور اس غافل آبادی کی، جو اس سیلاب کی زد میں آنے والی ہے، آخری تنبیہ کی جا رہی ہے۔

ترتیب تلاوت گیارہویں، ترتیب نزول ۵۲ ویں، ۱۲۳ آیات اور ۱۹۱۵ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے، قرآن مجید کی پانچویں سورت ہے جو حروف مقطعہ [= الٓر : الف، لام، را] سے شروع ہوتی ہے۔ اس کے اصلی مضامین حضرت نوحؑ حضرت ہودؑ حضرت صالحؑ اور قوم ثمود کے پیغامبران حضرت شعیبؑ اور حضرت لوطؑ کے قصص ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ کا قصہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت اور ان کو توریت دیئے جانے کا ذکر بھی اس سورت میں شامل ہیں۔

**وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا وَ یَعْلَمُ مُسْتَقَرَّھَا وَ مُسْتَوْدَعَھَا کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ o**
**(آیت: ۶)**

اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے، سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہے۔

### مولانا رومؔ:

ہمچنین از پشه گیری تا بپیل — شد عیال اللّٰه و حق نِعمَ المُعیل
اس طرح مچھر سے لے کر ہاتھی تک — سب اللہ (تعالیٰ) کا کنبہ ہے اور اللہ (تعالیٰ) بہترین پالنے والا ہے
(ص:۱۰۱)(۲۲۹۶/۱)(ت ج ص:۲۳۸/۱)

جمله را رزاق روزی می دهد — قسمَتِ هریک به پیشش می نهد
سب کو رزق دینے والا روزی دیتا ہے — ہر ایک کا حصہ اس کے سامنے رکھ دیتا ہے
(ص:۴۹۵)(۲۳۹۳/۵)(ت ج ص:۳۴۴/۵)

### اقبالؔ:

عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا، جس نے — قبض کی روح تری دے کے تجھے فکرِ معاش!
دل لرزتا ہے حریفانہ کشاکش سے ترا — زندگی موت ہے کھو دیتی ہے جب ذوقِ خراش!
(ضرب کلیم، ص:۸۳)

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَکَ وَ لَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ o (آیت:۱۱۲)

پس اے محمد ﷺ، تم اور تمہارے وہ ساتھی جو (کفر و بغاوت) سے ایمان و طاعت کی طرف) پلٹ آئے ہیں ٹھیک ٹھیک راہ راست پر ثابت قدم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے اور بندگی کی حد سے تجاوز نہ کرو۔ جو کچھ تم کر رہے ہو اس پر تمہارا رب نگاہ رکھتا ہے۔

**مولانا روم:**

کہف اندر کژ مَخُسپ ای مُحتَلِم آنچ داری وانُما و فاُستَقِم
اے بے غسلے! غار کے اندر ٹیڑھا مت سو جو کچھ حالت ہے ظاہر کر دے پھر سیدھا چل
(ص:۲۴۲)(۳/۲۴۱۷)(ت ج ص:۳/۷۹)

مانع آید از سخنهای مُهِم انبیا بُردند اَمر
تو وہ ضروری باتوں سے مانع بنے گی انبیاء فاستقم کی حکم لے کر گئے
(ص:۲۸۳)(۳/۲۶۶۹)(ت ج ص:۳/۲۵۷)

کامدش پیغام از وَحی مُهِم کہ کژی بگذار، اکنون فاستَقِم
ان (موسیٰ) کو مہتم بالشان وحی کے ذریعے پیغام آیا کہ اب کجی کو چھوڑ دے اور سیدھا ہو جا
(ص:۴۱۶)(۴/۳۵۷۷)(ت ج ص:۴/۳۳۸)

**اقبال:**

وہ دانائے سُبلؐ، ختم الرسلؐ، مولائے کلؐ جس نے غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں ہی اوّل، وہی آخر وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں وہی طاہا!
(بال جبریل:ص:۲۵)

خدا وندمتعال اپنی ہر طرح کی چھوٹی اور بڑی مخلوق کے بارے باخبر ہے اور اس کے رزق کا ضامن ہے جبکہ آج کا جوان اپنی ذاتی اصلاح کی بجائے فقط روزی رزق کے حصول کے لیے تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے حالانکہ تعلیم رزق کے لیے ایک ذریعہ بھی ہے۔ اس سورت کے تعارف میں بتایا گیا ہے کہ رسولؐ پاک نے ارشاد فرمایا: ''سورہ ھود نے مجھے بوڑھا بنادیا، یعنی نبیؐ رحمت و رافت نے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے لیے بہت تکالیف اٹھائی تھیں تو اللہ کا حکم ہوا ''فاستقم کما امرت'' (اے میرے محبوب) قائم رہو جیسا تمہیں حکم دیا گیا اور رسولؐ خدا نے بھی فرمایا ''شیبتنی سورہ ھودہ (یعنی سورہ ھود میں جو حکم آیا ہے اس کی تعمیل نے مجھے بوڑھا بنادیا)

## سورہ یوسف (۱۲)

اس سورہ کی وجہ تسمیہ حضرت یعقوبؑ کے فرزند حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کی مکمل داستان بیان کی گئی ہے جب کہ قرآن مجید میں دوسرے قصص کے حصص مختلف سورتوں میں ان کی تکمیل کرتے ہیں۔ اس سورت کا دوسرا نام احسن القصص ہے۔ ترتیب تلاوت بارھویں، ترتیب نزول ۵۳ ویں، ۱۱۱ آیات اور ۱۷۷۶ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی چھٹی سورت جس کا آغاز حروف مقطعہ [ = الر: الف، لام، را] سے ہوتا ہے۔

**فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ اَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ وَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ o** (آیت:۱۵)

اس طرح اصرار کر کے جب وہ اُسے لے گئے اور انہوں نے طے کر لیا کہ اسے ایک اندھے کنویں میں چھوڑ دیں، تو ہم نے یوسف کو وحی کی کہ ''ایک وقت آئے گا جب تو ان لوگوں کو ان کی یہ حرکت جتائے گا۔ یہ اپنے فعل کے نتائج سے بے خبر ہیں۔''

### مولانا رومؒ:

هر کجا که یوسفی باشد چو ماه — جنّت ست ار چه که باشد قعر چاه
جہاں چاند جیسا یوسفؑ ہو — وہ تیری جنت ہے خواہ کنویں کی گہرائی ہو
(ص:۳۱۵)(۳۸۱۲/۳)(ت ج ص:۳۶۴/۳)

همچو یوسفؑ که درونِ قعرِ چاه — کشف شد پایانِ کارش از اِلٰه
یوسفؑ کی طرح کہ کنویں کی گہرائی میں — ان کے لیے انجام کار اللہ تعالےٰ کی جانب سے کھل گیا تھا
(ص:۵۲۴)(۴۰۶۲/۵)(ت ج ص:۴۰۷/۵)

در چه اُفتی زین تفرُّج همچو او — مر تُرا لیک آن عنایت یار کو؟
تو اس تفریح کی وجہ سے ان کی طرح کنویں میں گر پڑے گا — لیکن تیرے لیے دوست کی وہ مہربانی کہاں ہے؟
(ص:۶۱۹)(۴۱۱۴/۶)(ت ج ص:۳۹۴/۶)

### اقبالؔ:

کنویں میں تو نے یوسف کو جو دیکھا بھی تو کیا دیکھا — ارے غافل! جو مطلق تھا مقیّد کر دیا تو نے
(بانگ درا:ص:۷۳)

**وَ قَالَ الَّذِی اشْتَرٰهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَکْرِمِیْ مَثْوٰهُ عَسٰٓی اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَ کَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِهٖ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ o** (آیت:۲۱)

مصر کے جس شخص نے اسے خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا ''اس کو اچھی طرح رکھنا، بعید نہیں کہ یہ ہمارے لیے مفید ثابت ہو یا ہم اسے بیٹا بنا لیں۔'' اس طرح ہم نے یوسف کے لیے اُس سرزمین میں قدم جمانے کی صورت نکالی اور اسے معاملہ

فہمی کی تعلیم دینے کا انتظام کیا۔ اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

**مولانا روم:**

از سبب سوزیش من سَودایی ام　در خیالا تش چوسُوفِسطایی ام
اس کی علت آفرینی سے میں دیوانہ ہوں　اور اس کے خیالوں میں سو فسطائی کی طرح ہوں
(ص:۵۱)(۱/۵۴۸)(ت ج ص:۱/۸۵)

لیک یوسفؑ رابخود مشغول کرد　تا نیاید در دلش زان حَبس دَرد
لیکن حضرت یوسفؑ کو اپنے میں مشغول کر لیا　تاکہ اس قید سے ان کے دل میں درد نہ آئے
آنچنانَش اُنس و مَستی داد حق　کہ نہ زندان ماند پیشش نہ غَسَق
اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی محبت اور مستی عطا کی　کہ نہ ان کے سامنے قید خانہ رہا نہ تاریکی
(ص:۱۶۷)(۲/۱۷_۳۴۱۶)(ت ج ص:۶/۳۲۷)

**اقبالؔ:**

لادینی و لاطینی! کس پیچ میں الجھا تُو!　دارُو ہے ضیعفوں کا لَا غَالِبَ اِلاّ هُو
(ضرب کلیم: ص:۱۷۲)

**یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَ اَخِیْهِ وَ لَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ٥** (آیت:۸۷)

میرے بچو، جا کر یوسف اور اس کے بھائی کی کچھ ٹوہ لگاؤ، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اس کی رحمت سے تو بس کافر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔"

**مولانا روم:**

نِی مشو نو مید، خود را شاد کن　پیش آن فریاد رس فریاد کُن
تو نا مید نہ ہو اپنے آپ کو خوش رکھ　اس فریاد سننے والے کے سامنے فریاد کر
کای محبّ عَفو، از ما عفو کُن　ای طبیب رنج ناسورِ کُهن
کہ اے معافی کو پسند کرنے والے ہمیں معاف کر دے　اے پرانے ناسور کے طبیب
(ص:۱۲۱)(۱/۵۵_۳۲۵۴)(ت ج ص:۱/۳۳۷_۳۳۸)

گفت آن یعقوب با اولاد خویش　جُستن یوسفؑ کنید از حدّ بیش
حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد سے کہا　حد سے زیادہ یوسفؑ کو تلاش کرو
هر حسِ خود را درین جُستن بجد　هر طَرَف رانید شکل مُستعِد
اس جستجو میں کوشش سے اپنی ہر حِس کو　مستعد شکل میں ہر طرف روانہ کرو

گفت از روحِ خدا لاتَیأَسؤا همچو گُم کرده پسرَرو سوبِسو
فرمایا اللہ کی رحمت سے تم مایوس نہ ہو بیٹے کو گم کر دینے والے کی طرح ہر طرف جاؤ
(ص:۲۴۶)(۳/۹۸۲۔۹۸۴)(ت ج ص:۳/۱۰۲)

انبیا گفتند: نومیدی بَدَست فضل و رحمتهای باری بی حَدَست
انبیاء نے کہا: نا امیدی بُری ہے اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمتیں بے انتہا ہیں

از چنین مُحسِن نشاید نا امید دست در فِتراك این رحمت زنید
ایسے محسنِ سے ناامید نہ ہونا چاہیے اس رحمت کے شکار بند کو دستاویز بنا لے
(ص:۲۹۴)(۳/۲۹۲۳۔۲۹۲۴)(ت ج ص:۳/۲۸۲)

نیستم او میدوار از هیچ سو وان کَرم می گویدم لا تیأَ سوُاء
میں کسی جانب سے امیدوار نہیں ہوں اور وہ کرم مجھ سے ''تم مایوس نہ ہو'' کہتا ہے
(ص:۱۶۷)(۶/۴۷۴۳)(ت ج ص:۶/۲۵۴)

## اقبالؔ:

نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے راز دانوں میں!
(بالِ جبریل:ص:۱۲۰)

یہ کافری تو نہیں، کافری سے کم بھی نہیں کہ مردِ حق ہو گرفتارِ حاضر و موجود!
(ضربِ کلیم:ص:۱۱۰)

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ o
(آیت:۱۰۸)

تم ان سے صاف کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی، اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔''

## مولانا رومؒ:

چون خدا فرمود ره را: راهِ من این خَفیر از چیست و آن یک راه زن؟
جبکہ خدا نے فرمایا راستہ میرا راستہ ہے یہ ایک رہنما اور وہ ایک راہزن کیوں ہے؟
(ص:۵۶۵)(۶/۱۶۱۳)(ت ج ص:۶/۱۶۵)

## اقبالؔ:

خبر، عقل و خرد کی ناتوانی نظر، دل کی حیاتِ جاودانی
(ارمغانِ حجاز (اردو):ص:۱۸)

''قطفیر بن رحیب'' عزیز مصر، زلیخا نامی خاتون جس کا اصل نام ''راعیل'' اور ایک روایت کے مطابق ''نکا'' کا خاوند تھا۔ جو فرعون مصر ''ریان بن ولید'' کے عہد میں ایک سرکاری افسر تھا۔ وہ کاروان جو یوسفؑ ابن یعقوبؑ کو مصر لایا۔ اور یوسفؑ کو بیچنے کے لیے پیش کیا۔ زلیخا کے اصرار پر انہیں خرید ا گیا۔ دونوں، مولانا اور علامہ نے بڑے سادہ انداز میں اس سورت کی ۴ آیات کو مشترکاً تلمیح کے طور پر اشعار میں جگہ دی ہے علامہ آخری شعر میں بیان کرتے ہیں کہ ناقص علم اور فلسفہ محض ناتوانی ہے کیونکہ یہ دونوں یقین سے دور ہیں جبکہ نظر و بصیرت ہی سے صحیح زندگی ہے۔

# سورہ الرعد (۱۳)

رعد بادل کی گرج کو کہتے ہیں۔ اس سورت کی آیت نمبر ۱۳ میں بادل کی گرج کا ذکر آیا ہے اس لیے علامت کے طور پر اس کا نام ''سورہ الرعد'' رکھا گیا۔ ترتیب تلاوت تیرھویں، ترتیب نزول ۹۶ ویں۔ ۴۳ آیات اور ۸۵۵ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ ساتویں سورت جس کا آغاز حروف مقطعہ [= المر: الف، لام، میم، را] سے ہوتا ہے۔ اُن چودہ سورتوں میں سے دوسری سورت ہے جس کی آیت نمبر ۱۵ میں مستحب سجدہ ہے۔ اس سورت کے اصل مضامین توحید اور قیامت ہیں۔

**اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ o** (آیت: ۲۸)

ایسے ہی لوگ ہیں وہ جنھوں نے (اس نبی کی دعوت کو) مان لیا ہے اور اُن کے دلوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ خبردار رہو! اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے۔

**مولانا روم:**

هیچ کنجی بی دَد و بی دام نیست — جز به خَلوتگاهِ حق آرام نیست
کوئی گوشہ درندے ور چرندے کے بغیر نہیں ہے — حق کی خلوت گاہ کے سوا کہیں راحت نہیں ہے
(ص:۱۵۸)(۵۹۱/۲)(ت ج ص:۶۷/۲)

ذکرِ حق کُن بانگِ غولان را بسوز — چشم چون نرگس ازین کرگس بدوز
اللہ کا ذکر کر، چھلاووں کی آواز کو پھونک دے — نرگس جیسی آنکھ اس گِدھ سے بند کر لے
(ص:۱۶۱)(۷۵۴/۲)(ت ج ص:۸۲/۲)

تا مُثنا بشنوم من نام تو — عاشقم برنام جان آرام تو
تاکہ میں تیرا نام مکرر سنوں — میں تیرے، جان کو آرام دینے والے نام کا عاشق ہوں
(ص:۶۱۹)(۱۳۵۰/۳)(ت ج ص:۱۳۶/۳)

دَم بخور در آب ذکر و صبر کُن — تا رهی از فکر و وَسواس کُهن
ذکر (حق) کے پانی میں سانس گھونٹ لے اور صبر کر — تاکہ تو فکر اور پرانے خیالات سے نجات پالے
(ص:۳۴۳)(۴۳۸/۴)(ت ج ص:۵۴/۴)

**اقبالؔ:**

دل کی آزادی شہنشاہی، شکم سامانِ موت — فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم؟
(بال جبریل: ص:۳۳)

نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبحگاہی — اماں شاید ملے اَللّٰہ ھُو میں
(بال جبریل: ص:۸۳)

تجھ سے گریباں مرا مطلعِ صبحِ نشور — تجھ سے مرے سینے میں آتشِ اَللّٰہ ھُو
(بال جبریل: ص:۹۱)

دیکھا بھی دکھایا بھی، سُنایا بھی سُنا بھی　　ہے دل کی تسلّی نہ نظر میں نہ خبر میں!
(بال جبریل: ص:۱۰۴)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ o (آیت:۲۹)

پھر جن لوگوں نے دعوت حق کو مانا اور نیک عمل کیے وہ خوش نصیب ہیں اور ان کے لیے اچھا انجام ہے۔

## مولانا روم:

طیبّات از بهر کی لِلطَّیبین　　یار را خوش کن مرنجان و ببین
پاک چیزیں کس کے لیے ہیں، پاک لوگوں کے لیے　　دوست کو خوش رکھ، رنجیدہ نہ کر اور دیکھ
(ص:۸۲)(۱/۱۴۹۵)(ت ج ص:۱/۲۴۲)

نان دهی از بَهرِ حق، نانت دَهَند　　جان دهی از بهر حق، جانت دَهَند
اگر تو خدا کے لیے روٹی دے گا، تجھے روٹی دیں گے　　تو خدا کے لیے جان دے گا، تو تجھے جان دیں گے
(ص:۱۰۰)(۱/۲۲۳۷)(ت ج ص:۱/۲۴۲)

## اقبالؔ:

خورشیدِ جہاں تاب کی ضَو تیرے شرر میں　　آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہُنر میں
جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں　　جنت تیری پنہاں ہے ترِے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گِل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ!
(بال جبریل: ص:۱۱۳)

وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو　　ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستی کردار!
(ضرب کلیم: ص:۴۰)

اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے، اس ضمن میں علامہ سب سے پہلے دل کی آزادی کو بادشاہی اور پیٹ کی خاطر دوسروں کی غلامی اختیار کرنا کتنا مذموم ہے اور دل کی آزادی دل کا اطمینان ہے اور آخری شعر ان کی نظم ہسپانیہ سے ہے۔ علامہ ہسپانیہ میں مسلمانوں کی عظمت رفتہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ میں نے وہاں کے اسلامی دور کے قدیم آثار دیکھے۔ دوسروں کو سنائے اور خود لوگوں سے سنے، لیکن اس سارے عمل میں دل کو کسی طور بھی قرار نہ ملا۔ پس دل کو سکون فقط اللہ کی یاد میں ہے اور دعوت حق کو قبول کرنے اور نیک اعمال کرنے والوں کے لیے خوشخبری، جبکہ ایسے باکردار مرد مجاہد کہیں نظر نہیں آئے۔

## سورہ ابراھیم (۱۴)

اس سورت کی آیت ۳۵ میں حضرت ابراہیمؑ کی سوانح عمری بیان ہوئی یہی ذکر وجہ تسمیہ ہے۔ ترتیب تلاوت چودھویں، ترتیب نزول ۷۲ویں، ۵۲ آیات، ۸۳۱ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ آٹھویں سورت جس کا آغاز حروف مقطعہ [= الر: الف، لام، راء] سے ہوتا ہے۔ اس سورت کے مضامین میں حضرت ابراہیمؑ کا قصہ قیامت کا ذکر، شرح حساب کتاب اور جزاء وسزا، حضرت ابراہیمؑ کی دعا کہ ''اے اللہ! مکہ کو حرم امن بنا دے'' ابراہیمؑ کی متفرق دعائیں، اسماعیلؑ کی پیدائش پر اللہ کے حضور میں ابراہیمؑ کا نذرانہ شکر شامل ہیں۔

**يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ٥** (آیت:۲۷)

ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت، دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے۔ اللہ کو اختیار ہے جو چاہے کرے۔

### مولانا روم:

حاکِمَست و یَفعَل اللّٰه ما یَشاء — کو ز عینِ درد انگیزد دوا
وہ حاکم ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہے وہ کرتا ہے — وہ بعینہ درد سے دوا پیدا کر دیتا ہے
(ص:۱۸۰)(۲/۱۶۲۰)(ت ج ص:۲/۱۶۱)

ای مُعافِ اییَفعَل اللّٰه ما یَشاء — بی، محابا رَو زبان را برگشا
اییَفعَل اللّٰه ما یَشاء کے معافی دار — جا، بے تامل زبان کھول
(ص:۱۸۴)(۲/۱۷۸۷)(ت ج ص:۲/۱۷۶)

گوش بی گوشی درین دَم بَرگُشا — بهرِ رازِ یَفعَلُ اللّٰه ما یَشا
بے گوشی کے کان، اس بات میں کھول — اس راز کے لیے کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے
(ص:۳۳۲)(۳/۴۶۸۷)(ت ج ص:۳/۳۴۴)

هین! طَلَب کُن خوش دمی عُقده گشا — راز دانِ یَفعَلُ اللّٰه ما یَشا
آگاہ! گرہ کھولنے والا اچھا دم کرنے والا تلاش کرے — جو یَفعَلُ اللّٰه مایَشاء کا راز دان ہو
(ص:۴)(۴/۳۱۹۹)(ت ج ص:۴/۳۰۵)

این قضا را گونه گون تصریفها ست — چشم بندش یَفعَلُ اللّٰه ما یشا ست
اس قضاء (خداوندی) کے طرح طرح تصرف ہیں — ''اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کی چشم بندی ہے۔
(ص:۵۹۲)(۶/۲۷۶۰)(ت ج ص:۶/۲۶۹)

### اقبالؔ:

نہیں ہے نا اُمید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے — ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی!
(بال جبریل:ص:۱۱)

نمود جس کی فرازِ خودی سے ہو، وہ جمیل　جو ہو نشیب میں پیدا، قبیح و نا محبوب!
(ضربِ کلیم، ص:۸۰)

عشق اب پیرویٔ عقلِ خدا داد کرے　آبرو کوچۂ جاناں میں نہ برباد کرے
(ضربِ کلیم، ص:۱۰۳)

کُھل تو جاتا ہے مغنّی کے بم و زیر سے دل　نہ رہا زندہ و پایندہ تو کیا دل کی کشود!
ہے ابھی سینۂ افلاک میں پنہاں وہ نوا　جس کی گرمی سے پگھل جائے ستاروں کا وجود!
(ضربِ کلیم، ص:۱۲۵)

تاثیرِ غلامی سے خودی جس کی ہوئی نرم　اچھی نہیں اس قوم کے حق میں عجمی لَے!
شیشے کی صراحی ہو کہ مٹی کا سبُو ہو　شمشیر کی مانند ہو تیزی میں تری مَے!
(ضربِ کلیم، ص:۱۲۷)

ہے شعرِ عجم گرچہ طربناک و دل آویز　اس شعر سے ہوتی نہیں شمشیرِ خودی تیز
(ضربِ کلیم، ص:۱۲۸)

وہ شعر کہ پیغامِ حیاتِ ابدی ہے　یا نغمۂ جبریل ہے یا بانگِ سرافیل!
(ضربِ کلیم، ص:۱۳۳)

**اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ O وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ O وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ O** (آیت: ۳۲۔۳۴)

اللہ وہی تو ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ سے تمہاری رزق رسانی کے لیے طرح طرح کے پھل پیدا کیے جس نے کشتی کو تمہارے لیے مسخر کیا کہ سمندر میں اُس کے حکم سے چلے اور دریاؤں کو تمہارے لیے مسخر کیا جس نے سورج اور چاند کو تمہارے لیے مسخر کیا کہ لگا تار چلے جا رہے ہیں اور رات اور دن کو تمہارے لیے مسخر کیا۔ جس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو کر نہیں سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

## مولانا روم:

لا یُعَدّ این داد و لا یُحصیٰ ز تو　من کلیلم از بیانش شرمُ
تیری عطا لا تعداد اور بے شمار ہے　میں اس کے بیان سے عاجز اور شرمندہ ہوں
(ص:۵۶۸)(۱۸۴۱/۶)(ت ج ص:۱۸۷/۶)

**اقبالؔ:**

دِہ خدایا! یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں! تیرے آبا کی نہیں، تیری نہیں، میری نہیں!
(بالِ جبریل:ص:۱۱۹)

یَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَیۡرَ الۡاَرۡضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوۡا لِلّٰہِ الۡوَاحِدِ الۡقَھَّارِ o (آیت:۴۸)
ڈراؤ انھیں اُس دن سے جبکہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے اور سب کے سب اللہ واحد قہار کے سامنے بےنقاب حاضر ہو جائیں گے۔

**مولانا رومؒ:**

یَومِ دین کہ زُلزِلَت زِلزالَہا این زمین باشد گواہ
قیامت کے دن جبکہ زمین کو زلزلہ آ جائے گا اس وقت وہ حالتوں کی گواہ ہوگی
(ص:۱۲۲)(۱/۳۲۷۸)(ت ج ص:۳۳۹/۱)

حق برای آن کند ای زَر گزین روز محشر این زمین را نقرہ گین
اے سونے کو پسند کرنے والے اللہ تعالیٰ اسی لیے اس زمین کو محشر کے دن چاندی جیسی کر دے گا
(ص:۳۴۷)(۴/۶۵۷)(ت ج ص:۴/۴۷)

پس قیامت نَقدِ حالِ تو بُوَد پیشِ تو چرخ و زمین مُبدَل شَوَد
پھر قیامت تیری نظر کے سامنے ہو تیرے آسمان اور زمین بدل جائیں
(ص:۴۰۸)(۴/۳۲۶۳)(ت ج ص:۴/۳۱۱)

**اقبالؔ:**

کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحب ہوش اک جہاں اور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دوش!
(بالِ جبریل:ص:۴۷)

مولانا نے دوسرے، تیسرے، چوتھے اور چھٹے دفتر کے چھ اشعار میں آیت نمبر ۲۷ کو صراحتاً جگہ دی اور فقط اس موضوع کو تکراراً بیان کیا کہ ''اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے'' جبکہ علامہ نے کچھ مختلف پیرایوں میں بات کی۔ مسلمان کے لیے فلاح اور ثبات کی بشارت، قوت نفس اور روح انسانی کی رفعت کے لیے جو بھی تخیل ہو وہ صحیح ہے، شعر و شاعری کو اللہ کی باتوں کے لیے استعمال کیا جائے جس سے ملک و ملت کو فائدہ پہنچے۔ ایسی شاعری جو زندگی میں ثابت قدمی پیدا کرے اور غفلت میں نہ ڈالے، انسان کو بیداری کی طرف لے جائے وہی روا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہے سب خدا کا اور اسی کا خلق کیا ہوا ہے، روز قیامت اور جہان ملکوتی کی علامات اشعار میں بیان کی گئیں۔

# سورہ النّحل (۱۶)

عربی زبان میں شہد کی مکھی کو "نحل" کہتے ہیں۔ اس سورت کا نام آیت ۶۸ کے فقرے "و اَوحیٰ رَبُّکَ اِلَی النَّحلِ" سے ماخوذ ہے۔ ترتیب تلاوت ۱۶ ویں، ترتیب نزول ۷۰ ویں ۱۲۸ آیات اور ۲۸۴۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام نَعِم ہے۔ قرآن مجید کی آٹھویں سورت جس کا حروف مقطعہ [=الر: الف، لام، راء] سے آغاز ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی چودہ سورتوں میں سے تیسری سجدے والی سورت ہے۔ اس کی آیت ۴۸ میں سجدہ مستحب ہے۔ اس کے اصلی مضامین میں ایمان مقام خدا، وحی، مردوں کا زندہ کیا جانا اور روزِ قیامت اہل فکر ونظر کے لیے اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت کی زبردست نشانیاں، کسی چیز کو پیدا کرنے کے لیے فقط اللہ تعالیٰ کے ارادے کی دیر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے "کُن" (ہو جا) کہا اور وہ ہو گئی۔ شہد بہت سی بیماریوں کے لیے شفا ہے، قرآن کریم میں تمام علوم، ہدایت، اصول دین اور فلاحِ دارین سے متعلق ضروری امور کا مکمل بیان موجود ہے، قرآن لوگوں کو سب سے بڑی بھلائی کی طرف بلاتا ہے اور بدی کے برے نتائج سے آگاہ کرتا ہے۔

وَ عَلَی اللّٰہِ قَصۡدُ السَّبِیۡلِ وَ مِنۡهَا جَآئِرٌ وَ لَوۡ شَآءَ لَهَدٰکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ o (آیت:۹)

اور اللہ ہی کے ذمہ ہے سیدھا راستہ بتانا جب کہ رستے ٹیڑھے بھی موجود ہیں اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔

**مولانا روم:**

هر کرا در جان خدا بنهد محک — مر یقین را باز داند او ز شک

خدا جس کے دل میں کسوٹی رکھ دیتا ہے — بلاشبہ وہ یقین کو شک سے جدا کر لیتا ہے

(ص:۳۷)(۱/۳۰۰)(ت ج ص:۶۱/۱)

**اقبال:**

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے — غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر — وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

(بال جبریل: ص:۲۵)

وَ لَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ هَدَی اللّٰہُ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَیۡهِ الضَّلٰلَةُ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَةُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ o (آیت:۳۶)

اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کر دیا کہ "اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔" اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہو گئی۔ پھر ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہو چکا ہے۔

**مولانا رومؒ:**

مطلق آن آواز خود از شه بُوَد گرچه از حُلقومِ عَبدُاللّٰه بُوَد
وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو
(ص:۹۴)(۱/۱۹۳۷)(ت ج ص:۱/۲۱۳)

استخوانها شان ببین و مویشان عبرتی گیر و مَران خَر سویشان
ان کی ہڈیاں اور بال دیکھ کے عبرت حاصل کر اور اُن کا راستہ نہ اختیار کر
(ص:۱۱۳)(۱/۲۹۵۲)(ت ج ص:۱/۳۰۹)

گفت سِیرُوا می طلب اند رجهان بخت و روزی را همی کن امتحان
''سِیرُوا'' فرمایا ہے دنیا میں طلب کر نصیب اور رزق کو آزماتا رہ
(ص:۵۸۷)(۶/۲۶۱۸)(ت ج ص:۶/۲۵۵)

**اقبالؔ:**

تو رازِ کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا خودی کا رازداں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا
(بال جبریل:ص:۲۷۳)

اِنَّمَا قَوۡلُنَا لِشَیۡءٍ اِذَاۤ اَرَدۡنٰهُ اَنۡ نَّقُوۡلَ لَهٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ۝ (آیت:۴۰)

(رہا اس کا امکان، تو) ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ کرنا نہیں ہوتا کہ اسے حکم دیں ''ہوجا'' اور بس وہ ہوجاتی ہے۔

**مولانا رومؒ:**

با چنان قادر خدایی کز عَدَم صد چو عالم هست گرداند بِدم
ایسے قادر خدا سے جو عدم سے اس عالم جیسے سو عالم ایک دم میں پیدا کر دیتا ہے
(ص:۴۸)(۱/۵۲۲)(ت ج ص:۱/۸۳)

حق قدم بر وی نهد از لا مکان آنگه او ساکن شود از کُن فَکان
اللہ تعالیٰ اس پر لامکان سے قدم رکھ دے گا اس وقت وہ ''کن فکان'' سے ساکن ہو جائے گا
(ص:۸۰)(۱/۱۳۸۱)(ت ج ص:۱/۱۶۴)

وَرنَه قادر بود کز کُنْ فَیَکون صد زمین و چرخ آوردی برون
ورنہ وہ قادر تھا کہ کن فیکون کے ذریعہ سینکڑوں زمین اور آسمان پیدا کر دیتا
(ص:۳۱۰)(۳/۳۵۰۲)(ت ج ص:۳/۳۳۶)

مُلک زان دادست ما راکُن فَکان تا ننالد خَلق سوی آسمان
(خدا کی قدرت) کن فکان نے ہمیں ملک اسی لیے دیا ہے تا کہ مخلوق آسمان کی جانب فریاد نہ کرے
(ص:۴۱۵)(۴۶۴۰/۳)(ت ج ص:۴۳۹/۳)

بعد از آن بر رَو بر آن امرود بُن کہ مَبدَّل گشت و سبز از اَمرِ کُن
اس کے بعد اس امرود کے درخت پر چڑھ جا کیونکہ کُن کے حکم سے تبدیل اور سبز ہو گیا ہے
(ص:۴۱۵)(۳۵۷۱/۴)(ت ج ص:۳۳۸/۴)

تَرك آن کن کہ درازست آن سخن نہی کر دَست از درازی اَمرِ کُن
اس کو چھوڑ، کیونکہ یہ بات دراز ہے حکم کُن کرنے والے نے درازی سے منع کیا ہے
(ص:۵۴۹)(۶۸۸/۶)(ت ج ص:۱۳۱/۶)

حق نہ قادر بود بر خَلقِ فَلک؟ در یکی لحظہ بہٗ کُن بی ھیچ شک
کیا اللہ تعالیٰ آسمان کے پیدا کرنے پر قادر نہ تھا؟ کُن کے ذریعہ بغیر کسی شک کے ایک لحظہ میں
(ص:۵۵۸)(۱۲۱۶/۶)(ت ج ص:۱۳۱/۶)

باز گفتی جان ما در قبض کُن طِفل را بگذار تنہا ز امر کُن
پھر آپ نے فرمایا ماں کی جان قبض کرے ''اَمرِ کُن'' کی وجہ سے بچہ کو تنہا چھوڑ دے
(ص:۶۳۳)(۴۸۰۲/۶)(ت ج ص:۴۶۱/۶)

## اقبالؔ:

صبحِ ازل جو حسن ہوا دلستانِ عشق آوازِ کن ہوئی تپش آموزِ جانِ عشق
(بانگ درا:ص:۴۵)

**ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبۡدًا مَّمۡلُوۡكًا لَّا يَقۡدِرُ عَلٰى شَىۡءٍ وَّ مَنۡ رَّزَقۡنٰهُ مِنَّا رِزۡقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنۡفِقُ مِنۡهُ سِرًّا وَّ جَهۡرًا هَلۡ يَسۡتَوٗنَ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ** ٥ (آیت:۷۵)

اللہ ایک مثال دیتا ہے۔ایک تو ہے غلام، جو دوسرے کا مملوک ہے اور خود کوئی اختیار نہیں رکھتا۔دوسرا شخص ایسا ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھا رزق عطا کیا ہے اور وہ اس میں کھلے اور چھپے خوب خرچ کرتا ہے۔بتاؤ، کیا یہ دونوں برابر ہیں؟ ---الحمداللہ، مگر اکثر لوگ (اس سیدھی بات کو) نہیں جانتے۔

## مولانا رومؒ:

نان دھی از بھر حق، نانت دَھَند جان دھی از بھر حق، جانت دَھَند
اگر تو خدا کے لیے روٹی دے گا تجھے روٹی دیں گے تو خدا کے لیے جان دے گا تو تجھے جان دیں گے
(ص:۱۰۰)(۲۲۳۷/۱)(ت ج ص:۲۴۲/۱)

**اقبالؔ:**

محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہوگئے     دیکھیے ہوتا ہے کس کس کی تمنّاؤں کا خون
(بانگ درا:ص:۲۸۹)

نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق ان کو     آنکھ جن کی ہوئی محکومی و تقلید سے کور
(ضرب کلیم:ص:۶۹)

''شاہ'' ہے برطانوی مندر میں اک مٹی کا بت     جس کو کر سکتے ہیں جب چاہیں پجاری پاش پاش
(ارمغان حجاز (اردو):ص:۲۲)

**وَ اَوۡفُوۡا بِعَهۡدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدۡتُّمۡ وَ لَا تَنۡقُضُوا الۡاَيۡمَانَ بَعۡدَ تَوۡكِيۡدِهَا وَ قَدۡ جَعَلۡتُمُ اللّٰهَ عَلَيۡكُمۡ كَفِيۡلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُوۡنَ** ۝ (آیت:۹۱)

اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم نے اس سے کوئی عہد باندھا ہو، اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد توڑ نہ ڈالو جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنا چکے ہو۔ اللہ تمہارے سب افعال سے باخبر ہے۔

**مولانا رومؔ:**

ای عَجَب! آن عهد و آن سوگند کو؟     وعده های آن لبِ چون قند کو؟
ہائے تعجب! وہ عہد اور قسمیں کہاں گئیں؟     اس شکر جیسے ہونٹ کے وعدے کہاں گئے؟
(ص:۸۴)(۱/۱۵۶۳)(ت ج ص:۱/۱۸۰)

**اقبالؔ:**

شاعر کی نوا ہو کہ مغنّی کا نفس ہو     جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحر کیا!
(ضرب کلیم:ص:۱۱۹)

**مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجۡزِيَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ** ۝ (آیت:۹۷)

جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ ہو مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔

**مولانا رومؔ:**

طیبّات از بهرِ کی؟ لِلطّیبین     یار را خوش کُن مرنجان و ببین
پاک چیزیں کس کے لیے ہیں، پاک لوگوں کے لیے     دوست کو خوش رکھ، رنجیدہ نہ کر اور دیکھ
(ص:۸۳)(۱/۱۳۹۵)(ت ج ص:۱/۱۷۴)

گفت پیغامبر قناعت چیست؟ گنج  گنج را تو وانمی دانی ز رنج
پیغمبرؐ نے فرمایا قناعت کیا ہے؟ خزانہ ہے  تو رنج اور گنج میں فرق نہیں سمجھتا ہے
(ص:۱۰۱)(۲۳۲۲/۱)(ت ج ص:۲۵۱/۱)

جز مگر پیری کہ از حَقّست مَست  دَر درونِ او حیاتِ طَیّبِہ است
بجز اس بوڑھے کے جو خدا کا مست ہے  اس کے باطن میں پاکیزہ زندگی ہے
(ص:۲۱۱)(۳۱۰۱/۲)(ت ج ص۲۹۲/۲)

گر تو کردی شُکر و سعی مُجتَہَد  غم مخور کہ صَد چُنان باَزت دَہَد
اگر تو نے شکر کیا اور پوری کوشش  تو غم نہ کر وہ اس جیسے سینکڑوں (حُسن) پھر دے گا
(ص:۴۵۴)(۹۹۴/۵)(ت ج ص:۱۰۶/۵)

## اقبالؒ:

فطرت کو دکھایا بھی ہے، دیکھا بھی ہے تُو نے  آئینۂ فطرت میں دکھا اپنی خودی بھی!
(ضرب کلیم:ص:۱۲۴)

**مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ** o (آیت:۱۰۶)

جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کرے (وہ اگر) مجبور کیا گیا ہو اور دل اس کا ایمان پر مطمئن ہو (تب تو خیر) مگر جس نے دل کی رضامندی سے کفر کو قبول کر لیا اس پر اللہ کا غضب ہے اور ایسے سب لوگوں کے لیے بڑا اعذاب ہے۔

## مولانا رومؒ:

ور بگوید کُفر دارد بوی دین  آید از گفتِ شکّش بوی یقین
اگر وہ کفر کی بات کہتا ہے، اس میں دین کی خوشبو ہے  اس کے شک کی بات سے بھی یقین کی خوشبو آتی ہے
(ص:۱۱۱)(۲۸۸۶/۱)(ت ج ص:۳۰۳/۱)

## اقبالؒ:

اس پیکرِ خاکی میں اک شے ہے، سو وہ تیری  میرے لیے مشکل ہے اس شے کی نگہبانی
(بال جبریل:ص:۱۹)

من کی دنیا؟ من کی دنیا سوز و مستی، جذب و شوق  تن کی دنیا؟ تن کی دنیا سُود و سودا، مکر و فن
(بال جبریل:ص:۳۱)

مولانا کہتے ہیں کہ خداوند انسان کی رہنمائی اس کے دل کے ذریعہ کرتا ہے جبکہ علامہ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام رسولؐ پاک سے لیا۔ مولانا نے متعدد مقامات پر کن فیکون کے امر کو بیان کیا جبکہ علامہ کا فقط ایک شعر مل سکا۔ آیت نمبر

۷۵ کے ضمن میں مولانا کا خیال ہے کہ اللہ کے نزدیک انسان کے ہر چھوٹے بڑے عمل کی پاداش موجود ہے۔ چاہے وہ عمل آقا کا ہو یا غلام کا۔ اور ساتھ ہی علامہ کی نظر میں اشتراکیت اور سرمایہ داری کی جنگ جاری ہے۔ اشتراکیت غلامی ہی کا دوسرا نام ہے۔ غلام مادیت کو روحانیت پر ترجیح دیتا ہے اور غلام انسان جب بردگی کا عادی ہو جائے تو وہ عزت نفس کی رفعت کی تعلیم سے بیزار نظر آتا ہے اور آخر میں آیت نمبر ۱۰۶ کے ضمن میں مولانا شطحیات وطامات (صوفیوں اور عارفوں کی اصطلاح) بیان کرتے ہوئے اس آیت کی تشریح بیان کرتے ہیں لیکن علامہ نے بڑی سادگی سے یہ بات اس طرح کہی کہ مومن کا دل ایمان کے ساتھ ہی اطمینان حاصل کرتا ہے اور عمل کے لیے جوش وجذبات دل ہی میں جنم لیتے ہیں۔

## سورہ بَنِی اِسَرائِیل (۱۷)

اس سورت کی آیت۴ کے فقرے "و قَضَینآ اِلیٰ بَنِی اِسَرائِیل فِی الِکتٰب" وجہ تسمیہ ہے۔ اور اس کی پہلی آیت سُبحانَ الَّذِی اسریٰ بعَبدِہٖ کی مناسبت سے سورہ سبحان اور سورہ الاسرا ،بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن حکیم کی سات مُسبحات سورتوں میں پہلی سورت ہے۔

ترتیب تلاوت ۱۷ ویں، ترتیب نزول ۵۰ ویں، ۱۱۱ آیات اور ۱۵۳۳ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ اس سورت کے مضامین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شب معراج میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانے کا ذکر، رسولؐ خدا کے فضل وشرف کا بیان، حضرت موسیٰؑ پر توریت کے نزول کے علاوہ تنبیہ، تفہیم اور تعلیم تینوں ایک متناسب انداز میں جمع کردی گئی ہیں۔ تنبیہ کفار مکہ کو کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل اور دوسری قوموں کے انجام سے سبق لو اور خدا کی دی ہوئی مہلت میں سنبھل جاؤ۔ تفہیم کے پہلو میں بڑے دلنشین انداز میں سمجھایا گیا ہے کہ انسانی سعادت، شقاوت اور فلاح وخسران کا مدار دراصل کن چیزوں پر ہے۔ توحید، معاد، نبوت اور قرآن کے برحق ہونے کی دلیلیں دی گئی ہیں اور تعلیم کے پہلو میں اخلاق اور تمدن کے وہ بڑے بڑے اصول بیان کیے گئے ہیں جن پر زندگی کے نظام کو قائم کرنا دعوتِ محمدی کے پیش نظر تھا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلا موقع ہے جب پنج وقتہ نماز پابندی اوقات کے ساتھ مسلمانوں پر فرض کی گئی۔

سُبحٰنَ الَّذِیٓ اَسرٰی بِعَبدِہٖ لَیلًا مِّنَ الْمَسجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ o (آیت:۱)

پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے۔ حقیقت میں وہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا۔

**مولانا روم:**

نیست شاہِ شہرِ ما بیہودہ گیر — ہست تمییزَش، سَمیعَست و بَصیر

ہمارے شہر کا بادشاہ خواہ مخواہ پکڑنے والا نہیں ہے — اس کو تمیز ہے (وہ) سننے والا اور دیکھنے والا ہے

(ص:۴۹۹)(۲۵۴۸/۵)(ت ج ص:۲۶۰/۵)

آنکہ بر افلاك رفتارش بود — بر زمین رفتن چہ دشوارش بود

جس کی گزر آسمانوں پر ہو — اس کو زمین پر کیا دشوار ہوگا

(نیکلسون ص:۲۳۵)(۱۳۸۲/۲)(ت ج ص:۱۴۸/۲)

ہمچو احمد کہ کمند انداخت جانش — تا کمندش بُرد سوی آسمانش

احمد کی طرح کہ ان کی روح نے کمند ڈالی — یہاں تک کہ وہ کمند ان کو آسمان کی جانب لے گئی

(ص:۵۹۴)(۲۸۳۶/۶)(ت ج ص:۲۷۵/۶)

**اقبالؔ:**

کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات — رہِ یک گام ہے ہمت کے لیے عرشِ بریں

(بانگ درا:ص:۲۴۹)

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی　ستارے جس کی گردِ راہ ہوں، وہ کارواں تو ہے
(بانگ درا:ص:۲۶۹)

دے ولولۂ شوق جسے لذتِ پرواز　کر سکتا ہے وہ ذرہ مہ و مہر کو تاراج!
ناوک ہے مسلماں! ہدف اس کا ہے ثریا　ہے سرِّ سرا پردۂ جاں نکتۂ معراج
(ضرب کلیم:ص:۱۷)

بالائے سر رہا تو ہے نام اس کا آسماں　زیرِ پر آگیا تو یہی آسماں زمیں!
(ضرب کلیم:ص:۱۷۶)

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰ سے مجھے　کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں
(بالِ جبریل:ص:۴۷)

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَ لِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ لِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا o　(آیت:۷)

دیکھو! تم نے بھلائی کی تو وہ تمہارے اپنے ہی لیے بھلائی تھی، اور برائی کی تو وہ تمہاری اپنی ذات کے لیے برائی ثابت ہوئی۔ پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا تو ہم نے دوسرے دشمنوں کو تم پر مسلط کیا تا کہ وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور مسجد (بیت المقدس) میں اُسی طرح گھس جائیں جس طرح پہلے دشمن گھسے تھے اور جس چیز پر ان کا ہاتھ پڑے اُسے تباہ کر کے رکھ دیں۔

## مولانا روم:

نان دهی از بهرِ حق، نانت دَهَند　جان دهی از بهرِ حق، جانت دَهَند
اگر تو خدا کے لیے روٹی دے گا تجھے روٹی دیں گے　تو خدا کے لیے جان دے گا تو تجھے جان دیں گے
(ص:۱۰۰)(۱/۲۲۳۷)(ت ج ص:۱/۲۴۲)

بَل جفا را هم جفا جَفَّ الْقَلَم　وآن وفا را هم وفا جَفَّ الْقَلَم
بلکہ ظلم کے لیے (بدلہ) ظلم ہے قلم (لکھ کر) خشک ہوگیا ہے　اور وفا کے لیے (بدلہ) وفا ہے قلم (لکھ کر) خشک ہوگیا ہے
(ص:۵۱۰)(۵/۳۱۵۴)(ت ج ص:۵/۳۱۹)

## اقبالؔ:

''تن بہ تقدیر'' ہے آج اُن کے عمل کا انداز　تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر
تھا جو نا خوب، بتدریج وہی خوب ہوا　کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر
(ضرب کلیم:ص:۱۶)

''ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی　برّاں صفتِ تیغِ دو پیکر نظر اس کی!''
(ضرب کلیم:ص:۲۵)

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات　　مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند
(ضرب کلیم: ص:۶۴)

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا o
(آیت:۹)

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔ جو لوگ اسے مان کر بھلے کام کرنے لگیں انہیں یہ بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے، اور جو لوگ آخرت کو نہ مانیں انہیں یہ خبر دیتا ہے کہ ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

**مولانا رومؒ:**

بو قلاووز ست و رہبر مر ترا　　می برد تا خلد و کوثر مر ترا
خوشبو تیری راہنما اور رہبر ہے　　تجھے جنت اور کوثر تک لے جائے گی
(ص:۹۲)(۱/۱۹۰۳)(ت ج ص:۱/۲۰۹)

**اقبالؒ:**

محمدؐ بھی ترا، جبریل بھی، قرآن بھی تیرا　　مگر یہ حرفِ شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا؟
(بال جبریل: ص:۶)

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے،　　وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی
خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی　　یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سُلطانی
(ضرب کلیم: ص:۳۲-۳۱)

وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ وَ نُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا o اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا o　　(آیت:۱۳-۱۴)

ہر انسان کا شگون ہم نے اُس کے اپنے گلے میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے روز ہم ایک نوشتہ اُس کے لیے نکالیں گے جسے وہ کھلی کتاب کی طرح پائے گا ___ پڑھ اپنا نامۂ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔

**مولانا رومؒ:**

لیس مِن مُستَقذِرٍ مُستَنقِہٖ　　قطّ اِلّا طایرُہٗ فی عُنقِہٖ
نہیں ہے کوئی بھی گنہگار یا پاک　　ہرگز، مگر اُس کا اعمالنامہ اس کی گردن میں ہے
(ص:۳۵۹)(۴/۱۱۲۱)(ت ج ص:۴/۱۱۶)

آنچنانکہ جان بپرّد سوی طین　　نامہ پرّد تا یسار و تا یمین
جس طرح روح (جسم کی) مٹی کی طرف پرواز کرتی ہے　　اعمالنامہ بائیں اور دائیں جانب سے پرواز کرے گا
(ص:۹۷۹)(۵/۱۷۸۲)(ت ج ص:۵/۱۸۴)

**اقبالؔ:**

پرسشِ اعمال سے مقصد تھا رسوائی مری　　ورنہ ظاہر تھا سبھی کچھ کیا ہوا، کیونکر ہوا؟
(بانگ درا:ص:۱۷)

وَ قَلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا o
(آیت:۵۳)

اور اے محمدؐ، میرے بندوں سے کہہ دو کہ زبان سے وہ بات نکالا کریں جو بہترین ہو، دراصل یہ شیطان ہے جو انسانوں کے درمیان فساد ڈلوانے کی کوشش کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

**مولانا رومؒ:**

بندۂ خود خواند احمدؐ در رَشاد　　جملہ عالَم را بخوان قُل یا عِباد
قرآن میں احمدؐ نے اپنا بندہ کہہ کر پکارا ہے　　تمام جہان کو ''قُل یا عبادِ'' پڑھ لے
(ص:۱۰۳)(۱/۲۴۹۸)(ت ج ص:۲/۲۱)

**اقبالؔ:**

رہے نہ ایبک و غوری کے معرکے باقی　　ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرو!
(بال جبریل:ص:۴۷)

وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا o　　(آیت:۷۰)

یہ تو ہماری عنایت ہے کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی و تری میں سواریاں عطا کیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی۔

**مولانا رومؒ:**

پس بَنی آدم مُکَرّم کی بُدی؟　　کَی بِحِسّ مُشتَرَك مَحرم شُدی؟
تو بنی آدم کب مُکرّم ہوتے ہیں؟　　مشترک حِس کی وجہ سے محرمِ (راز) کب ہوتے؟
(ص:۱۴۷)(۱/۶۷)(ت ج ص:۲/۳۵۳)

تو زکرّمنا بنی آدم شهی　　هم بخُشکی هم بدر یا پانهی
تو ''کرمنا بنی آدمؑ کی وجہ سے شاہ ہے　　خشکی میں بھی اور سمندر میں بھی قدم دھرتا ہے

که حَمَلنٰا هُم عَلٰی البَحر بجان　　از حَمَلنا هُم عَلَی البَرّ پیش ران
تو روح کی وجہ سے ''حملنا ھم علی البحر'' (کا مصداق) ہے　　حملنا ھم علی لبّر سے آگے چل
(ص:۲۲۱)(۲/۳۷۷۴-۳۷۷۵)(ت ج ص:۲/۳۵۳)

چون شدی سَر، پشتِ پایت چون زنم؟ کارگاهِ خویش ضایع چون کنم؟
جب تو سردار ہوگیا تو میں ٹھوکر کیسے ماروں؟ اپنے کارخانہ کو کیسے ضائع کر دوں؟
(ص:۲۳۳)(۳/۳۳۷)(ت ج ص:۳/۴۵)

نورُ این دانی که: حیوان دید هم پس چه کَرَّمنا بُوَد بر آدمم
تو اس کو نور سمجھتا ہے جس کو حیوان بھی دیکھتا ہے تو میرے آدمی ہونے پر کَرَّمنا کیسے (صادق) ہوگا
(ص:۲۷۸)(۳/۲۴۰۸)(ت ج ص:۳/۲۳۳)

زآنکه کرَّمنا شد آدم ز اختیار نیمُ زنبورِ عَسلَ شد نیمُ مار
اختیار کی وجہ سے (بنی) آدم کَرَّمنا (کا مصداق) بنا اس کا نصف شہد کی مکھی، نصف سانپ بن گیا
(ص:۳۰۵)(۳/۳۲۹۲)(ت ج ص:۳/۳۱۷)

این که کرَّمناست و بالا میَ رَود وَحیَش از زنبور کمتر کَی بُودَ؟
یہ جو کہ ''ہم نے عزت بخشی'' ہے اونچا جاتا ہے اس کی وحی، شہد کی مکھی سے کب کم ہوگی؟
(ص:۵۳۶)(۵/۱۳۹)(ت ج ص:۵/۱۲۸)

او حَمَلْنَا هُم بُوَد فی الَبّر و بَس آنکهَ محمولَست در بَحر اُو ست کَس
وہ صرف ''ان کو ہم نے خشکی میں چلایا'' ہے جو سمندر میں چلایا ہوا ہے وہ بہادر ہے
(ص:۴۶۵)(۵/۱۲۹۶)(ت ج ص:۵/۱۳۸)

تاج کَرَّمناست بَر فرقِ سَرت طوقِ اَعطَیناكَ آویزِ بَرَت
تیرے سر پر ''ہم نے مکرم بنایا'' کا تاج ہے ''ہم نے آپ کو دیا'' کا ہار تیرے سینے کا آویزہ ہے
(ص:۵۱٦)(۵/۳۵۷٦)(ت ج ص:۵/۳۵۹)

هیچ کَرَّمنا شنید این آسمان؟ که شنید این آدمیِ پُر غَمان
اس آسمان نے کبھی ''ہم نے مکرم بنایا'' سُنا ہے جو اس غموں کے بھرے ہوئے آدمی نے سنا ہے
(ص:۵۳٦)(٦/۱۳۹)(ت ج ص:٦/۲۷)

## اقبالؔ:

تُو رازِ کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا خودی کا راز داں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا
(بانگ درا:ص:۲۷۳)

وہ فریب خور دہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ شاہبازی
(بال جبریل:ص:۱۷)

شکایت ہے مجھے یا رب! خداوندانِ مکتب سے سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاک بازی کا!
(بال جبریل:ص:۳۲)

اور اگر باخبر اپنی شرافت سے ہو تیری سپہ انس و جنّ! تُو ہے امیرِ جنود!
(ضرب کلیم:ص:۱۱۲)

وَ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وَ مَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا o

(آیت:۸۵)

یہ لوگ تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہو یہ رُوح میرے رب کے حکم سے آتی ہے، مگر تم لوگوں نے علم سے کم ہی بہرہ پایا ہے۔

**مولانا روم:**

تن ز جان و جان ز تن مستور نیست لیک کس را دیدِ جان دستور نیست
بدن روح اور بدن روح سے چھپی ہوئی نہیں ہے لیکن کسی کے لیے روح کو دیکھنے کا دستور نہیں ہے
(ص:۲۲)(۸/۱)(ت ج ص:۳۲/۱)

بلکہ از دجلہ اگر واقف بُدی آن سَبو را بر سَرِ سنگی زَدی
بلکہ اگر دجلہ سے واقف ہوتا تو وہ ٹھلیا کو پتھر پر مار دیتا
(ص:۱۱۱)(۲۸۵۴/۱)(ت ج ص:۳۰۰/۱)

عشقِ ربّا نیست خورشیدِ کمال اَمرِ نورِ اوست خَلقان چون ظِلال
خدائی عشق کا کمال سورج ہے (عالمِ) امر اس کا نور ہے (عالمِ) خلق سائیوں کی طرح ہے
(ص:۵۵۵)(۹۸۶/۶)(ت ج ص:۱۰۹/۶)

کمترینِ لُعبتِ او جانِ تُست این چگونہ و چونِ جان کَی شد دُرست
تیری جان اس کا چھوٹا سا کھلونا ہے جان کے لیے چون و چگون کب درست ہیں؟
(ص:۵۶۶)(۱۶۲۶/۶)(ت ج ص:۱۶۷/۶)

باز کرد از رَطب و یا بِس حق نَورد روح را مِن اَمرِ رَبّی مُہر کرد
اللہ تعالیٰ نے رطب و یابس سے لپیٹ کھول دیا روح پر مِن اَمرِ رَبّی سے مہر لگا دی
(ص:۵۹۵)(۲۸۸۰/۶)(ت ج ص:۲۷۹/۶)

روح چون مِن آمرِ رَبّی مُختفیست ھر مثالی کہ بگویم مُنتفیست
روح چونکہ "میرے رب کے امر میں سے ہے" پوشیدہ ہے میں جو مثال بھی کہوں وہ جداگانہ ہے
(ص:۶۰۵)(۳۳۱۲/۶)(ت ج ص:۳۱۸/۶)

**اقبالؔ:**

یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسن سے کہ جاں مرتی نہیں مرگِ بدن سے
(بال جبریل:ص:۸۷)

اس سورت کی پہلی آیت کو مولانا نے دو اشعار اور علامہ نے پانچ اشعار میں تلمیح کیا ہے اور پھر دوسرا موضوع جیسا کرو گے ویسا بھرو گے پر دونوں نے قلم اٹھایا ہے روزِ آخر پر ایمان ضروری ہے۔ نا ماننے والے کے لیے سخت عذاب اور اس دن ہر شخص کا اعمال نامہ اس کے گلے میں آویزاں ہوگا آیت ۷۰ کے ضمن میں مولانا اور علامہ دونوں نے انسان کا اشرف المخلوقات اور اللہ کی جانب سے اس کی ترفیع رتبہ کو خوبصورتی سے بیان کیا۔ پھر روح کے بارے میں دونوں نے بیان کیا علامہ روح کو لافانی قرار دیتے ہیں۔

## سورہ الکھف (۱۸)

اس سورہ کا نام پہلے رکوع کی نویں آیت ''اِذاَوَی الفِتیَۃُ اِلَی الکَھفِ'' سے ماخوذ ہے یعنی وہ سورت جس میں کہف کا لفظ آیا ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام حائلہ بھی ہے۔ ترتیب تلاوت ۱۸ویں، ترتیب نزول ۶۹ویں، ۱۱۰ آیات اور ۱۵۷۷ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ یہ سورت قرآن مجید کے عین درمیان میں ہے۔ اس سورت میں چند داستانیں بیان کی گئیں: (۱) مضبوط دلوں کے مالک اور ہدایت یافتہ اصحاب کہف کا قصہ، جب کسی کام کی نسبت یہ کہو کہ ''میں اسے کل کروں گا'' تو اس کے ساتھ اِن شاءاللہ بھی ملالو، (۲) ایسے دو آدمیوں کا قصہ جن کو اللہ نے اپنی نعمتوں سے نوازا۔ ایک نے اللہ کی ناشکری کی اور دوسرا اللہ کا شکر بجالایا (۳) آدمؑ و ابلیس کا قصہ، گنہگار دوزخ کو دیکھیں گے تو سمجھ لیں گے کہ یہ ہمارا ٹھکانہ ہے، مجرم اور گنہگار دوزخ سے بچنے کا کوئی راستہ نہ پائیں گے۔ (۴) حضرت موسیٰؑ اور خضر علیہ السلام کا قصہ، موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام کی ہدایت کے مطابق پیش آنے والے واقعات پر خاموش رہنا، موسیٰؑ اور خضر علیہ السلام کی آپس میں جدائی۔ (۵) ذوالقرنین فرمانروا کا قصہ جو زبردست فاتح اور اس قدر عظیم الشان ذرائع کا مالک ہو کر بھی اپنی حقیقت کو نہ بھولا تھا اور اپنے خالق حقیقی کے آگے ہمیشہ سر تسلیم خم رکھتا تھا۔ (۶) یاجوج ماجوج کا ذکر جب ان کا خروج ہوگا تو یہ سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتے ہوئے نکلیں گے اور ایک ذکر خاص حضرت محمدﷺ صلعم لوگوں کی طرح انسان اور بشر ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے علوم حقہ اور معارف قدسیہ سے وحی کے ذریعے نوازا ہے۔

قَیِّمًا لِّیُنذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْہُ وَ یُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا حَسَنًا O مَّاکِثِیْنَ فِیْہِ اَبَدًا O (آیت:۳-۲)

ٹھیک ٹھیک سیدھی بات کہنے والی کتاب، تاکہ وہ لوگوں کو خدا کے سخت عذاب سے خبردار کردے، اور ایمان لاکر نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبری دیدے کہ ان کے لیے اچھا اجر ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

### مولانا رومؒ:

نان دھی از بھر حق نانت دھند جان دھی از بھر حق جانت دھند
(ص:۱۰۰)(۲۲۳۷/۱)(ت ج ص:۱۶۷/۶)

اگر تو خدا کے لیے روٹی دے گا، تجھے روٹی دیں گے تو خدا کے لیے جان دے گا، تو تجھے جان دیں گے

### اقبالؒ:

ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے!
(ضرب کلیم:ص:۳۱)

(اگر انسان خود کو پہچانے، خود کو بنائے اور خود کی گرفت (محاسبہ) کرے تو وہ ایسے کام سرانجام دے سکتا ہے جس کی بدولت اسے حیات ابدی حاصل ہوسکتی ہے)

**وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰهُ وَ کَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا o**

(آیت:۲۸)

اور اپنے دل کو اُن لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح و شام اُسے پکارتے ہیں، اور اُن سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو۔ کیا تم دنیا کی زینت پسند کرتے ہو؟ کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کر لی ہے اور جس کا طریق کار افراط و تفریط پر مبنی ہے۔

**مولانا روم:**

گر ندانی رہ ھر آنچہ خَر بخواست عکس آن کن خود بُوَد آن راہِ راست
اگر تو راستہ نہیں جانتا ہے، تو جو گدھا چاہے اس کے برخلاف کر وہی سیدھا راستہ ہوگا

شاوِرُوهُنَّ وَ آنگہ خالِفُو اِنَّ مَنْ لَمْ یَعْصِهِنَّ تالِفُ
اُن (عورتوں) سے مشورہ کرو پھر خلاف کرو جو شخص اس کے خلاف نہیں کرتا ہے، ہلاک ہو جانے والا ہے

با ھویٰ و آرزو کم باش دوست چون یُضِلُّک عن سبیل اللّٰہ اوست
خواہش نفسانی اور آرزو سے دوستی نہ کر کیونکہ وہی ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کرتی ہے
(ص:۱۱۳)(۱/۳۴۵۹۔۳۴۵۷)(ت ج ص:۱/۳۰۹)

مشتری را صابِران دریا فتند چون سوی ھر مشتری نشتافتند
صابر لوگوں نے خریدار پا لیا ہے کیونکہ وہ ہر خریدار کی طرف نہیں دوڑے ہیں
(ص:۴۶۹)(۵/۱۴۷۱)(ت ج ص:۵/۱۵۴)

**اقبالؔ:**

صحبتِ اہلِ صفا، نور و حضور و سُرور سر خوش و پر سوز ہے لالہ لبِ آبجُو!
(بال جبریل:ص:۹۱)

رکھنے لگا مُرجھائے ہوئے پھول قفس میں شاید کہ اسیروں کو گوارا ہو اسیری!
(ضربِ کلیم:ص:۱۶۱)

**اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ اَمَلًا o**

(آیت:۴۶)

یہ مال اور یہ اولاد محض دُنیوی زندگی کی ایک ہنگامی آرائش ہے۔ اصل میں تو باقی رہ جانے والی نیکیاں ہی تیرے رب کے نزدیک نتیجے کے لحاظ سے بہتر ہیں اور اُنہی سے اچھی امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں۔

**مولانا روم:**

باقیاتُ الصّالحات آمد کریم　رَستہ از صد آفت و اَخطار و بیم

بھلا (بزرگ) باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہے　جو سینکڑوں آفتوں اور خطروں اور خوف سے نجات پا گیا ہو

(ص:۲۲۶)(۳/۳۴)(ت ج ص:۳/۱۸)

**اقبالؔ:**

یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند　بتانِ وہم و گماں! لا الٰہ الا اللّٰہ

(ضرب کلیم:ص:۱۵)

**وَ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبۡرَحُ حَتّٰۤی اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَیۡنِ اَوۡ اَمۡضِیَ حُقُبًا**O (آیت:۶۰)

(ذرا اِن کو وہ قصہ سناؤ جو موسیٰ کو پیش آیا تھا) جبکہ موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا تھا کہ ''میں اپنا سفر ختم نہ کروں گا جب تک کہ دونوں دریاؤں کے سنگم پر نہ پہنچ جاؤں، ورنہ میں ایک زمانہ دراز تک چلتا ہی رہوں گا۔''

**مولانا روم:**

مـی رَوَم تـا مَجـمَعُ البَحرَینِ من　تـا شـوم مَصحُوبِ سلطـانِ زَمَن

میں مجمع البحرین تک جاؤں گا　تا کہ شاہ زمانہ کا ساتھی بنوں

(ص:۲۶۷)(۳/۱۹۶۹)(ت ج ص:۳/۱۹۵)

گرم رَو چون جسم موسیٰ کلیم　تا بَبَحرَینَش چو پہنای گِلیم

حضرت موسیٰ کلیم (اللہ) کے جسم کی طرح تیز رفتار بن　مجمع البحرین تک جو اُن کے لیے چٹائی کی چوڑائی کی طرح تھا

هست هفصد ساله راه آن حُقُب　کـه بکـرد او عـزم در سَیـران حُـب

وہ حُقُب سات سو سالہ راستہ ہے　سفر عشق میں جس کا انہوں نے عزم کیا

(ص:۵۵۷)(۶/۱۱۳۰۔۱۱۳۱)(ت ج ص:۶/۱۲۲)

**اقبالؔ:**

تر آنکھیں تو ہو جاتی ہیں، پر کیا لذت اس رونے میں　جب خونِ جگر کی آمیزش سے اشک پیازی بن نہ سکا

(بانگ درا:ص:۲۹۱)

(بظاہر احساس ہے لیکن اگر عمل کے لیے آمادگی نہ ہو سکی تو سب بیکار ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام کے عمل سے مستعدی اور سخت کوشی کا بہت بڑا سبق ملتا ہے)

نگاہِ گرم کہ شیروں کے جس سے ہوش اُڑ جائیں　نہ آہِ سرد کہ ہے گوسفندی و میشی!

(بال جبریل:ص:۳۰)

(سخت کوشی اور مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہی کامیابی کا پیش خیمہ ہے۔ کمزوری اور حسرت و یاس ایک مسلمان کا شیوہ نہیں)

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی　　اب بھی درختِ طُور سے آتی ہے بانگِ لاتخف
(بال جبریل:ص:۴۰)

(موسیٰ علیہ السلام کی شان بھی یہی تھی کہ وہ ڈٹ کر اپنے کام میں لگ جاتے تھے)

نہ ہو طغیانِ مشتاقی تو میں رہتا نہیں باقی　　کہ میری زندگی کیا ہے؟ یہی طغیانِ مشتاقی!
(بال جبریل:ص:۵۸)

(صرف مشکلات کو لبیک کہنا زندگی ہے۔موسیٰ علیہ السلام کے کردار میں پیہم کوشش اور مشکل پسندی اس شعر اور آیت سے واضح ہے)

ہے گراں سیر غمِ راحلہ و زاد سے تُو　　کوہ و دریا سے گزر سکتے ہیں مانند نسیم
(بال جبریل:ص:۶۱)

بڑی سے بڑی مشکل (عشق کی وجہ سے) آسان ہو جاتی ہے

رِشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم　　عصا نہ ہو تو کلیمیؑ ہے کارِ بے بنیاد!
(بال جبریل:ص:۷۰)

(گاندھی (رشی) نے مرن بھرت رکھا کہ اچھوتوں کو ان کے غصب شدہ حقوق برہمنوں سے مل جائیں لیکن اس طرح کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔جبکہ موسیٰ علیہ السلام کی شان عمل کی وجہ سے نمایاں ہے کہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا)

نے مہرہ باقی، نے مہرہ بازی　　جیتا ہے رومیؔ، ہارا ہے رازیؔ!
(بال جبریل:ص:۷۱)

فلسفہ وحکمت کے امام فخر الدین رازی کا کھیل ختم ہو گیا۔رازی ہار گئے رومی جیت گیا۔حقیقی زندگی گزارنے اور صاحب بقا بننے کے لیے انسان کے دل میں عشق حقیقی کا ہونا ضروری ہے۔فلسفہ وحکمت اس سلسلہ میں بیکار ہیں۔

ظَلامِ بحر میں کھو کر سنبھل جا　　تڑپ جا پیچ کھا کھا کر بدل جا
نہیں ساحل تری قسمت میں اے موج!　　ابھر کر جس طرف چاہے نکل جا!
(بال جبریل:ص:۸۰)

مسلمان ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔اسے ہر وقت متحرک رہنا چاہیے۔وہ سخت کوشی اور متواتر جستجو کے لیے وجود میں آیا۔مندرجہ بالا آیت میں مسلمان کے لیے موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ پیغام ہے۔

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر!　　نیا زمانہ، نئے صبح و شام پیدا کر!
(بال جبریل:ص:۱۴۷)

عشق کے ذریعے بڑے بڑے کام انجام دیئے جاسکتے ہیں۔

خودی ہو زندہ تو دریائے بیکراں پایاب　　خودی ہو زندہ تو کہسار پرنیاں و حریر!
(ضرب کلیم:ص:۷۶)

خودی کی تربیت سے ایسی سخت کوشی کی عادت پیدا ہو جاتی ہے کہ کسی مشکل کو مشکل نہیں سمجھا جاتا۔اور اس آیت کے ذریعہ موسیٰ علیہ السلام کے عزم وہمت کا اظہار ہوتا ہے۔

خودی میں ڈوبنے والوں کے عزم و ہمت نے  اس آبجو سے کیے بحرِ بیکراں پیدا!
ہوائے دشت سے بوئے رفاقت آتی ہے  عجب نہیں ہے کہ ہوں میرے ہم عناں پیدا!
(ضربِ کلیم:ص:۱۰۱)

دریا میں موتی! اے موجِ بے باک!  ساحل کی سوغات؟ خار و خس و خاک!
(ضربِ کلیم:ص:۱۱۳)

بے محنتِ پیہم کوئی جوہر نہیں کھلتا  روشن شررِ تیشہ سے ہے خانۂ فرہاد!
(ضربِ کلیم:ص:۱۳۱)

چھوڑ یورپ کے لیے رقصِ بدن کے خم و پیچ  روح کے رقص میں ہے ضربِ کلیم اللّٰہی!
(ضربِ کلیم:ص:۱۳۴)

فرہاد کی خارا شکنی زندہ ہے اب تک  باقی نہیں دنیا میں ملوکیتِ پرویز!
(ضربِ کلیم:ص:۱۴۸)

بے جرأتِ رندانہ ہر عشق ہے روباہی  بازو ہے قوی جس کا وہ عشق یداللّٰہی!
جو سختیِ منزل کو سامانِ سفر سمجھے  اے وائے تن آسانی! ناپید ہے وہ راہی!
(ضربِ کلیم:ص:۱۷۴)

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی  یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی!
(ضربِ کلیم:ص:۱۷۸)

نِدا مسجد کی دیواروں سے آئی  فرنگی بتکدے میں کھو گیا کون؟
(ارمغان حجاز:ص:۳۱)

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا o قَالَ لَهٗ مُوْسٰی هَلْ اَتَّبِعُکَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا oقَالَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًاo وَ کَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا o قَالَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّ لَآ اَعْصِیْ لَکَ اَمْرًا o قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰٓی اُحْدِثَ لَکَ مِنْهُ ذِکْرًا o فَانْطَلَقَا حَتّٰٓی اِذَا رَکِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا اِمْرًا o قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا o قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَ لَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا o فَانْطَلَقَا حَتّٰٓی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَکِیَّةً بِغَیْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا نُّکْرًاo قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا oقَالَ اِنْ سَاَلْتُکَ عَنْ شَیْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا o فَانْطَلَقَا حَتّٰٓی اِذَآ اَتَیَآ اَهْلَ قَرْیَةِ نِ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا o قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِکَ سَاُنَبِّئُکَ بِتَاْوِیْلِ مَالَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا o اَمَّا السَّفِیْنَةُ فَکَانَتْ لِمَسٰکِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا وَ کَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِکٌ یَّاْخُذُ کُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا o وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَکَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَآ اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّ کُفْرًا o فَاَرَدْنَآ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَکٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًاo

وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا o (آیت ۶۵۔۸۲)

چنانچہ وہ دونوں اپنے نقش قدم پر پھر واپس ہوئے اور وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی رحمت سے نوازا تھا اور اپنی طرف سے ایک خاص علم عطا کیا تھا۔

موسیٰ نے اس سے کہا ''کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے بھی اُس دانش کی تعلیم دیں جو آپ کو سکھائی گئی ہے''؟ اس نے جواب دیا ''آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے، اور جس چیز کی آپ کو خبر نہ ہو، آخر آپ اس پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں۔'' موسیٰ نے کہا ''اِن شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی معاملے میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا۔'' اس نے کہا ''اچھا، اگر آپ میرے ساتھ چلتے ہیں تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھیں جب تک کہ میں خود اس کا آپ سے ذکر نہ کروں۔''

اب وہ دونوں روانہ ہوئے، یہاں تک کہ جب وہ ایک کشتی میں سوار ہو گئے تو اس شخص نے کشتی میں شگاف ڈال دیا۔ موسیٰ نے کہا ''آپ نے اس میں شگاف ڈال دیا تاکہ سب کشتی والوں کو ڈبو دیں؟ یہ تو آپ نے ایک سخت حرکت کر ڈالی۔'' اس نے کہا ''میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے؟'' موسیٰ نے کہا ''بھول چوک پر مجھے نہ پکڑیے۔ میرے معاملے میں آپ ذرا سختی سے کام نہ لیں۔''

پھر وہ دونوں چلے، یہاں تک کہ ان کو ایک لڑکا ملا اور اس شخص نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ نے کہا ''آپ نے ایک بے گناہ کی جان لے لی حالانکہ اُس نے کسی کا خون نہ کیا تھا؟ یہ کام تو آپ نے بہت ہی برا کیا۔'' اُس نے کہا ''میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے''؟ موسیٰ نے کہا ''اس کے بعد اگر میں آپ سے کچھ پوچھوں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں۔ لیجیے، اب تو میری طرف سے آپ کو عذر مل گیا۔''

پھر وہ آگے چلے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا۔ مگر انہوں نے ان دونوں کی ضیافت سے انکار کر دیا۔ وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی اُس شخص نے اس دیوار کو پھر قائم کر دیا۔ موسیٰ نے کہا: اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اُجرت لے سکتے تھے۔'' اُس نے کہا ''بس میرا تمہارا ساتھ ختم ہوا۔ اب میں تمہیں ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جن پر تم صبر نہ کر سکے۔ اُس کشتی کا معاملہ یہ ہے کہ وہ چند غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے۔ میں نے چاہا کہ اُسے عیب دار کر دوں، کیونکہ آگے ایک ایسے بادشاہ کا علاقہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔ رہا وہ لڑکا، تو اس کے والدین مومن تھے، ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ لڑکا اپنی سرکشی اور کفر سے ان کو تنگ کرے گا، اس لیے ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلے ان کو ایسی اولاد دے جو اخلاق میں بھی اس سے بہتر ہو اور جس سے صلۂ رحمی بھی زیادہ متوقع ہو۔ اور اس دیوار کا معاملہ یہ ہے کہ یہ دو یتیم لڑکوں کی ہے جو اس شہر میں رہتے ہیں۔ اس دیوار کے نیچے ان بچوں کے لیے ایک خزانہ مدفون ہے اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔ اس لیے تمہارے رب نے چاہا کہ یہ دونوں بچے

بالغ ہوں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔ یہ تمہارے رب کی رحمت کی بنا پر کیا گیا ہے، میں نے کچھ اپنے اختیار سے نہیں کر دیا ہے۔ یہ ہے حقیقت اُن باتوں کی جن پر تم صبر نہ کر سکے۔''

**مولانا روم:**

باز آمد کای محمدؐ عفو کن　ای ترا الطاف و علم مِنْ لَدُن
واپس آیا کہ اے محمدؐ معاف کر دیجیے　اے (حضرتؐ) آپ کو مہربانیاں اور علمِ لدُنی حاصل ہے
(ص:۶۴)(۸۱۳/۱)(ت ج ص:۱۱۰/۱)

آدمِ خاکی ز حق آموخت عِلم　تا بھفتم آسمان افروخت علم
مٹی کے آدمؑ نے اللہ سے علم سیکھا　علم نے ساتواں آسمان تک روشن کر دیا
(ص:۷۰)(۱۰۱۲/۱)(ت ج ص:۱۲۹/۱)

علم کان نَبُوَد ز ھُو بی واسطہ　آن نپاید ھمچو رنگ ماشِطہ
جو علم اللہ تعالیٰ کی جانب سے بلا واسطہ نہ ہو　وہ پائیدار نہیں ہوتا مشاطہ کے (لگائے ہوئے) رنگ کی طرح
(ص:۱۲۷)(۳۴۵۱/۱)(ت ج ص:۳۵۵/۱)

ای برادر دست وادار از سُخَن　خود خدا پیدا کند علمِ لَدُن
اے بھائی بات کہنے سے دستبردار ہو جا　وہ اللہ تعالیٰ خود علم وہبی پیدا کر دے گا
(ص:۱۳۲)(۳۶۴۴/۱)(ت ج ص:۳۷۱/۱)

ھر پَری بر عَرض دریا کَی پَرَد　تا لَدُن عِلمِ لَدُنّی می بَرَد
ہر بازو دریا کی چوڑائی تک کب پرواز کر سکتا ہے؟　اللہ کے قرب تک علم لدُنی لے جاتا ہے
(ص:۲۵۲)(۱۱۲۵/۳)(ت ج ص:۱۱۵/۳)

با سیاستھای جاھل صَبر کن　خوش مُدارا کن بعقل مِن لَدُن
جاہل کی تکالیف پر صبر کر　خدائی عقل کی ذریعہ اچھی خاطر تواضع کر
(ص:۵۷۲)(۲۰۴۳/۶)(ت ج ص:۲۰۵/۶)

گرچہ آسانت نمود آن سان سُخُن　کَی بُوَد آسان رُموز مِن لَدُن؟
اگرچہ تجھے اس قسم کا کلام آسان معلوم ہوتا ہے　لدُنّیہ رموز کب آسان ہوتے ہیں؟
(ص:۵۸۰)(۲۲۹۶/۶)(ت ج ص:۲۲۷/۶)

مندرجہ بالا اشعار آیت نمبر ۲۵ کی طرف اشارہ کرتے ہیں

باچنین جاہ و چنین پیغامبری　طالب خضرم ز خود بینی بَری
ایسے رتبے اور ایسی پیغمبری کے ہوتے ہیں　میں خضرؑ کا طالب ہوں خود پسندی سے بَری ہوں

موسیٰؑا تو قوم خود را ھِشتہ ای　در پَی نیکوپیی سَر گشتہ ای
اے موسیٰؑ! تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے　ایک نیک خصلت کے پیچھے حیران ہو
(ص:۲۶۷)(۱۹۶۴/۳-۱۹۶۵)(ت ج ص:۱۹۴/۱)

ان دونوں اشعار میں آیت نمبر ۶۶ کی تلمیح ہے

چون گرفتت پیر، هین! تسلیم شو همچو موسیٰؑ زیر حکم خضرؑ رو
جب (کسی کو) پیر بنالے، خبردار! سر اطاعت رکھ دے موسیٰؑ کی طرح حضرت خِضرؑ کے حکم کے ماتحت چل
(ص:۱۱۳)(۱/۲۹۷۱)(ت ج ص:۳۱۱/۱)
یہ شعر آیت نمبر ۷۰ کی طرف اشارہ کرتا ہے

گر خِضَرؑ در بحر کشتی را شکست صد درستی در شکست خِضَرؑ هست
اگرچہ خضرؑ نے دریا میں کشتی توڑ دی (لیکن) خضرؑ کے (کشتی) توڑنے میں سو درستیاں تھیں
(ص:۳۳)(۱/۲۳۶)(ت ج ص:۵۵/۱)
اس شعر میں آیت نمبر ۷۱ کا مفہوم دیا گیا

آن پسَر را کِش خِضَرؑ بُبرید حَلق سِرِّ آن را در نیابد عام خَلق
وہ لڑکا خضرؑ نے جس کا گلا کاٹا تھا اس کا بھید عام مخلوق نہیں سمجھ سکتی
(ص:۳۲)(۱/۲۲۴)(ت ج ص:۵۴/۱)
یہاں آیت نمبر ۷۴ کی طرف اشارہ ہے

صبر کن بر کار خِضرؑ ای بی نِفاق تا نگوید خِضرؑ: رو هذا فراق
اے مخلص! خِضرؑ کے کام پر صبر کر تاکہ خِضرؑ یہ نہ کہہ دے کہ جا یہ جدائی ہے
(ص:۱۱۳)(۱/۲۹۷۲)(ت ج ص:۳۱۱/۱)

آن فزونی با خِضرؑ آمد نِفاق گفت: رَو تو مُکثری هذا فراق
وہ بڑھوتری (حضرت) خضرؑ سے جدائی بن گئی انہوں نے کہہ دیا تو زیادہ بات کرتا ہے اب جدائی ہوگی
(ص:۲۱۷)(۲/۳۵۱۷)(ت ج ص:۳۳۰/۲)
درج بالا دونوں اشعار آیت نمبر ۷۸ کو بیان کر رہے ہیں

خِضرؑ کشتی را برای آن شِکست تا توانَد کشتی از فُجّار رَست
(حضرت) خِضرؑ نے کشتی اس لیے توڑی تاکہ کشتی ظالموں سے بچ جائے
(ص:۳۹۵)(۴/۲۷۵۷)(ت ج ص:۲۶۴/۴)
دونوں اشعار آیت نمبر ۷۹ کی طرف اشارہ کرتے ہیں

پس خِضَرؑ کشتی برای این شکست تا کہ آن کشتی ز غاصب باز رَست
خِضرؑ نے کشتی اس لیے توڑی کہ وہ غاصب (بادشاہ) سے بچ گئی
(ص:۴۴۷)(۵/۷۱۴)(ت ج ص:۸۰/۵)

## اقبالؔ:

''کشتیٔ مسکین'' و ''جانِ پاک'' و ''دیوارِ یتیم''! علمِ موسیٰ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش!
(بانگ درا:ص:۲۵۶)

اس شعر میں موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے ان تمام واقعات کی طرف اشارہ موجود ہے جو سورہ الکہف کی آیات ۶۵ تا ۸۲ میں بیان ہوئے۔

مانگنے والا گدا ہے! صدقہ مانگے یا خراج! کوئی مانے یا نہ مانے میر و سلطاں سب گدا!
(بال جبریل:ص:۱۱۷)

ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری!　ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی
(بال جبریل: ص:۱۱۸)

مندرجہ بالا دونوں اشعار سورہ الکہف کی آیت نمبر ۷۹ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس میں ایک غاصب بادشاہ کا ذکر ہے جو ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا ہے عام بادشاہوں کا یہی حال ہے جو دوسروں کے مال کی بدولت بادشاہ بنتے ہیں

میں نے دکھلایا فرنگی کو ملوکیت کا خواب　میں نے توڑا مسجد و دیر و کلیسا کا فسون
(ارمغان حجاز: ص:۵)

ابلیس کی مجلس شوریٰ میں ابلیس کہتا ہے میں نے یورپ کے حکمرانوں کو (دنیا کے وسائل پر قبضہ کر کے حکومت کی وسعت کا خواب دیکھایا۔ نئے فلسفوں کی بدولت مسجد مندر چرچ یعنی (مذہب) کا زور توڑا۔ فرنگی نے غصب پر زور دے رکھا ہے جیسا کہ آیت نمبر ۷۹ میں غاصب بادشاہ کا ذکر ہے۔

**قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ° اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ° اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا °**　(آیت: ۱۰۵-۱۰۳)

اے محمدؐ، ان سے کہو، کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی و جہد راہ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا۔ اس لیے اُس کے سارے اعمال ضائع ہو گئے، قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔

**مولانا روم:**

همچو آن کر کو همی پنداشتست　کو نکویی کرد و آن برعکس جَست
اس بہرے کی طرح جس نے یقین کیا　کہ اس نے بھلائی کی اور دوسرا اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا
(ص:۱۲۴)(۳۳۸۸/۱)(ت ج ص:۳۴۹/۱)

**اقبالؔ:**

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی　جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، نا پائیدار ہوگا
(بانگ درا: ص:۱۴۱)

آزاد کا ہر لحظہ پیامِ ابدیّت　محکوم کا ہر لحظہ نئی مرگ مفاجات
آزاد کا اندیشہ حقیقت سے منور　محکوم کا اندیشہ گرفتارِ خرافات
محکوم کے حق میں ہے یہی تربیت اچھی　موسیقی و صورت گری و علمِ نباتات!
(ضرب کلیم: ص:۷۸)

خواجگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی باقی　پختہ ہو جاتے ہیں جب خوئے غلامی میں غلام!
(ضرب کلیم: ص:۱۴۳)

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا○
(آیت:۱۰۹)

اے محمدؐ! کہو کہ اگر سمندر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے روشنائی بن جائے تو وہ ختم ہو جائے مگر میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں، بلکہ اتنی ہی روشنائی ہم اور لے آئیں تو وہ بھی کفایت نہ کرے۔

## مولانا روم:

ذرّہ ھا را کی تواند کس شُمرُد — خاصہ آن کو عِشق از وی عقل برد
ذروں کوئی کب گن سکتا ہے — خصوصاً وہ جس کی عقل کو عشق نے ختم کر دیا

مـی شُمارم بَرگھای باغ را — مـی شمارم بانگِ کبک و زاغ را
میں باغ کے پتوں کو گنتا ہوں — میں چکور اور کوے کی آواز کو شمار کرتا ہوں!

در شُمار اندر نیاید، لیک من — مـی شمارم بَهر رُشد مُمتَحَن
وہ گنتی میں نہیں آتے، لیکن میں — مبتلا کی رہنمائی کے لیے گنتا ہوں

(ص:۱۸۳)(۲/۷-۱۷۰۹-۱۷۰۹)(ت ج ص:۱/۳۴۹)

یا قلم را زَهره باشد کہ بَسر — بر نویسد بَر صحایف زان خَبَر
یا قلم کی یہ مجال ہو کہ نوک سے — وہ صحیفوں میں اس کی بابت لکھ دے

(ص:۴۲۲)(۳۷۳۵/۴)(ت ج ص:۳۵۳/۴)

گر شود، بیشہ قلم دریا مِدید — مثنوی را نیست پایانی امید
اگر جنگل قلم اور سمندر روشنائی بن جائے — مثنوی کے ختم کی توقع نہیں ہے

(ص:۵۷۹)(۲۲۵۰/۶)(ت ج ص:۲۲۳/۶)

## اقبالؔ:

محفلِ ہستی میں جب ایسا تنک جلوہ تھا حُسن — پھر تخیّل کس لیے لا انتہا رکھتا ہوں میں

(بانگ درا:ص:۱۲۳)

مولانا نے آیت ۲۸ کو سمجھانے کا انداز مختلف اختیار کیا۔ وہ کہتے ہیں اگر راستہ نہیں جانتا تو بے وقوف کے عمل کے خلاف یا عورت سے مشورہ کر کے اس کے الٹ چل، نفسانی خواہشات کو عزیز نہ رکھ۔ جبکہ اسی بات کو علامہ کہتے ہیں کہ نیک لوگوں کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑ اور اگر غلام میں بصیرت پیدا ہو جائے تو حاکم کی عیاری بھانپ لیتا ہے۔ آیت نمبر ۶۰ کی مناسبت سے اشعار کے ساتھ ہی متن میں اضافے دیئے گئے ہیں۔ اور پھر آیات ۶۵ تا ۸۲ کے متعلقہ علامہ کے اشعار کی کچھ توضیحات جہاں ضروری تھا شعروں کے ذیل میں تحریر کر دی گئیں اور پھر آیت نمبر ۱۰۹ کے ضمن میں مولانا نے خدا کی آیات کو بے شمار ذروں سے تشبیہ دی ہے جبکہ علامہ نے اسے تخیّل کی انتہا پر اختتام کیا۔

## سورہ مریم (۱۹)

اس سورت کا نام آیت ''وَاذكُر فِی الكِتٰبِ مَریَمَ'' سے ماخوذ ہے۔ یہ سورت ہجرت حبشہ سے پہلے نازل ہوئی۔ مہاجرین اسلام نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں یہی سورت تلاوت فرمائی۔ اس سورت کا دوسرا نام کھیعص ہے۔ قرآن مجید کی دسویں سورت جو حروف مقطعہ [= کھیعص: کاف، ھاء، یاء، عین، صاد سے شروع ہوتی ہے۔ ترتیب تلاوت ۱۹ ویں، ترتیب نزول ۴۴ ویں، ۹۸ آیات اور ۹۶۲ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ اس سورت کے مضامین میں سے چند ایک درج ذیل ہیں، (۱) زکریا علیہ السلام کی بڑھاپے میں بیٹے کے لیے دعا، بارگاہ ایزدی سے زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اس بیٹے کی خوشخبری ملی جس کا نام حق تعالیٰ نے ولادت سے پہلے ہی ''یحییٰ'' تجویز کر رکھا تھا۔ (۲) مریم علیہ السلام کا تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خرق عادت طریق سے پیدائش کا ذکر، مریم علیہ السلام کی گود میں حضرت عیسیٰ کا بولنا کہ میں اللہ کا بندہ اور نبی ہوں۔ (۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ کہ انہوں نے کس طرح اپنے باپ کو شرک اور بت پرستی سے روکا اور حضرت ابراہیم کا اپنی قوم کی بداعمالیوں سے تنگ آ کر ہجرت کا ذکر (۴) تمام انبیاء علیہم السلام وہی دین لے کر آئے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔

**مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ o** (آیت:۳۵)

اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔ وہ پاک ذات ہے۔ وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا، اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

**مولانا روم:**

با چنان قادر خدایی کز عَدَم — صد چو عالم هست گردانَد بِدم
ایسے قادر خدا سے جو عدم سے — اس عالم جیسے سو (۱۰۰) عالم ایک دم میں پیدا کر دیتا ہے
(ص:۴۸)(۵۲۲/۱)(ت ج ص:۱/۸۳)

حق قدم بر وی نهد از لا مکان — آنگه او ساکن شود از کُن فَکان
اللہ تعالیٰ اس پر لامکان سے قدم رکھ دے گا — اس وقت وہ ''کن فکان'' سے ساکن ہو جائے گا
(ص:۸۰)(۱۳۸۱/۱)(ت ج ص:۱/۱۶۴)

وَرنَه قادر بود کز کُنْ فَیَکون — صد زمین و چرخ آوردی برون
ورنہ وہ قادر تھا کہ کن فیکون کے ذریعہ — سینکڑوں زمین اور آسمان پیدا کر دیتا
(ص:۳۱۰)(۳۵۰۲/۳)(ت ج ص:۳/۳۳۶)

مُلک زان دادست ما را کُن فَکان — تا نَنالَد خلقْ سوی آسمان
(خدا کی قدرت) کن فکان نے ہمیں ملک اسی لیے دیا ہے — تا کہ مخلوق آسمان کی جانب فریاد نہ کرے
(ص:۳۳۰)(۴۶۴۰/۳)(ت ج ص:۳/۴۳۹)

بـعـد از آن بـر رَو بـر آن امـرود بُـن کـه مَبـدَّل گشـت و سبـز از اَمـرِ کُـن
اس کے بعد اس امرود کے درخت پر چڑھ جا کیونکہ کُن کے حکم سے تبدیل اور سبز ہو گیا ہے
(ص:۴۱۶)(۳۵۷۱/۴)(ت ج ص:۳۳۸/۴)

تَـرك آن کـن کـه درازسـت آن سخـن نهـی گـر دَسـت از درازی اَمـرِ کُـن
اس کو چھوڑ، کیونکہ یہ بات دراز ہے حکم کُن کرنے والے نے درازی سے منع کیا ہے
(ص:۵۴۹)(۶۸۸/۶)(۸۱/۱۶)

حق نـه قـادر بـود بـر خَـلقِ فَلـک؟ در یکـی لـحظـه بـهٔ کُن بی هیچ شک
کیا اللہ تعالیٰ آسمان کے پیدا کرنے پر قادر نہ تھا؟ کُن کے ذریعہ بغیر کسی شک کے ایک لحظہ میں
(ص:۵۵۸)(۱۲۱۶/۶)(ت ج ص:۱۳۱/۶)

بـاز گـفتـی جـان مـادر قبض کُن طِـفـل را بـگـذار تـنهـا ز امـر کُـن
پھر آپ نے فرمایا ماں کی جان قبض کرے ''اَمرِ کُن'' کی وجہ سے بچہ کو تنہا چھوڑ دے
(ص:۶۳۳)(۴۸۰۲/۶)(ت ج ص:۴۶۱/۶)

## اقبالؔ:

صبحِ ازل جو حسن ہوا دلستانِ عشق آوازِ کُن ہوئی تپش آموزِ جانِ عشق
(بانگ درا:ص:۴۵)

اس سورت کی فقط ایک آیت نمبر ۳۵ کو مولانا اور علامہ نے مشترکاً اپنے اشعار میں جگہ دی ہے جس کا مرکزی موضوع ''کن فکاں'' ہے

# سورہ طٰہٰ (۲۰)

قرآن مجید کی گیارھویں سورت جس کا آغاز حروف مقطعی [=طٰہٰ : طا، ھا] سے ہوتا ہے اور یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے۔ اس کا دوسرا نام کلیم ہے جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ (خدا متعال سے ہم کلام ہونے والا) کا لقب ہے۔ ترتیب تلاوت ۲۰ ویں، ترتیب نزول ۴۵ ویں، ۱۳۵ آیات اور ۱۳۴۱ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ یہ امر یقینی ہے کہ اس سورت کا نزول حضرت عمرؓ کے قبول اسلام سے پہلے ہو چکا تھا۔ ان کے قبول اسلام کی مشہور اور معتبر روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کی نیت سے گھر سے نکلے تو راستے میں اپنی بہن فاطمہؓ بنت خطاب کے گھر گئے جہاں وہ اپنے شوہر سعیدؓ بن زید کے ساتھ بیٹھی حضرت خبابؓ بن ارت سے دونوں ایک صحیفہ کی تعلیم حاصل کر رہے تھے جس میں یہی سورت طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اور وہ اسی سورت کی تلاوت سے مائل بہ اسلام ہوئے۔ آپؓ (حضرت عمرؓ) سن ۶ نبوّت میں ایمان لائے۔ اس سورت کے مضامین میں سے چند مختصراً مندرجہ ذیل ہیں۔ سب کے باپ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ جن غذاؤں سے آدمی کا بدن پرورش پاتا ہے وہ بھی مٹی سے نکلتی ہیں اور مرنے کے بعد بھی عام آدمیوں کو مٹی میں مل جانا ہے۔ حضرت موسیٰ کا مفصل قصہ، اُن کے معجزات جادوگروں سے مقابلہ، فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اور ابلیس کا انکار، ہبوط آدم وحوا کا ذکر بھی شامل ہے۔

**قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى o** (آیت:۲۱)

فرمایا ''پکڑ لے اس کو اور ڈر نہیں، ہم اسے پھر ویسا ہی کر دیں گے جیسی یہ تھی۔

## مولانا روم:

چون بقوم خود رسید آن مَجتَبیٰ شِدق او بگرفت باز اوشد عَصا

جب وہ برگزیدہ اپنی قوم میں پہنچے اس کی باچھ پکڑی وہ پھر لاٹھی بن گیا

(ص:۲۵۱)(۱۱۰۶/۳)(ت ج ص:۱۱۳/۳)

## اقبال:

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی اب بھی درختِ طُور سے آتی ہے بانگِ لاتَخَفْ

(بال جبریل:ص:۴۰)

**وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى o** (آیت:۲۲)

اور ذرا اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دبا، چمکتا ہوا نکلے گا بغیر کسی تکلیف کے۔ یہ دُوسری نشانی ہے۔

## مولانا روم:

من بجادویان چه مانم؟ ای جُنُب! که ز جانم نور می گیرد کُتُب

اے نا پاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت؟ کیونکہ خدا کی جانب سے مجھ پر قرآن نازل ہوتا ہے

(ص:۳۸۷)(۳۵۴/۴)(ت ج ص:۲۲۸/۴)

اینک موسی را عصا ثُعبان شود همچو خورشیدی کَفَش رخشان شود
یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی اژدھا بنے ان کی ہتھیلی سورج کی طرح چمکدار بنے
(ص:۴۷۳)(۵/۱۵۳۹)(ت ج ص:۵/۱۶۱)

**اقبالؔ:**

کبھی میں ذوقِ تکلم میں طور پر پہنچا چھپایا نورِ ازل زیرِ آستیں میں نے
(بانگ درا:ص:۸۲)

قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی o (آیت:۶۸)
ہم نے کہا ''مت ڈر، تو ہی غالب رہے گا۔''

**مولانا رومؒ:**

نہ ز دریا ترس نہ از موج و کف چون شنیدی تو خطاب لاتخف
نہ دریا سے ڈر، نہ موج سے، نہ جھاگ سے جب تو نے ''ڈر'' کا خطاب سن لیا
لا تخف دان چونک خوفت داد حق نان فرستد چون فرستادت طبق
جبکہ تجھے اللہ نے خوف دیا تو اپنے آپ کو لاتخف کا مصداق سمجھ وہ روٹی بھیج دے گا جبکہ اس نے تجھے طباق دیا ہے
(ص:۲۴۰)(۳/۴۹۴-۴۹۹۵)(ت ج ص:۲/۵۸)

**اقبالؔ:**

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی اب بھی درختِ طُور سے آتی ہے بانگِ لاتَخَفْ
(بال جبریل:ص:۴۰)

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی o (آیت:۱۲۴)
اور جو میرے ''ذکر'' (درسِ نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔

**مولانا رومؒ:**

نُعْطِ مَن اَعْرَض هُنَا عَن ذِکْرِنا عِیشَةُ ضَنْکًا وَنَجْزِی بالعَمَیٰ
جس شخص نے یہاں ہمارے ذکر سے اعراض کیا ہم اس کو دینگے تنگ زندگی اور (قیامت میں اندھا) اٹھائیں گے
(ص:۲۳۴)(۳/۳۵۴)

**اقبالؔ:**

لبالب شیشۂ تہذیبِ حاضر ہے مے لَا سے مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانۂ اِلَّا
(بال جبریل:ص:۲۴)

تہذیب حاضر اللہ کی منکر ہے صرف لا ہی کہتی ہے اس لیے تباہی کی طرف جا رہی ہے۔

وَ لَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡکَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِہٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡہُمۡ زَہۡرَۃَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا لِنَفۡتِنَہُمۡ فِیۡہِ وَ رِزۡقُ رَبِّکَ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی o　(آیت:۱۳۱)

اور نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو دنیوی زندگی کی اُس شان وشوکت کو جو ہم نے اِن میں سے مختلف قسم کے لوگوں کے دے رکھی ہے ،وہ تو ہم نے انھیں آزمائش میں ڈالنے کے لیے دی ہے،اور تیرے رب کا دیا ہوا رزق حلال ہی بہتر اور پائندہ تر ہے۔

## مولانا روم:

بر دل خود کم نہ اندیشۂ معاش　عیش کم ناید، تو بر درگاہ باش
اپنے دل پر معاش کی فکر کم کر　معاش کم نہ رہے گی تو دربار میں حاضر رہ
(ص:۱۵۶)(۲/۴۵۴)(ت ج ص:۶/۵۶)

## اقبال:

یارب! یہ جہانِ گذراں خوب ہے لیکن　کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہنر مند؟
(بال جبریل:ص:۲۰)

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ　فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ
(بال جبریل:ص:۷۷)

خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ　نہیں ممکن امیری بے فقیری!
(بال جبریل:ص:۸۳)

تجھے گُر فقر و شاہی کا بتا دوں　غریبی میں نگہبانی خودی کی!
(بال جبریل:ص:۸۹)

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش　تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا!
(ارمغانِ حجاز (اردو):ص:۱۶)

اس سورت سے فقط پانچ آیات کو مولانا اور علامہ نے اپنے اپنے کلام میں تلمیحاً جگہ دی۔ ابتدائی تین سورتیں حضرت موسیٰ اور آخری آیت میں رزق حلال کے حصول کو بہتر اور پابند قرار دیا گیا۔

# سورہ الانبیآء (۲۱)

اس سورت میں مسلسل بہت سے انبیاء کا ذکر آیا ہے اس لیے اس کا نام ''الانبیآء'' رکھ دیا گیا۔ یہ نام کسی آیت یا موضوع کی نسبت سے نہیں ہے بلکہ محض پہچاننے کے لیے ایک علامت ہے۔ ترتیب تلاوت ۲۱ ویں، ترتیب نزول ۷۳ ویں، ۱۱۲ آیات اور ۱۱۶۸ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید میں کل ۲۵ پیغمبروں کے نام ہیں جبکہ ان میں سے ۱۶ پیغامبروں کا ذکر اسی سورت میں آیا ہے۔ علاوہ ازیں توحید، حضرت ابراہیمؑ کی بت شکنی کا قصہ اور اُن کے لیے آگ کے ٹھنڈا ہو جانے، قوم لوط کی نافرمانی اور ناشکری، قوم نوحؑ کی غرقابی، حضرت سلیمانؑ کی فرمانروائی، حضرت یونسؑ کا قصہ، قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کے نکلنے کے ذکر کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کو پوری کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا مذکور ہے۔

**كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ وَ نَبۡلُوۡكُمۡ بِالشَّرِّ وَ الۡخَيۡرِ فِتۡنَةً وَ اِلَيۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ۝ (آیت:۳۵)**

ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور ہم اچھے اور بُرے حالات میں ڈال کر تم سب کی آزمائش کر رہے ہیں۔ آخر کار تمہیں ہماری ہی طرف پلٹنا ہے۔

## مولانا روم:

راد مردی چاشتگاهی در رسید — در سرا عدلِ سلیمان در دوید
ایک نیک آزاد شخص دن چڑھے آیا — اور حضرت سلیمان کی عدالت میں دوڑا

رویش از غم زرد و هر دو لب کبود — پس سلیمانؑ گفت: ای خواجه چه بود؟
غم سے اس کا چہرہ زرد اور دونوں ہونٹ نیلے تھے — (حضرت) سلیمانؑ نے پوچھا اے صاحب کیا ہوا؟

گفت: عزرائیلؑ در من این چنین — یک نظر انداخت پُر از خشم و کین
اس نے کہا (حضرت) عزرائیلؑ نے مجھ پر ایسی — ایک نظر ڈالی جو غصہ اور کینہ سے بھری ہوئی تھی

گفت هین اکنون چه می خواهی بخواه — گفت فرما باد را ای جان پناه
انہوں نے کہا اب جو کچھ چاہتا ہے بیان کر — اس نے کہا اے جان پناہ! ہوا کو حکم دیجئے

تا مرا زینجا به هندُستان بَرَد — بوكُ بنده كان طرف شد جان بَرَد
تاکہ مجھے اس جگہ سے ہندوستان لے جائے — ہوسکتا ہے کہ بندہ اس طرف چلا جائے تو جان بچا لے
(ص:۶۹)(۱/۹۵۶-۹۶۰)(ت ج ص:۱/۱۲۳)

پس تُرا هر لحظه مرگ و رجعتیست — مصطفیٰؐ فرمودَ دنیا ساعتیست
پس تیرے لیے ہر لحظہ موت اور واپسی ہے — آنحضور ﷺ نے فرمایا دنیا ایک پل ہے
(ص:۷۲)(۱/۱۱۴۲)(ت ج ص:۱/۱۴۱)

چونک صانع خواست ایجادِ بَشَر — از برای اِبتِلای خَیر و شَر
جب بنانے والے نے انسان کی پیدائش چاہی — خیر اور شر میں آزمانے کے لیے
(ص:۴۷۳)(۵/۱۵۵۷)(ت ج ص:۵/۱۲۳)

**اقبالؔ:**

ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمۂ گل!　　یہی ہے فصلِ بہاری؟ یہی ہے بادِ مُراد؟
(بال جبریل:ص:۸)

میری بساط کیا ہے؟ تب و تابِ یک نفس!　　شعلہ سے بے محل ہے الجھنا شرار کا
(بال جبریل:ص:۹)

**قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ o قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ o وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ o** (آیت:۶۸-۷۰)

انہوں نے کہا ’’جلا ڈالو اس کو اور حمایت کرو اپنے خداؤں کی اگر تمہیں کچھ کرنا ہے۔‘‘ ہم نے کہا: ’’اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیمؑ پر۔‘‘ وہ چاہتے تھے کہ ابراہیمؑ کے ساتھ برائی کریں۔ مگر ہم نے ان کو بُری طرح ناکام کر دیا۔

**مولانا رومؒ:**

ضدّ ابراہیمؑ گشت و خَصم او　　وآن دو لشکر کین گزار و جنگ جُو
وہ (حضرت) ابراہیمؑ کی ضد اور دشمن ہوا　　اور وہ دونوں لشکر کینہ کش اور جنگجو رہے
چون درازیِ جنگ آمد نا خوشش　　فَیصَلِ آن هر دو آمد آتشش
جب اس کو جنگ کا طول ناگوار ہوا　　ان دونوں کا فیصلہ کرنے والی اس کی آگ آ گئی
(ص:۵۷۶)(۶/۲۱۶۲-۲۱۶۳)(ت ج ص:۶/۲۱۵)

پروَرَد در آتش ابراهیمؑ را　　ایمنیّ روح سازد بیم را
حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پال دیتا ہے　　اور خوف کو روح کے اطمینان کا ذریعہ بنا دیتا ہے
(ص:۵۱)(۱/۵۴۷)(ت ج ص:۱/۸۵)

اندر آ! اسرارِ ابراهیمؑ بین　　کو در آتش یافت سُرو و یاسمینۃ
اندر آ! حضرت ابراہیمؑ کے راز دیکھ　　کہ اس نے آگ میں سرو اور چنبیلی کے پھول پائے
(ص:۶۳)(۱/۷۹۰)(ت ج ص:۱/۱۰۸)

آتش ابراهیمؑ را دندان نَزَد　　چون گزیدۂ حق بود چونش گزَد
آگ نے حضرت ابراہیمؑ کو تکلیف نہیں پہونچائی　　جبکہ اللہ کا برگزیدہ ہو وہ کس طرح گزند پہونچائے
(ص:۶۵)(۱/۸۶۱)(ت ج ص:۱/۱۱۴)

آتش ابراهیمؑ را نه قلعه بود　　تا برآورد از دلِ نمرود دود
کیا آگ حضرت ابراہیمؑ کے لیے قلعہ نہیں بنی؟　　یہانتک کہ نمرود کے دل سے دھواں اٹھا دیا
(ص:۹۱)(۱/۱۸۴۳)(ت ج ص:۱/۲۰۴)

جانِ ابراهیمؑ از آن انوار زَفت　　بی حَذَر در شعله های نار رفت
انہی عالیقدر نوروں کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کی جان　　بلا جھجک آگ کے شعلوں میں گھس گئی
(ص:۱۶۵)(۲/۹۱۴)(ت ج ص:۲/۹۵)

جانِ ابراہیمؑ باید، تا بنور　　بیند اندر نار فِردَوس و قُصور
حضرت ابراہیمؑ کی جان چاہیے تاکہ نور کے ذریعہ　　آگ میں جنّات اور محلّات دیکھ لے
(ص:۱۷۸)(۲/۱۵۵۸)(ت ج ص:۲/۱۵۶)

بَحر را گویم کہ هین! پُر نار شَو　　گویم آتش را کہ رَو گلزار شَو
میں سمندر سے کہہ دوں کہ ہاں آگ سے بھر جا　　میں آگ سے کہہ دوں کہ جا گلشن بن جا
(ص:۱۸۱)(۲/۱۶۲۹)(ت ج ص:۲/۱۶۲)

چونکِ مَوصوفی با وصافِ جَلیل　　ز آتش امراض بگذر، چُونِ خلیل
چونکہ تو بڑے وصفوں سے موصوف ہے　　حضرت خلیلؑ کی طرح نمرود کی آگ سے گذر جا
گردد آتش بر تو هم بَرد و سلام　　ای عَناصِر مَر مِزاجت را غلام
آگ بھی تجھ پر سلامتی اور ٹھنڈک بن جائے گی　　اے وہ کہ عناصر (اربعہ) تیرے غلام ہیں
(ص:۲۲۶)(۳/۹ـ۱۰)(ت ج ص:۴/۳۵۳)

عِصمت یا نارُ کُونی بَارِداً　　لا تکُونَ النّارُ حَرّاً شارِداً
''اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا'' کی حفاظت کی وجہ سے　　آگ گرم اور سرکش نہ ہوگی
(ص:۲۴۵)(۳/۹۵۴)(ت ج ص:۳/۹۹)

ماہ با احمد اِشارَت بین شود　　نار، ابراهیمؑ را نسرین شود
چاند حضرت احمدؐ کے اشارے کو دیکھنے والا بن جاتا ہے　　آگ حضرت ابراہیمؑ کے لیے نسرین بن جاتی ہے
(ص:۲۴۸)(۳/۱۰۱۶)(ت ج ص:۳/۱۰۵)

چاه شد بَر وَی بدان بانگ جَلیل　　گلشن و بَزمی، چو آتش بَر خلیلؑ
اس عظیم آواز سے ان پر کنواں بن گیا　　گلشن اور محفل، جیسا کہ خلیلؑ پر آگ
(ص:۲۷۶)(۳/۲۳۴۳)(ت ج ص:۳/۲۲۸)

آتش آن را رام چون خَلخال شُد　　بحر آن را رام، شُد حَمّال شُد
ان کے لیے آگ پازیب کی طرح فرمانبردار بنی　　سمندر، بوجھ اٹھانے والے کی طرح ان کا فرمانبردار
(ص:۳۰۰)(۳/۳۱۰۳)(ت ج ص:۳/۲۹۹)

[۴]چون خلیلِ حق اگر فرزانہ ای　　آتش آبِ تُست و تو پَروانہ ای
اگر تو اللہ کے خلیلؑ کی طرح عقلمند ہے　　آگ تیرا پانی ہے اور تو پروانہ ہے
(ص:۴۴۱)(۵/۴۳۸)(ت ج ص:۵/۵۴)

نعرۂ یا نارُ کُونی بارِدا　　عصمتِ جانِ تو گشت ای مُقتَدا
''اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا'' کا نعرہ　　اے مقتدا! آپ کی جان کی حفاظت بن گیا ہے
(ص:۵۷۲)(۶/۲۰۱۲)(ت ج ص:۶/۲۰۲)

با خلیل آتش گُل و ریحان و وَرد　　باز بر نَمرودیان مَرگست و دَرد
آگ حضرت خلیلؑ پر خوشبودار بوٹا اور گلاب کا پھول ہے　　اور نمرودوں کے لیے موت اور درد ہے
(ص:۶۲۱)(۶/۴۲۹۳)(ت ج ص:۶/۴۱۲)

آن یھودی شد سیہ رُو و خَجِل ۔۔۔ شد پشیمان زین سبب بیمارِ دِل

وہ یہودی سیہ رو اور شرمندہ ہوگیا ۔۔۔ دل کا بیمار، اس وجہ سے پشیمان ہو گیا

(ص:۶۴)(۱/۸۰۷)(ت ج ص:۱/۱۱۰)

زان بُوَد جنس بَشَر پیغامبرانؑ ۔۔۔ تا بجِنسیّت رھند از ناودان

اس لیے پیغمبر انسان کی جنس سے ہوتے ہیں ۔۔۔ تاکہ جنسیت کہ وجہ سے پر نالہ سے نجات پا جائیں

(ص:۳۹۴)(۴/۲۶۷۰)(ت ج ص:۴/۲۵۷)

## اقبالؔ:

بے خطر کُود پڑا آتشِ نمرُود میں عشق ۔۔۔ عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

(بانگ درا:ص:۲۷۸)

رقابت علم و عرفان میں غلط بینی ہے منبر کی ۔۔۔ کہ وہ حلاّج کی سولی کو سمجھا ہے رقیب اپنا

(بال جبریل:ص:۸۱)

یقیں مثلِ خلیلؑ آتش نشینی! یقین اللہ مستی ، خود گزینی!

(ضرب کلیم:ص:۱۷۲)

**وَ لَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ o** (آیت:۱۰۵)

اور زبور میں ہم نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔اس میں ایک بڑی خبر ہے عبادت گزار لوگوں کے لیے۔''

## مولانا رومؒ:

بندۂ خود خواند احمدؐ در رَشاد ۔۔۔ جملہ عالم را بخوان قُل یا عِبَاد

قرآن میں احمدؐ نے (جہان کو) اپنا بندہ کہہ کر پکارا ہے ۔۔۔ تمام جہان کو ''قل یا عِباد'' پڑھ لے

(ص:۱۰۳)(۱/۲۴۹۸)(ت ج ص:۴/۳۵۳)

این دَم او راخوان و باقی را بمان ۔۔۔ تا تو باشی وارثِ مُلکِ جھان

اس وقت اس کو پکار اور باقی کو چھوڑ دو ۔۔۔ تاکہ تو دنیا کی سلطنت کا مالک بن جائے

(ص:۴۷۰)(۵/۱۵۰۰)(ت ج ص:۵/۱۵۷)

## اقبالؔ:

عالم ہے فقط مومنِ جانباز کی میراث ۔۔۔ مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے!

(بال جبریل:ص:۳۴)

جہاں تمام ہے میراث مردِ مومن کی ۔۔۔ مِرے کلام پہ حُجت ہے نکتۂ لولاک!

(بال جبریل:ص:۶۷)

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے ترِی پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تیری تری آنکھوں میں بے باکی نہیں ہے
(بال جبریل:ص:۸۲)

**وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ o** (آیت:۱۰۷)

اے محمد ﷺ، ہم نے جو تم کو بھیجا ہے تو یہ دراصل دنیا والون کے حق میں ہماری رحمت ہے۔

## مولانا روم:

جملہ دانایان همین گفتہ، همین هست دانا رَحمَةً لِلعَالمین
سب سمجھداروں نے یہی کہا ہے کہ عقلمند دونوں جہان کے لیے رحمت ہے
(ص:۵۸)(۱/ ۱۷ے)(ت ج ص:۱/ ۱۰۰)

زان بیاورد اَولیا را بر زمین تاکُنَد شان رحمَةً لِلعٰالمِین
اس لیے اللہ تعالیٰ نے زمین پر اولیا لائے تاکہ اُن کو جہان والوں کے لیے رحمت بنائے
(ص:۲۴۵)(۳/ ۱۸۰۵)(ت ج ص:۳/ ۱۸۰)

رَحمتِ عالم همی گویند و او عالَمی را می بُرد حَلق و گلو
اس کو رحمتِ عالم کہتے ہیں، اور وہ ایک جہاں کا گلا اور حلق کاٹتا ہے
(ص:۳۲۷)(۳/ ۴۴۸۰)(ت ج ص:۳/ ۴۲۵)

تا کہ نورش کامل آمد در زمین تاجران را رَحمَةً لِلعَالَمِین
یہاں تک کہ اس کی مکمل روشنی زمین پر آتی ہے تاجروں کے لیے رحمت للعالمین بن کر
(ص:۳۳۸)(۴/ ۲۴)(ت ج ص:۴/ ۱۵)

کہ چنین کردست مهمانَت ببین خنده ای زد رَحمَةً لِلعَالَمین
کہ دیکھیے آپ کے مہمان نے ایسا کیا ہے جہانوں کی رحمت مسکرا دیئے
(ص:۴۳۱)(۵/ ۱۰۸)(ت ج ص:۵/ ۲۴)

## اقبالؔ:

تجھ میں راحت اُس شہنشاہ معظمؐ کو ملی جس کے دامن میں اماں اقوامِ عالم کو ملی
(بانگ درا:ص:۱۴۶)

فرشتے بزم رسالت میں لے گئے مجھ کو حضورِ آیۂ رحمتؐ میں لے گئے مجھ کو
(بانگ درا:ص:۱۹۷)

خودی کی جلوتوں میں مصطفائیؐ خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش خودی کی زد میں ہے ساری خدائی
(بال جبریل:ص:۸۳)

سرخ و کبود بدلیاں چھوڑ گیا سحابِ شب! کوہِ اِضم کو دے گیا رنگ برنگ طیلساں!
گرد سے پاک ہے ہوا، برگِ نخیل دُھل گئے ریگِ نواحِ کاظمہ نرم ہے مثلِ پرنیاں!
(بال جبریل: ص:۱۱۱)

ابتدا میں ذکر ہے حیات وممات کا، کہ ہر ذی روح کو آخر کار موت کا مزہ چکھنا ہوگا۔مولانا نے ایک طویل حکایت کی طرف اشارہ کیا جو حضرت سلیمان کے دربار فلسطین میں حضرت عزرائیل کا ایک ایسے شخص کو دیکھ کر حیران رہ جانا جس کی روح قبض کرنے کے لیے عزرائیل کو ہندوستان میں جانا تھا اور پھر اس شخص کا مشیت ایزدی سے ہندوستان پہنچنا اور روح کا قبض ہونا......جبکہ علامہ نے زندگی کو چمن میں پھول کی چند روزہ تروتازگی بیان کیا ہے۔آیات ۶۸ تا ۷۰ مولانا نے مختلف دفاتر میں ۲۰ مقامات پر ان آیات کو اشعار میں بیان کیا جبکہ علامہ نے دو اشعار میں اس آیت کی شرح اس طرح بیان کیا کہ عقل انسانی، دنیوی علوم جو انسان کو سوچ تک محدود اور عمل سے دور کردیں بے کار ہیں جبکہ عشق الٰہی جان نثاری کا درس دیتا ہے اور جان نثاری کے لیے حضرت ابراہیمؑ جیسا یقین ہونا چاہیے اللہ کے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے۔ایسے جن کے خیالات افلاکی اور شاہین صفات ہوں گے اور آخر میں جو رباعی ہے وہ جناب امام شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن حسن البوصیری (متوفی ۶۹۴ھ بمطابق ۱۲۹۶ء) کے مشہور زمانہ قصیدہ بردہ شریف کے ابتدائی دو اشعار کا ترجمہ ہے۔

# سورہ الحج (۲۲)

اس سورت کی (۲۵ تا ۳۷) ۱۲ آیات میں احکام حج کی طرف اشارہ اور خصوصاً ۲۷ ویں آیت "وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ" میں مسلمانوں کے لیے حج کی عام اجازت کا اعلان وجہ تسمیہ ہے۔ اس کا ایک حصہ مکی دور کے آخر میں اور دوسرا حصہ مدنی دور کے آغاز میں نازل ہوا ہے۔ اس لیے دونوں ادوار کی خصوصیات اس میں جمع ہوگئی ہیں۔ ترتیب تلاوت ۲۲ ویں، ترتیب نزول ۱۰۳ ویں، ۷۸ آیات اور ۱۲۹۱ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ اس کی ۱۸ ویں اور ۷۷ ویں آیات پر سجدہ مستحب ہے۔ اس سورت میں دو سجدوں کے باعث اس سورت کو قرآن کی باقی سبھی سورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اس میں چند فقہی احکامات ہیں مثلاً حج کے واجبات، حج میں قربانی، حیوانات کے گوشت کے حلال وحرام کے بیان کے علاوہ حج میں ایمان لانے کے باوجود لوگ شک، تردید اور تذبذب کی کیفیت میں مبتلا تھے اور اس صورت میں مشرکین مکہ، مذبذب اور متردد مسلمان اور مومنین صادقین تینوں طبقوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔

**ذٰلِکَ وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ o**　(آیت: ۳۲)

یہ ہے اصل معاملہ (اسے سمجھ لو)، اور جو اللہ کے مقرر کردہ شعائر کا احترام کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

**مولانا روم:**

عاشق آیینہ باشد روی خوب　صیقلِ جان آمد و تَقَویٰ القُلُوب

خوبصورت چہرہ ہی آئینہ کا عاشق ہوتا ہے　روح کی چمک دلوں کی تقویت سے حاصل ہوتی ہے

(ص:۱۱۹)(۱/۳۱۵۸)(ت ج ص:۱/۳۲۹)

کی سیہ گردد ز آتش روی خوب　کو نهد گلگونه از تَقَوی القُلوب

خوبصورت چہرہ آگ سے کب سیاہ ہوتا ہے　اس لیے کہ اس نے دلوں کی پرہیزگاری کا غازہ لگا لیا ہے

(ص:۱۳۵)(۱/۳۷۰۸)(ت ج ص:۱/۳۷۷)

غفلت و نسیانِ بَد آموخته　زآتش تعظیم گردد سُوخته

سیکھی ہوئی بُری غفلت اور بھول　تعظیم کی آگ سے جل جاتی ہے

(ص:۵۲۴)(۵/۴۱۰۱)(ت ج ص:۵/۴۱۱)

**اقبالؔ:**

عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم　عشق سے مٹی کی تصویروں میں سوزِ دَمبدم

(بال جبریل: ص:۳۲)

دل سوز سے خالی ہے، نگہ پاک نہیں ہے　پھر اس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے!

(بال جبریل: ص:۳۳)

اگر ہو عشق، تو ہے کفر بھی مسلمانی　نہ ہو، تو مردِ مسلماں بھی کافر و زندیق

(بال جبریل: ص:۳۵)

ناصبوری ہے زندگی دل کی! آہ! وہ دل کہ ناصبور نہیں
(بال جبریل:ص:۴۳)

حدِ ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے، دُوری!
(بال جبریل:ص:۶۰)

عشق ہے اصلِ حیات، موت ہے اُس پر حرام تند و سبک سیر ہے گرچہ زمانے کی رَو
(بال جبریل:ص:۹۴)

جوہر زندگی ہے عشق، جوہرِ عشق ہے خودی آہ کہ ہے یہ تیغِ تیز پردگیٔ نیام ابھی!
(بال جبریل:۱۰۹)

صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق صبرِ حسینؓ بھی ہے عشق! معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق!
(بال جبریل:ص:۱۱۲)

تو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست! دل فرازِ عرش باشد نے بہ پست!
تو کہتا ہے میرے بھی دل ہے دل عرش کی بلندی پر ہوتا ہے نہ کہ پستی میں
(بال جبریل:ص:۱۴۱)(مثنوی:۳/۲۲۴۶)(ت ج ص:۳/۲۱۹)

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر نیا زمانہ، نئے صبح و شام پیدا کر
(بال جبریل:ص:۱۴۷)

**اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَتَکُوۡنَ لَہُمۡ قُلُوۡبٌ یَّعۡقِلُوۡنَ بِہَاۤ اَوۡ اٰذَانٌ یَّسۡمَعُوۡنَ بِہَا ۚ فَاِنَّہَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَ لٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ ﴿۴۶﴾** (آیت:۴۶)

کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے اور اِن کے کان سُننے والے ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

**مولانا رومؒ:**

بانگ دَر محسوس و دَر از حِس برون تُبصِرون این بانگ و دَر لا تُبصِرون
تم اس آواز کو دیکھتے ہو اور دروازہ اس حِس سے خارج ہے تم اس آواز کو دیکھتے ہو اور دروازے کو نہیں دیکھتے
(ص:۶۰۸)(۶/۳۴۸۵)(ت ج ص:۶/۳۳۳)

**اقبالؒ:**

صحبت پیر روم سے مجھ پہ ہوا یہ راز فاش لاکھ حکیم سر بجیب، ایک کلیم سر بہ کف!
(بال جبریل:ص:۳۹)

عقل گو آستاں سے دور نہیں اُس کی تقدیر میں حضور نہیں
(بال جبریل:ص:۴۳)

**یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسۡتَمِعُوۡا لَہٗ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ لَنۡ یَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَہٗ ؕ وَ اِنۡ یَّسۡلُبۡہُمُ الذُّبَابُ شَیۡـًٔا لَّا یَسۡتَنۡقِذُوۡہُ مِنۡہُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الۡمَطۡلُوۡبُ ﴿۷۳﴾** (آیت:۷۳)

لوگو، ایک مثال دی جاتی ہے، غور سے سُنو۔ جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اُسے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور۔

**مولانا روم:**

چند دعویٰ و دَم و بادِ بروت　ای تورا خانه چو بَیتُ العَنکَبُوت
یہ جھگڑے فریب اور مونچھوں کا تاؤ کب تک؟　جبکہ تیرا گھر مکڑی کے جالے کی طرح ہے
(ص:۱۰۱)(۲۳۲۰/۱)(ت ج ص:۲۵۰/۱)

آن مَثَل آوردنِ آن حَضرتَست　که بعلم سِرّ و جَهر او آیتست
مثال دنیا اس دربار کا (حق) ہے　کہ جس کا غیب اور شہادت کا علم واضح ہے
(ص:۲۸۷)(۲۷۸۷/۳)(ت ج ص:۲۶۸/۳)

**اقبالؔ:**

بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی　مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟
(بال جبریل:ص:۴۸)

وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ۝

(آیت:۷۸)

اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اُس نے تمہیں اپنے کام کے لیے چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیمؑ کی مِلّت پر۔ اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام ''مسلم'' رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا یہی نام ہے)۔ تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔ پس نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو۔ اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہ ہے تمہارا مولیٰ، بہت ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور بہت ہی اچھا اور مددگار ہے۔

**مولانا روم:**

گفت تأئیدِ خدا بُد ای مَهان　ورنه خرگوشی که باشد در جهان؟
اس نے کہا اے بزرگو خدا کی تائید تھی　ورنہ خرگوش دنیا میں کیا چیز ہے؟
قُوّتَم بخشید و دل را نور داد　نور دل مَر دست و پا را زور داد
اس نے مجھے قوت عطا فرمائی اور دل کو نور دیا　دل کے نور نے ہاتھ اور پاؤں کو طاقت دے دی
(ص:۷۹)(۱۳۶۵/۱ـ۱۳۶۶)(ت ج ص:۱۶۲/۱)

## اقبالؔ:

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں، تم بھی نہیں جذبِ باہم جو نہیں، محفلِ انجم بھی نہیں
(بانگ درا:ص:۲۰۱)

تری نسبت براہیمی ہے معمارِ جہاں تُو ہے! تری فطرت امین ہے ممکناتِ زندگانی کی
(بانگ درا:ص:۲۶۹)

مرے خاک وخوں سے تُو نے یہ جہاں کیا ہے پیدا صلۂ شہید کیا ہے؟ تب و تابِ جاودانہ!
(بال جبریل:ص:۱۵)

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستان حرم نہایت اس کی حسینؑ، ابتدا ہے اسماعیلؑ
(بال جبریل:ص:۶۳)

دے ولولۂ شوق جسے لذتِ پرواز کر سکتا ہے وہ ذرّہ مہ و مہر کو تاراج!
ناوک ہے مسلماں! ہدف اس کا ثریّا ہے سرِّ سرا پردۂ جاں نکتۂ معراج!
(ضرب کلیم:ص:۱۷)

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا غوّاص کو مطلب ہے صدف سے کہ گُہر سے؟
(ضرب کلیم:ص:۴۲)

آیت ۳۲، جن دلوں میں تقویٰ (عشق الٰہی) ہوگا وہی اللہ کے شعائر (فرائض اور نشانیوں) کا احترام کرتے ہیں مولانا نے (۳) اور علامہ نے (۹) مختلف اشعار میں اس آیت کو اشارتاً بیان کیا ہے۔ علامہ کہتے ہیں کہ مولانا کے کلام کے مطالعہ سے مجھ پر یہ راز فاش ہوا کہ وہ لاتعداد فلسفی جن کی تعلیمات میں فقط سوچنا سکھائے وہ ایک باعمل کلیم جو عشق سکھائے اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں علامہ کے بقول عقل محبوب کے آستانے پر تو لے جاتی ہے لیکن محبوب تک پہنچنے کے لیے عشق درکار ہے۔

# سورہ المومنون (۲۳)

اس سورت کا نام پہلی آیت "قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُومنونَ" سے ماخوذ ہے۔ اتباع رسولؐ کی دعوت اس کا مرکزی مضمون ہے۔ ترتیب تلاوت ۲۳ ویں، ترتیب نزول ۷۴ ویں، ۱۱۸ آیات اور ۱۸۴۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ اس میں اطاعت رسولؐ کے علاوہ مومنوں کے اوصاف، انسان کی خلقت، موت اور اس کے بعد اٹھائے جانا، بارش کا برسنا اور اس کے آثار و فوائد، حضرت نوحؑ اور اس کی قوم کا قصہ اور حضرت موسیٰؑ کی داستان شامل ہے۔

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنسَانَ مِنۡ سُلاَلَةٍ مِّنۡ طِينٍ ۝ (آیت:۱۲)

ہم نے انسان کو مٹی کے ست (نچوڑ) سے بنایا۔

**مولانا روم:**

جسم خاکت را ازینجا بافتند     نور پاکت را درینجا یافتند
تیرے خاکی جسمکو اس جگہ شکل دی گئی     اور تیرے پاک نور کا اس جگہ حصول ہوا
(ص:۱۰۸)(۱/۲۶۶۶)(ت ج ص:۱/۲۸۳)

آب را و خاك را برهم زدی     ز آب و گِل نقشِ تنِ آدم زدی
تو نے پانی اور مٹی کو ملا دیا     پانی اور مٹی سے آدمؑ کی صورت بنا دی
(ص:۱۶۰)(۲/۶۹۶)(ت ج ص:۲/۷۷)

آمده اوّل باِقلِیم جَماد     وَز جمادی در نباتی اُو فتاد
پہلے وہ (روح) بے جان جماد کی اقلیم (بے جان خطے) میں آئی     اور جمادی اقلیم (بے جان خطے سے) نباتی اقلیم میں آئی
(ص:۴۲۰)(۴/۳۶۳۹)(ت ج ص:۴/۳۴۴)

جرعه ای چون ریخت ساقیِّ أَلَست     بر سرِ این شوره خاكِ زیردست
الست کے ساقی نے جب ایک گھونٹ بہایا     اس نچلی (پوشیدہ) بنجر زمین پر
(ص:۴۴۰)(۵/۳۹۰)(ت ج ص:۵/۵۰)

رنگ طین پیدا و نور دین نهان     هر پیمبر این چنین بُد در جهان
مٹی کا رنگ ظاہر ہے اور دین کا نور چھپا ہوا     دنیا میں ہر پیغمبر اس طرح ہوا ہے
(ص:۵۵۸)(۶/۱۱۳۹)(ت ج ص:۶/۱۲۳)

هم ز خاکی بَخیه بر گِل می زند     جمله را هم باز خاکی می کُند
(خالقِ متعال) خاک ہی سے مٹی بخیہ کرتا ہے     اور پھر سب کو خاک کر دیتا ہے
(ص:۶۳۱)(۶/۴۷۰۷)(ت ج ص:۶/۴۵۱)

**اقبالؒ:**

آفرینش میں سراپا نور تو، ظلمت ہوں میں اس سیہ روزی پہ لیکن تیرا ہم قسمت ہوں میں

(بانگ درا: ص: ۷۹)

اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ o (آیت: ۳۷)

زندگی کچھ نہیں ہے مگر بس یہی دنیا کی زندگی، یہیں ہم کو مرنا اور جینا ہے اور ہم ہرگز اُٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔

**مولانا رومؒ:**

مُنکران گویند خود هست این قدیم این چرا بندیم بر ربّ کریم

منکر کہتے ہیں! یہ قدیم ہیں اس کا تعلق رب کریم سے کیوں باندھیں؟

(ص: ۹۶) (۲۰۲۴/۱) (ت ج ص: ۲۲۱/۱)

**اقبالؒ:**

تری نجات غمِ مرگ سے نہیں ممکن کہ تُو خودی کو سمجھتا ہے پیکرِ خاکی!

(ضربِ کلیم: ص: ۱۱)

مولانا اور علامہ کے کلام میں اس سورت کے ذیل میں بارھویں آیت کا اشتراک ہے جس کا نچوڑ یہ ہے کہ تمام جمادات اور نباتات کو پانی اور مٹی سے پیدا کیا اور مٹی میں ہی واپس چلی جائیں گی۔ اس سورت کی آیت نمبر ۳۷ بھی دونوں کے کلام میں مناسبت کی حامل ہے۔ مولانا اس کی یوں شرح کرتے ہیں۔

منکرین کہتے ہیں کہ یہ تحول و تبدل قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے۔ یعنی زندگی اور طبیعت کا فنا بہار اور خزاں کے اثرات سے ہے جبکہ موسم گردش افلاک سے وجود میں آتے ہیں تو پھر ہمیں کس وجہ سے ان سب کو خدا سے نسبت دیں؟ اور علامہ کہتے ہیں کہ مرجانے یا مرجانے کے غم سے چھٹکارہ ممکن نہیں۔

# سورہ النور (۲۴)

اس سورت میں قرآن مجید کی خوبصورت ترین اور عمیق ترین آیات میں سے ایک آیۂ نور "اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" ۳۵ ویں آیت کے علاوہ ۶ مرتبہ لفظ نور استعمال ہوا اور یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے۔ ترتیب تلاوت ۲۴ ویں، ترتیب نزول ۱۰۲ ویں، ۶۴ آیات اور ۱۳۱۶ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ اس سورت میں بہت سے فقہی مسائل میں جملہ، حدِ زناء، زنا کے ثبوت کے لیے چار گواہوں کی شہادت کی ضرورت، واقعہ افک، عورتوں کے لیے پردے کا لازمی قرار پانا، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر ناشایستہ تہمت اور ان کی پاکیزہ دامنی کا بیان ہے، ازواج مطہرات کے لیے پردے کے احکام اور غیر مردوں سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہو تو دھیما لہجہ اختیار کرنے کا حکم، رسولؐ خدا کے گھر غیر مردوں کی آمد و رفت پر امتناع، غیر محرم مردوں اور محرم مردوں کے درمیان فرق، مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف بہتان طرازی غیبت اور دوسرے اخلاقی الزامات لگانے پر امتناع، جھوٹی تہمت کی سزا، بدکردار مردوں اور عورتوں سے معاشرتی مقاطعہ جیسے احکامات اس سورت کے اہم موضوعات ہیں۔

**اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ الزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝** (آیت: ۳۵)

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ (کائنات میں) اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو، چراغ ایک فانوس میں ہو، فانوس کا حال یہ ہو کہ جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا، اور وہ چراغ زیتوں کے ایک ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ شرقی ہو نہ غربی، جس کا تیل آپ ہی آپ بھڑکا پڑتا ہو چاہے آگ اس کو نہ لگے، (اس طرح) روشنی پر روشنی (بڑھنے کے تمام اسباب جمع ہو گئے ہوں)۔ اللہ اپنے نور کی طرف جس کی چاہتا ہے رہنمائی فرماتا ہے، وہ لوگوں کو مثالوں سے بات سمجھاتا ہے، وہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔

**مولانا روم:**

او چو جانست و جهان چون کالبد | کالبد از جان پذیرد نیک و بد
وہ جان کی طرح ہے اور دنیا جسم کی طرح | جسم، جان سے نیکی اور بدی قبول کرتا ہے

(ص:۸۹)(۱/۱۷۶۵)(ت ج ص:۱/۱۹۸)

بو قلاووزست و رهبر مر ترا | می برد تا خُلد و کوثر مر ترا
خوشبو تیری رہنما اور رہبر ہے | تجھے جنت اور کوثر تک لے جائے گی

(ص:۹۲)(۱/۱۹۰۴)(ت ج ص:۱/۱۹۸)

وانکه زین قندیل کم مِشکات ماست    نور را در مرتبه ترتیبهاست
اور جو اس قندیل سے کم (درجہ کا) ہے وہ ہمارا طاقچہ ہے    مرتبہ میں نور کی ترتیبیں ہیں
(ص:۱۶۳)(۲/۸۲۱)(ت ج ص:۱/۸۸)

حقِّ آن نور و حقِ نورانیان    کاندر آن بحرند همچون ماهیان
قسم ہے اس حق کی اور قسم ہے اُن نور والوں کی    جو اس (نور کے) سمندر میں مچھلیوں کی طرح ہیں
(ص:۱۶۷)(۲/۹۳۴)(ت ج ص:۲/۹۹)

مشرق خورشید برج قیرگون    آفتاب ما ز مشرقها برون
سورج کی مشرق (تارکول جیسی) سیاہ برج ہے    ہمارا سورج مشرقوں سے بلند ہے
(ص:۱۷۰)(۲/۱۱۰۸)(ت ج ص:۲/۱۱۴)

نور حِس را نورِ حق تزیین بُوَد    معنیِ نورٌ علٰی نور این بُوَد
حِسّی نور کے لیے اللہ کا نور زینت ہے    نور بالائے نور کے یہی معنی ہیں
(ص:۱۷۲)(۲/۱۲۹۴)(ت ج ص:۲/۱۳۲)

نور های چرخ ببریده پَیست    آن چولا شرقیّ ولا غربی کَیست؟
آسمان کے نوروں کے پیر کٹے ہوئے ہیں    وہ لاشرقی اور لا مشرقی کی طرح کب ہیں؟
(ص:۱۷۷)(۲/۱۵۴۵)(ت ج ص:۲/۱۵۵)

گوشۂ بی گوشۂ دل شه رَهیست    تاب لا شرقیّ و لا غرب از مَهیست
دل کی بے گوشہ خلوت گاہ ایک عظیم شاہراہ ہے    نہ مشرقی ہے نہ مغربی کی روشنی ایک عظیم چاند کی جانب سے ہے
(ص:۲۵۲)(۳/۱۱۳۸)(ت ج ص:۳/۱۱۶)

یا نمی دانی که نور آفتاب    عکسِ خورشیدِ برونست از حجاب
یا تو نہیں جانتا کہ سورج کا نور    اس سورج کا عکس ہے جو پردے سے باہر ہے
(ص:۲۷۸)(۳/۲۴۰۷)(ت ج ص:۳/۲۳۳)

چه مه و چه آفتاب و چه فلک    چه عقول و چه نفوس و چه ملک
کیا چاند کے سورج کا سورج ہے    کیا عقلیں اور کیا جانیں اور کیا فرشتے
آفتابِ آفتابِ آفتاب    این چه می گویم مگر هستم به خواب
سورج کے سورج کا سورج ہے    میں یہ کیا کہہ رہا ہوں شاید میں نیند میں ہوں
(ص:۲۸۹)(۳/۲۸۱۳-۲۸۱۴)(ت ج ص:۳/۲۷۲)

ورنه لا عَینٌ رأت چه جایِ باغ    گفت نورِ غیب را یزدان چراغ
ورنہ باغ کے ذکر کا کیا موقع ہے وہ تو ایسا ہے کہ کسی آنکھ نے اس کو نہیں دیکھا ہے    اللہ تعالیٰ نے غیبی نور کو چراغ فرمایا ہے
(ص:۳۰۷)(۳/۳۴۰۷)(ت ج ص:۳/۳۲۷)

شاہِ عادل چون قرینِ او شود      نام آن نورِ علی نور این بود
منصف بادشاہ جب اس کا ساتھی ہو      تو اس کا نام نور علی نور ہو
(ص:۳۶۳)(۴/۱۲۵۱)(ت ج ص:۴/۱۲۷)

بی ز تغییری کہ لا شَرقیّۃُ      بی ز تبدیلی کہ لا غربیَّۃ
(روح) بغیر تغیر کے ہے کیونکہ وہ نہ مشرقی ہے      (وہ) بغیر تبدیلی کے ہے کیونکہ وہ نہ مغربی ہے
(ص:۴۲۴)(۴/۳۷۹۱)(ت ج ص:۴/۳۵۷)

چون نباشد نورِ دلُ دل نیست آن      چون نباشد روحُ جزگِل نیست آنً
جب دل میں نور نہ ہو تو وہ دل نہیں ہے      (اور) جب روح نہ ہو تو مٹی کے سوا کچھ نہیں ہے
(ص:۵۰۵)(۵/۲۸۸۰)(ت ج ص:۵/۲۹۳)

آن زُجاجی کو ندارد نور جان      بول و قار و رہ ست قِندیلش مخوان
وہ شیشہ جو جان کا نور نہیں رکھتا      اس کو قندیل نہ کہہ وہ پیشاب کی شیشی ہے
(ص:۵۰۶)(۵/۲۸۸۱)(ت ج ص:۵/۲۹۳)

زانک لا شرقیست ولا غربیست او      با منجّم روز و شب حربیست او
کیونکہ وہ شرقی ہے نہ غربی ہے      وہ شب و روز مُنجّم سے لڑائی میں ہے
(ص:۵۳۵)(۶/۹۳)(ت ج ص:۶/۲۳)

آنچ طورَش برنتابَد ذَرّہ ای      قدرتش جا سازد از قار ورہ ای
جس کے ذرّے کو طور نہ برداشت کرے      قدرت ایک شیشے میں اس کی جگہ بنا دیتی ہے
گشت مِشکات و زجاجی جای نور      کہ ہمی دَرّد ز نور آن قاف و طور
شیشے والا طاقچہ نور کی جگہ بن گیا      کہ جس کے نور سے کوہ قاف اور طور ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے
(ص:۶۰۱)(۶/۳۰۶۵_۳۰۶۶)(ت ج ص:۶/۲۹۶)

## اقبالؔ:

طلسمِ ظلمتِ شب سورۂ وَ النّور سے توڑا      اندھیرے میں اُڑایا تاجِ زر شمعِ شبستان کا
(بانگ درا:ص:۵۶)

خاص انسان سے کچھ حسن کا احساس نہیں      صورتِ دل ہے یہ ہر چیز کے باطن میں مکیں
(بانگ درا:ص:۱۱۷)

**اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِی سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَہٗ ثُمَّ یَجْعَلُہٗ رُکَامًا فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِہٖ وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْھَا مِنْ بَرَدٍ فَیُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَصْرِفُہٗ عَنْ مَّنْ یَّشَآءُ یَکَادُ سَنَا بَرْقِہٖ یَذْھَبُ بِالْاَبْصَارِ٥** (آیت:۴۳)

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ بادل کو آہستہ آہستہ چلاتا ہے، پھر اس کے ٹکڑوں کو باہم جوڑتا ہے، پھر اسے سمیٹ کر ایک کثیف ابر بنا دیتا ہے، پھر تم دیکھتے ہو کہ اس کے خول میں سے بارش کے قطرے ٹپکتے چلے آتے ہیں۔ اور وہ آسمان سے، اُن پہاڑوں کی بدولت جو اس میں بلند ہیں، اولے برساتا ہے، پھر جسے چاہتا ہے ان کا نقصان پہنچاتا ہے اور جسے چاہتا ہے ان سے بچا لیتا ہے اُس کی بجلی کی چمک نگاہوں کو خیرہ کیے دیتی ہے۔ رات اور دن کا اُلٹ پھیر وہی کر رہا ہے۔ اِس میں ایک سبق ہے آنکھوں والوں کے لیے۔

**مولانا رومؒ:**

آن سنا برقی که بر ارواح تافت　　تا که آدمؑ معرفت زان نور یافت
وہ روشن برق جو روحوں پر چمکی　　یہاں تک کہ (حضرت) آدمؑ نے اس نور سے معرفت حاصل کر لی
(ص:۱۶۴)(۹۱۱/۲)(ت ج ص:۹۵/۲)

تا کجا آنجا که جا را راه نیست　　جز سَنا بَرقِ مَه اللّٰه نیست
وہاں تک ہے جہاں مقام کے لیے راستہ نہیں　　سوائے اللہ تعالیٰ کے چاند کے نور کی چمک نہیں ہے
(ص:۵۷۵)(۲۱۴۸/۶)(ت ج ص:۲۱۴/۶)

**اقبالؔ:**

ہے بلندی سے فلک بوس نشیمن میرا　　ابرِ کہسار ہوں گل پاش ہے دامن میرا
کبھی صحرا، کبھی گلزار ہے مسکن میرا　　شہر و ویرانہ مرا ، بحر مرا ، بن میرا
(بانگ درا:ص:۲۷)

**اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥** (آیت:۵۱)

ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں تا کہ رسولؐ ان کے مقدمے کا فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

**مولانا رومؒ:**

چون قبول حق بُوَد آن مردِ راست　　دست او در کارها دستِ خداست
سچا انسان چونکہ اللہ کا مقبول ہوتا ہے اس لیے　　کاموں میں اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے
(ص:۸۵)(۱۶۱۱/۱)(ت ج ص:۱۱۸۴/۱)

چون گرفتت پیر، هین! تسلیم شو　　همچو موسیٰؑ زیر حکم خِضر رَو
جب (کسی کو) پیر بنا لے، خبردار، سرِ اطاعت رکھ دے　　موسیٰؑ کی طرح حضرت خضرؑ کے حکم کے ماتحت چل
(ص:۱۱۳)(۲۹۷۱/۱)(ت ج ص:۳۱۱/۱)

## اقبالؔ:

ہے وہی شعر و تصوف اس کے حق میں خوب تر جو چھپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات!

(ارمغانِ حجاز (اردو): ص:۱۴)

(جو شعر اور تصوف انسان کو سلا دے اور زندگی (بیداری) سے دور کر دے ابلیس کے نزدیک پسندیدہ ہے)

اس سورت کی آیت نمبر ۳۵ کو مولانا نے ہر چھ دفاتر کے مختلف ۱۹ اشعار میں بطور تلمیح استعمال کیا علامہ کے مشاہدے کے مطابق اس آیت کا ترجمہ درحقیقت ''اللہ نور السموات والارض'' کا مفہوم ہے جبکہ اس سورہ میں بہت سارے شرعی احکامات کا بھی ذکر ہے جو مشترک آیات میں شامل نہیں ہیں۔ آیت ۴۳ کی مناسبت سے بانگ درا میں علامہ کی نظم ابر کوہسار کے کئی شعر مطابقت کرتے ہیں۔ اس نظم کا ایک بند دیا گیا ہے اور پھر آیت ۵۱ کے ضمن میں مولانا نے حضرت موسیٰ اور خضرؑ کی مثال دی جبکہ علامہ کہتے ہیں کہ مسلمان کا شیوہ یہی ہے کہ وہ اپنی تمام باتوں میں خدا اور رسولؐ کی طرف رجوع کرے لیکن ایسی شاعری اور تصوف جو انسان کو سلا دے اور اسے بیداری سے دور کر دے شیطان کو بہت اچھی لگتی ہے۔

# سورہ الفرقان (۲۵)

فرقان کے معنی، حق و باطل کو جدا کرنا، قرآن مجید، تورات، معجزہ، وہ نور جس سے حق و باطل جدا ہو جائے، جنگ بدر کا وہ دن جو حق و باطل میں فیصلہ کر دینے کا دن تھا۔ سورہ کا نام پہلی ہی آیت میں لفظ الفرقان سے ماخوذ ہے۔ اکثر سورتوں کے ناموں کی طرح علامت کے طور پر ہے نہ کہ عنوانِ مضمون کے طور پر تاہم مضمون سورہ کے ساتھ یہ نام قریبی مناسبت رکھتا ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام تبارک بھی ہے۔

ترتیب تلاوت پچیسویں، ترتیب نزولی ۴۲ ویں، ۷۷ آیات اور ۸۹۲ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ اس سورت کے مضامین میں، مجرموں اور بدکرداروں کے انجام، ہر ایک کو اس کے کئے کا پھل ملے گا، ایک نبی کو جھٹلانا سب نبیوں کے جھٹلانے کے مترادف ہے* اُن چودہ سورتوں میں سے آٹھویں سورت ہے جس کی آیت نمبر ۶۰ میں مستحب سجدہ ہے۔

آسمانوں اور زمین کی چھ دن میں تخلیق کا ذکر ہے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا۝ (آیت:۳)

لوگوں نے اُسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔

## مولانا رومؒ:

ما چو شطرنجیم اندر برد و مات　　بُرد و مات ما ز تُست ای خوش صفات
ہار جیت میں ہم شطرنج کی طرح ہیں　　اے خوش صفات! ہماری ہار جیت تیری طرف سے ہے
(ص:۵۲)(۱/۶۰۰)(ت ج ص:۱/۹۰)

## اقبالؒ:

جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضا مند!　　لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تُو نے
(ضرب کلیم:ص:۲۳)

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝
(آیت:۶۳)

رحمان کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔

## مولانا رومؒ:

نفس از بس مدحها فرعون شد　　کُنْ ذلیلَ النَّفْسِ هَوْناً لا تَسُد
نفس تعریفوں سے فرعون بن گیا　　تو منکسر مزاج خاکسار بن جا، سرداری نہ چاہ
(ص:۹۱)(۱/۱۸۶۸)(ت ج ص:۱/۲۰۶)

گفت حق کہ بندگان جُفت عَون　　بر زمین آهسته می رانند و هَون
اے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مدد (الٰہی) کے ساتھی بندے　　زمین پر خاکساری سے آہستہ چلتے ہیں
(ص:۲۴۴)(۳/۸۳۴)(ت ج ص:۳/۸۸)

اندر افتم از کمال اِعتمید　　از عباد اللّه دارم بس امید
پکے اعتماد کی وجہ سے اندر گھس جاؤں　　اور اللہ کے بندے سے امید رکھتا ہوں
(ص:۳۰۱)(۳/۳۱۲۷)(ت ج ص:۳/۳۰۲)

ای مسلمان خود ادب اندر طلب　　نیست الّا حَمُل از هر بی ادب
اے مسلمان! راہ طلب میں خود ادب　　نہیں ہے، پر بے ادب کو برداشت کرنے کے علاوہ
(ص:۳۴۹)(۴/۷۷۰)(ت ج ص:۴/۸۵)

## اقبالؔ:

میں نے کہا نہیں ہے یہ موٹر یہ منحصر　　ہے جادۂ حیات میں ہر تیز پاخموش
(بانگ درا:ص:۱۷۸)

(جو لوگ عزم و ہمت والے ہوتے ہیں ان میں سنجیدگی اور ثابت قدمی ہوتی ہے)

## سورہ الشُعَرآء (۲۶)

اس سورت کی آیت نمبر ۲۲۴ میں شاعروں کا ذکر ہے اور ان کے بارے میں کہا گیا ہے ''وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗن '' کہ ان کی پیروی کرنے والے لوگ بہکے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔ یہی اس سورت کی وجہ تسمیہ ہے۔ اس کے علاوہ اس سورت کو **طسم** اور **جامعہ** بھی کہا جاتا ہے۔

ترتیب تلاوت ۲۶ ویں، ترتیب نزول ۴۷ ویں، ۲۲۷ آیات اور ۱۲۹۷ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ بارھویں سورت جس کا آغاز حروف مقطعہ [=طسم: طا، سین، میم] سے ہوتا ہے۔ اس سورت کے مضامین میں بعض پیغمبروں حضرت ابراہیمؑ، موسیٰؑ، صالحؑ، لوطؑ اور شعیبؑ کے احوال وقصص بیان کیے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ کیوں لوگ جلدی جلدی آپ پر ایمان نہیں لا رہے ہیں نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو دعوتِ اسلام دیں۔ اس سورت کے آخر میں انکار کرنے والوں کے لیے قرآن حکیم کو بہترین اور عظیم الشان کتاب کی شکل میں نشانی بیان کیا گیا ہے اور یہ عظیم کتاب انتہائی شگفتہ اور فصیح و بلیغ عربی زبان میں نازل کی گئی ہے۔

**یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ o اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ o** (آیت:۸۸-۸۹)

جبکہ نہ مال کوئی فائدہ دے گا نہ اولاد، سوائے اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو۔

### مولانا رومؒ:

احمدا اینجا ندارد مالُ سود — سینه باید پُر ز عشق و دَرد و دُود

اے احمدؐ! یہاں مال مفید نہیں ہے — ایسا سینہ چاہیے جو عشق اور درد اور دھوئیں سے بھرا ہو

(ص:۱۹۲)(۲۰۸۰/۲)(ت ج ص:۲۰۲/۲)

چون بماند از خلق گردد او یتیم — اُنس حق را قلب می باید سلیم

جب مخلوق سے جدا ہو جائے تو وہ یتیم ہو جائے — اللہ تعالیٰ سے محبت کے لیے قلبِ سلیم چاہیے

(ص:۱۹۷)(۲۳۷۵/۲)(ت ج ص:۲۲۸/۲)

### اقبالؒ:

ہوئی جو چشم مظاہر پرست وا آخر — تو پایا خانۂ دل میں اُسے مکیں میں نے

(بانگ درا:ص:۸۲)

فقر جنگاہ میں بے ساز و یراق آتا ہے — ضرب کاری ہے اگر سینے میں ہے قلبِ سلیم!

(ضرب کلیم:ص:۳۰)

آیت ۸۸-۸۹ روز قیامت کی طرف اشارہ ہے مولانا کہتے ہیں کہ اس دن مال دولت اور اولاد کچھ بھی تمہیں فائدہ نہ پہنچا سکیں گے وہاں وہی لوگ نجات پائیں گے جن کا دل عشق اور سوز سے بھرپور ہو۔ علامہ کے نزدیک ایسا قلب جس میں خدا موجود ہو وہ قلب سلیم ہے اور وہی اس دنیا میں باعث فلاح ہے۔

# سورہ اَلنَّمل (۲۷)

اس سورت کی اٹھارویں آیت میں "وَادِالنَّمْلِ" کا ذکر آیا ہے۔[لفظ نمل (چیونٹیاں) نملہ چیونٹی کی جمع ہے] سورت کا نام اسی سے ماخوذ ہے، اور یہ اشارہ حضرت سلیمانؑ اور چیونٹی کی داستان کی طرف ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ اس سورت کا آغاز حروف مقطعہ [=طٰس: طا سین] سے ہوتا ہے۔ اس لیے یہ طاسین اور سلیمان کے ناموں سے بھی موسوم ہے، ترتیب تلاوت ۲۷ ویں، ترتیب نزول ۴۸ ویں، ۹۳ آیات اور ۱۱۴۹ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

اس سورت میں دو بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، پہلی بار آغاز میں اور دوسری بار ۳۰ ویں آیت میں وارد ہے، اُن چودہ سورتوں میں سے نویں سورت ہے جس کی آیت نمبر ۲۵ میں مستحب سجدہ ہے۔ اس سورہ کے مضامین میں حضرت سلیمانؑ اور بلقیس (ملکۂ سبا) کے تفصیلی ذکر کے علاوہ حضرت صالحؑ اور لوطؑ کا مختصر اور روز حشر و معاد کا بیان ہے۔

یہ سورت دو خطبوں پر مشتمل ہے پہلا خطبہ آغاز سے آیت نمبر ۵۸ اور دوسرا خطبہ آیت نمبر ۵۹ سے آخری آیت نمبر ۹۳ تک ہے۔ پہلے خطبے میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کی رہنمائی سے صرف وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو ان حقیقتوں کو تسلیم کریں جنھیں یہ کتاب اصول اور اساسیات کے طور پر پیش کرتی ہے۔ اور ان حقائق کو تسلیم کر لینے کے بعد ان پر عمل کریں۔ اس کے بعد تین قسم کی سیرتوں کے نمونے، پہلا نمونہ فرعون، قوم ثمود اور لوط کے سرکشوں کا ہے۔ دوسرا نمونہ حضرت سلیمانؑ کی سیرت کا ہے جو تمام تر قوت و اقتدار اور جاہ و حشم کو خداوند متعال کی عطا اور اس کی اتباع کی برکت جانتے تھے۔ تیسرا نمونہ دولت مند قوم کی حکمران اور سردار ملکۂ سباء کی سیرت و کردار کا ہے۔

دوسرے خطبے میں مشرکین مکہ سے پے در پے سوالات ہیں کہ بتاؤ قرآنی حقائق کفر و شرک کی شہادت دیتے ہیں جس میں تم لوگ مبتلا ہو یا اس توحید کی گواہی دیتے ہیں جس کی مسلسل دعوت تمھیں ہمارے پیغمبر ﷺ کی طرف سے مل رہی ہے؟ کافروں کی اصل مرض کی نشان دہی اور وہ آخرت کا جحود و انکار ہے۔

وَاِنَّکَ لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ عَلِیْمٍ o (آیت: ۶)

اور (اے محمد) بلاشبہہ تم یہ قرآن ایک حکیم و علیم ہستی کی طرف سے پا رہے ہو۔

## مولانا رومؒ:

خود قوی تر می شَوَد خَمرِ کُهَن　　خاصه آن خمری که باشد من لَّدُن
پرانی شراب خود زیادہ طاقتور ہوتی ہے　　خصوصاً وہ شراب جو علمِ لدُنی کی ہو
(ص: ۳۱۵)(۲۹۴۴/۱)

گرچه نشنید آنْ مُوَکَّل آن سُخَن　　رفت در گوشی که آن بُد مِن لَدُن
اگرچہ اس مامور شخص نے وہ بات نہ سُنی　　(لیکن) اس کان میں پہنچ گئی جو اللہ کی جانب سے تھا
(ص: ۳۲۸)(۴۵۲۹/۳)

## اقبالؒ:

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو　　کتاب خواں ہے، مگر صاحبِ کتاب نہیں!
(ضرب کلیم: ص: ۸۲)

**وَاَلْقِ عَصَاکَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ کَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ یٰمُوْسٰی لاَ تَخَفْ اِنِّیْ لاَ یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ o**　(آیت:۱۰)

اور پھینک تو ذرا اپنی لاٹھی۔ جونہی موسیٰ نے دیکھا لاٹھی سانپ کی طرح بل کھا رہی ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ اے موسیٰ، ڈرو نہیں۔ میرے حضور رسول ڈرا نہیں کرتے۔

## مولانا رومؒ:

معجزۂ موسیٰؑ و احمدؐ را نگر　　چون عصا شد مار و اُستُن باخبر
حضرت موسیٰ اور حضرت احمدؐ کے معجزے پر غور کر　　لاٹھی سانپ کیسے بنی اور ستون کیسے با خبر ہوا؟
(ص:۹۸)(۲۱۴۲/۱)(ت ج ص:۱/۲۳۳)

من عصا ام در کف موسیٰؑ خویش　　موسیَمؑ، پنہان و من پیدا بپیش
میں اپنے موسیٰؑ کے ہاتھ میں لاٹھی ہوں　　میرا موسیٰ پوشیدہ ہے اور میں سامنے ظاہر ہوں
بر مسلمانان پُل دریا شوم　　باز بر فرعون اژدرھا شوم
میں مسلمانوں کے لیے دریا کا پل ہو جاتا ہوں　　پھر فرعون پر اژدھا بن جاتا ہوں
(ص:۳۵۷)(۴/۱۰۶۹۔۱۰۷۰)(ت ج ص:۴/۱۱۱)

## اقبالؒ:

مثلِ کلیمؑ ہو اگر معرکہ آزما کوئی　　اب بھی درختِ طُور سے آتی ہے بانگِ لاتَخَفْ
(بال جبریل: ص:۴۰)

**حَتّٰی اِذَا اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لاَ یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لاَ یَشْعُرُوْنَ o**　(آیت:۱۸)

یہاں تک کہ جب یہ سب چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا ''اے چیونٹیو، اپنے بلوں میں گھس جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور اس کے لشکر تمہیں کچل ڈالیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔''

## مولانا رومؒ:

آنک گوید راز قَالَتْ نَمْلَةٌ　　ھم بداند راز این طاقِ کُھَن
جو چیونٹی نے کہا کہ راز بتا دے　　اس پرانی محراب کا راز بھی جان لے
(ص:۳۵۳)(۴/۸۷۲)(ت ج ص:۴/۹۴)

## اقبالؒ:

مور بے پر! حاجتے پیشِ سلیمانے مبر　　مومیائی کی گدائی سے تو بہتر ہے شکست
(بانگ درا: ص:۲۶۵)

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ o (آیت:۲۴)

میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے بجائے سورج کے آگے سجدہ کرتی ہے۔شیطان نے ان کے اعمال ان کے لیے خوشنما بنادیے اور انہیں شاہراہ سے روک دیا، اس وجہ سے وہ یہ سیدھا راستہ نہیں پاتے۔

**مولانا روم:**

مـی پـرستیـد آفتـاب چـرخ را خـوار کـرده جـان عـالـی نـرخ را
تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو تم نے گرانقدر جان کو ذلیل کر دیا
(ص:۳۴۵)(۴/۵۷۷)(ت ج ص:۴/۶۶)

**اقبال:**

گرچہ ہے دلکشا بہت حُسنِ فرنگ کی بہار طائرکِ بلند بال دانہ و دام سے گزر!
(بال جبریل:ص:۲۹)

یہ حوریانِ فرنگی، دل و نظر کا حجاب بہشتِ مغربیاں، جلوہ ہائے پا برکاب!
(بال جبریل:ص:۳۶)

نہ کر افرنگ کا اندازہ اس کی تابناکی سے کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس جوہر کی برّاقی!
(بال جبریل:ص:۵۸)

کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ بلبل فقط آواز ہے، طاؤس فقط رنگ!
(بال جبریل:ص:۷۶)

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ o
(آیت:۳۴)

ملکہ نے کہا کہ ''بادشاہ جب کسی ملک میں گھس آتے ہیں تو اسے خراب اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔یہی کچھ وہ کیا کرتے ہیں۔

**مولانا روم:**

صـد هـزاران شهـر را خَشـمِ شهـان سـرنگـون کـرد ست ای بَد گُم رَهـان
شاہوں کے غصہ نے، لاکھوں شہر اے گمراہو! اوندھے کر دیئے ہیں
(ص:۲۸۹)(۳/۲۸۱۵)(ت ج ص:۴/۲۷۲)

**اقبالؔ:**

آبتاؤں تجھ کو رمز آیۂ اِنَّ المُلُوک سلطنت اقوامِ غالب کی ہے اک جادوگری

(بانگ درا:ص:۲۶۰)

کرتی ہے ملوکیت آثارِ جنوں پیدا اللہ کے نشتر ہیں تیمور ہو یا چنگیز!

(بال جبریل:ص:۲۶)

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ o (آیت:۶۰)

بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے وہ خوشنما باغ اگائے جن کے درختوں کا اگانا تمہارے بس میں نہ تھا؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟ نہیں بلکہ یہی لوگ راہ راست سے ہٹ کر چلے جا رہے ہیں۔

**مولانا روم:**

ما چو شطرنجیم اندر بُرد و مات بُرد و ماتِ ما زتُست ای خوش صفات

ہار جیت میں ہم شطرنج کی طرح ہیں اے خوش صفات! ہماری ہار جیت تمہاری طرف سے ہے

(ص:۵۲)(۱/۶۰۳)(ت ج ص:۱/۹۰)

**اقبالؔ:**

خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو سکوتِ لالہ و گل سے کلام پیدا کر!

(بال جبریل:ص:۱۴۷)

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ o (آیت:۶۴)

کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جبکہ وہ اُسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (یہ کام کرنے والا) ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔

**مولانا روم:**

لیک گفتی گرچه می دانم سِرَت زُود هم پیدا کُنَش بر ظاهرت

لیکن تو نے کہا اگرچہ میں تیرا بھید جانتا ہوں تو بھی جلد اس کو اپنی ظاہری حالت کے مطابق بیان کر دے

(ص:۲۶)(۱/۶۰)(ت ج ص:۱/۳۸)

**اقبالؔ:**

گرمیٔ آرزو فراق! شورشِ ہائے و ہو فراق! موج کی جستجو فراق! قطرہ کی آبرو فراق!

(بال جبریل:ص:۱۱۴)

وہ علم جو کسی کو خدا کی طرف سے براہ راست بغیر کسی استاد کے ملے اسے ''علم لدنی'' کہتے ہیں مولانا نے اپنے اشعار میں علم لدنی کو تلمیحاً استفادہ کیا جبکہ علامہ نے اپنے اشعار میں قرآن خوان نہ کہ صاحب قرآن کی اصطلاح میں اپنے والد کی نصیحت کی طرف اشارہ کیا کہ ''قرآن ایسے پڑھو جیسے کہ وہ تم پر نازل ہو رہا ہو تو پھر انسان اس کے حقائق و مقاصد کو جلد پالیتا ہے۔

آیت نمبر ۱۰ میں حضرت موسیٰ کے معجزہ کا ذکر ہے جبکہ مولانا نے یہاں رسولؐ خدا کے معجزے ''ستون حنانہ'' کا ذکر کیا۔ مشہور ہے کہ رسولؐ خدا اپنی مسجد میں ایک لکڑی کے ستون کے ساتھ تکیہ کر کے وعظ فرماتے تھے یہاں تک کہ حبشہ سے آپؐ کے لیے لکڑی کا سہ پایا منبر تحفہ میں لائے۔ جب رسولؐ پاک وعظ کے لیے منبر پر پہنچے تو ''ستون حنانہ'' نے آپؐ کی جدائی میں آہ و فریاد شروع کر دی۔ اور اسی وجہ سے اس ستون کو 'حنانہ'' (یعنی رونے والا) کے نام سے پکارتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۸ میں حضرت سلیمانؑ اور چیونٹی کے قصہ کا ذکر ہے جو تورات اور قرآن کریم دونوں کتب میں کچھ اختلاف کے ساتھ موجود ہے جسے دونوں کے اشعار میں بیان کیا گیا۔ علامہ نے اپنے شعر میں مسلمان کو چیونٹی اور ترقی یافتہ ممالک کو سلیمان کے استعارہ سے بیان کیا ہے۔

آیت ۲۴ قوم سبا کا ذکر ہے جو سورج کی پوجا کرتی تھی جبکہ زرتشت کے ظہور سے قبل آریائی لوگ بھی سورج کی پوجا اس لیے کرتے کہ وہ سورج کو روشنی اور حرارت کا لازوال سرچشمہ سمجھتے تھے چونکہ اسی کی روشنی اور حرارت سے پودوں درختوں کی نشو و نما ہوتی ہے۔

# سورہ القَصَص (۲۸)

اس سورت کا نام پچیسویں آیت کے اس فقرے ''وَقَصَّ عَلَیۡہِ الۡقَصَصَ'' سے ماخوذ ہے۔ لغت کے اعتبار سے قصص کے معنی ترتیب وار واقعات بیان کرنے کے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ لفظ باعتبار معنی بھی اس سورت کا عنوان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس سورت میں (آیت ۳ سے ۴۶ تک) حضرت موسیٰؑ کا حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح، حضرت موسیٰؑ کو ''عصا'' اور ''ید بیضا'' کا معجزہ دیئے جانے اور کچھ اور واقعات کا مفصل قصہ بیان ہوا ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام موسیٰؑ اور فرعون بھی ہے۔

ترتیب تلاوت ۲۸ ویں، ترتیب نزول ۴۹ ویں، ۸۸ آیات اور ۱۴۴۱ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

سورت کا مرکزی موضوع اس شبہات اور اعتراضات کو دور کرنا ہے جو حضور علیہ السلام کی نبوت اور رسالت پر کئے جاتے ہیں اسی غرض سے حضرت موسیٰؑ کا قصہ بیان کیا جو چند حقائق کی نشاندہی کرتا ہے۔

مومن اور کافر دونوں انجام کے اعتبار سے ہرگز برابر نہیں ہو سکتے، آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی بے ثباتی اور حقارت کو ثابت کرنے کے لیے قارون کا قصہ اور بھلائی کی جزا کم سے کم دس گنا ملے گی برائی کی سزا برابر ملے گی یہ اس سورت کے اہم موضوعات ہیں۔

**وَ اَنۡ اَلۡقِ عَصَاکَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهۡتَزُّ کَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدۡبِرًا وَّ لَمۡ یُعَقِّبۡ یٰمُوۡسٰۤی اَقۡبِلۡ وَ لَا تَخَفۡ اِنَّکَ مِنَ الۡاٰمِنِیۡنَ ۝** (آیت:۳۱)

اور (حکم دیا گیا کہ) پھینک دے اپنی لاٹھی۔ جونہی کہ موسیٰؑ نے دیکھا کہ وہ لاٹھی سانپ کی طرح بل کھا رہی ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

## مولانا روم:

| | |
|---|---|
| معجزۂ موسیٰؑ و احمدؐ را نگر | چون عصا شد مار و اُستُن باخبر |
| حضرت موسیٰؑ اور حضرت احمدؐ کے معجزے پر غور کر | لاٹھی سانپ کیسے بنی اور ستون کیسے با خبر ہوا؟ |

(ص:۹۸) (۲۱۴۲/۱) (ت ج ص:۹۰/۱)

| | |
|---|---|
| من عصا ام در کف موسیِّ خویش | موسیَم، پنهان و من پیدا بپیش |
| میں اپنے موسیٰؑ کے ہاتھ میں لاٹھی ہوں | میرا موسیٰؑ پوشیدہ ہے اور میں سامنے ظاہر ہوں |
| بر مسلمانان پُل دریا شوم | باز بر فرعون اژدرها شوم |
| میں مسلمانوں کے لیے دریا کا پل ہو جاتا ہوں | پھر فرعون پر اژدھا بن جاتا ہوں |

(ص:۳۵۷) (۱۰۶۹/۴۔۱۰۷۰) (ت ج ص:۱۱۱/۴)

| | |
|---|---|
| این درختِ تن عصای موسیٰ ست | کاَمَرش آمد که بیندازش ز دست |
| یہ جسم کا درخت حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی ہے | اس کا حکم آ گیا کہ تو اس کو ہاتھ سے زمین پر ڈال دے |

(ص:۴۱۷) (۳۵۷۸/۴) (ت ج ص:۳۳۹/۴)

**اقبال:**

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی　اب بھی درختِ طُور سے آتی ہے بانگِ لَا تَخَف

(بال جبریل:ص:۴۰)

**وَ کَمْ اَهْلَکْنَا مِنْ قَرْيَةٍم بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا فَتِلْکَ مَسٰکِنُهُمْ لَمْ تُسْکَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا وَ کُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ o (آیت:۵۸)**

اور کتنی ہی ایسی بستیاں ہم تباہ کر چکے ہیں جن کے لوگ اپنی معیشت پر اترا گئے تھے۔ سو دیکھ لو، وہ ان کے مسکن پڑے ہوئے ہیں جن میں ان کے بعد کم ہی کوئی بسا ہے، آخر کار ہم ہی وارث ہو کر رہے۔

**مولانا روم:**

جور و احسان رنج و شادی حادثست　حادِثان میرند حقشان وارِثست

ظلم اور احسان رنج اور خوشی سب نو پیدا ہیں　نو پیدا چیزیں فنا ہو جاتی ہیں اور اللہ ان کا وارث ہے

(ص:۸۹)(۱/۱۸۰۹)(ت ج ص:۱/۲۰۱)

**اقبال:**

کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟　دنیا ہے تری منتظرِ روزِ مکافات

(بال جبریل:ص:۱۰۸)

جس کھیت سے دہقاں کو میسّر نہیں روزی　اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

(بال جبریل:ص:۱۱۰)

**وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُکْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ o (آیت:۸۸)**

اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اُس کی ذات کے۔ فرماں روائی اُسی کی ہے اور اُسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو۔

**مولانا روم:**

جمله معشوقست و عاشق پَرده ای　زنده مَعشوقست و عاشق مُرده ای

تمام کائنات معشوق ہے اور عاشق پردہ ہے　معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے

(ص:۳)(۱/۳۰)(ت ج ص:۱/۳۴)

کُلُّ شیءٍ هالکٌ جزوَجهِ او　چون نه ای در وَجهِ او، هَستی مَجوُ

سوائے اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہو جانے والی ہیں　جب تو اس کی ذات میں نہیں (سمایا) تو ہستی کی امید نہ رکھ

هـرکـه انـدر وَجـهِ مـا بـاشـد فـنـا
کُــلُّ شــی ءٍ هــالـکٌ نبـوَد جــزا
جو ہماری ذات میں فنا ہو جائے
اس کی سزا کُــل شــئ هــالکٌ نہیں ہوتی
زانـک در اِلّاسـت او ز لا گـذشـت
هـرکـه در اِلّاسـت او فـانـی نـگشـت
اس لیے کہ وہ الا میں ہے لا سے گذر گیا
جو شخص اِلّا میں داخل ہے فانی نہ ہوا
(ص:۱۱۶)(۱/۳۰۵۴۔۳۰۵۶)(ت ج ص:۳۱۹/۱)

نـه سـمـا بیـنـی نـه اختـر نـه وجود
جــز خــدای واحــدِ حــیّ وَدُود
تو نہ آسمان دیکھے گا نہ ستارے نہ وجود
ایک خدا حَیّ (زندہ) اور وَدود (مہربان) کے علاوہ
(ص:۲۹۴)(۳/۱۰۴۶)(ت ج ص:۱۰۹/۲)

پیش بی حدهر چهَ محدودَست لَا ست
کـلّ شـیءٍ غیـر وجـه اِلـلّـه فـنـاسـت
لا محدود کے سامنے محدود، معدوم ہے
اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے
(ص:۲۱۴)(۲/۳۳۲۲)(ت ج ص:۳۱۲/۲)

وز مَـلَـک هـم بـایَـدَم جَستـن زجُـو
کُــلُّ شــی ءٍ هــالِکُ اِلّا وَجُهَــهُ
فرشتے سے بھی مجھے نہر کو کودنا چاہیے
(کیونکہ) اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے
(ص:۳۱۶)(۳/۳۹۰۵)(ت ج ص:۳۷۲/۳)

عـقـل کَـي مـاَنـد؟ چو بـاشد سَردِه او
کــلُّ شــیءٍ هــالک اِلّا وجُهَــهُ
عقل کہاں ٹھہرتی ہے جب اس کو وجود میں لانے والا موجود ہو
اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے
هـالک آیـد پیشِ وَجهَش هست و نیست
هستـی انـدر نیستـی خـود طَـرفـه ایست
اس کی ذات کے سامنے یہ فانی، فانی اور باقی ہے
عدم میں وجود، خود عجیب بات ہے
(ص:۳۳۱)(۳/۴۶۶۲۔۴۶۶۳)(ت ج ص:۳/۴۴۱۔۴۴۲)

تیـغ لا در قتــل غیــرِ حـق بِــرانـد
در نـگـر زان پـس کـه بعدِ لا چـه ماند؟
اس نے ''لا'' کی تلوار اللہ تعالیٰ کے سوا پر چلا دی
غور کر لے ''لا'' کے بعد کیا رہ گیا؟
مــانـد الّا الــلّٰــه بـاقـی جـمـلـه رفـت
شـاد بـاش ای عشـقِ شـرکت سوزِ زَفت
الا اللہ رہ گیا، باقی سب فنا ہوگیا
اے عشق شرکت کو جلانے والے زبردست، تو خوش رہے
(ص:۴۴۵)(۵/۵۸۹۔۵۹۰)(ت ج ص:۶۹/۵)

زانـک غیـرِ حَـق هـمـه گـردد رُفـات
کُــلُّ آتٍ بَــعــدَ حیــنٍ فَهــوَ آت
اللہ تعالیٰ کے سوا سب ریزہ ریزہ ہو جائے گا
تھوڑی دیر بعد ہر آنے والا پہنچنے والا ہے
(ص:۵۴۵)(۶/۴۸۶)(ت ج ص:۶۱/۶)

خـصـمِ بـر شیـر آمـد و هـرُ روبَـه او
کُــلُّ شَــیءٍ هــا لِکَ اِلَّا وَجُهَــهُ
وہ شیر اور ہر لومڑی پر غالب آگیا
اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے
(ص:۵۷۸)(۶/۲۲۴۰)(ت ج ص:۲۲۲/۶)

## اقبالؔ:

نفیِ ہستی اک کرشمہ ہے دلِ آگاہ کا — لا کے دریا میں نہاں موتی ہے اِلَّا اللّٰہ کا
(بانگ درا:ص:۱۱۴)

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو — خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گر باطل بھی تو
(بانگ درا:ص:۱۹۲)

خودی کا سرِ نہاں، لا الٰہ الا اللّٰہ — خودی ہے تیغ، فساں لا الٰہ الا اللّٰہ
(ضرب کلیم:ص:۱۵)

آہ! اے مردِ مسلمان تجھے کیا یاد نہیں؟ — حرفِ لاَ تَدعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً آخر!
(ضرب کلیم:ص:۵۶)

غیرت ہے طریقتِ حقیقی — غیرت سے ہے فقر کی غلامی
(ضرب کلیم:ص:۸۸)

مومن کی اسی میں ہے امیری — اللہ سے مانگ یہ فقیری
(ضرب کلیم:ص:۸۹)

یہ ہماری سعیِ پیہم کی کرامت ہے کہ آج — صوفی و ملاّ ملوکیت کے بندے ہیں تمام!
(ارمغان حجاز (اردو):ص:۶)

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دَو میں — پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِدارا
(ارمغان حجاز (اردو):ص:۱۵)

حذر اُس فقر و درویشی سے، جس نے — مسلماں کو سکھا دی سربزیری!
(ارمغان حجاز (اردو):ص:۳۰)

خودگیری و خودداری و گلبانگ اِنا الحق — آزاد ہو سالک تو ہیں یہ اس کے مقامات
محکوم ہو سالک تو یہی اس کا 'ہمہ اوست' — خود مردہ و خود مرقد و خود مرگِ مفاجات!
(ارمغان حجاز (اردو):ص:۳۸)

ممکن نہیں محکوم ہو آزاد کا ہم دوش — وہ بندۂ افلاک ہے، یہ خواجۂ افلاک
(ارمغان حجاز (اردو):ص:۴۱)

اس سورت کی فقط تین آیات مولانا اور علامہ کے کلام میں مشترک پائی گئیں ابتدا میں حضرت موسیٰ کے معجزات کا ذکر اور اس دنیا میں خوشی غمی احسان اور ظلم یہ سب حادثاتی ہیں اور آخر میں جو موضوع دونوں نے بیان کیا وہ ہے اس دنیا کی فنا پذیری یعنی بقا فقط ذات باری تعالیٰ کو ہے اور باقی ہر چیز فانی ہے۔

# سورہ العَنکبُوت (۲۹)

سورت کی اکتالیسویں آیت میں عنکبوت کا ذکر آیا ہے۔اسی پر سورت کا نام رکھ دیا گیا،عنکبوت عربی زبان میں مکڑی کو کہتے ہیں کافروں کے اعتقادات کو مکڑی کے جالے سے تشبیہہ دی ہے۔مکڑی کا جالا کمزوری اور ناپائیداری میں مشہور ہے ۔آیت ۴۱ کا ترجمہ اس طرح ہے:''جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرست بنائے ہیں ان کی مثال مکڑی جیسی ہے جو اپنا ایک گھر بناتی ہے اور سب گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے کاش یہ لوگ علم رکھتے''۔

ترتیب تلاوت ۲۹ ویں اور ترتیب نزول ۸۵ ویں، ۶۹ آیات اور ۹۸۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔قرآن مجید کی حروف مقطعہ [=الم:الف، لام، میم] سے شروع ہونے والی پندرھویں سورت ہے۔

حضرت نوحؑ کی تبلیغ اور وعظ ونصیحت کا ذکر، مرنے کے بعد زندہ کیے جانے کے دلائل، حضرت ابراہیمؑ کے بعد سوائے ان کی اولاد کے کسی کو آسمانی کتاب اور پیغمبری عطا نہیں کی گئی۔لوطؑ کی دعا پر فرشتوں کو سدوم بستی کو تباہ کرنے کا حکم، عاد ثمود اور فرعون وقارون کے واقعات کی طرف اجمالی اشاروں سے اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا ہے کہ نیک بندوں کو آزمائشوں سے گزارنا اللہ کی سنت وعادت رہی ہے۔

**قُلْ سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانْظُرُوۡا كَيۡفَ بَدَاَ الۡخَلۡقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنۡشِئُ النَّشۡاَةَ الۡاٰخِرَةَ ‌ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝** (آیت:۲۰)

یقیناً یہ (اعادہ تو) اللہ کے لیے آسان تر ہے۔ان سے کہو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اُس نے کس طرح خلق کی ابتدا کی ہے، پھر اللہ باردیگر بھی زندگی بخشے گا۔یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

**مولانا رومؒ:**

استخوانها شان ببین و مویشان عبرتی گیر و مَران خَر سویشان
ان کی ہڈیاں اور بال دیکھ لے عبرت حاصل کر اور اُن کا راستہ اختیار نہ کر
(ص:۱۱۳)(۲۹۵۲/۱)(ت ج ص:۳۰۹/۱)

گفت: سِیرُوا می طلب اندر جهان بخت و روزی را همی کن امتحان
سِیرُوا فرمایا ہے دنیا میں طلب کر نصیبہ اور رزق کو آزماتے رہ
(ص:۵۸۷)(۲۶۱۸/۶)(ت ج ص:۲۵۵/۶)

**اقبالؒ:**

دما دم رواں ہے یمِ زندگی ہر اک شے سے پیدا رمِ زندگی
اسی سے ہوئی ہے بدن کی نُمود کہ شعلے میں پوشیدہ ہے موجِ دُود!
گراں گرچہ ہے صحبتِ آب و گِل خوش آئی اسے محنتِ آب و گِل
(بال جبریل:ص:۱۲۵)

**اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ o (آیت:۴۵)**

(اے نبیؐ) تلاوت کرو اس کتاب کی جو تمہاری طرف وحی کے ذریعہ سے بھیجی گئی ہے اور نماز قائم کرو، یقیناً نماز فحش اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر اس سے بھی زیادہ بڑی چیز ہے۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

**مولانا رومؒ:**

بـادِ خشـم و بـادِ شهـوت بـادِ آز	بُـرد او راکـه نبـود اهـلِ نـمـاز
غصہ کی ہوا اور شہوت کی ہوا لالچ کی ہوا	اس کو اڑا لے گئی جو دیندار نہ ہو
(ص:۵۱)(۱/۳۷۹۸)(ت ج ص:۱/۳۸۶)

جـوشـش و افـزونـی زر در زکـات	عِـصـمـت از فـحشـاو مُـنکَر در صلات
زکوٰۃ میں مال کا جوش اور بڑھاؤ ہے	نمازیں بری باتوں اور فحش سے بچاؤ ہے
(ص:۶۱۱)(۶/۳۵۷۶)(ت ج ص:۶/۳۴۱)

**اقبالؒ:**

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے	یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے
(بانگ درا:ص:۲۰۳)

**وَ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ o (آیت:۶۹)**

جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے اور یقیناً اللہ نیکوکاروں ہی کے ساتھ ہے۔

**مولانا رومؒ:**

هـر کِـرا در جـان خـدا بـنهد مِحَـک	مـر یـقیـن را بـاز دانَـد او ز شَـک
خدا جس کی جان میں کسوٹی رکھ دیتا ہے	بلاشبہ وہ یقین کو شک سے جدا کرلیتا ہے
(ص:۳۷)(۱/۳۰۰)(ت ج ص:۱/۶۱)

بُـو قَـلاو وزسـت و رهبـر مَـر تـرا	مـی بَـرَد تـا خُـلد و کـوثـر مَـر تـرا
خوشبو تیری راہنما اور رہبر ہے	تجھے جنت اور کوثر تک لے جائے گی
(ص:۹۲)(۱/۱۹۰۲)(ت ج ص:۱/۲۰۹)

چـون شـود جـانـش مِحَکّ نـقدها	پـس ببیـنـد نـقـد را و قـلـب را
جب اس کی جان نقدوں کی کسوٹی بن جاتی ہے	وہ کھرے اور کھوٹے کو جان لیتا ہے
(ص:۱۱۹)(۱/۳۱۵۱)(ت ج ص:۱/۳۲۸)

از برای چارۀ این خَوفها    آمد اندر هر نمازی اِهدنا
انہی اندیشوں کے علاج کے لیے    ہر نماز میں اے اللہ ہماری رہنمائی فرما آیا ہے
کاین نمازم را میامیز ای خدا    با نماز ضالین وَا هلِ ریا
اے اللہ! میری اس نماز کو نہ ملا    گمراہوں اور ریاکاروں کی نماز کے ساتھ
(ص:۱۲۵)(۱/۳۳۹۳-۳۳۹۴)(ت ج ص:۱/۳۵۰)

شرطُ تعظیمست تا این نورِ خَوش    گردد این بی دیدگان را سُرمه کَش
تعظیم شرط ہے تاکہ وہ عمدہ نور    ان اندھوں کے لیے سرمہ لگائے والا بن جائے
نور یابد مُستَعِدِّ تیز کوش    کو نباشد عاشق ظلمت چو موش
سخت کوشش کرنے والا مستعد نور حاصل کرتا ہے    جو چوہے کی طرح اندیشے کا عاشق نہ ہو
(ص:۴۲۹)(۵/۲۴-۲۵)(ت ج ص:۵/۱۷)

اصلُ خود جَذبست لیک ای خواجه تاش    کار کن موقوف آن جذبه مباش
اصل خود کشش ہے، لیکن اے محترم بھائی    کام کر اس کشش پر موقوف نہ رہ
(ص:۵۶۴)(۶/۱۴۸۰)(ت ج ص:۶/۱۵۴)

جاهِدُوا فینا بگفت آن شهریار    جاهِدُوا عنّا نگفت ای بی قرار!
اس شاہ نے جاھد وفینا کہا ہے    اے بےقرار اس نے جاھد و عنا نہیں کہا ہے
(ص:۵۸۳)(۶/۲۳۶۰)(ت ج ص:۶/۲۳۳)

## اقبالؔ:

جمالِ عشق و مستی نَے نوازی    جلالِ عشق و مستی بے نیازی
کمالِ عشق و مستی ظرفِ حیدرؓ    زوالِ عشق و مستی حرفِ رازیؒ!
(بالِ جبریل:ص:۸۳)

کبھی تنہائی کوہ و دمنِ عشق    کبھی سوز و سرور و انجمنِ عِشق
کبھی سرمایۂ محراب و منبر    کبھی مولا علیؓ خیبر شکن عشق!
(بالِ جبریل:ص:۸۷)

مٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں، کہ ہے    اُس کی اذانوں سے فاش سرِّ کلیمؑ و خلیلؑ
(بالِ جبریل:ص:۹۶)

اک فقر سکھاتا ہے صیّاد کو نخچیری!    اک فقر سے کھلتے ہیں اسرارِ جہانگیری!
اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دلگیری!    اک فقر سے مٹی میں خاصیّتِ اکسیری!
اک فقر ہے شبیری، اس فقر میں ہے میری!    میراثِ مسلمانی، سرمایۂ شبیرّی!
(بالِ جبریل:ص:۱۶۰)

بلند بال تھا، لیکن نہ تھا غیور و جسور — حکیم سرِّ محبت سے بے نصیب رہا
(بال جبریل:ص:۱۶۴)

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا — لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ!
(بال جبریل:ص:۱۶۵)

جرأت ہے تو افکار کی دنیا سے گزر جا — ہیں بحرِ خودی میں ابھی پوشیدہ جزیرے!
(بال جبریل:ص:۱۶۷)

اِدھر نہ دیکھ، اُدھر دیکھ اے جوانِ عزیز — بلند زورِ دروں سے ہوا ہے فوارہ!
(ضرب کلیم:ص:۱۲۷)

جس خاک کے ضمیر میں ہے آتش چنار — ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند
(ارمغان حجاز (اُردو):ص:۳۹)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم میں نماز قائم کرنے کے احکامات بار بار آئے اور اس کے فوائد کا ذکر کہ نماز یقیناً برائیوں سے بچاتی ہے کی تلقین کو مولانا اور علامہ نے بڑی سادگی سے اپنے اپنے اشعار میں تلمیح کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سے اپنی حمایت کا یقین دلانا بیان کیا ہے۔

مولانا مرید اور مراد کے درمیان تعظیم کا رشتہ استوار کرنا بہت ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر مرید کا نور حق سے اپنے دل کو منور کرنا ممکن نہیں۔ اس نور کے حصول کے لیے مرید کے پاس سننے والے کان، جستجو کے جذبہ کا ہونا اور چوہے کی طرح تاریکی کا عاشق نہ ہونا ضروری ہے اور علامہ، جہانگیری، دل گیری، جیسی صفات کے حصول کے لیے امام حسینؓ کے جیسی نماز کے قیام کو ضروری جانتے ہیں۔

# سورہ الروم (۳۰)

سورت کے پہلے ہی فقرے میں ''روم'' کے مغلوب ہونے کا ذکر ہے۔ ''غُلِبَۃ الرُّوْمُ '' اسی کی طرف سورت کو منسوب کر دیا۔ اس سورت میں کلام کا آغاز اس بات سے کیا گیا ہے کہ آج رومی (ایران سے) مغلوب ہو گئے ہیں اور ساری دنیا یہ سمجھ رہی ہے کہ اس سلطنت کا خاتمہ قریب ہے۔ مگر چند سال گزرنے نہ پائیں گے کہ پانسہ پلٹ جائے گا۔ اور جو (رومی) مغلوب ہیں وہ (ایران پر) غالب ہو جائیں گے۔

ترتیب تلاوت ۳۰ ویں اور ترتیب نزول ۸۴ ویں، ۶۰ آیات اور ۸۱۹ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ حروف مقطعہ [الم: الف، لام، میم] سے شروع ہونے والی سولھویں سورت ہے۔ جب قیامت قائم ہوگی تو نیک و بد ہر طرح کے لوگ الگ الگ کر دیئے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے پہلے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا پھر اسی کے اندر سے اس کا جوڑا نکالا تا کہ چین اور انس سے رہ سکیں، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل، اللہ کی طرف سے روز جزاء کا آنا اٹل ہے اسے کوئی طاقت ملتوی یا موخر نہیں کر سکتی، انسان کا بچپن جوانی اور بڑھاپا سب اللہ کے اختیار میں ہے یہ سب مضامین اس سورت کا حصہ ہیں۔

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ o بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآئَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ o (آیت:۲۹-۲۸)

وہ تمہیں خود تمہاری اپنی ہی ذات سے ایک مثال دیتا ہے۔ کیا تمہارے اُن غلاموں میں سے جو تمہاری ملکیت میں ہیں کچھ غلام ایسے بھی ہیں جو ہمارے دیے ہوئے مال و دولت میں تمہارے ساتھ برابر کے شریک ہوں اور تم اُن سے اُس طرح ڈرتے ہو جس طرح آپس میں اپنے ہمسروں سے ڈرتے ہو؟۔۔۔۔ اِس طرح ہم آیات کھول کر پیش کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ مگر یہ ظالم بے سمجھے بوجھے اپنے تخیلات کے پیچھے چل پڑے ہیں۔ اب کون اُس شخص کو راستہ دکھا سکتا ہے جسے اللہ نے بھٹکا دیا ہو۔ ایسے لوگوں کا تو کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔

## مولانا رومؒ:

سوی اِضلالِ اَزَل پیغام کرد　　که بر آر از قعرِ بَحر فتنه گرد

اس نے ازلی (صفت) گمراہی کا پیغام دیا　　کہ فتنہ کے سمندر کی گہرائی سے گرد نکال لا

(ص:۴۵۳)(۹۵۳/۵)(ت ج ص:۵/۱۰۳)

## اقبالؒ:

کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت　　وہ کہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو!

(ضرب کلیم: ص:۸۴)

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ‎o‎ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ‎o‎　　(آیت:۳۱۔۳۲)

(قائم ہو جاؤ اس بات پر) اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے، اور ڈرو اُس سے اور نماز قائم کرو، اور نہ ہو جاؤ اُن مشرکین میں سے جنہوں نے اپنا اپنا دین الگ بنالیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، ہر ایک گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے۔

## مولانا روم:

راههای مختلف آسان شدست　　هر یکی را ملّتی چون جان شدست

مختلف راستے آسان ہو گئے ہیں　　ہر ایک کے لیے ایک ملت (مذہب) جان کی طرح بن گئی

(ص:۴۳)(۱/۴۸۳)(ت ج ص:۱/۷۹)

تگ مران، دَرکش عِنان مستور به　　هر کس از پندار خود مسرور به

تیز نہ دوڑا، باگ کھینچ (راز کا) چھپا ہوا ہونا بہتر ہے　　ہر شخص کا اپنے خیال کے مطابق خوش رہنا بہتر ہے

(ص:۱۳۱)(۱/۳۶۱۳)(ت ج ص:۱/۳۶۹)

این در آن حیران شده کان بر چیَست　　هر چشنده آن دگر را نا فیَست

یہ اس میں حیران ہے کہ یہ (خیالات) کس بنا پر ہیں　　ہر چکھنے والا دوسرے کا منکر ہے

(ص:۴۳۸)(۵/۳۲۶)(ت ج ص:۵/۴۴)

صدقِ هر دو ضدّ ببیند در روش　　هر فریقی دررهِ خود خوش مَنش

روش میں ہر دو ضدوں کی سچائی خیال کرتا ہے　　ہر فریق اپنی راہ پر خوش طبع ہے

(ص:۵۱۲)(۵/۳۲۲۹)(ت ج ص:۱۵/۳۲۶)

## اقبالؒ:

میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہوگا　　مسائلِ نظری میں الجھ گیا ہے خطیب

(بال جبریل:ص:۷۹)

نہیں فردوس مقامِ جدل و قال و اقول　　بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرشت

(بال جبریل:ص:۱۱۷)

فَانْظُرْ اِلٰى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ‎o‎　(آیت:۵۰)

دیکھو اللہ کی رحمت کے اثرات کہ مُردہ پڑی ہوئی زمین کو وہ کس طرح جلا اٹھاتا ہے۔ یقیناً وہ مردوں کو زندگی بخشنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

**مولانا روم:**

تا نشان حق بیارد نو بہار خاکُ سِرہا را نکردہ آشکار
جب تک موسم بہار اللہ کا حکم بن کر نہیں آتا مٹی رازوں کو ظاہر نہیں کرتی

آن جَوادی کہ جمادی را بداد این خبرہا و این امانت وین سَداد
وہ سخی جس نے جمادات کو دیئے یہ پیغامات ، یہ امانت اور یہ راست روی
(ص:۴۶)(۱/۵۱۱-۵۱۲)(ت ج ص:۱/۸۲)

در زمستانشان اگر چہ داد مرگ زندہ شان کرد از بہار و داد برگ
جاڑوں میں اگرچہ اُن کو مارا ان کو بہار سے زندہ کر دیا اور پتے دے دیئے
(ص:۹۵)(۱/۲۰۲۰)(ت ج ص:۱/۲۲۱)

اَمرِ حق بشنو کہ گفتَست اُنظُروا سوی این آثارِ رحمت آر رُو
اللہ تعالیٰ کا حکم سن اس نے فرمایا ہے کہ دیکھ رحمت کے اُن آثار کی جانب رخ کر
(ص:۳۶۵)(۴/۱۳۶۱)(ت ج ص:۴/۱۳۷)

در بہار آن سِرّہا پیدا شود ہر چہ خوردست این زمین رُسوا شود
بہاروں میں یہ راز ظاہر ہو جاتے ہیں اس زمین نے جو کھایا ہے ظاہر ہوا زمین رسوا ہو جاتی ہے
(ص:۵۲۳)(۵/۳۹۷۲)(ت ج ص:۵/۳۹۸)

خالدِین شد نعمت و مُنعَم عَلَیہ مُحیِیءُ المَوْتَاست فا جتَا زوُا الیہ
نعمت اور جس پر نعمت ہوئی ہمیشہ رہنے والے بن گئے وہ مردے کو زندہ کرنے والا ہے اس سے التجا کرو
(ص:۶۰۳)(۶/۳۱۶۷)(ت ج ص:۶/۳۰۵)

**اقبالؔ:**

مردہ عالم زندہ جن کی شورشِ قُم سے ہوا آدمی آزاد زنجیرِ توَہّم سے ہوا
(بانگ درا:ص:۱۳۳)

اس سورت کی مشترک آیات میں مولانا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہی وقت میں ہادی اور مضل دونوں صفات کی حامل ہے اور شیطان اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہے کہ مجھے لوگوں کو گمراہ کرنے میں قوی تر کر دے کیونکہ اس کے چیلے اس سے مدد کے خواہاں رہتے ہیں اور علامہ معاملہ کو اس طرح الٹا اور الجھا ہوا جانتے ہیں کہ مرید پیر اور پیر مرید بن چکے ہیں۔ آیت ۳۲-۳۱ کے ضمن میں دونوں نے انسان کا مختلف گروہوں میں بٹ جانا کے نکتہ سے آیات کی بہتر تشریح کی ہے اور آیت ۵۰ میں دونوں نے اللہ کے اس فرمان کو کہ وہ کس طرح مردوں کو دوبارہ زندہ کر سکتا ہے نشانیاں بیان کیں اور اشعار میں جگہ دی۔

# باب چہارم

## سورہ لقمان (۳۱)

## تا

## سورہ الحشر (۵۹)

# سورہ لقمان (۳۱)

لقمان کا نام عرب میں بڑے احترام سے لیا جاتا تھا۔ بہت سی حکایتیں اُن کی طرف منسوب تھیں، وہ اپنی خداداد عقل سے انسانی زندگی کے لیے مفید اور کارآمد نتیجے نکالتے۔ ان کے دانش مندانہ اقوال اور نصیحتیں عرب میں قصے کہانیوں کی طرح مشہور ہو گئیں۔ اس سورت میں ان کا اور ان کی بعض نصیحتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام ''سورت لقمان'' رکھا گیا۔

ترتیب تلاوت ۳۱ ویں، ترتیب نزول ۵۷ ویں، ۳۴ آیات اور ۵۴۸ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی اُن ۲۹ سورتوں میں سے سترھویں سورت جس کا آغاز حروف مقطعہ [الم: الف، لام، میم] سے ہوتا ہے۔ اس سورت میں متعدد اخلاقی احکامات، کافروں کی ناشکری کے ذکر کے علاوہ روز قیامت کو باپ بیٹا بھی ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکیں گے، کوئی شخص نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی اور نہ ہی اپنی موت کے زمان و مکان سے آگاہ ہے۔

حضرت لقمان کا قصہ، ان کے اپنے بیٹے کو نصیحت، ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے، دین کے خلاف ماں باپ کا کہنا نہ ماننا چاہیے، خدا انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے مزید اس سورت میں لوگوں کو شرک کی تغویت (گمراہیت) و نامعقولیت اور توحید کی صداقت و معقولیت سمجھائی گئی ہے۔

**وَ لَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝** (آیت: ۲۷)

زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں اور سمندر (دوات بن جائے) جسے سات مزید سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کی باتیں (لکھنے سے) ختم نہ ہوں گی۔ بے شک اللہ زبردست اور حکیم ہے۔

**مولانا روم:**

ذرّہ ہا را کی تواند کس شُمُرد — خاصہ آن کو عشق از وی عقل بُرد
ذروں کو کوئی کب گن سکتا ہے؟ — خصوصاً وہ جس کی عقل کو عشق نے ختم کر دیا ہو
می شمارم برگہای باغ را — می شمارم بانگ کبک و زاغ را
میں باغ کے پتوں کو گنتا ہوں — میں چکور اور کوے کی آواز کو شمار کرتا ہوں
در شمار اندر نیاید لیک من — می شمارم بھرِ رُشد مُمتَحن
وہ گنتی میں نہیں آتے لیکن میں — مبتلا کی رہنمائی کے لیے گنتا ہوں

(ص:۱۸۳) (۲/۱۷۰۷-۱۷۰۹) (ت ج ص:۱/۱۶۸)

ھفت دریا گر شود کُلی مِدید — نیست مر پایان شدن را ھیچ امید
پورے سات سمندر اگر روشنائی نہیں — (تب بھی) ختم ہونے کی کوئی امید نہیں ہے

(ص:۲۱۸) (۲/۳۵۴۵) (ت ج ص:۲/۳۳۲)

یا قلم را زَهره باشد که بسَر | بر نویسد بر صحایف زان خَبرَ
یا قم کی یہ مجال ہو کہ نوک سے | وہ صحیفوں میں اس کی بابت لکھ دے

(ص:۴۲۲)(۴/۳۷۳۵)(ت ج ص:۴/۳۵۳)

گر شود، بیشه قلم دریا مِدید | مثنوی را نیست پایانی امید
اگر جنگل قلم اور سمندر روشنائی بن جائے | مثنوی کے ختم ہونے کی توقع نہیں ہے

(ص:۵۷۹)(۶/۲۲۵۰)(ت ج ص:۶/۲۲۳)

## اقبالؔ:

محفلِ ہستی میں جب ایسا تنک جلوہ تھا حسن | پھر تخیل کس لیے لا انتہا رکھتا ہوں میں

(بانگ درا:ص:۱۲۳)

**یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْــٴًـا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ** o (آیت:۳۳)

لوگو، بچو اپنے رب کے غضب سے اور ڈرو اُس دن سے جب کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی اپنے باپ کی طرف سے کچھ بدلہ دینے والا ہوگا۔ فی الواقع اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پس یہ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکہ باز تم کو اللہ کے معاملے میں دھوکا دینے پائے۔

## مولانا روم:

گفت حق: نه بلکه لااَنساب شد | زهد و تقویٰ فضل را مِحراب شد
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں بلکہ "نسبت کچھ نہیں" طے ہوگیا ہے | پرہیزگاری اور تقوی بزرگی کا مقام بن گیا ہے

(ص:۱۲۵)(۱/۳۴۰۱)(ت ج ص:۱/۳۵۱)

عفوها گفته ثنای عفوِ تو | نیست کُفوَش ایُّها النّاس اِتَّقُوا
تمام معافیوں نے تیری معافی کی تعریف کی ہے | اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے اے لوگو ڈرو

(ص:۲۵)(۵/۴۱۱۵)(ت ج ص:۵/۴۱۲)

## اقبالؔ:

یہ "لسان العصر" کا پیغام ہے | 'اِنَّ وَعدَ اللّٰهِ حقٌّ' یاد رکھ

(بانگ درا:ص:۲۸۲)

اس سورت کی پہلی مناسبات آیت نمبر ۲۷ کی توضیح میں مولانا اس بات کو سمجھانے کے لیے کہ اللہ کی باتیں بے شمار ہیں وہ ذروں کی مثال دیتے ہیں کہ وہ بے شمار ہیں اور علامہ ان کے مقابلہ میں خیالات کو بے انتہا کہہ کر بیان کر رہے ہیں اور پھر آیت ۳۳ کے ضمن میں کہ تقوی ہی راہ ترقیع ہے اور اللہ معاف کرنے والا ہے یہ فرمان قرآن کریم میں بہت جگہوں پر تکرار رہا۔ علامہ اس زمانے کے شاعر اکبر الہ آبادی جن کا لقب "لسان العصر" یعنی زمانہ کی زبان تھا کی طرف اشارہ کر کے بتاتے ہیں کہ انہوں نے بھی یہ کچھ کہا تھا اللہ جو وعدہ کرتا ہے اسے پورا کرتا ہے۔

# سورہ السجدہ (۳۲)

اس سورت کی ۱۵ ویں آیت میں سجدہ کا جو مضمون آیا ہے اسی کو سورت کا نام اور عنوان قرار دیا گیا ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام مضاجع ہے۔

ترتیب تلاوت ۳۲ ویں، ترتیب نزول ۷۵ ویں، ۳۰ آیات اور ۳۸۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی ۱۸ ویں سورت جس کا آغاز حروف مقطعہ [الم: الف، لام، میم] سے ہوتا ہے۔

اس سورت کا مرکزی موضوع توحید، نبوت، رسالت اور آخرت کے متعلق لوگوں کے شکوک وشبہات دور کرنا ہے اور تینوں حقیقتوں پر ایمان کی دعوت دینا ہے۔

لوگوں سے خطاب ہے کہ قرآن کی پیش کردہ حقیقتوں پر عقل سے کام لیتے ہوئے غور کرو، سورت میں اللہ کی رحمت ومغفرت اور عدل وانصاف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

مشرکین مکہ سے کہا گیا کہ پچھلی تباہ شدہ قوموں کے آثار وانجام سے درس عبرت حاصل کریں اور اگر آپ ایسے انجام سے بچنا چاہتے ہوتو اس پیغام پر لبیک کہو جو محمد ﷺ تمہیں بار بار پہنچا رہے ہیں۔

الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَهٗ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّهِیۡنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـِٕدَةَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ ۝

(آیت: ۹۔۷)

جو چیز بھی اس نے بنائی خوب ہی بنائی۔ اس نے انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی، پھر اس کی نسل ایک ایسے سَت سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے، پھر اس کو نِک سُک سے درست کیا اور اس کے اندر اپنی روح پھونک دی، اور تم کو کان دیے، آنکھیں دیں اور دل دیے۔ تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے

**مولانا روم:**

بشنو از نی چون حکایت می کند — از جدا ییها شکایت می کند
بانسری سے سن کیا بیان کرتی ہے — اور جدائیوں کی کیا شکایت کرتی ہے
(ص:۲۱)(۱/۱)(ت ج ص:۱/۳۱)

جسمِ خاکت را زاینجا بافتند — نور پاکت را درینجا یافتند
تمہارے خاکی جسم کو اس جگہ بنایا گیا — تیرے نور پاک کو یہاں حاصل کیا گیا
(ص:۱۰۸)(۱/۲۶۶۶)(ت ج ص:۱/۲۸۳)

بیشه ای آمد وجودِ آدمی — بر حذر شو زین وجود ارزان دَمی
انسان کا وجود ایک بَن (جنگل) ہے — اگر تو انسان ہے تو اس وجود سے احتیاط برت
(ص:۱۷۵)(۲/۱۴۱۷)(ت ج ص:۲/۱۴۲)

آمده اوّل بِاقلیم جَماد — وز جمادی در نباتی او فتاد
پہلے وہ (روح) جماد کی اقلیم میں آئی — اور (پھر) جمادی (اقلیم) سے نباتی (اقلیم) میں آئی
(ص:۴۲۰)(۴/۳۶۳۹)(ت ج ص:۴/۳۴۴)

جرعہ ای چون ریخت ساقیّ اَلَست بر سرِ این شورہ خاکِ زیرِدست
الست کے ساقی نے جب ایک گھونٹ بہایا اس بنجر زمین پر
(ص:۴۴۰)(۵/۳۹۰)(ت ج ص:۵/۵۰)

نطق عیسی از فرِ مریم بُوَد نطق آدم پرتو آن دَم بُودَ
حضرت عیسیٰؑ کی گویائی حضرت مریمؑ کے نور سے ہے حضرت آدمؑ کی گویائی اس نفخ کے پرتو سے ہے
(ص:۶۲۶)(۶/۴۵۵۱)(ت ج ص:۶/۴۳۷)

هم ز خاکی بَخیہ برگِل می زند جملہ را هم باز خاکی می کُند
خاک ہی سے مٹی پر بخیہ کرتے ہیں اور پھر سب کو خاک کر دیتے ہیں
(ص:۶۳۱)(۶/۴۷۱۰)(ت ج ص:۶/۴۵۱)

## اقبالؔ:

دما دم رواں ہے یمِ زندگی ہر اک شے سے پیدا رمِ زندگی
اسی سے ہوئی ہے بدن کی نمود کہ شعلے میں پوشیدہ ہے موجِ دُود!
گراں گرچہ ہے صحبتِ آب و گلِ خوش آئی اسے محنتِ آب و گلِ
(بال جبریل:ص:۱۲۵)

قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ٥ (آیت:۱۱)
ان سے کہو،"موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تم کو پورا کا پورا اپنے قبضے میں لے لے گا اور پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹا لائے جاؤ گے۔"

## مولانا رومؒ:

راد مردی چاشتگاهی در رسید در سرا عدلِ سلیمان در دوید
ایک آزاد مرد دن چڑھے آیا اور حضرت سلیمانؑ کی عدالت میں دوڑا
رویش از غم زرد و هر دو لب کبود پس سلیمان گفت: ای خواجہ چہ بود؟
غم سے اس کا چہرہ زرد اور دونوں ہونٹ نیلے تھے حضرت سلیمانؑ نے پوچھا اے صاحب کیا ہوا؟
گفت عزرائیل در من این چنین یک نظر انداخت پر از خشم و کین
اس نے کہا حضرت عزرائیلؑ نے مجھ پر ایسی ایک نظر ڈالی جو غصہ اور کینہ سے بھری تھی
گفت هین اکنون چہ می خواهی بخواه گفت فرما باد را ای جان پناه
انہوں نے کہا اب جو کچھ چاہتا ہے بیان کر اس نے کہا اے جہاں پناہ ہوا کو حکم دیجیے

تـــا مـــرا زیـــنـجـــا بـهـنـدسـتـــان بَـرَد　　بـــوكِ بـــنـده کـان طَـرَف شد جـان بَـرَدَ

(ص:٦٩)(ا/٩٥٦-٩٦٠)(ت ج ص:ا/١٢٣)

تاکہ مجھے اس جگہ سے ہندوستان لے جائے　　ہوسکتا ہے بندہ اس طرف چلا جائے تو جان بچ جائے

نَـــه طـــریـق ونَـــه رفـیـق و نَـــه امـان　　دســـت کـــرده آن فـــرشـتـــه سـوی جـان

(ص:٣٤٠)(٤/١٧٥)(ت ج ص:٤/٢٨)

نہ راستہ اور نہ ساتھی اور نہ امان　　اس فرشتہ نے جان کی طرف ہاتھ بڑھا دیا

## اقبالؔ:

پوشیدہ ہے کافر کی نظر سے مـــلـک الـــمـــوت　　لیکن نہیں پوشیدہ مسلماں کی نظر سے!

(بال جبریل:ص:١٦٧)

اللہ پاک نے جس انسان کو مٹی اور پانی سے تخلیق کر کے اس میں روح پھونکی انسانی جسم ہی اس کی نمود کی اساس ہے جبکہ یہ جسم روح کے وجود سے ہر طرف رواں دواں ہے۔ انسان کی حرکت و محنت اللہ کو پسند ہے۔ مولانا نے حضرت سلیمان کے دربار کا واقعہ بیان کر کے موت کے اٹل ہونے کا ذکر کیا جبکہ علامہ نے حقیقت ممات کو یوں بیان کیا کہ رسولؐ خدا کے توسط مسلمان کو جو پیغام ملا، کہ (موت کا فرشتہ مقرر ہے) مسلمان اس پیغام کو ذہن میں رکھتے ہیں لیکن کافر غور نہیں کرتے۔

# سورہ الاحزاب (۳۳)

اس سورت کا نام آیت نمبر ۲۰ کے ایک فقرے ''یحسبون الاحزاب لم یذھبوا'' سے ماخوذ ہے۔ احزاب لفظ حزب کی جمع یعنی گروہ، ٹولیاں یا جماعتیں ہے۔ اس سورت میں اَحزاب دو مختلف حوالوں سے استعمال ہوا۔ اول غزوۂ احزاب (جنگ خندق) شوال ۵ ھ اور دوم شریک جرم مشرکین کے ٹولے کا قصہ۔ ترتیب تلاوت ۳۳ ویں، ترتیب نزول ۹۰ ویں، ۷۳ آیات اور ۱۲۸۰ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ اس سورت کے مضامین غزوۂ احزاب کے علاوہ دو اور اہم واقعات غزوۂ بنی قریظہ جو ذی القعدہ ۵ ھ میں پیش آیا اور حضرت زینبؓ سے نبی ﷺ کا نکاح جو اسی سال ذی القعدہ میں ہوا سے متعلق بحث کرتے ہیں:

۱۔ جنگ احد اور جنگ احزاب کے درمیان دو سال کا عرصہ اگرچہ امن واطمینان کا زمانہ نہ تھا۔ لیکن اس پوری مدت میں نئے مسلم معاشرے کی تعمیر اور ہر پہلو میں زندگی کی اصلاح کا کام برابر جاری رہا۔ اس مدت میں مسلمانوں کے قوانین نکاح وطلاق قریب قریب مکمل ہوگئے، وراثت کا قانون بنا، شراب اور جوئے کو حرام کیا گیا، بہت سے معاشی اور معاشرتی نئے ضابطے نافذ ہوئے۔

۲۔ اس سلسلے کا ایک اہم مسئلہ جو اصلاح کا تقاضا کر رہا تھا تبنیت (گود لینے یا بیٹا بنانے) کا مسئلہ تھا۔ کیونکہ رسم کے طور پر منہ بولے رشتے میں خواہ کتنا ہی تقدس پیدا کر دیا جائے۔ بہرحال منہ بولی ماں، منہ بولی بہن، منہ بولی بیٹی، حقیقی ماں، بہن اور بیٹی کی طرح نہیں ہوسکتی۔ ان مصنوعی رشتوں کے رسمی تقدس پر بھروسہ کر کے مردوں اور عورتوں کے درمیان جب حقیقی رشتہ داروں کا خلا ملا ہو تو وہ برے نتائج پیدا کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان وجوہ سے اسلامی قانون نکاح وطلاق، قانون وراثت اور قانون حرمت زنا کا یہ تقاضا تھا کہ متبنیٰ کو حقیقی اولاد کی طرح سمجھنے کے تخیل کا قطعی استیصال کر دیا جائے۔ اسی بنا پر جنگ احزاب سے کچھ پہلے رسول خدا ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ کیا گیا کہ آپ اپنے منہ بولے بیٹے زیدؓ بن حارثہ کی مطلقہ بیوی سے خود نکاح کر لیں اور اس حکم کی تعمیل آپ نے محاصرۂ بنی قریظہ کے زمانے میں فرمائی۔

اس سورت میں اسلامی معاشرے میں اُن اصلاحی احکام کے نفاذ کا آغاز ہوا جو ''حجاب'' (پردے) کے عنوان سے بیان کیے جاتے ہیں اور ان اصلاحات کی تکمیل ایک سال بعد سورہ نور میں کی گئی۔ ازواج مطہرات کی حیثیت عام عورتوں کی طرح نہیں۔ وہ مسلمانوں کے لیے ماں کی طرح حرام ہیں اور حضور ﷺ کے بعد بھی ان میں سے کسی کے ساتھ کسی مسلمان کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ پیغمبر اکرم ﷺ کے اہل بیت سے متعلق آیۂ تطہیر آیت نمبر ۳۳ اور آیۂ امانت، آیت نمبر ۷۲ اسی سورت کا حصہ ہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۝
(آیت: ۴۰)

(لوگو) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ کے رسولؐ اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

**مولانا رومؒ:**

مطلق آن آواز خود از شه بود　　گرچه از حُلقومِ عبدا للّٰه بود
وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے　　اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو
(ص:۹۴)(۱/۱۹۳۷)(ت ج ص:۱/۲۱۳)

بهر این خاتم شدست اوکه بجود　　مثلِ او نه بود و نه خواهند بود
اسی لیے وہ خاتم بنے، کیونکہ سخاوت میں　　ان جیسا نہ تھا اور نہ ہوں گے
(ص:۵۳۸)(۶/۱۷۱)(ت ج ص:۶/۳۰)

**اقبالؒ:**

پیغمبر! تو جوہر آئینہ ایام ہے　　تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے!
(بانگ درا:ص:۱۹۲)

وہ دانائے سبلؐ، ختم الرسلؐ، مولائے کلؐ جس نے　　غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر　　وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طاہا
(بال جبریل:ص:۲۵)

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی　　خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش　　خودی کی زد میں ہے ساری خدائی
(بال جبریل:ص:۸۳)

آیۂ کائنات کا معنیِ دیریاب تُو!　　نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بُو!
(بال جبریل:ص:۱۱۲)

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝ (آیت:۵۶)
اللہ اور اس کے ملائکہ نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔

**مولانا رومؒ:**

زین سبب فرمود حق صَلُّوا عَلَیه　　که محمّد بود مُحتالٌ الیه
اس لیے اللہ نے فرمایا انؐ پر درود بھیجو　　کیونکہ محمدؐ سب کے چارہ ساز ہیں
(ص:۶۰۵)(۶/۳۲۶۰)(ت ج ص:۶/۳۱۳)

**اقبالؒ:**

وہ دانائے سبلؐ، ختم الرسلؐ، مولائے کلؐ جس نے　　غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر　　وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طاہا
(بال جبریل:ص:۵۷۰)

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الۡجِبَالِ فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَاوَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَحَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًاo　(آیت:۷۲)

ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے۔ مگر انسان نے اسے اٹھالیا، بے شک وہ وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

**مولانا روم:**

قطرۂ دل را یکی گوہر فتاد　کان بدریاها و گردونها نداد
قطرۂ دل کو ایسا گوہر عطا ہوا　جو دریاؤں اور آسمانوں کو نہ دیا
(ص:۷۱)(۱/۱۰۱۷)(ت ج ص:۱/۱۲۹)

خود ز بیم این دمِ بی مُنتَها　باز خوان فَابَیۡن اَن یَحمِلۡنَها
اس بے انتہا ہوا کے خوف سے　پھر پڑھ "فَابَیۡن اَن یَحمِلۡنَها"
ورنه خود "اَشفَقۡنَ منها" چون بُدی　گرنه از بیمش دلِ کُه خون شدی
ورنہ "اَشفَقۡنَ منها" کیوں ہوتا؟　اگر اس کے خوف سے پہاڑ کا دل خون نہ بنتا
(ص:۹۵)(۱/۱۹۵۹-۱۹۶۰)(ت ج ص:۱/۲۱۶)

در کف داودؑ کاهن گشت موم　موم چه بود در کف او ای ظلوم؟
حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں لوہا موم ہوگیا　اے ظالم! اُن کے ہاتھ میں موم کیا ہوگا!
(ص:۱۷۷)(۲/۱۳۸۴)(ت ج ص:۲/۱۴۸)

لا جرم اَشفَقنَ مِنها جُمله شان　کُند شد زآمیز حیوان حَمله شان
یقیناً وہ تمام (کائنات) اس (بار امانت) سے ڈر گئی　اُن کا حملہ حیوان کی (صفات کی) آمیزش سے سست ہوگیا
(ص:۱۹۶)(۲/۲۳۷۳)(ت ج ص:۲/۲۲۷)

کرد فضل عشق انسان ر افضول　زین فزون جویی ظَلوم است و جهول
عشق کی بڑائی کے انسان کو بیہودہ بنا دیا　اسی بڑھی ہوئی جستجو کی وجہ سے وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے
(ص:۳۳۲)(۳/۴۶۷۳)(ت ج ص:۳/۴۴۳)

آن ضعیفِ زالِ ظالم را بیاب　مشت خاکی هین بیاور باشتاب
اس کمزور ظالم بڑھیا کے پاس پہنچ　خبردار! جلد اس میں سے ایک مٹھی مٹی لے آ
(ص:۴۷۵)(۵/۱۶۵۱)(ت ج ص:۵/۱۷۱)

خُم که از دریا دَرو راهی شود　پیش او جیحونها زانو زند
وہ مٹکا جس میں دریا کی جانب سے راستہ ہو جائے　اس کے سامنے بہت سے جیحون ادب کرنے لگیں

خـاصـه ایـن دریـا کـه دریـا هـا همـه چـون شـنـیـدنـد ایـن مِـثـال و دَمـدَمـه
خصوصاً یہ دریا بلکہ تمام دریا جب انہوں نے یہ مثال اور شہرت سُنی
شـد دهـانشـان تلخ ازین شرم و خَجَل کـه قـریـن شـد نـام اعـظـم بـا اقـل
اس شرم اور خجالت سے اُن کا منہ کڑوا ہوگیا کہ (دریائے) اعظم کا نام (دریائے) احقر کا ساتھی ہوگیا
(ص:۵۳۲)(۲۳/۵۔۲۵)(ت ج ص:۱۷/۶)

بـر زمیـن و چـرخ عـرضـه کـرد کـس خـوبـی و عـقـل و عـبـارات و هـوس
کسی نے زمین اور آسمان پر پیش کیا ہے حُسن اور عقل اور عبارتیں اور تمنا؟
(ص:۵۳۶)(۱۴۰/۶)(ت ج ص:۲۷/۶)

مـن کـه بـاشم چرخ بـا صد کـاروبـار زیـن کـمیـن فـریـاد کـرد از اختیـار
میں کون ہوں؟ آسمان نے بھی سیکڑوں کاروبار کیے ہوئے ہیں اختیار کی وجہ سے اس گھات کی جگہ سے فریاد کی ہے
(ص:۵۳۹)(۲۰۲/۶)

## اقبالؔ:

میرے بگڑے ہوئے کاموں کو بنایا تو نے بار جو مجھ سے نہ اٹھا، وہ اٹھایا تُو نے
(بانگ درا:ص:۵۵)

سختیاں کرتا ہوں دل پر، غیر سے غافل ہوں میں ہائے کیا اچھی کہی ظالم ہوں میں، جاہل ہوں میں
(بانگ درا:ص:۱۰۶)

سینہ ہے تیرا امیں اس کے پیام ناز کا جو نظام دہر میں پیدا بھی ہے، پنہاں بھی ہے
(بانگ درا:ص:۱۹۳)

تری فطرت امیں ہے ممکناتِ زندگانی کی جہاں کے جوہرِ مضمر کا گویا امتحاں تو ہے!
(بانگ درا:ص:۲۶۹)

آیت ۴۰ کے ضمن میں مولانا رسولؐ خدا کے بارے کہتے ہیں کہ ان جیسا نہ کوئی تھا نہ ہوگا اور علامہ نے تو کمال کر دیا

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کلؐ

کہہ کر بیان کیا اور پھر آیت ۷۲ کی تلمیح کو علامہ نے مولانا سے زیادہ خوبصورت انداز میں دو اشعار میں بیان ایک شعر میں خدا بندے سے مخاطب ہے اور دوسرے شعر میں بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور شکوہ کناں اپنی حالت بیان کرتا ہے۔

# سورہ فاطر (۳۵)

پہلی آیت ہی میں لفظ ''فاطر'' اس سورت کا عنوان قرار دیا گیا۔ جس کے معنی صرف یہ ہیں کہ یہ وہ سورت ہے جس میں فاطر کا لفظ آیا ہے فاطر کی معنی پیدا کرنے والا اور چیرنے والا ہیں اس سورت کا دوسرا نام ملائکہ بھی ہے کیونکہ پہلی ہی آیت میں فرشتوں، رسالت اور ان کی تخلیق کا ذکر ہے۔

ترتیب تلاوت ۳۵ ویں، ترتیب نزول ۴۳ ویں، ۴۵ آیات اور ۷۷۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

زمین و آسمان اور فرشتوں کی تخلیق، ہر ذی روح کو روزی بہم پہنچا کر زندہ رکھنا سب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ مرنے کے بعد زندہ کیے جانے کی مثالیں اور دلیلیں۔ سب لوگ اس اللہ کے محتاج ہیں جس کو کسی سے احتیاج نہیں۔ نیک بندوں کے اوصاف، جنت کی نعمتوں کا ذکر، تم شیطان کے دھوکے میں مت آنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس سورت میں متذکرہ بالا مضامین ہیں۔

**وَ اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍمَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا كَذٰلِكَ النُّشُوْرُo** (آیت:۹)

وہ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے، پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں، پھر ہم اسے ایک اجاڑ علاقے کی طرف لے جاتے ہیں اور اسی زمین کو جلا اٹھاتے ہیں جو مری پڑی تھی۔ مرے ہوئے انسانوں کا جی اٹھنا بھی اسی طرح ہوگا۔

**مولانا روم:**

پس همه دانسته اند آن را یقین　　که فرستد باد رَبُّ العالمین
تو اس کو یقین کے ساتھ سب جانتے ہیں　　کہ دونوں جہانوں کا رب ہوا کو بھیجتا ہے

(ص:۳۴۰)(۱۵۲/۴)(ت ج ص:۲۶/۴)

**اقبال:**

ہے بلندی سے فلک بوس نشیمن میرا　　ابر کہسار ہوں گل پاش ہے دامن میرا
کبھی صحرا، کبھی گلزار ہے مسکن میرا　　شہر و ویرانہ مرا، بحر مرا، بن میرا
کسی وادی میں جو منظور ہو سونا مجھ کو
سبزۂ کوہ ہے مخمل کا بچھونا مجھ کو
مجھ کو قدرت نے سکھایا ہے دُرافشاں ہونا　　ناقۂ شاہدِ رحمت کا حُدی خواں ہونا
غم زدائے دلِ افسردۂ دہقاں ہونا　　رونقِ بزمِ جوانانِ گلستاں ہونا
بن کے گیسو رخِ ہستی پہ بکھر جاتا ہوں
شانۂ موجۂ صرصر سے سنور جاتا ہوں

دور سے دیدۂ امید کو ترساتا ہوں کسی بستی سے جو خاموش گذر جاتا ہوں
سیر کرتا ہوا جس دم لبِ جُو آتا ہوں بالیاں نہر کو گرداب کی پہناتا ہوں
سبزۂ مزرعِ نوخیز کی امیدّ ہوں میں
زادۂ بحر ہوں، پروردۂ خورشید ہوں میں
چشمۂ کوہ کو دی شورشِ قلزم میں نے اور پرندوں کو کیا محوِ ترنم میں نے
سر پہ سبزہ کے کھڑے ہوکے کہا قُم میں نے غنچۂ گل کو دیا ذوقِ تبسم میں نے
فیض سے میرے نمونے ہیں شبستانوں کے
جھونپڑے دامنِ کہسار میں دہقانوں کے

(بانگ درا:ص:۴۷)

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ○ (آیت:۱۵)

لوگو، تم ہی اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تو غنی و حمید ہے۔

## مولانا روم:

زانکہ محتاجند این خَلقان همه از گدایی گیر، تا سلطان همه
کیونکہ سب مخلوق محتاج ہے سب فقیر سے لے کر بادشاہ تک

(ص:۲۰۶)(۳۳۹۰/۶)(ت ج ص:۳۲۵/۶)

## اقبالؔ:

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی مقامِ بندگی دیکر نہ لوں شانِ خداوندی

(بال جبریل:ص:۱۴)

مرا طریق امیری نہیں، فقیری ہے خودی نہ بیچ، غریبی میں نام پیدا کر

(بال جبریل:ص:۱۴۷)

اللہ تعالیٰ کا اس سورت کی آیت ۹ میں جو فرمان ہے وہ وہی عمل ہے جسے سائنس نے باقاعدہ اس کی تائید کی ہے یعنی ہواؤں کا چلنا بادلوں کا وجود میں آنا، برسنا اور پھر اس بارش سے مردہ نباتات میں زندگی ڈالنا علامت ہے خدا کس طرح مردوں کو زندہ کرسکتا ہے اور دوسری جگہ مولانا اور علامہ دونوں نے انسان کو توضیح کی کہ وہ صرف اللہ کی ذات سے مانگے وہی سب کا پروردگار ہے۔

# سورہ یٰسین (۳۶)

آغاز ہی کے دو حرفوں ''یا'' اور ''سین'' کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا۔ قرآن مجید کی اُن ۲۹ سورتوں میں سے ۱۹ ویں سورت ہے جو حروف مقطعہ [= یٰسین: یا اور سین] سے شروع ہوتی ہے۔ اس سورت کے دوسرے نام حبیب نجّار جس کا ذکر آیت ۱۳ تا ۳۰ میں ہے وہ عیسائی مومنوں اور صالحوں میں سے تھا۔ علاوہ ازیں **دافعه**، **مُعمّمه** اور رسولؐ خدا نے فرمایا یٰسین **قلب القرآن** یعنی یہ سورت قرآن کا دل ہے۔

ترتیب تلاوت ۳۶ ویں، ترتیب نزول ۴۱ ویں، ۸۳ آیات اور ۷۲۹ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

منکرین توحید اور رسالت کی عبرت کے لیے ایک بستی کی مثال جس کے لوگوں نے اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا اور پھر بستی والوں پر عذاب الٰہی کا نزول، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کے دلائل، تمام پھل اور میوے قدرت الٰہی سے پیدا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نباتات میں، انسانوں میں اور دوسری تمام مخلوقات میں جوڑے بنائے ہیں۔ طوفان نوح کا ذکر، قیامت اچانک اور ناگہانی آجائے گی۔ صور پھونکے جانے کا ذکر سب اس سورت کے مضامین ہیں۔

**سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَمِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَمِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ o**

(آیت: ۳۶)

پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خواہ ان کی اپنی جنس (یعنی نوع انسانی) میں سے یا اُن اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔

## مولانا روم:

همچنین کشت و دَم و دام و جِماع　　آن موالید است حَق را مُستَطاع

اسی طرح کھیتی، تدبیر اور جال اور ہمبستری　　وہ سب کام اللہ کے پیدا کردہ اور مقدور ہیں

(ص: ۸۷)(۱/۱۶۶۹)(ت ج ص: ۱/۱۸۹)

## اقبالؔ:

مذاقِ دوئی سے بنی زَوج زَوج　　اُٹھی دشت و کہسار سے فَوج فَوج

(بال جبریل: ص: ۱۲۷)

یہ سورہ جو قرآن حکیم کا دل کہلاتی ہے اس میں بہت سارے موضوعات ہونے کے باوجود، راقم کو فقط ایک ایسی آیت مل سکی جو دونوں میں مشترک طور پر اشعار میں جگہ پا سکی اور اس کا موضوع بہت واضح ہے کہ دنیا میں انسانوں اور نباتات کے علاوہ بہت سی دوسری اشیا جن کا انسان کو علم نہ بھی ہو اس کے جوڑے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیے۔

# سورہ الصّٰفّٰت (۳۷)

اس سورت کا نام پہلی ہی آیت کے لفظ الصّٰفّٰت سے ماخوذ ہے ترتیبِ تلاوت ۳۷ویں، ترتیبِ نزول ۵۶ویں ۱۸۲ آیات اور ۸۶۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے، اس سورت میں مشرکین کو تنبیہہ کے ساتھ ساتھ تعلیم وترغیب کا حق بھی پورے توازن کے ساتھ ادا کیا گیا ہے اس سورت کے مضامین میں توحید وآخرت کے عقیدے کی صحت پر مختصر ودل نشین دلائل، ستارے آسمان کی زیب وزینت کا سامان، ستاروں کے ٹوٹنے کی حقیقت، مرنے کے بعد دوبارہ زندگی عطا کئے جانے کا عمل، نیک اور فرمانبردار بندوں کیلئے بہشت میں طرح طرح کی نعمتوں سے نوازے جانا، حضرت نوحؑ کا مختصر قصہ، حضرت ابراہیمؑ کا اپنے فرزند اسمٰعیل کو ذبح کرنے کے سچے خواب، حضرت ابراہیمؑ کی امتحان میں کامیابی، حضرت موسیٰؑ، ہارونؑ، الیاسؑ جنھیں (اِل یَاسِیْنَ) بھی کہتے ہیں، لوطؑ اور یونسؑ کے متعلق اشارات شامل ہیں۔

**فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ O**　(آیت:۱۰۲)

وہ لڑکا جب اس کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچ گیا تو (ایک روز) ابراہیمؑ نے اس سے کہا، ”بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، اب تو بتا، تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا، ابا جان، جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر ڈالیے، آپ ان شاءاللہ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔“

**مولانا روم:**

همچو اسماعیل پیشش سَر بِنه　　شاد و خندان پیش تیغش جان بِدِه
حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح اس کے سامنے سر جھکا دے　　اور ہنسی خوشی اس کی تلوار سے قتل ہو جا
(ص:۳۲)(۱/۲۲۷)(ت ج ص:۱/۵۴)

حلق پیش آورد اسماعیل وار　　کارد بَر حَلقَش نیآرد کردگار
حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح اس نے گلا پیش کر دیا　　خدا اس کے گلے پر چھری نہ چلائے گا
(ص:۱۵۴)(۲/۳۸۳)(ت ج ص:۲/۵۰)

من چو اسماعیلیانم بی حَذَر　　بل چو اسماعیلُ آزادم ز سَر
میں اسمٰعیلیوں کی طرح نِڈر ہوں　　بلکہ حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح سَر سے بے نیاز ہوں
(ص:۳۱۹)(۳/۴۱۰۲)(ت ج ص:۳/۳۹۰)

من خلیلم تو پسر پیش بِچُک　　سر بنه انّی ارانی اَذبَحُک
میں خلیل (اللہ) ہوں تو فرزند ہے چھری کے سامنے　　سر رکھ دے میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں
(ص:۳۲۱)(۳/۴۱۷۵)(ت ج ص:۳/۳۹۷)

گفت قُچ مَرُج من اندر آن عُهود  باقچ قربانِ اسمٰعیل بود
ذنبہ نے کہا میری چراگاہ اُن دنوں  حضرت اسمٰعیل کی قربانی کے دنبہ کے ساتھ تھی
(ص:۵۸۵)(۶/۲۴۷۸)(ت ج ص:۶/۲۴۳)

ما چو اسمٰعیل زِ ابراهیمِ خُود  سر نپیچیم ار چه قربان می کند
ہم حضرت اسمٰعیل کی طرح اپنے ابراہیمؑ سے  سر نہ موڑیں گے اگر وہ قربان کر دے
(ص:۶۳۴)(۶/۴۸۸۵)(ت ج ص:۶/۴۸۸۵)

## اقبالؔ:

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی  سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی؟
(بال جبریل: ص:۱۴)

اس سورت کے آیت ۱۰۲ کو مولانا اور علامہ نے بڑی صراحت سے بیان کیا جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ اور والدین کی اطاعت کے ساتھ ساتھ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنے کا درس ملتا ہے۔

## سورہ الزمر (۳۹)

اس سورت کا نام آیت نمبر ۷۱ اور ۷۳ (وَسِيۡقَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰى جَهَـنَّمَ زُمَرًا‌ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوۡهَا فُتِحَتۡ اَبۡوَابُهَا وَقَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِ رَبِّكُمۡ وَيُنۡذِرُوۡنَكُمۡ لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ هٰذَا‌ ؕ قَالُوۡا بَلٰى وَلٰـكِنۡ حَقَّتۡ كَلِمَةُ الۡعَذَابِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ۝ وَسِيۡقَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ اِلَى الۡجَـنَّةِ زُمَرًا‌ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوۡهَا وَفُتِحَتۡ اَبۡوَابُهَا وَقَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡهَا خٰلِدِيۡنَ ۝) سے ماخوذ ہے۔ ان آیات میں لفظ زُمر (جس کے معنی گروہ در گروہ) آیا ہے اشارہ آیا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا جہنم کی طرف گروہ در گروہ ہانکے جائیں گے اور جو لوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ اس سورت کے دوسرے ناموں میں ایک ''غُرَف'' آیت ۲۰ میں جنت کی عمارتوں اور دوسرا ''سورۃ العرب'' کیوں کہ اسی سورت کی آیت نمبر ۲۸ میں قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا غَيۡرَ ذِىۡ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ۝ اس طرف اشارہ کیا گیا۔ ترتیب تلاوت ۳۹ ویں، ترتیب نزول ۵۹ ویں، ۷۵ آیات ۱۱۹۲ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

یہ پوری سورت ایک انتہائی موثر اور بلیغ خطبہ ہے۔ جو ہجرت حبشہ سے پہلے مکہ مکرمہ کی ظلم و ستم اور عناد و مخالفت سے بھرپور فضاء میں دیا گیا قریش مکہ کے سامنے ایسا بھرپور اور بلند پایہ وعظ ہے جس کی اثر پذیری سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس سورت کے دیگر مضامین میں اللہ تعالیٰ کی پاکی یعنی پاک ہے وہ اس سے (کہ کوئی اس کا بیٹا ہو) وہ اللہ ہے، مگر وہ کسی کو برگزیدہ کرے، اللہ کے حکم سے سورج اور چاند کی تسخیر، مویشیوں میں سے آٹھ نر اور مادہ کے جوڑے پیدا کرنا، اور مختصراً دونوں جہانوں میں مومنوں اور کفار کے احوال واذکار شامل ہیں۔

**قُلۡ يٰعِبَادِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوۡا رَبَّكُمۡ‌ؕ لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوۡا فِىۡ هٰذِهِ الدُّنۡيَا حَسَنَةٌ‌ ؕ وَاَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ‌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوۡنَ اَجۡرَهُمۡ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ۝** (آیت:۱۰)

اے نبیؐ کہو کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو، اپنے رب سے ڈرو۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک رویہ اختیار کیا ہے ان کے لیے بھلائی ہے۔ اور خدا کی زمین وسیع ہے، صبر کرنے والوں کو تو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔

**مولانا روم:**

ہر کہ آرد حُرمت او حرمت بَرد　　ہر کہ آرد قند لوزینہ خورَد
جو شخص تعظیم کرتا ہے عزت پاتا ہے　　جو شکر لاتا ہے وہ بادامی حلوہ کھاتا ہے
(ص:۸۳)(۱/۱۴۹۷)(ت ج ص:۱/۱۷۳)

نان دھی از بھر حق نانَت دَھَند　　جان دھی از بھر حق جانت دَھَند
اگر تو خدا کے لیے روٹی دے گا تجھے روٹی دیں گے　　تو خدا کے لیے جان دے گا تو تجھے جان دیں گے
(ص:۱۰۰)(۱/۲۲۳۷)(ت ج ص:۱/۲۴۲)

تو بکُر دی او بکُر دی مُودَعَه — زانک اَرضُ اللّٰه آمد واسعَه
تو ایک کیاری میں اور وہ دوسری کیاری میں رکھا ہوا ہے — کیونکہ اللہ کی سر زمین وسیع ہے
(ص:۳۵۷)(۱۰۸۸/۴)(ت ج ص:۱۱۳/۴)

گر نرویَد خوشه از رَوضات هو — پس چه واسع باشد ارض اللّٰه بگو!
اگر اللہ تعالیٰ کے باغوں سے کوئی خوشہ نہ پیدا ہو — تو بتا اللہ تعالیٰ کی زمین کیا وسیع ہوئی؟
چونک این ارضِ فنا بی رَیع نیست — چون بود ارض اللّٰه اَن مُستَوسَعیست
جبکہ یہ فانی زمین بغیر پیدا وار کے نہیں ہے — تو اللہ کی زمین کا کیا ہوگا وہ بہت وسیع ہے
(ص:۳۷۳)(۱۷۶۱/۴-۱۷۶۲)(ت ج ص:۱۷۳/۴)

وان فضای خَرقِ اَسباب و عِلَل — هست اَرضُ اللّٰه ای صَدر اَجَلّ
اسباب اور علتوں کی شکست کی فضا — اے صَدر اعظم، اللہ کی زمین ہے
(ص:۳۸۸)(۲۳۸۲/۴)(ت ج ص:۲۲۹/۴)

گفت صبری کن برین رنج و حَرَض — صابران را فضل حق بخشد عِوَض
اس نے کہا اس رنج اور غم پر صبر کر — اللہ کی مہربانی صبر کرنے والوں کو انعام عطا کرتی ہے
(ص:۴۴۱)(۴۸۳/۵)(ت ج ص:۵۹/۵)

صحنِ ارضُ اللّٰه واسِع آمده — هر درختی از زمینی سَرزده
اللہ تعالیٰ کی زمین کا صحن وسیع ہے — ہر درخت ایک زمین سے اُگا ہے
(ص:۴۹۹)(۲۵۶۲/۵)(ت ج ص:۲۶۱/۵)

اَلَیسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبدَهُ وَیُخَوِّفُونَکَ بِالَّذِینَ مِن دُونِهٖ وَمَن یُّضلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِن هَادٍ o (آیت:۳۶)

(اے نبیؐ) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ یہ لوگ اس کے سوا دوسروں سے تم کو ڈراتے ہیں۔ حالانکہ اللہ جسے گمراہی میں ڈال دے اسے کوئی راستہ دکھانے والا نہیں۔

**مولانا رومؒ:**

کافِ کافی آمد او بهرِ عِباد — صِدقِ وعدهٔ کهیعص
بندوں کے لیے کافی کا کاف آیا ہے — کھیعص کا سچا وعدہ آیا ہے
(ص:۴۱۵)(۳۵۱۸/۴)(ت ج ص:۳۳۳/۴)

**اقبالؒ:**

تو اگر خود دار ہے منت کشِ ساقی نہ ہو — عین دریا میں حباب آسا نگوں پیمانہ کر
(بانگ درا:ص:۱۹۱)

قلندر جز دو حرفِ لاالہ کچھ بھی نہیں رکھتا فقیہہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا
(بال جبریل:ص:۳۲)

تو عرب ہو یا عجم ہو ترا لا الـــــــــــــہ الا ! لغتِ غریب، جب تک ترا دل نہ دے گواہی!
(بال جبریل:ص:۴۵)

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیلؑ یہ نکتہ وہ ہے کو پوشیدہ لآ الا میں ہے!
(بال جبریل:ص:۶۸)

عارف کا ٹھکانا نہیں وہ خطہ کہ جس میں پیدا کلہِ فقر سے ہو طرۂ دستار
(بال جبریل:ص:۱۵۹)

روح اسلام کی ہے نورِ خودی، نارِخودی زندگانی کے لیے نارِ خودی، نور و حضور!
یہی ہر چیز کی تقویم، یہی اصل نمود گرچہ اس روح کو فطرت نے رکھا ہے مستور
لفظِ اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر دوسرا نام اسی دین کا ہے 'فقرِ غیور'!
(ضرب کلیم:ص:۳۰۔۳۱)

محروم خودی سے جس دم ہوا فقر تو بھی شہنشاہ، میں بھی شہنشاہ!
(ضرب کلیم:ص:۱۶۶)

**قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُo** (آیت:۵۳)

(اے نبیؐ) کہہ دو کہ اے میرے بدنو، جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور رحیم ہے۔

**مولانا رومؒ:**

رَبَّـنـا اِنَّـا ظَـلَـمْـنـا گـفـت و آه! یـعـنـی آمـد ظـلـمـت و گـم گـشـت راه
ہمارے رب ہم نے ظلم کیا! کہا اور آہ بھری یعنی اندھیرا چھا گیا اور راستہ گم ہوگیا
(ص:۷۶)(۱/۱۳۵۴)(ت ج ص:۱/۱۵۱)

بـنـدۂ خـود خـوانـد احـمـد در رشـاد جـمـلـه عـالـم را بـخـوان قُل یا عِبـاد
قرآن میں احمدؐ نے اپنا بندہ کہہ کر پکارا تمام جہانوں کو کـل یـا عـبـاد پڑھ لے
(ص:۱۰۳)(۱/۲۴۹۸)(ت ج ص:۱/۲۶۷)

نـی مشـو نـومـیـد خـود را شـاد کـن پـیـش آن فـریـاد رس فـریـاد کُـن
نا امید نہ ہو اپنے آپ کو خوش رکھ اس فریاد سننے والے کے سامنے فریاد کر

کای محبّ عفو از ما عفو کن
اے معافی کو پسند کرنے والے ہمیں معاف کر دے
ای طبیبِ رنجِ ناسورِ کهن
اے پرانے ناسور کی تکلیف کے طبیب
(ص:۱۲۱)(۱/۳۲۵۴_۳۲۵۵)(ت ج ص:۱/۳۳۷_۳۳۸)

نا امیدی را خدا گردن زَدَست
نا امیدی کو خدا نے فنا کر دیا
چون گناه معصیت طاعت شُدَست
جبکہ گناہ اور معصیت طاعت بن گئی
(ص:۱۳۸)(۱/۳۸۳۸)(ت ج ص:۱/۳۸۹)

انبیا گفتند نومیدی بَدَست
انبیا نے کہا کہ ناامیدی بُری ہے
فضل و رحمتهای باری بی حَدَست
اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمتیں لا انتہا ہیں
از چنین مُحسِن نشاید ناامید
ایسے محسن سے نا امید نہ ہونا چاہیے
دست در فتراك این رحمت زنید
اس رحمت کے شکار بند کو دستاویز بنا لو
(ص:۲۹۴)(۳/۲۹۲۳_۲۹۲۴)(ت ج ص:۳/۲۸۲)

این زمان قایم مقام حق توی
اس وقت آپ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں
یأس باشد گر مرا مانع شوی
اگر آپ مجھے منع کریں گے تو مجھے مایوسی ہوگی
(ص:۳۰۴)(۳/۳۲۷۶)(ت ج ص:۳/۳۱۶)

ای شهنشه مستِ تخصیص تواند
اے شہنشاہ! وہ تیرے خاص کردینے کی وجہ سے مَست ہیں
عَفو کن از مستِ خود، ای عفو مند
اے معافی دینے والے اپنے مست کو معاف کر دے
لذّتِ تخصیصِ تو وقتِ خِطاب
خطاب کے وقت تیرے خاص کرنے کی لذت
آن کُنَد که نآید از صَد خُم شراب
وہ کرتی ہے جو شراب کے سینکڑوں مٹکوں سے نہیں ہوتا
(ص:۵۲۷)(۵/۴۲۰۴_۴۲۰۵)(ت ج ص:۵/۴۲۰)

ورکَشَد آن دیر، هان زنهار! تو
اگر اس میں دیر لگے خبردار، تو
وِردِ خود کُن دَم به دَم لا تَقْنَطوا
ہر لحظہ اپنا ورد لا تَقْنَطوا رکھ
(ص:۵۷۱)(۶/۱۹۱۸)(ت ج ص:۶/۱۹۳)

مغزِ نُغزِ و قِشرها مَغفُوراُزو
مغز عمدہ ہے اور اس کی وجہ سے چھلکے بخشے ہوئے ہیں
مغز را پس چون بسوزد دور اَزوُ
تو وہ مغز کیسے جلا دے گا؟ اس سے بعید ہے
(ص:۶۱۷)(۶/۳۹۳۲)(ت ج ص:۶/۳۷۶)

دایما خاقان ما کرد ست طُو
ہمارے شہنشاہ نے ہمیشہ جشن منایا ہے
گوشمان را می کشد لا تَقْنَطُوا
”تم مایوس نہ ہو“ ہمارا کان کھینچتا ہے
(ص:۶۳۲)(۶/۴۷۴۳)(ت ج ص:۶/۴۵۴)

**اقبال:**

شامِ غم لیکن خبر دیتی ہے صبحِ عید کی ظلمت شب میں نظر آئی کرن امید کی
(بانگ درا: ص:۱۸۸)

مسلم استی سینہ را از آرزو آباد دار ہر زماں پیش نظر 'لایخلف المیعاد' دار
(بانگ درا: ص:۲۶۶)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی مرے جرم خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں
(بانگ درا: ص:۲۸۱)

جس کی نو میدی سے ہو سوزِ درونِ کائنات اس کے حق میں تقنطوا اچھا ہے یا لاتقنطوا؟
(بال جبریل: ص:۱۴۴)

اللہ کی اس وسیع و عریض دنیا میں انسان جس طرح کے اعمال انجام دے گا اسے ویسا ہی اجر ملے گا اور بہر حال صبر کرنے والوں کے لیے بہتر اجر کی بشارت دی گئی اور علامہ کے بقول قوت و تسلط پیدا کرنے والی قوم کا ہر قول و فعل اس کے اعمال کا مظہر ہوتا ہے۔ بندہ مومن کے لیے اللہ کی ذات ہی بس ہے اور جس شخص میں خودی کا عنصر موجود ہے وہ اپنی ذات میں خود بادشاہ ہے۔ مولانا آخر میں مایوسی کو گناہ کہتے ہیں جبکہ علامہ کے بقول ہر رات کے بعد سویرا ہوتا ہے۔

# سورہ المومن (۴۰)

اس سورت کا نام ۲۸ ویں آیت کے فقرے میں ''وقال رجل مومن آل فرعون'' سے ماخوذ ہے یعنی وہ سورت جس میں آلِ فرعون کے ایک خاص مومن کا ذکر آیا ہے اس کے علاوہ اس سورت کا دوسرا نام غافر (چونکہ تیسری آیت میں اول ''غافِرِ الذّنب'' ''گناہ معاف کرنے والا) تیسرا نام طَول (اسی تیسری آیت میں ذِ یالطّول یعنی اللہ بڑا صاحب فضل، کشادہ دست، غنی اور فیاض ہے) چوتھا نام حم اولیٰ (کیونکہ سورت کا آغاز حروف مقطعہ [حم: حا، میم] سے ہوتا ہے)

ترتیب تلاوت ۴۰ ویں اور ترتیب نزول ۶۰ ویں، ۸۵ آیات اور ۱۱۹۹ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ سورت کے موضوع و مباحث میں اول کفار کو واضح کیا گیا کہ جو کچھ تم رسولؐ خدا کے ساتھ کرنا چاہتے ہو، یہی فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ کرنا چاہا اور انجام دنیا کے سامنے ہے۔

دوم؛ اہل ایمان کو خدا سے پناہ مانگنے اور اس پر بھروسا کرنے کا درس دیا گیا جس کے نتیجہ میں خدا تم کو ان سب پر غالب کرے گا۔

سوم؛ ایک گروہ یہ سمجھنے کے باوجود کہ حق محمدؐ کے ساتھ ہے، قریش غلطی پر ہیں اور پھر بھی خاموش تماشائی بنا ہوا تھا ان کو اس کردار کے ادا کرنے کی تلقین کی جو فرعون کے دربار میں ایک راست باز درباری نے اس وقت انجام دیا جب فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو قتل کرنا چاہا تھا۔

اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے، کافروں کو کفر کی سزا ملے گی، رسولوں کو جھٹلا کر اور مخالفت کر کے کوئی قوم آخرت کی ہلاکت اور رسوائی سے نہ بچ سکے گی۔

خدا کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں، حق پرستوں کی قربانیاں کبھی رائیگاں نہ جائیں گی، آخرت کی زندگی میں صرف اللہ اور اس کے رسولوں کی فرمانبرداری کام آئے گی، اس سورت میں سبھی فوق الذکر موضوعات شامل ہیں۔

يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ لاَ يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَىْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ o (آیت:۱۶)

وہ دن جب کہ سب لوگ بے پردہ ہوں گے، اللہ سے ان کی کوئی بات بھی چھپی ہوئی نہ ہوگی۔ (اس روز پکار کر پوچھا جائے گا) آج بادشاہی کس کی ہے؟ (سارا عالم پکار اٹھے گا) اللہ واحد قہار کی۔

## مولانا روم:

سجده می کرد اوکه هم فرمان تراست غیرِ حق بَر مُلکِ حق فرمان کِراست؟
وہ سجدے کرتا کہ تیرا ہی حکم ہے اللہ کی سلطنت میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کس کا حکم ہے؟
(ص:۴۰۴)(۳۱۵۶/۴)(ت ج ص:۳۰۱/۴)

## اقبال:

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا
(ضرب کلیم: ص:۱۴)

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُکُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّکُمْ ثُمَّ لِتَکُوْنُوْا شُیُوْخًا وَ مِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّی وَّلَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ o (آیت:٦٧)

وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر وہ تمھیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے، پھر تمھیں بڑھاتا ہے تاکہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچ جاؤ، پھر اور بڑھاتا ہے تاکہ تم بڑھاپے کو پہنچو۔ اور تم میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلا لیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ تم اپنے مقررہ وقت تک پہنچ جاؤ، اور اس لیے کہ تم حقیقت کو سمجھو۔

**مولانا روم:**

ور زمین و آب را عُلوی کُند　　راہ گردون را بپا مَطوی کُند

اگر مٹی اور پانی کو علوی کر دے　　آسمان کے راستوں کو پیروی سے طے کرا دے

(ص:۱۸۰)(۱۶۲۲/۲)(ت ج ص:۱۶۱/۲)

اُستنِ من عِصمَت و حفظِ تو است　　جُملہ مَطویّ یَمینُ آن دو دست

میرا ستون تیرا بچاؤ اور حفاظت ہے　　سب چیزیں اُن دونوں دائیں ہاتھوں میں لپٹی ہوئی ہیں

(ص:۳۶۱)(۱۱۷۸/۴)(ت ج ص:۱۲۱/۴)

**اقبال:**

ہر شے مسافر ہر چیز راہی! کیا چاند تارے، کیا مرغ و ماہی!

(بال جبریل:ص:۵۳)

اس سورت کی آیت ١٦ کو مولانا مسلمان کا دوران سجدہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اقرار بیان کرتے ہیں جبکہ علامہ کے بقول مسلمان کی ہر صبح اس اعلان سے شروع ہوتی ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے اور آیت ٦٧ میں مولانا کے بقول اللہ تعالیٰ اس مٹی کے پتلے کو چاہے تو ملکوتی عناصر میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اور وہ ہر طرح سے قادر ہے۔ دائیاں ہاتھ قدرت کی علامت ہے اور علامہ تو کہتے ہیں اس دنیا میں اور کائنات میں جو کچھ ہے اللہ کے حکم سے مسافر ہیں یعنی فانی ہیں اور یہ سب اسی کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

# سورہ حٰمٓ السَّجدہ (۴۱)

اس سورت کا نام دو لفظوں ''حم'' اور ''سجدہ'' سے مرکب ہے یعنی وہ سورت جس کی ابتداء ''حم'' سے ہوتی ہے اور اس کی ۳۷/۳۸ ویں آیت میں سجدہ واجب ہے۔ اس کے علاوہ اس سورت کا دوسرا نام فُصِلت (تیسری آیت میں کِتٰبٌ فُصِّلت آیٰتُه ایسی کتاب جس کی آیات کھول کر بیان کی گئی ہوں) تیسرا نام مصابیح (یعنی قندیلیں، چراغ، ۱۲ ویں آیت میں ''دنیا کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ اور خوب محفوظ کر دیا''۔)

ترتیب تلاوت ۴۱ ویں، اور ترتیب نزول ۶۱ ویں، ۵۴ آیات اور ۷۹۶ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

اس سورت میں اس مخالفت کو موضوع بنایا گیا جو قرآن مجید کی دعوت کو نقصان پہنچانے کے لئے کفار مکہ کی طرف سے کی جا رہی تھی۔ قرآن جیسی بے مثل کتاب کا نزول اللہ کی رحمت اور مہربانی ہے۔ اللہ کی نشانیوں کو دیکھنے اور سننے کے بعد بھی نصیحت قبول نہ کرنے والوں کا انجام بھی عاد و ثمود جیسا ہوگا۔ قیامت کے روز انسان کے کان، آنکھ اور ہاتھ ہر چیز اسکے اعمال کے گواہ ہونگے۔ قیامت کی خبر صرف اللہ کو ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمۡ فِىۡ مِرۡيَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ مُّحِيۡطٌ o (آیت:۵۴)

آگاہ رہو، یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات میں شک رکھتے ہیں۔ سن رکھو، وہ ہر چیز پر محیط ہے۔

## مولانا روم:

حق مُحیط جملہ آمد ای پسر ونـدارد کـارش از کـار دگـر

اے بیٹا! اللہ سب پر حاوی ہے اس کو ایک کام دوسرے کام سے نہیں روکتا

(ص:۸۲)(۱/۱۴۸۷)(ت ج ص:۱/۱۷۳)

دستِ او را حق چودستِ خویش خواند تـا یَدُ اللّٰہ فوق اَیدِیهم براند

جب خدا نے اس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا یہاں تک کہ اللہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ پر ہے فرمایا ہے

(ص:۱۱۴)(۱/۲۹۷۴)(ت ج ص:۱/۳۱۱)

## اقبالؔ:

چشمۂ کہسار میں، دریا کی آزادی میں حُسن شہر میں، صحرا میں، ویرانے میں آبادی میں حُسن

(بانگ درا:ص:۹۴)

تارے میں وہ، قمر میں وہ، جلوہ گر سحر میں وہ چشمِ نظّارہ میں نہ تو سرمۂ امتیاز دے!

(بانگ درا:ص:۱۱۳)

چمک تیری عیاں بجلی میں، آتش میں، شرارے میں جھلک تیری ہویدا چاند میں، سورج میں، تارے میں

(بانگ درا:ص:۱۳۸)

آیت ۵۴ کی روشنی میں مولانا اور علامہ نے خداوند کا تمام مخلوقات پر محیط ہونا اور ہر عیاں شی میں اس کے حسن، صنعت گری اور نور کی جھلک کا بہت نمایاں ہونا بیان کیا ہے۔

# سورہ الشوریٰ (۴۲)

اس سورت کا نام ۳۸ ویں آیت کے فقرے وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ سے ماخوذ ہے جس کے معنی (مسلمان) اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں چونکہ اس سورت کا آغاز حروف مُقطع [حم عسق: حا، میم، عین، سین، قاف) سے ہوتا ہے اس لئے اس کا دوسرا نام حم عسق ہے۔ ترتیبِ تلاوت ۴۲ ویں، اور ترتیبِ نزول ۶۲ ویں ۵۳ آیات اور ۸۶۶ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

اس سورت میں حضرت محمدؐ جو دین لائے اس کی بنیادی اساس کتابِ ہدایت، رسولؐ کی صحبت اور قرآن کی رہنمائی کا آپؐ کے اصحاب پر اثر کا ذکر ہے۔، جو کوئی اللہ کے دین اور اس کی کتاب اور اس کی سچائی کو جھٹلائے گا وہ اللہ کے غضب کا نشانہ بنے گا۔ قرآن ابدی نجات اور فلاح کا راستہ بتاتا ہے۔ اللہ بہترین رازق ہے۔ اللہ کی نعمتیں اور مصیبتیں خاص اسباب اور ضوابط کے تحت نازل کی جاتی ہے۔ اللہ ظلم اور زیادتی کو ناپسند کرتا ہے۔ اولاد کا ہونا نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِى اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝ (آیت:۱۶)

اللہ کی دعوت پر لبیک کہے جانے کے بعد جو لوگ (لبیک کہنے والوں سے) اللہ کے دین کے معاملہ میں جھگڑے کرتے ہیں، ان کی حجت بازی اُن کے رب کے نزدیک باطل ہے، اور اُن پر اس کا غضب ہے اور اُن کے لیے سخت عذاب ہے۔

## مولانا روم:

در مِری اش آنک حُلو و حامِض است　حُجت ایشان بَرِ حق داحض است

اس سے جھگڑے میں جو شخص کھٹا اور میٹھا ہے　اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی دلیل لچر ہے

(ص:۵۸۸)(۲۶۲۶/۶)(ت ج ص:۲۵۶/۶)

## اقبال:

اِک دانشِ نورانی، اک دانشِ بُرہانی　ہے دانشِ برہانی، حیرت کی فراوانی

(بال جبریل:ص:۱۹)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ (آیت:۲۴)

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اللہ پر جھوٹا بہتان گھڑ لیا ہے؟ اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر مہر کر دے۔ وہ باطل کو مٹا دیتا ہے اور حق کو اپنے فرمانوں سے حق کر دکھاتا ہے۔ وہ سینوں کے چھپے ہوئے راز جانتا ہے۔

**مولانا روم:**

پیش سُبحان پَس نگه دار ید دل　　تا نگردی از گمانِ بَد خجل

(اللہ) پاک ذات کے سامنے دل کی حفاظت رکھو　　تا کہ بدگمانی کر کے شرمندہ نہ ہونا پڑے

(ص:۱۱۹)(۱/۳۱۴۶)(ت ج ص:۱/۳۲۸)

**اقبال:**

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم　　سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

(بانگ درا:ص:۱۵۹)

اس سورت میں راقم کو دو آیات ایسی مل سکیں جو مشترک ہیں۔ آیت نمبر ۱۶ مولانا جس چیز کو ''حلو اور حامض'' میٹھا اور کٹھا کہہ رہے ہیں علامہ اسی بات کو دانش نورانی اور دانش برھانی کا نام دے رہے ہیں۔ دانش نورانی ایسی عقل جو انسان کے دل دماغ کو منور کر دے وہ میٹھا ہے اور دانش برھانی ایسا علم یا عقل ہے جو انسان کو حیرانی میں ڈال دے پھر آیت نمبر ۲۴ کے ضمن میں مولانا کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کسی صورت اپنے دلوں کی خوب حفاظت کرو تا کہ نفسانی اور شیطانی خیالات کا ادھر گزر نہ ہو اور علامہ یہی بات یوں کہہ رہے ہیں کہ ہم باطل سے دبنے والے نہیں ہیں۔

# سورہ الزُّخرُف (۴۳)

اس سورت کی وجہ تسمیہ ۳۰ویں آیات میں لفظ ''وَزُ خرُ فاً'' آیا ہے جس کے معنی ملمع سنہری، آراستہ اور کسی چیز کے کمال حسن کو زخرف کہتے ہیں۔

آیت ۳۳۔۳۵ میں سونے چاندی سے مزین گھروں میں پُرتعیّش زندگی کو محض حیاتِ دنیا کی متاع اور تیرے رب کے ہاں صرف مُتقین کے لیے ہے، بیان کیا گیا ہے۔

ترتیب تلاوت ۴۳ویں اور ترتیب نزول ۶۳ویں، ۸۹ آیات اور ۳۳۸۳ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

اس سورت میں قریش اور اہل عرب کے اُن جاہلانہ عقائد اور اوہام کو بڑی سختی سے رد کیا گیا ہے جن پر وہ برابر اصرار کیے چلے جا رہے تھے۔ قرآن حکیم اُن کی نہایت بلند مرتبہ اور تبدیل و تحریف سے محفوظ ہونے کی وجہ سے انتہائی مستحکم ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی اپنے والد اور قوم کو نصیحت، سچی نصیحت اور یادِ الٰہی سے منہ موڑنے والوں پر شیطان مسلط کر دیا جاتا ہے۔ رسولؐ اکرم کا راستہ وہی ہے جو دوسرے نبیوں کا تھا۔ شرک کی تعلیم کسی نبی نے نہیں دی حضرت موسیٰؑ کے معجزات کا ذکر، حضرت عیسیٰؑ کا دوبارہ آنا قیامت کی نشانی ہوگا۔ نبی ﷺ کی فرمانبرداری کا حکم، یہ سب نکات اس سورت کے مضامین کا حصہ ہیں۔

**الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝** (آیت:۱۰)

وہی ہے جس نے تمہارے لیے اس زمین کو گہوارہ بنایا اور اس میں تمہاری خاطر راستے بنا دیے تا کہ تم اپنی منزل مقصود کی راہ پاسکو۔

**مولانا رومؒ:**

این زمین چون گاهواره طِفلکان　بالِغان را تنگ می دارد مکان

یہ زمین بچوں کے پالنے کی طرح ہے　بالغوں کے لیے تنگ جگہ رکھتی ہے

(ص:۶۳۲)(۶/۴۷۵۷)(ت ج ص:۶/۴۵۵)

**اقبالؒ:**

بے ذوقِ نمودِ زندگی موت　تعمیرِ خودی میں ہے خدائی!

رائی زورِ خودی سے پربت　پربت ضعفِ خودی سے رائی!

(بال جبریل:ص:۵۳)

عیشِ منزل ہے غریبانِ محبت پہ حرام　سب مسافر ہیں بظاہر، نظر آتے ہیں مقیم!

(بال جبریل:ص:۶۱)

تو شاخ سے کیوں پُھوٹا، میں شاخ سے کیوں ٹوٹا　اک جذبۂ پیدائی، اک لذتِ یکتائی!

(بال جبریل:ص:۱۲۱)

فریب نظر ہے سکون و ثبات تڑپتا ہے ہر ذرۂ کائنات
ٹھہرتا نہیں کاروانِ وجود کہ ہر لحظہ ہے تازہ شانِ وجود
سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی فقط ذوقِ پرواز ہے زندگی
(بال جبریل:ص:۱۲۶)

ہر شاخ سے یہ نکتۂ پیچیدہ ہے پیدا پودوں کو بھی احساس ہے پہنائے فضا کا!
جرأت ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے اے مردِ خدا ملک خدا تنگ نہیں ہے
(ضرب کلیم:ص:۵۲۔۵۳)

**اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ o** (آیت:۳۲)

کیا تیرے رب کی رحمت یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں؟ دنیا کی زندگی میں ان کی گزر بسر کے ذرائع تو ہم نے ان کے درمیان تقسیم کیے ہیں، اور ان میں سے کچھ لوگوں کو کچھ دوسرے لوگوں پر ہم نے بدر جہا فوقیت دی ہے تا کہ یہ ایک دوسرے سے خدمت لیں۔ اور تیرے رب کی رحمت اس دولت سے زیادہ قیمتی ہے جو (ان کے رئیس) سمیٹ رہے ہیں۔

**مولانا روم:**

عدل قسّامست و قسمت کردنیست این عجب کہ جَبرنِیّ و ظُلم نیست
تقسیم کرنے والے کا انصاف ہے اور اُس کی تقسیم ہے یہ عجیب ہے نہ کوئی جبر ہے نہ کوئی ظلم ہے
(ص:۳۶۹)(۱۶۴۴/۴)(ت ج ص:۱۶۳/۴)

چونک قسّام او ست کفر آمدِ گلِہ صبر باید صبر مفتاحُ الصِّلہ
جبکہ وہ تقسیم کرنے والا ہے تو شکوہ کفر ہے صبر کرنا چاہیے صبر عطیہ کہ کنجی ہے
(ص:۴۹۴)(۲۳۶۰/۵)(ت ج ص:۲۴۰/۵)

خوی آن را عاشق نان کردہ ایم خوی این را مست جانان کردہ ایم
ہم نے اُس کی عادت کو روٹی کا عاشق بنا دیا اِس کی جان کو جانان کا مست کر دیا
(ص:۵۷۱)(۱۹۰۷/۶)(ت ج ص:۱۹۲/۶)

**اقبالؔ:**

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں
(بال جبریل:ص:۴۷)

اس سورت کی آیت نمبر ۱۰ کا تلمیحاً ذکر راقم کو فقط مثنوی کے چھٹے دفتر میں مل سکا جبکہ علامہ نے بال جبریل اور ضرب کلیم کے ۹ مختلف اشعار میں اس موضوع کو مولانا سے مختلف انداز میں بیان کیا جبکہ مولانا نے اس آیت کے الفاظ کو ہی اپنے شعر میں بیان کیا اور آیت نمبر ۳۲ کو یوں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ قسام (روزی تقسیم کرنے والا) کسی کو روٹی کا عادی اور کسی کو جاناں کا عاشق بنا دیتا ہے اور علامہ کا کہنا ہے کہ اللہ کی تقسیمات میں انسان کو خصوصاً عمل کرنے والے کا مقام زندوں میں کر دیا ہے۔

# سورہ الجاثیہ (۴۵)

اس سورت کی وجہ تسمیہ آیت نمبر ۲۸ میں لفظ "جاثیہ" جس کے معنی ہر وہ امت جو قیامت کے دن اپنا نامۂ اعمال لینے کے لئے زانو (گھٹنے) کے بل بیٹھے گی۔ اس سورت کا دوسرا نام شریعت ہے۔

ترتیب تلاوت ۴۵ ویں، ترتیبِ نزول ۶۵ ویں، ۳۷ آیات اور ۴۸۸ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی ۲۶ ویں سورت جس کا آغاز حروف مقطعہ حٰم، حا، میم سے ہوتا ہے۔ اس سورت میں توحید، مشرکوں کے شک وشبہ کی مخالفت اور مختصراً روزِ قیامت کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ سورہ دخان اور اس سورت کے مضامین میں کافی مشابہت معلوم ہوتی ہے۔

**اَفَرَئَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوَاهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝** (آیت:۲۳)

پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنالیا اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہی میں پھینک دیا اور اس کے دل اور کانوں پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا؟ اللہ کے بعد اب اور کون ہے جو اسے ہدایت دے؟ کیا تم لوگ کوئی سبق نہیں لیتے؟

**مولانا روم:**

یـار بـا او غـار بـا او هـم سُـرود　　مُهر بر چشمست و بر گوشت چه سود
یار اور غار دونوں اس کے ہمساز ہیں　　لیکن تیری آنکھ اور کان پر تو مہر ہے کیا فائدہ
(ص:۴۰)(۱/۳۰۶)(ت ج ص:۱/۴۲)

چـون سزای این بتِ نفس او نداد　　از بـت نـفـسـش بتـی دیگـر بِـزاد
چونکہ اس نے اپنے نفس کے بت کو سزا نہ دی تھی　　اس کے نفس کے بت سے ایک دوسرا بت پیدا ہوگیا
(ص:۶۲)(۱/۷۷۱)(ت ج ص:۱/۱۰۶)

گر ندانی ره هر آنچه خر بخواست　　عکس آن کن خود بود آن راه راست
اگر تو راستہ نہیں جانتا تو جو گدھا چاہے　　اس کے برخلاف کر وہی سیدھا راستہ ہے
شَـاوِرُوهُنَّ وَ آنـگـه خـالِـفُـو　　اِنَّ مَـنْ لَـمْ یَـعْـصِهِـنَّ تـالِفُ
اُن عورتوں سے مشورہ کرو پھر خلاف کرو　　جو شخص اس کے خلاف نہیں کرتا ہلاک ہو جانے والا ہے
بـا هـوىٰ و آرزو کـم بـاش دوسـت　　چـون یُـضِـلُّـک عـن سبیل اللّـه اوسـت
خواہش نفسانی اور آرزو سے دوستی نہ کر　　کیونکہ وہی ہے جو تجھے اللہ کے راستہ سے گمراہ کرتی ہے
(ص:۱۱۳)(۱/ ۲۹۵۷-۲۹۵۹)(ت ج ص:۱/۳۰۹)

مُهر بر گوش شما بنهاد حق　　تا با آواز خدا نارد سبق
اللہ تعالیٰ نے تمہارے کان پر مہر لگا دی　　تاکہ خدا کی آواز سے سبق نہ سیکھے
(ص:۲۰۶)(۲۸۸۲/۲)(ت ج ص:۳۲۰/۲)

گوش کنعان کِی پذیرد این کلام　　که برو مُهر خدایست و خِتام
اس بات کو کنعان کا کان کب قبول کرتا ہے　　کیونکہ اس پر خدا کی مہر لگی ہوئی ہے
(ص:۴۱۱)(۳۳۶۸/۴)(ت ج ص:۳۲۰/۵)

کرده ذوق نقد را معبود خلق　　لاجرم زین لعب مغبون بود خلق
لوگوں نے نقد فائدے کو محبوب بنا لیا　　لا محالہ اس سے لوگ دھوکے میں ہیں
(ص:۴۴۰)(۴۳۲/۵)(ت ج ص:۵۴/۵)

گفت: آری، گر خدا یاری دهد　　بر دِل او از عَمیٰ مُهری نهد
اس نے کہا اگر خدا مدد کرے گا تو　　تمہارے دل پر اندھے پن کی مہر لگا دے گا
(ص:۵۰۰)(۲۵۷۸/۵)(ت ج ص:۲۶۳/۵)

از نصیحتهای تو کر بوده ام　　بت شکن دعوی وبُت گر بوده ام
میں تیری نصیحتوں سے بہرہ ہوگیا ہوں　　دعویٰ بت شکنی کا اور میں بت گر ہو گیا ہوں
(ص:۵۵۱)(۷۷۴/۶)(ت ج ص:۸۹/۶)

## اقبالؔ:

نہ مشرق اس سے بری ہے، نہ مغرب اس سے بری　　جہاں میں عام ہے قلب و نظر کی رنجوری!
(ضرب کلیم:ص:۱۶۰)

رہے گا تو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا　　اتر گیا جو ترے دل میں **لاشریک لہٗ**
(ضرب کلیم:ص:۱۶۵)

وہ علم نہیں، زہر ہے احرار کے حق میں　　جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جو!
(ضرب کلیم:ص:۱۶۷)

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے　　مردہ ہے! مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس!
پرورش دل کی اگر مدِنظر ہے تجھ کو　　مردِ مومن کی نگاہِ غلط انداز ہے بس!
(ضرب کلیم:ص:۱۷۱)

**وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ** o (آیت:۲۴)

یہ لوگ کہتے ہیں کہ ''زندگی بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے، یہیں ہمارا مرنا اور جینا ہے اور گردشِ ایام کے سوا کوئی چیز نہیں

جو ہمیں ہلاک کرتی ہو۔'' درحقیقت اس معاملہ میں ان کے پاس کوئی علم نہیں ہے۔ یہ محض گمان کی بنا پر یہ باتیں کرتے ہیں۔

**مولانا رومؒ:**

آنچنان مُعمُور و باقی داشتَت تا کہ دَهری از اَزل پِنداشتَت

تجھے اس قدر آباد اور باقی رکھا کہ دھر نے تجھے ازلی سمجھا

(ص:۱۹۶)(۲/۲۳۱۹)(ت ج ص:۲/۲۲۳)

**اقبالؒ:**

حیات کیا ہے؟ خیال و نظر کی مجذوبی! خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گو ناگوں!

(بال جبریل: ص:۲۷)

اس سورت کی آیت نمبر ۲۳ مولانا نے اشعار میں یہ موضوع باندھا کہ جب مسلمان صراط مستقیم سے ہٹ جاتا ہے تو خدا اس کے دل اور کانوں پر مہر لگا دیتا ہے کیونکہ اللہ ہی انسان کو صحیح راستے پر لے جانے والا ہے۔ بت شکنی کا دعویدار بت گر بن گیا ہے۔ علامہ اپنے اشعار میں نصیحت کرتے ہیں کہ اگر تیرے دل میں ایک خدا کا یقین گھر کر گیا تو پھر تو بے مثل ہو جائے گا۔ استعمار کے زمانے میں انگریز نے بڑی کوشش کی کہ (پٹھان) مسلمان بک جائے اور غلامی کی حالت میں خوش رہے لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے بعد والی آیت کے ضمن میں مولانا کہتے ہیں اسے فلک دہری عقائد کے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ کائنات یہ زمین ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ زندگی فقط اس دنیا کی زندگی ہے اور ہم مرتے ہیں جیتے ہیں ہلاک نہیں کرتا ہمیں مگر زمانہ۔

## سورہ الاحقاف (۴۶)

اس سورت کا نام آیت نمبر۲۱ کے فقرے اِذ اَنـذَ رَ قو مَه بِالاَ حقَاف سے ماخوذ ہے۔ احقاف یعنی ریت کے لمبے لمبے اور بلند لیکن ذرا مڑے ہوئے ٹیلے۔ عہد قدیم میں حـضـر الـموت اور نجران کا درمیانی حصہ جو ریتلا صحرائے اعظم ہے اس جگہ ''عادارم'' کا مشہور قبیلہ آباد تھا جسے خدا نے اس کی نافرمانی کی پاداش میں نیست و نابود کر دیا۔ ترتیبِ تلاوت ۴۶ ویں، ترتیبِ نزول ۶۶ ویں، ۳۵ آیات اور ۶۴۴ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے قرآن حکیم کی ۲۹ سورتیں حروف مقطع سے شروع ہوتی ہیں۔ یہ حروف مقطع سے شروع ہونے والی ۲۸ ویں سورت ہے جس کا حروف مقطع حم، حا، میم سے آغاز ہوتا ہے۔ یہ حامیمات یعنی (حـــا، میـم ) سے آغاز ہونے والی آخری سورت ہے اور یہ ساتویں سورت ہے جس کا آغاز سوگند (قسم) سے ہوتا ہے۔

خداوند متعال کی مخلوق جنوں کے حضور علیہ السلام کے پاس آنے اور قرآن سن کر واپس جانے کا واقعہ اس سورت کی آیت نمبر ۲۹۔۳۲ میں مذکور ہے۔ سورت کا مرکزی موضوع کفار کو ان کی گمراہیوں کے نتائج سے آگاہ کرنا ہے نبیؐ کا کام یہ ہے کہ بندوں کو وحی الٰہی سے آگاہ کر دے اور کفر اور شرک کے برے نتائج بتلا دے ماں باپ سے نیکی اور بھلائی کرنے کا حکم حضرت ہودؑ کا ذکر۔ قوم ہودؑ پر عذاب آنے کا ذکر۔ یہود کے اس عقیدے کا رد کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان چھ دن میں کیسے پیدا کئے اس سورت کے دیگر موضوعات ہیں۔

**وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ اِحۡسٰنًا حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ كُرۡهًا وَّوَضَعَتۡهُ كُرۡهًا وَحَمۡلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوۡنَ شَهۡرًا حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرۡبَعِيۡنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِىۡۤ اَنۡ اَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰهُ وَاَصۡلِحۡ لِىۡ فِىۡ ذُرِّيَّتِىۡ اِنِّىۡ تُبۡتُ اِلَيۡكَ وَاِنِّىۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ٥**

(آیت:۱۵)

ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔ اُس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر ہی اس کو جنا، اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری طاقت کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا ''اے میرے رب، مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کو شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں، اور ایسا نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو، اور میری اولاد کو بھی نیک بنا کر مجھے سکھ دے، میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور تابع فرمان (مسلم) بندوں میں سے ہوں۔''

### مولانا رومؒ:

آدمـــی را انـــدك انـدك آن هُـــمـــام　　تـــا چهـل ســالـــش کـنـد مَـرد تـمـام

وہ شہنشاہ آدمی کو رفتہ رفتہ　　اس کے چالیس سال میں پورا مرد بناتا ہے

(ص:۳۱۰)(۳۵۰۳/۳)(ت ج ص:۳۳۶/۳)

رَبَّ اَوُزِعُنی لِشُکرِ ما ارَی  لا تُعَقَّب حَسُرۃً لی اِنُ مَضَی

اے رب میرے دل میں ڈال کہ میں جو دیکھتا ہوں اس کا شکرادا کروں  اور اگر وہ چلا جائے تو اس کے بعد حسرت پیدا نہ فرما

(ص:۵۱۸)(۵/۳۶۹۷)(ت ج ص:۵/۳۷۱)

## اقبالؔ:

مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن  اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں!

(ضرب کلیم:ص:۹۴)

مولانا نے تو اس سورت کی آیت نمبر ۱۵ کے اقتباس کو بطور تلمیح کہ اللہ تعالیٰ انسان کو چالیس سال کی عمر تک پورا مرد بنا دیتا ہے لیکن علامہ نے اسی آیت کے اقتباس کی شرح کو عورت کی عظمت سے نسبت دیتے ہوئے بیان کیا کہ عورت افلاطون کے مقابلہ میں ویسا فلسفہ تو پیش نہ کر سکی لیکن افلاطون اور اس جیسے کتنے بڑے بڑے انسان اسی کی آغوش میں پرورش پا کر اعلیٰ مقامات پر فائز ہوئے۔

## سورہ محمد ﷺ (۴۷)

اس سورت کی وجہ تسمیہ اس کی دوسری آیت میں حضرت محمد ﷺ کا اسمِ مبارک آیا ہے اس سورت کا ایک اور مشہور نام ''قتال'' بھی ہے جو آیت نمبر ۲۰ کے فقرے و ذُکِرَ فِیهَا القِتَالُ سے ماخوذ ہے۔ اس سورت کا تیسرا نام اس لئے ''اَلَّذِینَ کَفَرُو'' بھی ہے کیوں کہ اس عبارت سے سورت کی ابتدا ہوتی ہے۔ ترتیبِ تلاوت ۴۷ ویں، ترتیبِ نزول ۹۵ ویں، ۳۸ آیات اور ۵۳۹ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت کی آیات (۹۔۳۲) میں حبط یا احباط یعنی نہایت اہم علم کلام (عقائد اسلامی کا علم) کا ذکر ہے جس سے مراد کن لوگوں کے اعمال ضائع ہوتے اور کن کے ضائع نہیں ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ناروا اعمال، نیک کاموں کے نامۂ اعمال کو ضائع کر دیتے ہیں۔ رسولؐ خدا کی فرمانبرداری کا حکم، مسلمان کافروں کے مقابلے میں سست اور کم ہمت نہ ہوں۔ اللہ ان کے ساتھ ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ o (آیت:۲)

اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے اور اس چیز کو مان لیا جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔ اور ہے وہ سراسر حق اُن کے رب کی طرف سے۔۔۔۔۔۔۔ اللہ نے ان کی برائیاں ان سے دور کردیں اور ان کا حال درست کر دیا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ o (آیت:۷)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جما دے گا۔

### مولانا روم:

گرچه از حلقوم عبد الله بُوَد مطلق آن آواز خود از شه بُوَد
اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے
(ص:۹۴)(۱/۱۹۳۷)(ت ج ص:۳/۳۱۶)(ت ج ص:۱/۲۱۳)

داد خود از کس نیابم جز مگر زانک او از مَن بِمَن نزد یکتر
اپنا انصاف کسی سے نہ حاصل کرسکوں کا سوائے اس کے جو خود میری ذات سے زیادہ مجھ سے قریب ہے
(ص:۹۹)(۱/۲۱۹۷)(ت ج ص:۱/۱۶۲)

گفت تأیید خدا بد ای مِهان ورنه خوگوشی کی باشد در جهان
اس نے کہا اے بزرگو! خدا کی تائید تھی ورنہ خرگوش دنیا میں کیا چیز ہے
قوّتم بخشید و دل را نور داد نور دل مر دست و پا را زُور داد
اس نے مجھے قوت عطا فرمائی اور دل کو نور دیا دل کے نور نے ہاتھ اور پاؤں کو طاقت دے دی
(ص:۹۷)(۱/۱۳۶۵۔۱۳۶۶)(ت ج ص:۱/۱۶۲)

یــاریــت در تـو فـزایَد نــه اندرو　　گفـت حـق اِنَّ تَـنـصُرُوا اللّٰه تُنصَرُوا
تیری مدد تجھ میں اضافہ کرے گی نہ کہ اس میں　　اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ مدد کرے گا
(ص:۴۹۴)(۲۳۴۹/۵)(ت ج ص:۲۳۹/۵)

اَقرِضُوااللّٰه اَقرِضوُاللّٰه می زنند　　بـاژ گـون بـر اُنـصُرُو الـلّٰـه می تَنند
اللہ کو قرض دو، اللہ کو قرض دو، کہتے ہیں　　اُلٹا 'اللہ کی مدد کرو' پر عمل کرتے ہیں
(ص:۵۰۳)(۲۷۰۳/۵)(ت ج ص:۲۷۵/۵)

قــنـد او را بُـد مـدد از بـحـر جـود　　پـس ز سـرکـۂ اهـل عـالـم می فَزوُد
اُن کی شکر کی مدد سخاوت کے سمندر سے تھی　　تو دنیا والوں کے سرکہ کے سبب وہ بڑھتی تھی
(ص:۵۳۲)(۲۱/۶)(ت ج ص:۱۷/۶)

## اقبال:

ملے گا منزل مقصود کا اسی کو سراغ　　اندھیری شب میں ہے چیتے کی آنکھ جس کا چراغ!
میسر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو　　نہیں ہے بندۂ حر کے لیے جہاں میں فراغ!
فروغِ مغربیاں خیرہ کر رہا ہے تجھے　　تری نظر کا نگہبان ہو صاحب مــــــازاغ!
(ضرب کلیم:ص:۸۵)

مولانا نے اس سورت کی فقط آیت نمبر ۷ کو اپنے ۶ شعروں میں تلمیح کیا جبکہ علامہ نے ضرب کلیم میں محمدؐ کے عنوان سے غزل کے پہلے تین اشعار میں آیت نمبر ۲ اور ۷ دونوں آیات کو خوب بیان کیا ہے۔ نبیؐ رحمت جو سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے ان کے امتی کی آنکھ اگر مغرب کی بناوٹی روشنی کے سامنے خیرہ ہو جاتی ہے تو بہت افسوس کی بات ہے ان کو احساس کمتری میں مبتلا کر کے رسولؐ عربی کی تعلیمات سے بہت دور کر دیا۔

ایسی امت کیوں بے عمل ہے اور کیوں احساس کمتری میں مبتلا ہے؟ (اقبال اور قرآن صفحہ ۸۴۹)

# سورہ الفتح (۴۸)

اس سورت کا نام پہلی ہی آیت کے الفاظ ''انا فتحا لک فتحا مبینا'' سے ماخوذ ہے اور یہ صرف اس کا نام ہی نہیں بلکہ مضمون کے لحاظ سے بھی اس کا عنوان ہے۔ کیونکہ اس میں اس فتح عظیم کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کی صورت میں نبی کریمؐ کو عطا فرمائی تھی۔

ترتیب تلاوت ۴۸ ویں، ترتیب نزول ۱۱۱ ویں ۲۹ آیات اور ۵۶۰ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے رسول کریمؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح و نصرت کی بشارت، رسولؐ خدا کی تعریف اور درجات کا بیان نبیؐ کے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنا ہے ''بیعت رضوان'' کا قصہ، فتح خیبر کا ذکر، صلح حدیبیہ کے فوائد و برکات کا تذکرہ، اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور ثواب کا وعدہ اس سورت کے مضامین ہیں۔

**اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ وَمَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا o (آیت: ۱۰)**

اے نبیؐ، جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا اب جو اس عہد کو توڑے گا اس کی عہد شکنی کا وبال اس کی اپنی ہی ذات پر ہوگا، اور جو اس عہد کو وفا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے اللہ عنقریب اس کو بڑا اجر فرمائے گا۔

## مولانا رومؒ:

مطلق آن آواز خود از شہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو

ص:۹۴(۱/۱۹۳۷)(ت ج ص:۱/۲۱۳)

## اقبالؒ:

ہاتھ ہے اللہ کا، بندہ مومن کا ہاتھ غالب و کار آفرین، کارکشا کار ساز

(بال جبریل ص:۹۷)

**لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ عَلَیۡہِمۡ وَاَثَابَہُمۡ فَتۡحًا قَرِیۡبًاo (آیت: ۱۸)**

اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا اس لئے اس سے ان پر سکینت نازل فرمائی ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی

## مولانا رومؒ:

مطلق آن آواز خود از شہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو

ص:۹۴(۱/۱۹۳۷)(ت ج ص:۱/۲۱۳)

## اقبالؔ:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے　　خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے
(بال جبریل ص:۵۵)

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے　　خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن !
(بال جبریل ص:۱۶۱)

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝　(آیت : ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں تم جب دیکھو گے انہیں رکوع و سجود، اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ہے ان کی صفت توراۃ میں اور انجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ گویا ایک کھیتی ہے جس نے پہلے کونپل نکالی پھر اس کو تقویت دی، پھر وہ گدرائی، پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی۔ کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے تا کہ کفار ان کے پھلنے پھولنے پر جلیں۔ اس گروہ کے لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں اللہ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔

## مولانا رومؒ:

با زبان شطاه شکر خدا　　می سراید هر بر و برگی جدا
''شطاہ'' کی زبان سے خدا کا شکر　　ہر برگ و بار الگ الگ ادا کر رہا ہے
که بپرورا اصل ما را ذوالعطا　　تا درخت استغلظ آمد واستوىٰ
عطا کرنے والے نے ہماری جڑ کی پرورش کی　　یہاںتک کہ درخت موٹا ہو گیا پھر سیدھا ہوگیا
ص:۸۷(۱/۱۳۴۴_۱۳۴۵)(ت ج ص:۳/۳۱۶)

آن دو سه تار عنایت همچو کوه　　سد شد چون فر سیما در وجود
وہ دو تین عنایت کے تار پہاڑ کی طرح　　آڑ ہو گئے، جیسا کہ چہروں پر عظمت کا نشان
ص:۶۱۶(۶/۳۸۷۷)(ت ج ص:۶/۳۷۱)

که اشداء علی الکفار شد　　با ولی گل با عدو چون خار شد
کیونکہ'' وہ کفار پر سخت ہیں'' بن گیا　　دوست کے ساتھ پھول اور دشمن کے ساتھ کانٹا
ص:۵۰۶(۵/۲۹۴۵)(ت ج ص:۳/۳۱۶)

گفت سیما هم وجوه کردگار　　که بود غماز باران سبزه زار
اللہ تعالیٰ نے'' ان کے چہروں پر علامتیں ہیں'' فرمایا ہے　　کیونکہ سبزہ زار بارش کا مخبر ہے
ص:۵۹۱(۶/۲۷۲۵)

گرچه پنهان بیخ هر بیخ آور است
برگ سیما هم ...وجوهم اخضر است
اگرچہ ہر جڑ دار درخت ،کی جڑ پوشیدہ ہے
سبز پتے"ان کے چہروں پر نشان ہے" کہ (مصداق)ہیں
ص:۴۸۷(۵/۲۰۸۴)

خشم احیا خشم حق و زخم اوست
که بحق زنده ست آن پاکیزه پوست
زندوں کا غصہ اللہ کا غصہ اور مار ہے
کیونکہ وہ پاکیزہ کھال ،باقی باللہ(زندہ بحق) ہے
ص:۵۶۴(۶/۱۵۵۳)

حق چو سیما را معرف خوانده است
چشم عارف سوی سیما مانده است
جب اللہ نے پیشانی کو حال بتانے والا فرمایا ہے
پہچاننے والے کی نگاہ،پیشانی پر پڑتی ہے
ص:۶۷(۱/۱۲۶۷)

بازآن جان چونک محو عشق گشت
یعجب الزراع آمد بعد کِشت
پھر وہ جان جو عشق میں فنا ہوئی
تو وہ کاشت کے بعد کسانوں کو حیرت میں ڈالنے والی ہے
ص:۱۱۹(۱/۳۱۷۰)

رحمت عالم همی گویند و او
عالمی رامی بُرد حلق و گلو
اس کو رحمت عالم کہتے ہیں اور وہ
ایک جہان کا گلا اور حلق کاٹتا ہے
ص:۳۲۷(۳/۴۴۸۰)تکرار

## اقبالؔ:

تم ہوآپس میں غضب ناک وہ آپس میں رحیم
تم خطاکار و خطابیں، وہ خطا پوش و کریم
(بانگ درا:ص:۲۰۴)

وہ نشانِ سجدہ جو روشن تھا کوکب کی طرح
ہو گئی ہے اس سے اب نا آشنا تیری جبیں !
(بانگ درا:ص:۲۲۱)

سبق پڑھ پھر صداقت کا،عدالت کا،شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا
(بانگ درا:ص:۲۷۰)

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مروت حسنِ عالمگیر ہے مردان غازی کا
(بال جبریل:ص:۳۱)

میر سپاہ نا سزا،لشکریاں شکستہ صف
آہ !وہ تیر نیم کش ،جس کا نہ ہو کوئی ھدف
(بال جبریل:ص:۳۹)

ہر شے مسافر ہر چیز راہی
کیا چاند تارے، کیا مرغ و ماہی
(بال جبریل:ص:۵۳)

اے لا الہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتار دلیرانہ ، کردار قاہرانہ
(بال جبریل:ص:۵۴)

مثال ماہ چمکتا تھا جس کا داغ سجود
خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی !
(ضرب کلیم:ص:۳۲)

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم　رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن !
(ضرب کلیم:ص:۴۵)

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم　دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں
(ضرب کلیم:ص:۶۰)

اسی نگاہ میں قاہری و جباری　اسی نگاہ میں دلبری و رعنائی !
(ضرب کلیم:ص:۱۱۱)

انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو　شمع محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق
(ضرب کلیم:ص:۱۲۹)

اگر ہو جنگ تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر　اگر ہو صلح تو رعنا غزال تاتاری !
(ضرب کلیم:ص:۱۷۱)

آیت نمبر ۲۹ کچھ طویل ہے اور اس کے موضوع کو مولانا اور علامہ دونوں نے بھرپور انداز سے اشعار میں جگہ دی ہے مولانا کی مثنوی میں چوتھے دفتر کے علاوہ باقی پانچوں دفاتر میں راقم کو دس (۱۰) اشعار ایسے ملے جن میں یہ آیت مشترک ہے۔

# سورہ قٓ (۵۰)

اس سورت کا آغاز اس عبارت قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ (ق قسم ہے قرآن مجید کی) سے ہوتا ہے اور اسی سے سورت کو منسوب کر دیا گیا۔ اس سورت کا دوسرا نام باسقات (بلند، لمبی لمبی) مراد بلند و بالا کھجور کے درخت ہے۔

ترتیب تلاوت ۵۰ ویں، ترتیب نزول ۳۴ ویں، ۴۵ آیات اور ۳۷۵ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن حکیم کی اُن ۲۹ سورتوں میں سے ایک ہے جو حروف مقطعہ سے شروع ہوتی ہیں جیسا کہ سورت کا آغاز ق = قاف سے ہوتا ہے۔ رسول خدا ﷺ اکثر عیدین جمعہ اور صبح کی نمازوں میں اس سورت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے سورت کا مرکزی موضوع آخرت ہے، انسان کا موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا، اعمال و افعال کا حساب دینا، قرآن کی عظمت، لوح محفوظ اور عجائبات قدرت کا بیان، دعا کی قبولیت اور دوسری بار صور کے پھونکے جانے کا ذکر، اللہ تعالیٰ انسان کی شاہ رگ سے بھی نزدیک تر ہے۔ اس سورت کے دیگر موضوعات ہیں۔

**وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَکًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِیْدِ o وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌo رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا کَذٰلِکَ الْخُرُوْجُ o** (آیت:۹۔۱۱)

اور آسمان سے ہم نے برکت والا پانی نازل کیا، پھر اس سے باغ اور فصل کے غلے اور بلند و بالا کھجور کے درخت پیدا کر دیے جن پر پھلوں سے لدے ہوئے خوشے تہ بر تہ لگتے ہیں۔ یہ انتظام ہے بندوں کو رزق دینے کا۔ اس پانی سے ہم ایک مردہ زمین کو زندگی بخش دیتے ہیں۔ (مرے ہوئے انسان کا زمین سے) نکلنا بھی اسی طرح ہوگا۔

## مولانا روم:

پس بدان کآب مبارك ز آسمان — وَحیِ دلها باشد و صدق بیان
پھر جان لے کہ آسمان سے با برکت پانی — دلوں کی وحی اور بیان کی سچائی بنتا ہے
(ص:۳۲۴)(۴۳۱۸/۳)(ت ج ص:۴۱۱/۳)

اَبَ وَحیِ حق بدین مُرده رسید — شد ز خاك مرده ای زنده پدید
اللہ کے الہام کا پانی اس مردے کو پہنچا — مردہ خاک سے ایک زندہ پیدا ہوگا
(ص:۳۷۰)(۱۶۵۸/۴)(ت ج ص:۱۶۴/۴)

## اقبالؔ:

یہ کائنات چھپاتی نہیں ضمیر اپنا — کہ ذرّہ ذرّہ میں ہے ذوقِ آشکارائی!
(ضرب کلیم:ص:۱۱۱)

**اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ o** (آیت:۱۵)

کیا پہلی بار کی تخلیق سے ہم عاجز تھے؟ مگر ایک نئی تخلیق کی طرف سے یہ لوگ شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

## مولانا روم:

هر نفس نو می شود دنیا و ما — بی خبر از نو شدن اندر بقا
ہر دم دنیا نئی ہو جاتی ہے اور ہم — زندگی میں اس کے نئے ہونے سے بے خبر ہیں

عُمر همچون جوی نونو می رسد مستمِرّی می نماید در جسد
تری عمر نہر کی طرح نئی نئی آتی رہتی ہے جو جسم میں لگاتار نظر آتی ہے
(ص:۷۲)(۱/۱۱۴۴۔۱۱۴۵)(ت ج ص:۱/۱۴۱)

ناید آن اِلّا که بر خاصان پدید باقیان فی لَبْسٍ مِنْ خَلْقٍ جدید
وہ صرف خاصانِ (خدا) پر ظاہر ہوتا ہے باقی لوگ اس نئی مخلوق سے شبہ میں ہیں
(ص:۹۶)(۱/۲۰۳۷)(ت ج ص:۱/۲۲۳)

اَیُّهَا العُشّاق اقبالِ جدید از جهان کهنهٔ نو در رسید
اے عاشقو! نیا نصیبہ پرانے جہان سے تازہ بہ تازہ آ پہنچا ہے
(ص:۵۵۷)(۶/۱۰۹۸)(ت ج ص:۶/۴۴۶)

در نظر ها چرخ بس کهنه و قَدید پیش چشمش هر دمی خَلقِ جدید
آسمان اس کی نظر میں بہت پرانا اور سوکھا ہوا گوشت تھا اس کی آنکھ کے سامنے ہر وقت ایک نئی مخلوق تھی
(ص:۶۲۸)(۶/۴۶۴۵)(ت ج ص:۴/۱۶۴)

## اقبالؔ:

کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد مِری نگاہ نہیں سوئے کوفہ و بغداد!
(بال جبریل:ص:۷۰)

**وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ o** (آیت:۱۶)

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں اُبھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں۔ ہم اس کی رِگ گردن سے بھی زیادہ اُس سے قریب ہیں۔

## مولانا رومؒ:

کای کمینه بخشِشَت مُلکِ جهان من چه گویم؟ چون تو می دانی نِهان
اے وہ کہ دنیا کی سلطنت تیری معمولی بخشش ہے میں کیا کہوں؟ تو خود پوشیدہ بات جانتا ہے
(ص:۲۵)(۱/۵۸)(ت ج ص:۱/۳۷)

داد خود از کس نیابم جُز مَگر زانک او از من بمن نزدیکتر
اپنا انصاف کسی سے نہ حاصل کر سکوں گا سوائے اس کے جو خود میری ذات سے زیادہ مجھ سے قریب ہے
(ص:۹۹)(۱/۲۱۹۷)(ت ج ص:۱/۲۳۴)

ما ز خود سوی تو گردانیم سَر چون توی از ما به ما نزدیکتر
ہم اپنی جانب سے تیری جانب رخ کرتے ہیں چونکہ تو ہم سے ہمارے اعتبار سے بھی نزدیکتر ہے
(ص:۱۹۷)(۲/۲۴۴۹)(ت ج ص:۴/۸۴)

اتّصالی بی تکیُّف بی قیاس هست رَبُّ النّاس را با جانِ ناس
نا قابل بیان عقل میں نہ آنے والا اتصّال ہے لوگوں کو رب کا لوگوں کی جان سے
(ص:۳۴۸)(۴/۷۶۰)(ت ج ص:۴/۸۴)

خفته می بیند عطشهای شدید
سویا ہوا سخت پیاسیں محسوس کرتا ہے

آب اَقرب منهُ مِنْ حَبلِ الوَرید
پانی اس کی شاہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے

(ص:۴۰۷)(۳۲۴۲/۴)(ت ج ص:۳۰۹/۴)

کان شهی که می ندید ندیش فاش
کیونکہ وہ شاہ جس کو وہ ظاہر میں نہیں دیکھتے

بود با ایشان نهان اندر مَعاش
وہ زندگی میں ان کے ساتھ پوشیدہ تھا

چون خِرَد با تُست مُشرف برَ تَنت
جیسا کہ عقل تیرے ساتھ تیرے جسم کی نگران ہے

گر چه زو قاصر بُوَد این دیدَنت
اگرچہ تیرا یہ دیکھنا اس سے عاجز ہے

نیست قاصر دیدن او ای فلان
اے فلاں اس (عقل) کا دیکھنا قاصر نہیں ہے

از سکون و جُنبشت در امتحان
تیرے سکون اور حرکت سے آزمائش میں

(ص:۴۲۲)(۳۶۷۹/۴-۳۶۸۱)(ت ج ص:۳۴۷/۴)

پیش شاهی که سمیعست و بصیر
اسی بادشاہ کے سامنے جو سمیع و بصیر ہے

گفتِ غمّازان نباشد جای گیر
چغل خوروں کی بات نہیں ٹھہرتی ہے

(ص:۵۱۰)(۳۱۵۰/۵)(ت ج ص:۳۱۹/۵)

آنچه حَقّستَ اقرب از حَبلُ الوَرید
جو حق ہے شہ رگ سے بھی قریب ہے

تو فکَنده تیر فِکرت را بعید
تو نے سوچ کے تیر کو دور پھینک دیا

(ص:۵۸۲)(۲۳۵۵/۶)(ت ج ص:۲۳۲/۶)

پس همواره روی معشوقه نگر
ہمیشہ معشوقہ کا رخ دیکھتا رہ

این بدست تُست بشنو ای پسر
اے بیٹا تو سن لے یہ تیرے ہاتھ میں ہے

راه کُن در اندرونها خویش را
اپنے باطنوں میں راستہ بنا

دور کُن ادراك غیر اندیش را
دوسرے کو سوچنے والے احساس کو دور کر دے

(ص:۶۰۱)(۳۰۹۹/۶-۳۱۰۰)(ت ج ص:۲۹۹/۶)

## اقبال:

تو اے اسیرِ مکاں، لا مکاں سے دُور نہیں
وہ جلوہ گاہ ترے خاکداں سے دُور نہیں

(بال جبریل:ص:۵۰)

اس سورت کی آیت ۹ میں آسمان سے بارش کا برسنا نباتات کا اگنا اور پھر اسی عمل کو انسان کے زندہ کرنے کے عمل سے مشابہت دی گئی ہے مولانا نے بارش کو آب الہام کہا ہے اور فقط آیت نمبر ۹ کو تلمیحاً شعر میں جگہ دی جبکہ علامہ نے نباتات کے زمین سے سر نکالنے کو مخلوقات کا ذوق نمود قرار دیا ہے اور آیات نمبر ۱۰ اور ۱۱ کو احاطہ کیا۔ آیت نمبر ۱۶ کو مولانا نے ۱۱ اشعار میں مختلف پیرایہ سے بیان کیا اور علامہ نے انسان کو اس دنیا کا اسیر کہتے ہوئے واضح کیا کہ خداوند متعال تمہاری دنیا سے دور نہیں بلکہ وہ تو تمہاری شاہ رگ کے نزدیک ہے۔

# سورہ الذّٰریٰت (۵۱)

اس سورت کا نام اس کے پہلے لفظ ''وَالذّٰرِیٰتِ'' سے ماخوذ ہے۔ جس کے لغوی معنی بکھیرنے والیاں یا پراگندہ کرنے والیاں ہے۔ بعض مفسرا سے ہواؤں اور کچھ فرشتوں کی جانب اشارہ بیان کرتے ہیں۔

ترتیب تلاوت ۵۱ ویں، ترتیب نزول ۶۷ ویں، ۶۰ آیات اور ۳۶۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ سوگند (قسم) والی سورتوں میں ساتویں سورت ہے جس کا آغاز ایک کے بعد دوسری متواتر پانچ قسموں سے ہوتا ہے۔

انسان کے دنیاوی اعمال کی بنیاد تین اصولوں پر ہونی چاہیے جن پر اسلام کا دارومدار ہے۔ یعنی توحید، رسالت اور آخرت۔ سارے جہانوں کا خالق اور روزی رساں ایک اللہ ہے اور اس نے ہر چیز کا ایک جوڑا پیدا کیا۔

توحید، عقیدۂ آخرت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں اولاد کی خوشخبری، قوم لوط پر عذاب بھیجے جانے کا ذکر، قوم نوح کی تباہی، فرعون کا حضرت موسیٰ پر ایمان نہ لانا اور غرق ہو جانے کا ذکر اس سورت کے موضوعات ہیں۔

وَفِیٓ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ o

اور اُن کے مالوں میں حق تھا سائل اور محروم کے لیے۔ (آیت:۱۹)

## مولانا روم:

نان دهی از بهر حق، نانت دهند جان دهی از بهر حق، جانت دهند

اگر تو خدا کے لیے روٹی دے گا، تجھے روٹی دیں گے تو خدا کے لیے جان دے گا تو تجھے جان دیں گے

(ص:۱۰۰)(۱/۲۲۳۷)(ت ج ص:۱/۲۴۲)

## اقبال:

تو قادر و عادل ہے، مگر تیرے جہاں میں ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

(بال جبریل:ص:۱۰۸)

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

(بال جبریل:ص:۱۱۰)

وَفِی الۡاَرۡضِ اٰیٰتٌ لِّلۡمُوۡقِنِیۡنَ o وَفِیٓ اَنۡفُسِكُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ o

زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے لیے، اور تمہارے اپنے وجود میں ہیں۔ تم کو سوجھتا نہیں؟

(آیت:۲۱۔۲۰)

## مولانا روم:

چشمۂ شیرست در تو بی کنار تو چرا می شیر جویی از تغاز

تیرے اندر دودھ کا لامحدود چشمہ ہے تو گڑھے سے دودھ کا جویاں کیوں ہے؟

(ص:۴۵۷)(۵/۱۰۶۹)(ت ج ص:۵/۱۱۳)

در نـگــر در شــرح دل در انـدرون    تـا نیـایـد طـعـنـهٔ لا تُبْـصِـرُون
دل کی شرح کو باطن میں دیکھ لے    تاکہ ''آپ نہیں دیکھتے ہیں'' کا طعنہ نہ دیا جائے
(ص:۴۵۷)(۱۰۷۲/۵)(ت ج ص:۱۱۳/۵)

## اقبالؔ:

نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے!    فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
(بال جبریل:ص:۴۸)

کہ دل کو حق نے کیا ہے نگاہ کا پیرو    نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی
(بال جبریل:ص:۴۷)

اِسی جلوت میں ہے خلوت نشیں دل    ہر اک ذرّہ میں ہے شاید مکیں دل
(بال جبریل:ص:۸۲)

بُری ہے مستیٔ اندیشہ ہائے افلاکی!    اگر نہ سہل ہوں تجھ پر زمیں کے ہنگامے
(ضرب کلیم:ص:۱۱)

یہ بھی ممکن ہے کہ تُو موت سے بھی مر نہ سکے!    ہو اگر خود نگر و خودگر و خود گیر خودی
(ضرب کلیم:ص:۳۱)

زندگی کی شبِ تاریک، سحر کر نہ سکا    جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
(ضرب کلیم:ص:۶۹)

ترا وجود ہے قلب و نظر کی رسوائی!    نگاہِ شوق میّسر نہیں اگر تجھ کو
(ضرب کلیم:ص:۱۱۱)

گلشن بھی ہے اک سِرّ سرا پردۂ افلاک!    کھینچیں نہ اگر تجھ کو چمن کے خس و خاشاک
(ضرب کلیم:ص:۱۱۶)

کہ ہر مستور کو بخشا گیا ہے ذوقِ عریانی    یہ دنیا دعوتِ دیدار ہے فرزندِ آدم کو
(ارمغان حجاز (اُردو):ص:۵۰)

**وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ o**
میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔ (آیت:۵۶)

## مولانا رومؒ:

مـا خَـلَـقْـتُ الـجِـنَّ والانْـس این بخوان    جـز عبــادت نیسـت مـقـصـود از جهــان
''نہیں پیدا کیا ہم نے جن و انسان کو'' اسے پڑھ    عبادت کے علاوہ دنیا میں کوئی مقصد نہیں
(ص:۲۹۷)(۲۹۸۹/۳)(ت ج ص:۲۸۸/۳)

بهـرِ ایـن آوردمـان یـزدان بـرون   مـا خَـلَـقْـتُ ...الاِنْـسَ اِلاّ یَـعْبُـدُون
اسی کے لیے خدا ہمیں باہر لایا ہے   ''میں نے انسان کونہیں پیدا کیا مگر اس لیے کہ وہ عبادت کریں
(ص:۵۸۵)(۶/۲۵۰۳)(ت ج ص:۳۵۵/۶)

آدمٌا! معـنـیّ دلبـنـدم بـجُـوی   تـرکِ قِشـر و صـورت گـنـدم بـگـوی
اے آدم میرے دل پسند معنی کو تلاش کر   گیہوں کے چھلکے اور صورت کو چھوڑ
(ص:۶۱۵)(۶/۳۷۱۲)(ت ج ص:۳۵۵/۶)

## اقبالؔ:

عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو   تری نگہ سے ہے پوشیدہ آدمی کا مقام
تری نماز میں باقی جلال ہے، نہ جمال   تری اذاں میں نہیں ہے مری سحر کا پیام!
(ضرب کلیم:ص:۲۴)

''خـود بـوِے چـنـیـں جـهـاں تـواں بـرد   کـابـلـیـس بـمـانـد و بـوالـبـشـر مُـرد''
اس دنیا کی حقیقت کا اندازہ ایسے ہوسکتا ہے   کہ ابلیس زندہ رہ گیا اور آدم مر گیا
(ضرب کلیم:ص:۱۲۱)(خاقانی)

ہے ازل سے ان غریبوں کے مقدّر میں سجود   ان کی فطرت کا تقاضا ہے نمازِ بے قیام
(ارمغان حجاز (اُردو):ص:۶)

خدا تعالیٰ کی موجودگی کی نشانیاں آشکار ہیں لیکن انسان ان کو دیکھتا نہیں اس سورت کی دو آیات نمبر ۲۰۔۲۱ میں سے مولانا نے آیت نمبر ۲۱ کا اشارہ کیا جبکہ علامہ نے دونوں آیات کو اشعار کا موضوع بنایا۔ آیت نمبر ۵۶ کا موضوع انسانی تخلیق خدا کی بندگی ہے جبکہ آج کا مسلمان اطاعت خداوندی سے دور ہے۔ (مر چکا ہے) علامہ نے اسی موضوع پر ضرب کلیم میں افضل الدین بدیل (ابراہیم) بن نجیب الدین جس کا لقب حسان العجم تھا اور تخلص خاقانی کا شعر بھی رقم کیا۔

# سورہ النَّجم (۵۳)

پہلے ہی لفظ ''وَالنَّجْمِ'' سے سورت کو منسوب کیا گیا۔ نجم یعنی ستارہ، ابن عباس، مجاہد اور سفیان ثوری اس سے مراد ثریا (Pleiades) اور سُدی اسے زہرہ (Venus) کا نام دیتے ہیں۔

ترتیب تلاوت ۵۳ ویں، ترتیب نزول ۲۳ ویں، ۶۲ آیات اور ۳۶۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی سوگند (قسم) سے آغاز ہونے والی ۲۳ سورتوں میں سے یہ نویں (نہمین) سورت ہے۔ یہ سورت اپنی ۶۲ ویں اور آخری آیت ''جھک جاؤ اللہ کے آگے اور بندگی بجالاؤ'' سجدۂ تلاوت پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ سجدہ کی آیت سب سے پہلے اسی سورت میں نازل ہوئی اور یہ اس لحاظ سے بھی پہلی سورت ہے جو رسول کریم ﷺ نے قریش کے مجمع میں سنائی۔

جب آپ آیت سجدہ پر پہنچے تو سجدہ میں گر گئے، تمام حاضرین حتیٰ کافروں کے بڑے بڑے سردار بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ میں چلے گئے۔ صرف ایک شخص امیہ بن خلف نے سجدہ نہ کیا بلکہ مٹی اٹھا کر پیشانی سے لگالی۔ اس شخص کو اسلام قبول کرنے کی توفیق نہ ہوئی اور کفر کی حالت میں قتل ہوا۔

نبی کریم ﷺ دین کے بارے میں جو بھی فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ اللہ گنہگاروں کو مایوس نہیں کرتا ان کی توبہ قبول کرتا اور چھوٹے گناہ معاف فرماتا ہے۔ معراج النبی ﷺ کے چند گوشے اور آپ ﷺ کا مقام قرب الٰہی جسے قاب قوسین (بقدر دو قوس یا دو ہاتھ) فاصلہ بیان کیا گیا اس سورت کے خاص موضوع ہیں۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى o مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى o وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى o اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى o عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى o ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى o وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى [7:53] ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى o فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى o فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى o مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى o اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى o وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى o عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى o عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى o اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى o مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى o لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى o

قسم ہے تارے کی جبکہ وہ غروب ہوا، تمہارا رفیق نہ بھٹکا ہے نہ بہکا ہے۔ وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا، یہ تو ایک وحی ہے جو اُس پر نازل کی جاتی ہے۔ اُسے زبردست قوت والے نے تعلیم دی ہے جو بڑا صاحب حکمت ہے۔ وہ سامنے آ کھڑا ہوا جبکہ بالائی اُفق پر تھا، پھر قریب آیا اور اوپر معلق ہوگیا، یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا، تب اُس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو وحی بھی اُسے پہنچانی تھی۔ نظر نے جو کچھ دیکھا، دل نے اُس میں جھوٹ نہ ملایا۔ اب کیا تم اُس چیز پر اُس سے جھگڑتے ہو جسے وہ آنکھوں سے دیکھتا ہے؟

اور ایک مرتبہ پھر اُس نے سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى کے پاس اُس کو دیکھا جہاں پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔ اُس وقت سدرہ پر چھا رہا تھا جو کچھ کہ چھا رہا تھا*۔ نگاہ نہ چوندھیائی نہ حد سے متجاوز ہوئی اور اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ (آیت:۱۸۔۱)

*ایسی تجلیات جن کی شان اور کیفیت انسانی تصور سے بعید اور اُن کے وصف کی نہ کوئی زبان متحمل ہے۔

## مولانا رومؒ:

آن شـهِ و الـنَّجـمِ و سلـطـانِ عَبَـس    لـب گـزيـد آن سَـرد دم را گـفـت: بَـس!
وَالنّجم کے شاہ اور عبس کے سلطان نے    ہونٹ کو دبایا (دانتوں سے) اس سرد لب سے کہا کہ
(ص:۳۷۹)(۲۰۸۳/۴)(ت ج ص:۲۰۲/۴)

از ستـاره ديـد تـصـريف ہـوا    نـا خـوشـت آيـد اِذَاالـنّـجـمُ هَـوَى
تو ہوا میں تصرف، ستارے سے سمجھا ہے    اس لیے تجھے، "جبکہ ستارہ گر جائے گا" نا پسند ہے
(ص:۵۳۵)(۹۸/۶)(ت ج ص:۲۳/۶)

آنـکـه از حـق يـا بـد او وَحـى و جواب    هـر چـه فـرمـا يـد بـود عَيـنِ صـواب
جو شخص اللہ کی جانب سے وحی اور جواب پاتا ہے    وہ جو کچھ کہتا ہے درست ہوتا ہے
(ص:۳۲)(۲۲۵/۱)(ت ج ص:۵۴/۱)

طـوطيـی کـآيـد ز وحـی آوازِ او    پيـش از آغـازِ وجـود آغـازِ او
وہ طوطا (روح) جس کی آواز وحی سے ہے    وجود کی ابتدا سے پہلے، اس کی ابتدا ہے
(ص:۸۸)(۱۷۱۸/۱)(ت ج ص:۱۹۳/۱)

پـر تـوِ مَستـیّ بـی حَـدِّ نَبـیؐ    چون بـزد، هم مست و خوش گشت آن غَبی
نبیؐ کی لا محدود مستی کا عکس    جب پڑا، وہ نادان بھی مست اور خوش گفتار بن گیا
(ص:۳۸۲)(۲۱۵۵/۴)(ت ج ص:۲۰۸/۴)

گـريـهٔ او خـنـدهٔ او نُـطـقِ او    نيسـت ازوی، هسـتَ مـحـضِ خُـلـقِ هُـو
اس کا رونا، اس کا ہنسنا اس کا بولنا    یہ اس سے نہیں بلکہ اس کا خلق ہے
(ص:۴۶۶)(۱۳۳۱/۵)(ت ج ص:۲۲۹/۵)

کـان دعـای شيخ ،نَه چون هر دُعـاست    فـانـی اسـت و گـفـتِ او گـفـتِ خدا ست
کیونکہ وہ شیخ کی دعا ہر دعا کی طرح نہیں ہے    وہ فانی ہے اور اس کی بات خدا کی بات ہے
(ص:۴۹۳)(۲۲۴۵/۵)(ت ج ص:۹۳/۶)

زان سبـب "قُـل" گـفتـهٔ دريـا بُـوَد    هـر چـه نـطـق احـمـدی گـويـا بـود
اسی وجہ سے "کہہ دے" دریا کا کہا ہوا ہوگا    احمدؐ کا ہر بول ہی (صحیح) بول ہوگا
(ص:۵۵۱)(۸۱۸/۶)(ت ج ص:۱۶۴/۶)

زانـک مـا يَـنْـطـاق رَسُـولٌ بـالـهَـوَى    کـی هـوا زايـد ز مـعـصـوم خـدا؟
کیونکہ کوئی رسول خواہش (نفس) سے بات نہیں کرتاؑ    خدائی معصوم سے ہوائے (نفسانی) کب پیدا ہوتی ہے؟
(ص:۵۶۵)(۱۶۰۵/۶)(ت ج ص:۱۶۴/۶)

گـر نـمـايد خـواجـه را ايـن دم غـلـط    ز اوّلِ والـنّـجـم بـر خـوان چـنـد خَـط
اگر صاحب کو یہ دعویٰ غلط نظر آتا ہے    "والنجم" کے شروع سے چند نقش پڑھ لیں

تـاکـه مـا یَـنطِـق مُـحـمدٌ عَن هَویٰ　　اِنْ هُــوَ اِلاّ بِــوَحْــیِ اِحتَـوٰی
محمدؐ خواہشِ (نفس) سے نہیں بولتے　　نہیں ہے وہ مگر وحی کے ذریعہ، جس کا انہوں نے احاطہ کیا
(ص:۶۲۹)(۶/۴۶۷۱۔۴۶۷۲)(ت ج ص:۶/۴۴۸)

قـوّت جَبـریـل از مَـطـبـخ نبـود　　بـود از دیـدارِ خلّاق وُجـود
جبریلؑ کی طاقت مطبخ کی وجہ سے نہ تھی　　(بلکہ) وجود کو پیدا کرنے والے (اللہ) کے دیدار کی وجہ سے تھی
(ص:۲۲۵)(۳/۶)(ت ج ص:۳/۱۵)

السَّـمـاء انْشَـقَّـت اَخِـر از چـه بـود؟　　از یـکـی چشـمـی کـه خـاکـی بـر گشود
آسمان پھٹ گیا ''آخر کس وجہ سے تھا''　　اس آنکھ کے لیے جو مٹی نے کھولی
(ص:۱۸۰)(۲/۱۶۱۶)(ت ج ص:۲/۱۶۱)

هـمـچـو احـمـد کـه کـمند انداخت جانـش　　تـا کـمـنـدش بُـرد سـوی آسـمـانـش
احمدؐ کی طرح کہ اُن کی روح نے کمند ڈالی　　یہاں تک کہ یہ کمند اُن کو آسمان کی جانب لے گئی
(ص:۵۹۴)(۶/۲۸۳۶)(ت ج ص:۶/۲۷۵)

گـویـد: ارُآیـم بـقـدر یک کـمـان　　مـن بسـوی تـو، بسـوزم دَر زمـان
(جبرئیلؑ) کہتے ہیں اگر میں ایک کمان کی بقدر آؤں　　تیری جانب، تو فوراً جل جاؤں
(ص:۳۷۶)(۴/۱۸۹۱)(ت ج ص:۴/۱۸۴)

چـون گـذشـت احـمـد ز سدره و مَـرصَـدش　　وَز مَـقـام جَبَـرئیـل و از حَـدش
جب احمدؐ سدرة (المنتہیٰ) اور اس کی (انتظارگاہ) سے گذرے　　(آپؐ) جبرئیل کے مقام اور ان کی حد سے (گذرے)
(ص:۴۲۴)(۴/۳۸۰۳)(ت ج ص:۴/۳۵۸)

مـطـلـق آن آواز خـود از شـه بـود　　گـرچـه از حُـلـقـومِ عبد اللّـه بـود
وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے　　اگرچہ اللہ کےء بندے کے حلق سے ہو
(ص:۹۴)(۱/۱۹۳۷)(ت ج ص:۱/۲۱۳)

مـن ز سـدره مـنتهیٰ بـگـذشـتـه ام　　صـد هـزاران سـالـه زان سـو رفـتـه ام
میں سدرة المنتہیٰ سے گذر گیا ہوں　　لاکھوں سال (کی مسافت) اس (سے آگے کی) جانب چلا گیا ہوں
(ص:۱۸۵)(۲/۱۷۸۹)(ت ج ص:۲/۱۷۶)

شـوره ام را سبـزه ای پیـدا شـود　　خـار زارم جـنّـتِ مـأوَیٰ شـود
میری شور زمین میں سبزہ پیدا ہو جائے　　میرے کانٹوں کا کھیت جنة الماویٰ بن جائے
(ص:۳۹۲)(۴/۲۵۲۲)(ت ج ص:۴/۲۴۲)

چـون نـخـواهـی مـن کَـفیـلـم مَـر تـرا　　جـنّـت الـمَـأوَی و دیـدار خـدا
جب تو نہ مانگے گا میں تیرا ضامن ہوں　　جنة الماوی اور خدا کے دیدار کا
(ص:۵۴۱)(۶/۳۳۴)(ت ج ص:۶/۴۶)

گفت: ما زاغیم، همچون زاغ نه
مست صبّاغیم مَستِ باغ نه
فرمایا ہم مازاغ ہیں، کوے کی طرح نہیں
ہم رنگریز کے متوالے ہیں باغ کے شیدائی نہیں
(ص:۱۴۱)(۱/۳۹۵۶)(ت ج ص:۱/۴۰۰)

زاغ ایشان گر بصورت زاغ بود
باز همّت آمد و "مازاغ" بود
اُن کا کوا اگرچہ بظاہر کوا تھا
ارادہ کا باز ثابت ہوا اور "مازاغ" بن گیا
(ص:۲۲۱)(۲/۳۷۵۳)(ت ج ص:۲/۳۵۱)

عقل کُل را گفت: ما زاغَ البصَر
عقل جزوی می کند هر سو نظر
عقل کل کے لیے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا نگاہ بھٹکی نہیں
جزوی عقل ہر جانب نظر دوڑاتی ہے
عقل ما زاغ است نور خاصِگان
عقلِ زاغ، استادِ گورِ مُردگان
"مازاغ" والی عقل خاصانِ (خدا) کا نور ہے
کوے کی عقل مردوں کی قبر کی استاد ہے
(ص:۳۶۴)(۴/۱۳۰۹۔۱۳۱۰)(ت ج ص:۴/۱۳۳)

چشم ما زاغش شده پُر زخم زاغ
چشم نیک از چشم بَد با دَرد و داغ
اس کی نہ بھٹکنے والی آنکھ کوے کے زخم سے پُر ہوگئی
اچھی آنکھ، بدنظر سے درد اور داغ والی (ہوگئی)
(ص:۳۹۳)(۴/۲۶۴۱)(ت ج ص:۴/۲۵۴)

چشم ظاهر ضابط حِلْیهٔ بَشَر
چشم سِر حیران "ما زاغَ البَصر"
ظاہری آنکھ انسان کے حلیہ کو محفوظ رکھنے والی ہے
باطنی آنکھ "مازاغ البصر" میں حیران ہے
(ص:۵۱۷)(۵/۳۶۰۶)(ت ج ص:۴/۱۶۴)

زان محمّد شافع هر داغ بود
که ز جُز شه چشم او ما زاغ بود
اسی لیے محمدؐ ہر زخم کے سفارشی ہوئے ہیں
کیونکہ حق کے سوا سے اُن کی آنکھ "مازاغ" تھی
(ص:۵۹۵)(۶/۲۸۶۳)(ت ج ص:۶/۲۷۷)

## اقبالؔ:

رہِ یک گام ہے ہمت کے لیے عرشِ بریں
کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات
(بانگ درا:ص:۲۴۹)

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں، وہ کارواں تُو ہے
(بانگ درا:ص:۲۶۹)

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے!
(بال جبریل:ص:۱۰)

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریّت کی زد میں ہے گردوں!
(بال جبریل:ص:۲۷)

دے ولولۂ شوق جسے لذّتِ پرواز  کر سکتا ہے وہ ذرّہ مہ و مہر کو تاراج!
ناوک ہے مسلماں! ہدف اس کا ہے ثریا  ہے سرِّ سرا پردۂ جاں نکتۂ معراج!
(ضرب کلیم:ص:۱۷)

ملے گا منزلِ مقصود کا اسی کو سُراغ  اندھیری شب میں ہے چیتے کی آنکھ جس کا چراغ!
میّسر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو  نہیں ہے بندۂ حُر کے لیے جہاں میں فراغ!
فروغِ مغربیاں خیرہ کر رہا ہے تجھے  تری نظر کا نگہباں ہو صاحبِ مــــــــازاغ!
(ضرب کلیم:ص:۸۵)

وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا o فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا o ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى o (آیت:۲۸۔۳۰)

حالانکہ اس معاملہ کا کوئی علم انہیں حاصل نہیں ہے، وہ محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں، اور گمان حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دے سکتا۔

پس اے نبیؐ، جو شخص ہمارے ذکر سے منہ پھیرتا ہے، اور دنیا کی زندگی کے سوا جسے کچھ مطلوب نہیں ہے، اُسے اس کے حال پر چھوڑ دو، ان لوگوں کا مَبلغِ علم بس یہی کچھ ہے، یہ بات تیرا رب ہی زیادہ جانتا ہے کہ اُس راستے سے کون بھٹک گیا ہے اور کون سیدھے راستے پر ہے۔

**مولانا روم:**

کہ بظن تقلید و استدلالشان  قایمست و جمله پرّوبالشان
اس لیے کہ اُن کی تقلید اور ان کا استدلال ظن پر  قائم ہے، اُن کے سب بال و پَر (ظنیات ہیں)
(ص:۹۷)(۱/۲۱۲۷)(ت ج ص:۱/۲۳۲)

**اقبالؔ:**

آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل  دنیا تو ملی، طائرِ دیں کر گیا پرواز
(بانگ درا:ص:۲۴۵)

تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا  عشق تمام مصطفٰےؐ عقل تمام بُولہب!
(بال جبریل:ص:۱۱۴)

عقل بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں  راہبر ہو ظن و تخمیں تو زبوں کارِ حیات!
(ضرب کلیم:ص:۳۸)

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى o وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى o وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى o ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى o وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى o (آیت:۳۸۔۴۲)

’’یہ کہ کوئی بوجھ اُٹھانے والا دُوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اُس نے سعی کی ہے، اور یہ کہ اس کی سعی عنقریب دیکھی جائے گی اور اس کی پوری جزا اُسے دی جائے گی، اور یہ کہ آخر کار پہنچنا تیرے رب ہی کے پاس ہے۔

**مولانا روم:**

هیچ وازرِ وِزرِ غیری برنداشت　　هیچ کس ندرود تا چیزی نکاشت
کسی بوجھ اٹھانے والے نے دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھایا　　کسی نے نہ کاٹا جب تک کچھ نہ بویا
(ص:۱۶۱)(۷۳۱/۲)(ت ج ص:۸۰/۲)

این جهان کوهست و فعلِ ما ندا　　سوی ما آید نداها را صدا
یہ جہان ایک پہاڑ ہے اور ہمارا فعل آواز　　آوازوں کی گونج ہماری طرف لوٹتی ہے
(ص:۳۰)(۲۱۵/۱)(ت ج ص:۵۳/۱)

اندرین رَه می تراش و می خراش　　تا دَمِ اَخر دمی فارغ مباش
اس راستہ میں کانٹ چھانٹ کرتے رہو　　آخری سانس تک کسی وقت خالی نہ رہو
(ص:۹۰)(۱۸۲۳/۱)(ت ج ص:۲۰۲/۱)

کسب کردن گنج را مانع کیَست　　پا مَکش از کار آن خود درپیَست
کمائی خزانہ کے لیے کب رکاوٹ ہے　　کام سے قدم نہ ہٹا، وہ (تیرے) پیچھے ہے
(ص:۱۶۱)(۷۳۵/۲)(ت ج ص:۸۰/۲)

کسب را همچون زراعت دان عمو　　تا نکاری دخل نبود آنِ تو
اے چچا! کمائی کو کھیتی کی طرح سمجھ　　جب تک تو کھیتی نہ کرے، پیداوار تیری ملکیت نہیں ہے
(ص:۲۷۸)(۲۳۹۳/۳)(ت ج ص:۲۳۲/۳)

چون نکرد آن کار، مزدش هست لا　　لیسَ لِلاِنسانِ اِلّا ما سَعَی
جب اس نے کام نہ کیا اس کی مزدوری معدوم ہے　　انسان کے لیے وہی (کچھ) ہے جو اس نے کوشش کی
(ص:۳۹۲)(۲۵۴۶/۴)(ت ج ص:۲۴۵/۴)

**اقبالؔ:**

رازِ حیات پوچھ لے خضرِ خجستہ گام سے　　زندہ ہر ایک چیز ہے کوشش نا تمام سے
(بانگ درا:ص:۱۲۴)

حکمِ حق ہے ’’لَیس لِلاِنسانِ اِلّامَا سَعیٰ‘‘　　کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار
(بانگ درا:ص:۲۹۱)

مقامِ عقل سے آساں گزر گیا اقبالؔ　　مقامِ شوق میں کھویا گیا وہ فرزانہ!
(بال جبریل:ص:۵۱)

گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نُور　　چراغ راہ ہے، منزل نہیں ہے!
(بال جبریل:ص:۸۴)

مری تقدیر ہے خاشاک سوزی　　فقط بجلی ہوں میں، حاصل نہیں میں
(بال جبریل:ص:۸۴)

عطا ہوئی ہے تجھے روز و شب کی بے تابی!　　خبر نہیں کہ تو خاکی ہے یا کہ سیمابی!
(بال جبریل:ص:۱۳۱)

خورشیدِ جہاں تاب کی ضَو تیرے شرر میں　　آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہُنر میں
جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں　　جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
(بال جبریل:ص:۱۳۳)

یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام　　میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ!
خونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات　　فطرت، لہو ترنگ، ہے غافل! نہ جل ترنگ
(ضرب کلیم:ص:۱۰)

گریز کشِ مکشِ زندگی سے مَردوں کی　　اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست!
(ضرب کلیم:ص:۳۹)

میں نے ناداروں کو سکھلایا سبق تقدیر کا　　میں نے منعم کو دیا سرمایہ داری کا جنون!
(ارمغان حجاز (اُردو):ص:۵)

اگر مقصودِ کُل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے؟　　مرے ہنگامہ ہائے نو بنو کی انتہا کیا ہے؟
(ارمغان حجاز (اُردو):ص:۵۰)

سورہ النجم کی ابتدائی ۱۸ آیات موضوع تلمیح ہیں۔ مولانا کے اشعار جو یہاں تحریر کئے گئے پہلے دو اشعار آیت نمبر ا کی ترجمانی کرتے ہیں اور پھر دسویں شعر تک آٹھ اشعار میں آیات نمبر ۳۔۴ کی طرف اشارہ ہے گیارھواں شعر آیت نمبر ۵ بارھواں شعر آیت نمبر ۷۔۱۴، تیرھواں شعر آیت نمبر ۷۔۱۸ اور چودھواں آیت نمبر ۹ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اشعار نمبر ۱۵/ ۱۶/ ۱۷ آیت نمبر ۳۔۱۴ شعر نمبر ۱۸ اور ۱۹ اس سورت کی آیت نمبر ۱۵ اور بقیہ ۱۶ اشعار آیت نمبر ۱۷ کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ علامہ کے کلام سے منتخب اشعار میں تیسرا اور چوتھا شعر آیت نمبر ۹ اور بقیہ آیات ا۔۱۷ کی تلمیح بیان کرتے ہیں۔

اس سورت کی آیت نمبر ۲۸۔۳۰ کے ضمن میں مولانا نے فقط آیت نمبر ۲۸ جبکہ علامہ کا پہلا شعر تینوں آیات اور بقیہ فقط آیت نمبر ۲۸ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

آیات نبر ۳۸۔۴۲ کے ضمن میں مولانا کے چھ اشعار ملے جن میں پہلا دوسرا اور پانچواں شعر آیات ۳۸۔۳۹۔۴۰ کی ترجمانی کرتے ہیں جبکہ تیسرا چوتھا اور چھٹا شعر فقط آیت نمبر ۳۹ کی تلمیح بیان کر رہا ہے۔ انہی آیات کے ضمن میں علامہ کے ۱۳ اشعار مقالہ کا حصہ ہیں۔ ان میں پہلا اور آخری شعر آیات ۳۹۔۴۱ اور بقیہ سبھی اشعار آیت نمبر ۳۹ کی تلمیح بیان کر رہے ہیں۔

# سورہ اَلرَّحمٰنُ (۵۵)

سورت کا آغاز اسماء الحسنٰی میں سے ایک نام اَلرَّحمٰنُ سے ہوتا ہے جو اس کی وجہ تسمیہ ہے۔ تاہم اس نام کو سورت کے مضمون سے گہری مناسبت ہے کیونکہ اس میں شروع سے آخر تک اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت کے مظاہر اور ثمرات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

اس سورت کا دوسرا نام آلاء (نعمتیں) ہے اس سورت کا لقب عروس القرآن ہے۔

ترتیب تلاوت ۵۵ ویں، ترتیب نزولی ۹۷ ویں، ۷۸ آیات اور ۳۵۱ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ حروف مقطعہ ''ص'' اور ''ق'' جو فقط ایک حرف ہے یا طٰہٰ، یٰس، حم جو دو دو حروف ہیں یہ مختلف سورتوں کے نہایت مختصر اجزاء ہیں لیکن اِن کے علاوہ اس سورت کی آیت نمبر ۶۴ قرآن حکیم کی سب سے چھوٹی آیت ہے جو فقط لفظ [مُدھا مّتان یعنی دو سر سبز سیاہی مائل پتیاں] ہے۔

اس سورت کی ایک خصوصیت اس کا ادبی پہلو ایک آیت شریف کا ''ترجیع بند'' کے مانند ہونا ہے یعنی فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) اور یہ آیت اس سورت میں ۳۱ بار تکرار کی گئی ہے اور اس طرح اس سورت میں قیامت اور آخری زندگی کی بہت خوبصورت تصویر کشی کی گئی ہے۔

اَلرَّحمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ o (آیت: ۱-۴)

رحمٰن نے اِس قرآن کی تعلیم دی ہے۔ اُسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔

## مولانا روم:

مصطفایی کو که جسمش جان بُوَد　　　تا که رحمٰن عَلَّمَ القرآن بُوَد
مصطفیٰ علیہ السلام کہاں ہیں کہ جن کا جسم بھی روح تھا　　　تاکہ اللہ تعالیٰ (انہیں) قرآن پڑھا دے
(ص: ۲۴۱)(۳/۵۹۳)(ت ج ص: ۳/۶۶)

بی جهت بُد عقل و عَلّامُ البَیان　　　عقل تر از عقل و جان تر هم ز جان
عقل بے جہت تھی اور بیان کا جان کار　　　عقل سے بھی زیادہ عقل اور جان سے بھی زیادہ جان ہے
(ص: ۴۲۲)(۴/۳۶۹۶)(ت ج ص: ۴/۳۴۹)

## اقبالؔ:

اہل زمیں کو نسخۂ زندگیِ دوام ہے　　　خونِ جگر سے تربیت پاتی ہے جو سخنوری
(بانگ درا: ص: ۲۱۱)

ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی　　　نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی
(بانگ درا: ص: ۲۷۴)

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ o وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ o (آیت: ۲۶-۲۷)

ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

## مولانا روم:

نہ سما بینی نہ اختر نہ وجود جز خدای واحد حییّ ودُود
تو نہ آسمان دیکھے گا نہ ستارے نہ وجود ایک خدا حیی اور ودود کے علاوہ
(ص:۱٦۷)(۱۰۴٦/۲)(ت ج ص:۱۰۹/۲)

هر چه اندیشی پذیرای فَناست آنکه در اندیشه نا ید آن خداست
تو جو سوچے وہ فنا کو قبول کرنے والا ہے جو قیاس میں نہ آئے وہ خدا ہے
(ص:۲۱۲)(۳۱۰۸/۲)(ت ج ص:۲۹۳/۲)

عقل کِي ماند چو باشد سَردِه او؟ کُلُّ شیء هالک اِلاّ وجُهَهُ
عقل کہاں ٹھہرتی ہے جب اس کو وجود میں لانے والا موجود ہو اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے
هالک آید پیش وجهش هست و نیست هستی اندر نیستی خود طرفه ایست
اس ذات کے سامنے فانی، فانی اور باقی ہے عدم میں وجود، خود عجیب بات ہے
(ص:۳۳۱)(۴٦٦۲/۳۔۴٦٦۳)(ت ج ص:۴۴۱/۳۔۴۴۲)

تیغ لا درقتلِ غیرِ حقَ براند در نگر زان پس که بعدِ لا چه ماند؟
اس نے "لا" کی تلوار اللہ کے سوا پر چلا دی غور کرے "لا" کے بعد کیا رہ گیا؟
ماند الّا اللّه باقی جمله رفت شاد باش ای عشقِ شرکت سوز زفت
"الا اللہ" رہ گیا باقی سب فنا ہوگیا اے عشق شرکت کو جلانے والے زبردست! تو خوش رہ
(ص:۴۴۵)(۵۸۹/۵۔۵۹۰)(ت ج ص:٦۹/۵)

زانک غیر حق همه گردد رُفات کُلُّ آتٍ بَعدَ حینٍ فَهُوَ آت
کیونکہ (اللہ تعالیٰ) کے علاوہ سب ریزہ ریزہ ہوجائے گا تھوڑی دیر بعد ہر آنے والا پہنچنے والا ہے
(ص:۵۴۵)(۴۸٦/٦)(ت ج ص:٦۱/٦)

بر جهید آن تُرك و دبّوسی کشید تا علیها بر سر مطرب رسید
وہ ترک کودا اور (اُس نے) گرز اٹھایا یہاں تک کہ فی الجملہ قوال کے سر پر پہنچ گیا
(ص:۵۵۰)(۸۱۳/٦)(ت ج ص:۸۳/٦)

## اقبال:

ملا جواب کہ تصویر خانہ ہے دنیا شبِ درازِ عدم کا فسانہ ہے دنیا
(بانگ درا:ص:۱۱۲)

اوّل و آخر فنا ، باطن و ظاہر فنا نقش کہن ہو کہ نَو ، منزلِ آخر فنا
(بال جبریل:ص:۹۴)

یَسئَلُهُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَاۡنٍ ۝ (آیت:۲۹)
زمین اور آسمانوں میں جو بھی ہیں سب اپنی حاجتیں اُسی سے مانگ رہے ہیں۔ ہر آن وہ نئی شان میں ہے۔

## مولانا رومؒ:

بَهرِ ایـن فـرمـود رَحـمـان، ای پسـرا! كُـلُّ يَـوْمٍ هُـوَ فـی شـان، ای پسـرا!
اے بیٹا رحمٰن نے اس لیے فرمایا ہے اے بیٹا وہ ہر روز کسی میں ہے
(ص:۹۰)(۱/۱۸۲۱)(ت ج ص:۱/۲۰۲)

كُـلَّ يـومٍ هُـوَ فـی شـانِ بـخـوان مَـر وُرا بـی کـار وبـی فعلـی مدان
"اے بیٹا وہ ہر روز کسی کام میں ہے" کو پڑھ اس کو بے کار اور بغیر کام کے نہ سمجھ
(ص:۱۱۷)(۱/۳۰۷۳)(ت ج ص:۱/۳۲۱)

كُـلَّ اِصْبـاحٍ لَـنـا شـأنٌ جَـديـد كُـلُّ شـیءٍ عَـن مُـرادی لا يـحِيـد
ہر صبح کو ہماری نئی شان ہے کوئی چیز میرے ارادے سے انحراف نہیں کرتی ہے
(ص:۲۶۲)(۳/۱۶۴۱)(ت ج ص:۳/۱۶۵)

اَيُّهَـا الـعُشّـاق اقبـال جـديـد از جهـان کهـنـهٔ نـو در رسیـد
اے عاشقو! نیا نصیبہ پرانے جہان سے تازہ بہ تازہ آ پہنچا ہے
(ص:۵۵۷)(۶/۱۰۹۸)(ت ج ص:۶/۱۱۹)

## اقبالؒ:

کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا فقط امروز ہے تیرا زمانہ
(بال جبریل:ص:۸۹)

تنِ بے روح سے بے زار ہے حق خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے
(بال جبریل:ص:۹۰)

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا ایک زمانے کی رَو، جس میں نہ دن ہے نہ رات
(بال جبریل:ص:۹۳)

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان!
(ضرب کلیم:ص:۶۰)

زندہ دل سے نہیں پوشیدہ ضمیرِ تقدیر خواب میں دیکھتا ہے عالمِ نَو کی تصویر!
(ضرب کلیم:ص:۱۳۰)

آیت نمبر ۲۶ اور ۲۷ کو مولانا نے کیا خوبصورت انداز میں سمجھایا ہے وہ کہتے ہیں انسان جس چیز کے متعلق بھی سوچ سکتا ہے وہ فنا ہے اور جو چیز سوچ میں نہیں آسکتی اسی کا نام خدا ہے اور علامہ نے یوں بیان کیا۔ ابتدا انتہا، عیاں ونہاں، قدیم وجدید آخر کار فنا پذیر ہیں۔ یقیناً دونوں جہانوں میں جو کچھ بھی ہے سب محتاج ہیں خداوند متعال کے جو ہر لحظہ نئی شان میں ہے۔

# سورہ الحدید (۵۷)

اس سورت کا نام پچیسویں آیت کے فقرے وَاَنزَلنَا الحدِیدَ سے ماخوذ ہے۔حدید کے معنی لوہا اور تیز، حِدَّ ۃ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔(لوہا اتارا، پیدا کیا) جس میں بڑا زور ہے اور لوگوں کے لیے منافع ہیں۔

ترتیب تلاوت ۵۷ ویں، ترتیب نزول ۹۴ ویں، ۲۹ آیات اور ۵۴۴ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔سورت ''اسـراء'' کے بعد قرآن حکیم کی سات مسبحات سورتوں میں سے دوسری سورت ہے۔جس کی اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد (سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) سے ابتدا ہوتی ہے۔

عرش سے فرش تک ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ہستی اور وجود کی روشن دلیل ہے، میدان حشر میں پل صراط پر سخت اندھیرا ہوگا۔ایمان اور عمل صالح کی روشنی ہوگی۔روز حشر منافقوں اور مومنوں کے درمیان دیوار حائل کرنا۔خدا کی راہ میں مال و دولت خرچ کرنے کی فضیلت، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعثت کا ذکر، تمام انبیاء کی تعلیم ایک جیسی تھی، اس سورت کے موضوعات ہیں۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ (آیت:۳)

وہی اوّل بھی ہے اور آخر بھی، اور ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی، اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

## مولانا روم:

جملہ معشوقست و عاشق پَردہ ای　　زندہ معشوقست و عاشق مردہ ای
تمام کائنات معشوق ہے اور عاشق پردہ ہے　　معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے
(ص:۲۴)(۳۰/۱)(ت ج ص:۱۶۴/۴)

گر بجہل آییم آن زندان اوست　　ور بعلم آییم آن ایوانِ اوست
اگر ہم جہل میں مبتلا ہیں تو وہ اس کا قید خانہ ہے　　اگر علم سے بہرہ ور ہوں تو وہ اس کا محل ہے

گر بخواب آییم مستان وییم　　ور ببیداری بِدَستان وییم
اگر ہم سو جائیں تو ہم اس کے مست ہیں　　اگر بیدار ہیں تو اس کے داستان گو ہیں
(ص:۸۳)(۱۵۱۰/۱-۱۵۱۱)(ت ج ص:۱۷۵/۱)

او چو جانست و جہان چون کالبد　　کالبد از جان پذیرد نیک و بَد
وہ جان کی طرح ہے اور دنیا جسم کی طرح　　جسم، جان سے نیکی اور بدی قبول کرتا ہے
(ص:۸۹)(۱۷۶۵/۱)(ت ج ص:۱۹۸/۱)

تَعرُجُ الرُّوحُ الیہ والملَکْ　　من عُرُوجِ الرُّوحِ یَہتزُّ الفلک
تیری ابتدا اور انتہا وہی ہے　　روح کے چڑھنے سے آسمان جھومے گا
(ص:۱۲۶)(۳۳۴۲/۱)(ت ج ص:۳۵۴/۱)

هست معشوق آنکه او یک تو بود مُبتدا و مُنتهایت او بود
معشوق تو وہ ہے جو ایک حالت پر ہو تیری ابتدا اور انتہا وہی ہے
(ص:۲۵۸)(۱۴۱۸/۳)(ت ج ص:۱۴۳/۳)

کز همه نومید گشتم ای خدا اوّل و آخر تُوی و مُنتها
کہ اے خدا! میں سب سے مایوس ہو گیا ہوں اوّل اور آخر تو ہی ہے اور (تو ہی) منتہا ہے
(ص:۲۷۲)(۲۱۷۴/۳)(ت ج ص:۲۱۳/۳)

اوّل و آخر توی ما در میان هیچ هیچی که نیاید در بیان
اوّل اور آخر تو ہی ہے، ہم درمیان میں ایسے نا چیز ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتا
(ص:۴۱۵)(۳۵۰۳/۴)(ت ج ص:۳۳۲/۴)

این دُوی اوصافِ دیدِ احولست ورنه، اوّل، آخر، آخر اوّلست
یہ دوئی بھینگا دیکھنے کے اوصاف میں سے ہے ورنہ اول آخر، آخر اول ہے
(ص:۵۵۱)(۸۲۲/۶)(ت ج ص:۹۳/۶)

هم طَلَب از تُوست هم آن نیکوی ما کییم اوّل توی، آخر توی
طلب بھی تیری جانب سے ہے اور نیکی بھی ہم کیا ہیں اول تو ہے آخر تو ہے
(ص:۵۶۳)(۱۴۴۲/۶)(ت ج ص:۱۵۰/۶)

## اقبال:

کثرت میں ہوگیا ہے وحدت کا راز مخفی جگنو میں جو چمک ہے وہ پھول میں مہک ہے
(بانگ درا:ص:۸۵)

چمک تیری عیاں بجلی میں، آتش میں، شرارے میں جھلک تیری ہویدا چاند میں، سورج میں، تارے میں
(بانگ درا:ص:۱۳۸)

اس سورت کی فقط ایک آیت نمبر۳ مولانا اور علامہ کے اشعار میں مشترک تلمیح کے طور پر نظر آ رہی ہے۔ مولانا کہتے ہیں کہ جہاں جسم ہے اور اللہ روح کی طرح ہے اور جسم روح سے نیکی اور بدی قبول کرتا ہے علامہ نے یہی موضوع اس طرح سمجھانے کی کوشش کی کثرت میں وحدت کا راز چھپا ہوا ہے۔ جگنو میں چمک اور پھول میں مہک کیا ہے؟ رعد و برق، چاند سورج اور تاروں سب میں تمہاری جھلک عیاں ہے۔

# سورہ المُجَادَلَۃ (۵۸)

اس سورت کا نام **المجادَله** بھی ہے **المجادِله** بھی اور یہ نام پہلی ہی آیت کے لفظ **تُجَادِلُکَ** سے ماخوذ ہے۔ اس کو اگر مجَادلہ پڑھا جائے تو اس کے معنی ہوں گے ''بحث وتکرار'' اور وہ عورت جس نے اپنے شوہر کے ظہار کا قضیہ رسول ﷺ خدا کے سامنے پیش کر کے بار بار اصرار کیا تھا۔

ترتیب تلاوت ۵۸ ویں، ترتیب نزول ۱۰۵ ویں، ۲۲ آیات اور ۴۷۳ االفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے اس سورت کو ظہار اور **قدسمع الله** کے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔

سورت کے آغاز میں ظہار کے شرعی احکام منافقین کی خفیہ سرگوشیاں مسلمانوں کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی، اگر آپس میں بیٹھ کر تخلیے میں کوئی بات کریں بھی تو وہ بات نیکی اور تقویٰ کی ہونا چاہے، کسی مجلس میں بعد کے آنے والوں کو کھلے دل سے بیٹھنے کے لیے جگہ دیا کریں جو شخص بھی رسول خدا ﷺ سے علیحدگی میں بات کرنا چاہیے وہ پہلے صدقہ دے اور کچھ عرصہ بعد یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔ اس سورت کے مضامین ہیں۔

**يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝**

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم سے کہا جائے کہ اپنی مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو جگہ کشادہ کر دیا کرو، اللہ تمہیں کشادگی بخشے گا۔ اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔

کیا تم نے دیکھا نہیں اُن لوگوں کو جنہوں نے دوست بنایا ہے ایک ایسے گروہ کو جو اللہ کا مغضوب ہے؟ وہ نہ تمہارے ہیں نہ اُن کے، اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ بات پر قسمیں کھاتے ہیں۔ (آیت:۱۱)

## مولانا روم:

آنک اندر عقل بالا تر رَوَد خوردن او خوردن جمله بُوَد
جو عقل میں بر تر ہو اس کا کھا لینا سب کا کھا لینا ہوگا
(ص:۵۸۴)(۶/۲۴۲۶)(ت ج ص:۲۳۸/۶)

## اقبالؔ:

ولایت، پادشاہی، علم اشیاء کی جہانگیری یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں!
(بانگ درا:ص:۲۷۱)

عشق کی تیغِ جگر دار اُڑالی کس نے؟ علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی!
(بال جبریل:ص:۱۲)

بچھائی ہے جو کہیں عشق نے بساط اپنی کیا ہے اس نے فقیروں کو وارثِ پرویز!
(بال جبریل:ص:۱۶)

خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل　　اگر ہو عشق سے محکم تو صورِ اسرافیل!
(بال جبریل:ص:٦٣)

عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں　　شکوہِ سنجرؒ و فقرِ جنیدؒ و بسطامیؒ!
(بال جبریل:ص:٣٧)

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (آیت:٢٢)

تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ اُن کے باپ ہوں، یا اُن کے بیٹے، یا اُن کے بھائی یا اُن کے اہل خاندان۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے۔ وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں۔ خبردار رہو، اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔

## مولانا رومؒ:

رَو بَرِ سلطان و کار و بار بین　　حِسّ تَجرِی تَحتِهَا الاَنهار بین
بادشاہ کے پاس جا اور کاروبار دیکھ　　تجری کے پاس جا کا احساس دیکھ
(ص:١٠٩)(١/٢٢/٢٧)(ت ج ص:١/٢٨٧)

اس سورت کی آیت ١١ میں اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے عقل مندوں کے درجات بلند رکھتا ہے۔ عقل کو جسم پر فوقیت دی گئی ہے اور علامہ علم کو بادشاہی اور جہانگیری قرار دیتے ہیں اور آیت ٢٢ کے ضمن میں علامہ واضح پیغام دیتے ہیں کہ اگر زمانے کی ہوا تم سے موافقت نہیں کرتی تو زمانے سے لڑ جھگڑ۔

## اقبالؒ:

حدیث بے خبراں ہے تو با زمانہ بساز!　　زمانہ با تو نسازد، تو با زمانہ ستیز!
(بال جبریل:ص:١٦)

# سورہ الحشر (۵۹)

اس سورت کی دوسری آیت کے فقرے هُوَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡکِتٰبِ مِنۡ دِیَارِهِمۡ لِاَوَّلِ الۡحَشۡرِ میں لفظ حشر اس کے نام کی وجہ تسمیہ ہے چونکہ یہ سورت غزوہ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی اس لیے اسے سورہ نضیر بھی کہا جا سکتا ہے۔

ترتیب تلاوت ۵۹ ویں، ترتیب نزول ۱۰۱ ویں، ۲۴ آیات اور ۴۴۵ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ مسبّحات سورتوں میں یہ تیسری سورت ہے جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد سے ہوتا ہے غزوہ بنی نضیر، مدینہ منورہ کے آس پاس قلعوں میں ساکن یہودیوں کا شکست کھانا، منافقوں کا یہودیوں کو کمک پہنچانے کی کوشش، جنگی قوانین، مفتوحہ علاقوں کا نظم ونسق، تقویٰ اور فسق میں حقیقی فرق اس سورت کے مضامین ہیں۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ o

اللہ ہی کی تسبیح کی ہے ہر اُس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اور وہی غالب اور حکیم ہے۔ (آیت:۱)

## مولانا روم:

لا الٰہ گفت و اِلّا اللّٰہ گفت — گوہرِ اَحمَد رسولُ اللّٰہ سُفت
(ص:۹۹)(۲۱۶۰/۱)

لا الہ کہا اور الا اللہ کہا — احمدؐ رسول اللہ کا موتی پرویا
(ت ج ص:۲۳۸/۶)

ذکر و تسبیحات اَجزای نہان — غُلغُلی افگند اندر آسمان
پوشیدہ اجزا کے ذکر اور تسبیح نے — آسمان پر شور وغل برپا کر دیا
(ص:۲۳۸)(۵۶۵/۳)(ت ج ص:۵۵/۳)

ذرّہ ذرّہ عاشقان آن کمال — می شتابد در عُلُو ہمچون نِہال
ذرہ ذرہ اس جوہر کا عاشق ہے — پودے کی طرح بلندی کی جانب دوڑتا ہے
سَبَّحَ لِلّٰہ ہست اِشتابشان — تنقیۂ تن می کنند از بھر جان
اُن (ذروں) کی تیز روی اللہ کی تسبیح ہے — جو جان لے لیے جسم کو صاف کرتے ہیں
(ص:۵۲۱)(۳۸۶۰/۵ـ۳۸۶۱)(ت ج ص:۳۸۷/۵ـ۳۸۸)

## اقبالؔ:

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے — شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات
یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل — یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات!
وہ مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست — یہ مذہبِ مُلّا و جمادات و نباتات!
(بال جبریل:ص:۷۹)

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o

(اور وہ اُن لوگوں کے لیے بھی ہے) جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لا کر دارالہجرت میں مقیم تھے۔ یہ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ بھی اُن کو دیدیا جائے اس کی کوئی حاجت تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔ (آیت:۹)

## مولانا روم:

کوزۂ چشم حریصان پر نشد　　تا صدف قانع نشد پر دُر نشد
حریصوں کی آنکھ کا پیالہ نہ بھرا　　جب تک سیپ نے قناعت نہ کی، موتیوں سے نہ بھرا
(ص:۲۲)(۱/۱/۲۱)(ت ج ص:۱/۳۳)

بس تأنّی دارد و صبر و شکیب　　چشم سیر و مؤثر ست و پاك جیب
وہ بہت آہستہ روی اور صبر و شکیب اختیار کرتا ہے　　سیر چشم ہے (دوسروں کو) ترجیح دینے والا ہے پاک دل ہے
(ص:۴۳۰)(۵/۵۸)(ت ج ص:۵/۲۰)

## اقبالؔ:

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے　　کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا
(بانگ درا:ص:۱۸۰)

اے طائر لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی　　جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!
(بال جبریل:ص:۵۶)

خودی کے نگہبان کو ہے زہرِ ناب　　وہ ناں جس سے جاتی رہے اس کی آب
وہی ناں ہے اس کے لیے ارجمند　　رہے جس سے دنیا میں گردن بلند
(بال جبریل:ص:۱۲۸)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ o

(آیت:۱۸)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اُس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ یقیناً تمہارے اُن سب اعمال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

**مولانا روم:**

گوشه ای رو نامه رابگشا بخوان　　بین که حرفش هست در خورد شِهان
ایک گوشے میں جا خط کھول اور پڑھ　　دیکھ لے کہ اس کی عبادت شاہوں کے مناسب ہے
گر نباشد درخور آن را پاره کن　　نامهٔ دیگر نویس و چاره کن
اگر مناسب نہ ہو تو اُسے پھاڑ دے　　دوسرا خط لکھ اور تدبیر کر
(ص:۳۶۹)(۴/۱۵۶۶ـ۱۵۶۷)(ت ج ص:۴/۱۵۵)

**اقبالؔ:**

وہی ہے صاحبِ امروز جس نے اپنی ہمت سے　　زمانے کے سمندر سے نکالا گوہر فروا
(بال جبریل:ص:۲۴)

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے　　دلِ مرتضیٰؓ، سوزِ صدیقؓ دے
(بال جبریل:ص:۱۲۴)

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اک حرفِ محرمانہ!　　قریب تر ہے نمود جس کی، اسی کا مشتاق ہے زمانہ!
(بال جبریل:ص:۱۲۹)

اس سورت کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا ذکر ہے مولانا کے بقول انسان کا زبان سے تہلیل کہنا، غیر مرئی اشیا کا آسمانوں پر شور، ذرات کی روانی سب خداوندی تسبیح کے انداز ہیں اور علامہ عمل کو ترجیح دیتے ہیں محض تسبیح اور مناجات کا ورد ملاؤں کا شیوہ ہے جس کی عملی زندگی کے مقابل کوئی اہمیت نہیں۔ آیت نمبر ۹ کی تلمیح اور ترجمانی علامہ نے بڑے معروف شعر سے کی۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

آیت نمبر ۱۸ کے ضمن میں مولانا انسان کو اپنی ذات کا محاسبہ کرنے کا کہہ رہے ہیں یعنی اپنے اعمال کا اندازہ کریں اور علامہ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت علی مرتضیٰؓ جیسا دل اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسا سوز عطا کر کہ ہم ان دونوں کے پیروی میں بہتر اعمال انجام دیں۔

# باب پنجم

## سورہ الصّف (٦١)

## تا

## سورہ اخلاص(١١٢)

# سورہ الصّف (٦١)

اس سورت کا نام چوتھی آیت کے فقرے یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا سے ماخوذ ہے۔ صَفّ کے معنی قطار کے ہیں۔ مراد وہ سورت جس میں صف کا لفظ آیا ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام عیسیٰؑ ہے۔

ترتیب تلاوت ٦١ ویں، ترتیب نزول ١٠٩ ویں، ١٤ آیات اور ٢٢١ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ قرآن کریم کی سات مسبحات سورتوں میں سے چوتھی سورت ہے۔

اس سورت میں حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو خود اُن کے بعد آنے والے نبی ﷺ جو تورات اور انجیل کو ماننے والا ہوگا کے آنے کی بشارت دی۔ چھٹی آیت میں بھی حضرت عیسیٰؑ کا ذکر آیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں سے پوچھا، دوستو! کون ہیں وہ جو خدا کی راہ (دین) میں میرا ساتھ دیں گے انہوں نے جواب دیا ہم،

مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں اخلاص اختیار کرنے اور اللہ کی راہ میں جان لڑانے پر ابھارنا، آغاز میں ایمان لانے والوں کو خبردار کیا اللہ کی نگاہ میں نہایت مبغوض (غصہ کا شکار) ہیں وہ لوگ جو کہیں کچھ اور کریں کچھ، اور نہایت محبوب ہیں وہ لوگ جو راہ حق میں لڑنے کے لیے سیسہ پلائی دیوار کی طرح ڈٹ کر کھڑے ہوں اس سورت کے اہم مضامین ہیں۔

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝　(آیت:١)

اللہ کی تسبیح کی ہے ہر اُس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اور وہ غالب اور حکیم ہے۔

## مولانا روم:

لا الٰہ گفت و اِلّا اللّٰہ گفت　گوہرِ احمد رسولُ اللّٰہ سُفت
لا الہ کہا اور الا اللہ کہا　احمدؐ رسول اللہ کا موتی پرویا
(ص:٩٩)(١/٢١٦٣)(ت ج ص:١/٢٣٥)

ذکر و تسبیحات اَجزای نہان　غُلغُلی اَفگند اندر آسمان
پوشیدہ اجزا کے ذکر اور تسبیح نے　آسمان پر شور و غل برپا کر دیا
(ص:٢٣٨)(٣/٥٦٥)(ت ج ص:٣/٥٥)

ذرّہ ذرّہ عاشقان آن کمال　می شتابد در عُلُو ہمچون نہال
ذرہ ذرہ اس جوہر کا عاشق ہے　پودے کی طرح بلندی کی جانب دوڑتا ہے
سَبَّحَ لِلّٰہ ہست اِشتابشان　تنقیۂ تن می کنند از بھر جان
ان (ذروں) کی تیز روی اللہ کی تسبیح ہے　جو جان کے لئے جسم کو صاف کرتے ہیں
(ص:٥٢١)(٥/٣٨٦٠-٣٨٦١)(ت ج ص:٥/٣٨٨)

## اقبالؔ:

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے　شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات
یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل　یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات!
وہ مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست　یہ مذہبِ ملّا و جمادات و نباتات!
(بال جبریل:ص:٧٩)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ o كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ o

(آیت:۲/۳)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں۔

**مولانا روم:**

پند فعلی خلق را جذّاب تر　که رسد در جان هر با گوش و کر
عملی نصیحت لوگوں کو زیادہ کھینچتی ہے　کیونکہ وہ ہر کان والے اور بہرے کے دل میں پہنچتی ہے
اندر آن وهم امیری کم بود　در حشم تأثیر آن محکم بود
اس میں حکومت کا وہم نہیں ہوتا ہے　ماتحتوں میں اس کی تاثیر بہتر ہوتی ہے
(ص:۳۴۵)(۴/۴۸۵۔۴۸۶)(ت ج ص:۴/۵۸)

**اقبالؔ:**

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی　کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیّارا
(بانگ درا: ص:۱۸۰)

ہزار خوف ہو، لیکن زباں ہو دل کی رفیق　یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق!
(بال جبریل: ص:۳۴)

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا　غوّاص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے؟
یا مُردہ ہے یا نزع کی حالت میں گرفتار　جو فلسفہ لکھا نہ گیا خونِ جگر سے!
(ضرب کلیم: ص:۴۲)

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ o (آیت:۸)

یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں، اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

**مولانا روم:**

روح صالحؑ قابل آزار نیست　نور یزدان سُغبهٔ کُفّار نیست
روح (جو بمنزلہ) صالحؑ ہے تکالیف کو قبول کرنے والی نہیں ہے　اللہ کا نور کافروں کا تر لقمہ نہیں ہے
(ص:۱۰۴)(۱/۲۵۲۰)(ت ج ص:۱/۲۶۹)

نار شهوت را چه چاره نورِ دین　نورُکم اِطفاءُ نارِ الکافرین
شہوت کی آگ کا کیا علاج ہے دین کا نور (علاج) ہے　(جس طرح) تمہارا نور (ایمان) کافروں کی آگ کا بجھا دینا ہے
(ص:۱۳۵)(۱/۳۷۰۲)(ت ج ص:۱/۳۷۶)

انبیا با دشمنان برمی تنند     پس ملایک ربّ سَلِّم می زنند
انبیا دشمنوں کے ساتھ بھڑتے ہیں     تو فرشتے ''خدا سلامت رکھے'' کا نعرہ لگاتے ہیں

کین چراغی را کہ ہست او نور کار     از پُف و دَمہای دُزدان دور دار
کہ اس چراغ کو جو روشن ہے     چوروں کی پھونک اور سانس سے دور رکھ
(ص:۳۳۸)(۴/۲۷-۲۸)(ت ج ص:۳۷۶/۴)

شمع حق را پف کنی تو ای عجوز     ہم تو سوزی ہم سرت ای گندہ پوز
اے بڑھیا تو خدائی شمع کو پھونک مار رہی ہے     اے گندہ ذہن! تو بھی جل جائے گی اور تیرا سر بھی
(ص:۵۷۲)(۶/۲۰۸۱)(ت ج ص:۱۵/۶)

در میان شمس واین روزن رھی     ہستَ روزنہا نشد زان آگھی
سورج اور اس دریچہ کے درمیان راستہ     ہے دریچے اس سے واقف نہیں ہیں

تا اگر ابری برآید چرخ پوش     اندرین روزن بود نورش بجوش
تاکہ اگر کوئی بادل آسمان کو چھپانے والا آ جائے     اس دریچے میں اس کا نور جوش میں رہے
(ص:۶۰۴)(۶/۳۲۰۳-۳۲۰۴)(ت ج ص:۳۰۸/۶)

## اقبالؔ:

نخلِ اسلام نمونہ ہے برومندی کا     پھل ہے یہ سیکڑوں صدیوں کی چمن بندی کا
(بانگ درا:ص:۲۰۵)

سورہ الحشر اور اس سورت کی پہلی آیت ایک جیسی ہیں آیت ۲-۳ کے ضمن میں مولانا تلمیح کی یوں تشریح فرماتے ہیں عملی نصیحت ہر اس شخص جو سن سکتا ہو یا بہرہ ہو ان پر اثر کرتی ہے کیونکہ وہ اس کا مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے اور علامہ یوں بیان کرتے ہیں کہ انسان کا قول وفعل یکساں ہونا چاہیے کیونکہ فلسفی الفاظ کے گورکھ دھندے میں پڑے رہتے ہیں اس لیے صاحب کردار لوگ بہتر ہوتے ہیں۔ آیت نمبر ۸ مولانا نے فرمایا اللہ کا نور کافروں کا تر نوالہ نہیں ہے۔ اگر ایسے بادل آ جائیں جو پورے آسمان کو ڈھانپ لیں تو پھر بھی روشنی (نور) اپنا راستہ بنا لیتی ہے۔

# سورہ الجُمُعَة (۶۲)

اس سورت کا نام آیت نمبر ۹ کے فقرے اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ سے ماخوذ ہے۔ جمعہ کے معنی جمع ہونے کا دن، جب سب مسلمان نماز کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ اگر چہ اس سورت میں نماز جمعہ کے احکام بھی بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن ''جمعہ'' بحیثیت مجموعی اس کے مضامین کا عنوان نہیں ہے بلکہ دوسری سورتوں کے ناموں کی طرح یہ نام بھی علامت ہی کے طور پر ہے۔

ترتیب تلاوت ۶۲ ویں، ترتیب نزول ۱۱۰ ویں، ۱۱ آیات اور ۱۸۰ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ یہ مسبحات سورتوں میں سے پانچویں سورت ہے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد سے شروع ہوتی ہے۔ اس سورت کا نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں تلاوت کرنا مستحب و موکدّ قرار دیا گیا۔

نماز جمعہ سے متعلق بعض آداب واحکام کا ذکر، نبی کریم ﷺ کی بعثت ونبوت اور بعثت کے مقاصد کا ذکر، یہود کے یوم سبت (ہفتہ کا دن) کے مقابلے میں تمہیں یوم جمعہ دیا گیا ہے۔ لیکن مسلمان جمعہ کے ساتھ وہ معاملہ نہ کریں جو یہود نے یوم سبت کے ساتھ کیا۔ جمعہ کا خطبہ شروع ہونے کے بعد خرید وفروخت حرام ہے۔ آخرت کے نفعوں کے سامنے دنیاوی فوائد کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس سورت کے مضامین کا حصہ ہیں۔

**هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝**

وہی ہے جس نے اُمیوں کے اندر ایک رسول خود اُنہی میں سے اُٹھایا، جو انہیں اُس کی آیات سناتا ہے، اُن کی زندگی سنوارتا ہے، اور اُن کی کتاب اور حکمت تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ (آیت:۲)

## مولانا روم:

آدمِ خاکی ز حق آموخت عِلم  تا بهفتم آسمان افروخت علم
(ص:۷۰)(۱۰۱۲/۱)(ت ج ص:۱۳۹/۱)

مٹی کے آدمؑ نے اللہ سے علم سیکھا  علم نے ساتواں آسمان تک روشن کر دیا

ساعتی آن جایگه تشریف ده  تزکیه ما کُن ز ما تعریف ده
تھوڑی دیر کے لیے اس جگہ تشریف رکھیں  ہمیں پاک کریں اور معرفت سکھائیں
(ص:۲۰۵)(۲۸۳۷/۲)(ت ج ص:۲۶۹/۲)

## اقبالؔ:

اے حلقۂ درویشاں وہ مردِ خدا کیسا  ہو جس کے گریباں میں ہنگامۂ رستاخیز!
جو ذکر کی گرمی سے شعلے کی طرح روشن  جو فکر کی سرعت میں بجلی سے زیادہ تیز!
(بال جبریل:ص:۲۶)

اس سورت کی دوسری آیت کو مشترکاً مولانا اور علامہ نے تلمیح کے طور اشعار میں زینت دی۔ مولانا نے اس آیت کے ایک اقتباس کے مفہوم کو بیان کیا ہے جبکہ علامہ ان شخصیات کو پسند کرتے ہیں جو لوگوں کے دلوں کا تزکیہ اور عمل کی جانب آمادہ کریں۔

# سورہ المنافِقُون(۶۳)

پہلی ہی آیت کے فقرہ اِذَا جَآءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ سے اس سورت کا نام ماخوذ ہے۔ یہ اس سورت کا نام بھی ہے اور اس کے مضامین کا جامع عنوان بھی۔ کیونکہ اس میں منافقوں ہی کے طرزِ عمل پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

ترتیب تلاوت ۶۳ ویں، ترتیب نزول ۱۰۴ ویں، ۱۱ آیات اور ۱۸۰ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ اس سورت میں منافقین کے طرز عمل کا پردہ چاک کیا گیا۔ قرآن مجید نافرمان بندوں میں سب سے زیادہ سخت سزا منافقوں کے لیے تجویز کرتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے مسلمانوں کو جتنا نقصان منافقوں سے پہنچا اتنا کسی طبقہ سے نہیں پہنچا۔ یہ طبقہ ہر دور میں موجود رہا اور آج بھی موجود ہے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ''ضائع'' نہیں کرتا۔

منافقوں کی چالبازیوں اور خباثتوں کا بیان، ان کی چالوں سے خبردار رہنا چاہیے۔ منافقوں کی ہرگز بخشش نہ ہوگی۔ ''باقی'' کو چھوڑ کر ''فانی'' میں مشغول ہونا بڑے ہی خسارے کی بات ہے۔ اس سورت کے مضامین ہیں۔

**یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؀** (آیت:۸)

یہ کہتے ہیں کہ ہم مدینے واپس پہنچ جائیں تو جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو وہاں سے نکال باہر کرے گا۔ حالانکہ عزت تو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ اور مومنین کے لیے ہے، مگر یہ منافق جانتے نہیں ہیں۔

**مولانا روم:**

عزّت آنِ اوست و آن بندگانش　ز آدمؑ و ابلیس برمی خوان نِشانش

عزت اس کی ملکیت ہے اور اس کے غلاموں کی ملکیت ہے　حضرت آدمؑ اور ابلیس سے اس کی علامت کا مطالعہ کرے

(ص:۲۴۹)(۳/۱۰۸۰)(ت ج ص:۱۱۱/۳)

**اقبالؔ:**

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر　کہ جہاں میں نانِ شعیر پر، ہے مدارِ قوتِ حیدری!

(بانگ درا:ص:۲۵۲)

دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر　حریمِ کبریا سے آشنا کر

جسے نانِ جویں بخشی ہے تُو نے　اسے بازوئے حیدرؓ بھی عطا کر

(بال جبریل:ص:۹)

اس سورت کی آیت نمبر ۸ کے ضمن میں مولانا کے شعر کا پہلا مصرع اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ عزت و تکریم خدا اور اس کے برگزیدہ بندوں کے لیے ہے جبکہ علامہ کہتے ہیں امیری یا غریبی ایمان کا جز نہیں، حضرت علیؓ جنہیں جو کی روٹی میسر تھی انہوں نے قوت ایمانی سے قلعہ خیبر کا دروازہ اکھاڑ پھینکا تھا۔

# سُوْرَۃُ التَّغَابُنِ (۶۴)

اس سورت کا نام نویں آیت کے فقرے ذٰلِکَ یَوْمُ التَّغَابُنِ سے ماخوذ ہے۔

ترتیب تلاوت ۶۴ ویں، ترتیب نزولی ۱۰۸ ویں، ۱۸ آیات اور ۲۴۱ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ قرآن کریم کی سات مسبحات سورتوں میں سے چھٹی سورت ہے جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد سے ہوتا ہے۔

اس کائنات کی ہر چیز اپنے خالق حقیقی اور قادر مطلق کی گواہی دے رہی ہے کہ یہ کائنات بے مقصد نہیں۔ کفر و ایمان کا اختیار انسان کی رضا پر چھوڑ دیا گیا۔ دنیا میں فقط دو اقوام کافر اور مومن رہتی ہیں۔ اللہ کی بھیجی ہوئی حقیقتوں کو ماننے والی مومن اور ان کی منکر کافر کہلاتی ہے۔ رنگ، نسل، زبان اور جغرافیے کی بنیاد پر تقسیم اسلام کی نظر میں بے معنی ہے

مومن کا اعتماد اپنی طاقت یا مادی ذرائع وسائل پر نہ ہونا چاہیے بلکہ اسے صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ انسان کی طاقت سے بڑھ کر اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی۔ مومن سے جو کوتاہیاں ہوں گی وہ ایمان کی برکت سے معاف کر دی جائیں گی کافروں کو دائمی عذاب ہوگا۔ اس سورت کے مضامین ہیں۔

**یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o**

(آیت: ۱)

اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

**مولانا روم:**

لا الٰہ گفت و الّا اللّٰہ گفت　　گوہر احمد رسولُ اللّٰہ سُفت

(ص: ۹۹) (۱/۲۱۶۳) (ت ج ص: ۱/۲۳۵)

لا الہ کہا اور الا اللہ کہا　　احمد رسول اللہ کا موتی پرویا

ذکر و تسبیحات اجزای نہان　　غُلغُلی افگند اندر آسمان

(ص: ۲۳۸) (۳/۴۶۵)

پوشیدہ اجزا کے ذکر و تسبیح نے　　آسمان پر شور و غل برپا کر دیا

**اقبال:**

یہ داغ سا جو تیرے سینے میں ہے نمایاں　　عاشق ہے تو کسی کا؟ یا داغ آرزو ہے؟

(بانگ درا: ص: ۱۷۱)

**مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ o**

(آیت: ۱۱)

کوئی مصیبت کبھی نہیں آتی مگر اللہ کے اذن ہی سے آتی ہے جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہو اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

**مولانا روم:**

از برای چارۂ این خوفها آمد اندر هر نمازی اِهدنا

انہی اندیشوں کے علاج کے لیے ہر نماز میں ''اے اللہ ہماری رہنمائی فرما'' آیا ہے

کاین نمازم را میا میز ای خدا با نماز ضالّین و اهل ریا

(ص:۱۲۵)(۳۳۹۳/۱-۳۳۹۴)(ت ج ص:۳۵۰/۱)

اے اللہ میری اس نماز کو نہ ملا گمراہوں اور ریا کاروں کی نماز سے

**اقبالؔ:**

یہ عقل و دل ہیں شرر شعلۂ محبت کے وہ خار و خس کے لیے ہے، یہ نیستان کے لیے

(بال جبریل:ص:۴۹)

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے!

(بال جبریل:ص:۸۴)

اس سورت کی آیت ا کی توضیح میں مولانا اس معجزہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جب ابوجہل کی مٹھی میں موجود کنکریوں نے کلمہ پڑھا۔ علامہ چاند سے مخاطب ہیں کہ تمہارے سینے میں جو داغ ہے یہ کس کے عشق کا داغ ہے تو کس کا عاشق ہے یا تمہاری کسی تمنا کا داغ ہے۔ آیت ۱۱ کے ضمن میں مولانا مسلمان کی کیفیت کا اظہار کر رہے ہیں جو ہر نماز میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت کا طلب گار ہے۔ علامہ کہتے ہیں عقل کا کام فضول سوچنا نہیں ہے بلکہ عقل کو چاہیے وہ نیستان (سرکنڈے کا کھیت) میں آگ لگا دے۔ اور دل کی طرح محبت اور عشق کی دمساز ہو۔ کیونکہ دل وہی ہے جو اللہ کی ہدایت پاتا ہے (اقبال اور قرآن صفحہ ۶۰۴)

# سُوْرَةُ الطَّلَاقِ (٦٥)

اس سورت کا نام ہی طلاق نہیں۔ بلکہ یہ اس کے مضمون کا عنوان بھی ہے۔اس سورت کے تین چوتھائی حصہ میں فقط طلاق اور عدت کے احکام بیان ہوئے ہیں۔قرآن مجید کی چوتھی سورت النساء ہے۔جس میں لفظ نساء (عورت) ۲۰ مرتبہ بیان ہوا اور اس میں عورتوں سے متعلق فقہی احکامات کی توضیح کی گئی۔سورت ''نساء'' کو ''نساء الکبری'' اور سورت ''الطلاق'' کو ''نساء الصغری'' یا ''نساء القصریٰ'' بھی کہا جاتا ہے۔

ترتیب تلاوت ۶۵ ویں، ترتیب نزول ۹۹ ویں، ۱۲ آیات اور ۲۴۹ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہیں۔

اس سورت میں جن اہم نکات کی وضاحت کی گئی درج ذیل ہیں:

اسلام نے مرد کو طلاق کا جو اختیار دیا ہے۔اسے استعمال کرنے کے لیے ایسے حکیمانہ طریقے جس میں حتی الامکان شادی شدہ جوڑوں میں تفریق اور جدائی کی نوبت نہ آئے۔طلاق عورت کو ستانے کا ذریعہ نہ ہونا چاہیے۔طلاق فقط اس صورت میں جب باہمی موافقت کے سبھی احکامات ختم ہو جائیں۔طلاق مرد و زن کو تلخ زندگی سے بچانے کے لیے رکھی گئی۔ ورنہ تو رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''جائز و حلال چیزوں میں اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔''

طلاق سے متعلق سورہ بقرہ میں نازل شدہ جو مسائل مزید حل طلب رہ گئے تھے۔اُن کا تفصیلی جواب دے کر عائلی زندگی کے اس شعبے کی تکمیل کر دی اس طرح دونوں سورتوں کو جمع کرنے سے احکام طلاق کے بارے میں مسلمانوں کی رہنمائی مکمل ہو جاتی ہے۔طلاق، عدت، مطلقہ بیوی سے حسن سلوک کا حکم عورتوں کے بارے میں احکام شریعت کی پابندی کی جائے، اس سورت کے مضامین ہیں۔

**رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝** (آیت:۱۱)

ایک ایسا رسول جو تم کو اللہ کی صاف صاف ہدایت دینے والی آیات سناتا ہے تاکہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے، اللہ اُسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔یہ لوگ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔اللہ نے ایسے شخص کے لیے بہترین رزق رکھا ہے۔

**مولانا روم:**

حِسّ تجری تحتہا الانہار بین　رو بر سلطان و کاروبار بین

احساس ''تجری تحتہا الانہار'' کا دیکھ　سلطان کے پاس جا اس کا کاروبار دیکھ

(ص:۱۰۹)(۱/۲۷۲۲)(ت ج ص:۱/۳۰۲)

**اقبالؔ:**

یہی کمال ہے تمثیل کا کہ تو نہ رہے!    رہا نہ تُو، تو نہ سوزِ خودی، نہ سازِ حیات!

(ضرب کلیم:ص:۱۰۶)

اس سورت کی فقط ایک ہی آیت میں مناسبت نظر آتی ہے۔جس میں رسولؐ پاک کی شان بیان کی گئی ہے۔آپ ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو اندھیروں سے روشنی/نور کی طرف لے جاتے ہیں۔

# سورہ المُلک (٦٧)

اس سورت کا نام پہلی ہی آیت کے فقرے ''تبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ '' سے ماخوذ ہے۔اس سورت کے کچھ اور نام بھی ہیں۔مثلاًمانعة ، منّاعة، واقية اورمنجية۔

ترتیب تلاوت ٦٧ ویں، ترتیب نزول ٧٧ ویں، ٣٠ آیات اور ٣٣٠ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

سارا ملک اللہ کا ہے اور تنہا اسی کا اختیار ہے۔اللہ نے بندوں کے اچھے برے اعمال کی جانچ کے لیے مرنے اور جینے کا سلسلہ قائم کر دیا آخرت میں کافروں کی ذِلت اور رسوائی۔اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے زمین کو پست اور مسخر کر دیا تا کہ وہ اس پر چلیں، پھریں، روزی کمائیں، اللہ کو نہ بھولیں، پچھلی قوموں پر عذاب سے عبرت حاصل کریں، ابتدا بھی اللہ کی طرف سے ہوئی تھی اور انتہا بھی اسی طرف سے ہوگی۔اس سورت کے مضامین ہیں۔

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَّھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ o (آیت:٢)

جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔

## مولانا روم:

جوزھا بشکست و آن کان مغز داشت — بعدِ کُشتن روحِ پاکِ نغز داشت

اخروٹ ٹوٹے اور جس میں گری تھی — مرنے کے بعد وہ ایک پاکیزہ اور عمدہ روح رکھتا تھا

(ص:٥٧)(١/٧٠٦)(ت ج ص:١/١٠٠)

چونک صانع خواست ایجاد بشر — از برای ابتلای خیر و شَر

جب بنانے والے نے انسان کی پیدائش چاہی — خیر و شر میں آزمانے کے لیے

(ص:٤٧٣)(٥/١٥٥٧)(ت ج ص:٥/١٦٢)

## اقبالؔ:

کتنی مشکل زندگی ہے! کس قدر آساں ہے موت! — گلشنِ ہستی میں مانندِ نسیم ارزاں ہے موت!

(بانگ درا:ص:٢٣٠)

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے — مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

(بال جبریل:ص:١٢٤)

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر — تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریفِ سنگ

(ضرب کلیم:ص:١٠)

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام
شورشِ طوفاں حلال، لذتِ ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے اِبنُ الکتاب، عشق ہے اُمّ الکتاب!
(ضربِ کلیم: ص: ۲۱)

تخیلات کی دنیا غریب ہے لیکن　　غریب تر ہے حیات و ممات کی دنیا!
(ضربِ کلیم: ص: ۳۳)

جہاں میں تو کسی دیوار سے نہ ٹکرایا!　　کسے خبر کہ تو ہے سنگِ خارہ یا کہ زجاج
(ضربِ کلیم: ص: ۸۲)

نشان یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا!　　کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں!
(ارمغان حجاز (اُردو): ص: ۴۲)

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا، خدا فریبی کہ خود فریبی؟　　عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ
(ارمغان حجاز (اُردو): ص: ۴۵)

**هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاکِبِهَا وَکُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ o**

(آیت: ۱۵)

وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو تابع کر رکھا ہے، چلو اُس کی چھاتی پر اور کھاؤ خدا کا رزق، اُسی کے حضور تمہیں دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔

**مولانا روم:**

ور دھندش مُہلت اندر قعرِ گور　　لا بد آن پیدا شود یَومَ النُّشُور
اگر اس قبر کے گڑھے میں مہلت دے دیتے ہیں　　لا محالہ وہ حشر کے دن ظاہر ہوتا ہے
(ص: ۱۰۶)(۲۵۹۲/۱)(ت ج ص: ۲۷۶/۱)

فهم نان کردی، نه حِکمت، ای رهی　　چونکه حق گفتت کُلواُمِن رِزْقِه
اے بندے تو روٹی سمجھا نہ کہ حکمت　　جبکہ اللہ نے تجھ سے فرمایا اس کا رزق کھاؤ
(ص: ۳۱۳)(۳۷۴۶/۳)(ت ج ص: ۳۵۸/۳)

لیک با این جمله بالاتر خِرام　　چونک ارضُ اللّٰه واسِع بود و رام
لیکن اس سب کے ہوتے ہوئے، اوپر چل　　جبکہ اللہ تعالیٰ کے زمین وسیع اور تابع ہے
(ص: ۵۴۹)(۲۳۵/۶)(ت ج ص: ۷۶/۶)

## اقبالؔ:

ہر شاخ سے یہ نکتۂ پیچیدہ ہے پیدا پودوں کو بھی احساس ہے پہنائے فضا کا!
جرأت ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے اے مردِ خدا ملکِ خدا تنگ نہیں ہے
(ضربِ کلیم:ص:۵۲۔۵۳)

اس سورت کی آیت ۲ کی توضیح میں مولانا اپنے شعر میں مردوں کے جسم کو اخروٹ کی مانند کہتے ہیں جب اخروٹ ٹوٹ گیا جو صاحب ایمان تھا اس کی روح پاک تھی۔ نیک روح والوں کو ہمیشہ کی خوشی نصیب ہوگی۔ اور اگر برے اوصاف کے مالک تھی وہ مصیبت میں مبتلا رہے گی۔ لہٰذا (گری) والا اخروٹ مثال ہے نیک لوگ اور ٹوٹنے سے مراد موت ہے۔ اور مغز سے بھرپور اخروٹ ایک موحد کا جسم ہے۔ جونہی اس کا چھلکا ٹوٹتا ہے تو اس کا اندرون آشکار ہو جاتا ہے اسی طرح جب موت ایک موحد کے جسم کو توڑتی ہے تو اس کی روح مصفا اور مبرا ملے گی کیونکہ وہ نور معرفت، ایمان و عشق سے منور ہو جاتی ہے۔ اور حضرت حق سے اس کا ملاپ حقیقت کا روپ دھار لیتا ہے۔ اس کے علاوہ روح کسی کام نہیں آتی ہے۔ (شرح مثنوی کریم زمانی) (ج:۱، صفحہ ۲۵۱) لیکن علامہ کے اشعار میں موت کو نسیم سے مثال دی گئی اور جس مسلمان کا دل عشق الٰہی سے فارغ ہے وہ مسلمان نہیں بلکہ راکھ کا ڈھیر ہے۔ اسی طرح اس سورت کی دوسری مشترک آیات کو بھی دونوں نے خوبصورتی سے تلمیحاً بیان کیا۔

# سورہ القلم (۶۸)

پہلی آیت کے دوسرے لفظ ''اَلْقَلَمِ'' سے سورت منسوب ہے۔ سورت کا آغاز ''ن۔ قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں'' سے ہوتا ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام ''ن'' [۔نون] یانٓ وَالْقَلَمِ ہے۔ سورت کے مضمون کا عنوان سے کوئی ربط اور تعلق نہیں ہے۔

ترتیب تلاوت ۶۸ ویں، ترتیب نزول دوم، ۵۲ آیات اور ۳۰۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

قرآن مجید کی حروف مقطع سے شروع ہونے والی ۲۹ سورتوں میں آخری سورت جو (ن = نون) سے شروع ہوتی ہے قرآن مجید کی دسویں سورت جس کا آغاز (سوگند) قسم سے ہوتا ہے۔

اس سورت میں مخالفین کے اعتراضات کا جواب، اُن کو تنبیہ اور نصیحت اور رسول خدا ﷺ کو صبر و استقامت کی تلقین کی گئی ہے۔ ان باغ والوں کی مثال جنہوں نے نعمت پا کر ناشکری کی۔ رسول اکرم ﷺ کو ہدایت، تبلیغ کی راہ میں درپیش سختیوں کو اللہ کا فیصلہ آنے تک صبر کے ساتھ برداشت کریں اور اس بے صبری سے بچیں جو یونس علیہ السلام کے لیے مصیبت و آزمائش کا موجب بنی تھی۔ آخر میں آیت نمبر ۵۱ ''وَاِنْ یَّکَادُ'' بُری نظر کے اثر کے توڑ کے لیے معروف ہے۔

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ o (آیت:۴)

اور بے شک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہو۔

## مولانا روم:

قافلہ حیران شد اندر کار او — یا محمّد چیست این ای بحر خو

ان کے کارنامے سے قافلہ حیران ہوگیا — اے محمد ﷺ! اے دریا خصلت، یہ کیا ہے؟

(ص:۳۰۱)(۳/۳۱۶۱)(ت ج ص:۳/۳۰۵)

وآن عظیمُ الخُلق او کان صفدرست — بی تغیّر مَقعد صدق اندرست

وہ بڑے خلق والا جو صف شکن ہے — بغیر تغیر کے ''سچائی کی جگہ'' کے اندر ہے

(ص:۴۲۳)(۴/۳۷۸۶)(ت ج ص:۵/۳۵۷)

## اقبالؔ:

آہ وہ مردانِ حق! وہ عربی شہسوار — حاملِ ''خُلقِ عظیم'' صاحبِ صدق و یقیں

(بال جبریل:ص:۹۸)

اس سورت کی بھی فقط ایک آیت مشترک ہے جس کا موضوع رسولؐ خدا کا اسوہ حسنہ ہے۔

## سورہ نوح (۷۱)

نوح، اس سورت کا نام بھی ہے اور اس کے مضمون کا عنوان بھی، کیونکہ اس میں اوّل تا آخر حضرت نوع علیہ السلام ہی کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔

ترتیب تلاوت اور نزول دونوں ۷۱ ویں ہیں، ۲۸ آیات اور ۲۲۴ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ جس میں حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت، ایمان لانے والوں کے گناہ معاف کر دینے، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی سرتابی و سرکشی اور اپنی قوم کی نافرمانی، غرور اور تکبر سے تنگ آ کر حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ اللہ میں بدعا اور مومنوں کے لیے فضل و کرم اور عفو و درگزر کی درخواست کا ذکر ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُصَدِّقُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ o۔　　(آیت:۲۶)

**مولانا روم:**

ورنہ کی کردی بہ یک نفرینِ بَد　　نوحؔ شرق و غرب را غرقآب خُوَد

ورنہ ایک بد دعا سے کب کر سکتے ہیں؟　　(حضرت) نوحؑ مشرق اور مغرب کو غرقاب

(ص ۲۲۷)(۳/۸۶)(ت ج ص:۳/۲۳)

**اقبالؔ:**

دل مردِ مومن میں پھر زندہ کر دے　　وہ بجلی کہ تھی نعرۂ لاتَذَر میں!

(بال جبریل:ص:۱۰۵)

مولانا اور علامہ نے اس سورت کی آیت نمبر ۲۶ جو دونوں کے کلام میں مشترک پائی گئی۔ مولانا نے اپنے شعر میں حضرت نوح کی اللہ پاک سے اپنی قوم کے خلاف درخواست کہ اس نافرمان ملت کو غرق کر دے جبکہ علامہ اپنے شعر کے دوسرے مصرع میں اسی آیت میں سے ایک لفظ کو تلمیحاً بیان کر رہے ہیں۔

# سورہ المُزّمِّل (۷۳)

پہلی ہی آیت کے لفظ ''الْمُزَّمِّلُ'' کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا۔ یہ صرف نام ہے اس کے مضامین کی عنوان سے کوئی نسبت نہیں۔ الْمُزَّمِّلُ کے لغوی معنی کپڑے میں لپٹنے والا (مراد حضور نبی اکرم ﷺ)۔

ترتیب تلاوت ۷۳ ویں، ترتیب نزول تیسری، ۲۰ آیات اور ۲۸۵ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی گیارہ مخاطبات سورتوں میں سے ایک ہے۔

اس سورت میں نبی ﷺ کو نماز تہجد اور اس میں قرآن کی طویل قرأت کی تاکید کی گئی۔ رات کے وقت نفل نمازیں اور قرآن کی تلاوت کرنے کی ہدایت کی گئی تاکہ آپ ﷺ میں نبوت اور رسالت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کی پوری قوت اور صلاحیت پیدا ہو۔ مخالفین کی زیادتیوں پر صبر و تحمل کی تلقین کی گئی۔

**يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ o قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا o نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا o اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا o**

(آیت: ۱-۴)

اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے، رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو مگر کم، آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر لو، یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو، اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

## مولانا روم:

شو قلیلُ النَّوم ممَّا یَهْجَعونِ　　باش در اَسحار از یَستغْفِرُون
سونے میں کم نیند والا بن جا　　صبح کے وقت توبہ کرنے والوں میں سے ہو جا
(ص:۱۲۰)(۱/۳۱۸۱)(ت ج ص:۱/۳۳۱)

این همی گوید که آن ضالّست و گُم　　بی خبر از حال او وز اَمرِ قُم
یہ کہتا ہے کہ وہ گمراہ ہے اور بہکا ہوا ہے　　اس کے حال سے اور قم کے حکم سے بے خبر ہے
(ص:۲۶۰)(۳/۱۵۰۳)(ت ج ص:۳/۱۵۱)

خواند مُزَّمِّلْ نَبیؐ را زین سبب　　که برون آ از گلیمْ ای بُو الهَرَب
اسی سبب سے نبیؐ کو کملی اوڑھنے والا کہکر پکارا　　کہ اے صاحب فرار، کملی سے نکل
(ص:۳۶۶)(۴/۱۴۵۳)(ت ج ص:۴/۱۴۵)

چون تو گوشی او زبان نی جنس تو　　گوشها را حق بفرمود اَنصِتُو
تو کان کی طرح ہے اور وہ زبان جو تیری جنس نہیں ہے　　کانوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ خاموشی سے سنو
(ص:۸۶)(۱/۱۶۲۳)(ت ج ص:۱/۱۸۵)

## اقبال:

شام جس کی آشنائے نالۂ ''یارب'' نہیں　　جلوہ پیرا جس کی شب میں اشک کے کوکب نہیں
(بانگ درا: ص:۱۵۶)

نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبح گاہی　　اماں شاید ملے اللہ ھُو میں
(بال جبریل: ص:۸۳)

اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ وَاللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَیْکُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا وَّاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ٥　　(آیت:۲۰)

اے نبی، تمہارا رب جانتا ہے کہ تم کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات عبادت میں کھڑے رہتے ہو، اور تمہارے ساتھیوں میں سے بھی ایک گروہ یہ عمل کرتا ہے۔ اللہ ہی رات اور دن کے اوقات کا حساب رکھتا ہے، اُسے معلوم ہے کہ تم لوگ اوقات کا ٹھیک شمار نہیں کر سکتے، لہٰذا اس نے تم پر مہربانی فرمائی، اب جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو۔ اُسے معلوم ہے کہ تم میں کچھ مریض ہونگے، کچھ دوسرے لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کرتے ہیں، اور کچھ اور لوگ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں، پس جتنا قرآن بآسانی پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دیتے رہو۔ جو کچھ بھلائی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے، وہی زیادہ بہتر ہے اور اس کا اجر بہت بڑا ہے۔ اللہ سے مغفرت مانگتے رہو، بے شک اللہ بڑا غفور و رحیم ہے۔

**مولانا روم:**

اندریں رہ می تراش و می خراش　　تا دم آخر دمی فارغ مباش
اس راستہ میں کانٹ چھانٹ کرتے رہو　　آخری سانس تک کسی وقت خالی نہ رہو
(ص:۹۰)(۱/۱۸۲۳)(ت ج ص:۱/۲۰۲)

اَقرِضُوا اللّٰہ قرض دہ زین برگ تن　　تا بروید در عوض در دل چمن
اللہ (تعالیٰ) کو قرض دو اور جسم کی توانائی میں سے　　تا کہ بدلے میں دل میں چمن اُگے
(ص:۴۳۳)(۵/۱۴۶)(ت ج ص:۵/۲۷)

قرض دہ زین دولت اندر اَقرِضوا　　تا کہ صد دولت ببینی پیش رُو
"تم قرض دو" کے سلسلہ میں تو اس دولت سے قرض دے　　تا کہ تو (اپنے) سامنے سینکڑوں دولتیں دیکھے
(ص:۴۵۵)(۵/۱۰۰۲)(ت ج ص:۵/۱۰۷)

اَقرِضُوا اللّٰہ اَقرِضُوا اللّٰہ می زنند　　بازگون بر اُنصُرُو اللّٰہ می تنند
اللہ کو قرض دو اللہ کو قرض کہتے ہیں　　اُلٹا "اللہ کی مدد کرو" پر عمل کرتے ہیں
(ص:۵۰۳)(۵/۲۷۰۳)(ت ج ص:۵/۲۷۵)

**اقبالؔ:**

شام جس کی آشنائے نالۂ "یارب" نہیں　　جلوہ پیرا جس کی شب میں اشک کے کوکب نہیں
(بانگ درا:ص:۱۵۶)

اس سورت کی ابتدائی ۴ آیتوں کو مولانا نے اپنے چاروں اشعار میں بڑے سادہ اور عام فہم انداز سے تلمیحاً شامل کیا جبکہ علامہ نے شب بیداری اور سحر خیزی رسولؐ خدا اور صالحین کا شیوہ بیان کیا ہے بعد ازاں آیت نمبر ۲ جو قدرے طویل بھی ہے کو مشترکا اشعار میں جگہ دی ہے۔ یہاں بھی موضوع کچھ مختلف نہیں ہے۔

# سورہ المُدَّثِر (۷۴)

پہلی ہی آیت کے لفظ ''الْمُدَّثِرُ'' کو سورت کا نام قرار دیا گیا ہے جو کہ علامت کے طور پر ہے۔

ترتیب تلاوت ۷۴ ویں، ترتیب نزول چوتھی، ۵۶ آیات اور ۲۵۵ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ یہ مخاطبات سورتوں میں سے دسویں سورت ہے جس کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کیا گیا اور اس کی تین آیات (۳۲۔۳۴) سوگند (قسم) والی ہیں۔

اس کے مضامین کا خلاصہ اس طرح ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم: اے نبی ﷺ مخلوق کو خدا کی طرف بلائیں، نماز کا حکم دیں، کپڑوں کو صاف ستھرا رکھیں۔ جن لوگوں نے قرآن حکیم کو جادو کہا ان کا انجام برا اور عبرت ناک ہوگا۔

قیامت کے بعد بڑی بڑی ہولناک ظاہر ہونے والی چیزوں میں سے ایک دوزخ ہوگی جو لوگ میثاق (عہد الست) کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کے دائیں جانب سے نکلے تھے۔ وہ دنیا میں بھی سعید اور فرمانبردار رہے اور قیامت میں بھی سرخرو ہونگے۔ کافروں کے حق میں کوئی سفارش نہ کرے گا اور اگر کرے گا تو قبول نہ کی جائے گی۔

قُمْ فَاَنْذِرْ o وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ o (آیت: ۲۔۳)

اُٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو۔

## مولانا رومؒ:

این همی گوید که آن ضالّست و گم　　　بی خبر از حال او وز اَمرِ قُم

یہ کہتا ہے کہ وہ گمراہ ہے اور بہکا ہوا ہے　　　اس کے حال اور قُم کے حکم سے بے خبر

(ص: ۲۶۰) (۱۵۰۳/۳) (ت ج ص: ۱۵۱/۳)

## اقبالؒ:

نہ ستارے میں ہے، نے گردشِ افلاک میں ہے　　　تیری تقدیر مرے نالۂ بیباک میں ہے!

(بال جبریل: ص: ۶۵)

اس سورت کا موضوع اس سے پہلی سورت سے قدرے مختلف ہے یہاں علامہ کہہ رہے ہیں کہ لوگوں نے گردش افلاک وستاروں کو اپنی تقدیر پر اثر انداز سمجھ رکھا ہے۔ اقبال کے بار بار شور مچانے پر امکان ہے کہ قوم عمل کے لیے اٹھ کھڑی ہوجائے۔

# سورہ الدَّھْرِ (۷۶)

اس سورت کے تین نام پہلی آیت کے فقرے ''ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ '' سے ماخوذ ہیں، جو ''الدَّھْرِ ''، ''الْاِنْسَان 'اور'' ھَلْ اَتٰی ' ہیں۔ اس سورت کا چوتھا نام ''اَبْرَار '' ہے جس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی اطاعت کا حق ادا کیا ہو، اس کے عائد کیے گئے فرائض بجالائے ہوں، اور اس کے منع کیے گئے افعال سے اجتناب کیا ہو۔

ترتیب تلاوت ۷۶ ویں، ترتیب نزول ۹۸ ویں، ۳۱ آیات اور ۲۴۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

اس سورت میں انسان کی پیدائش اور اس کے مختلف مدارج، اللہ نے سب کو سیدھی راہ دکھادی۔ ماننا اور نہ ماننا لوگوں کی مرضی ہے، ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد رکھو خصوصاً صبح ہوتے اور شام ڈھلے۔ نماز تہجد کی فضیلت اور تلقین، ظالموں اور گنہگاروں کے لیے شدید عذاب جیسے نکات بیان کیے گئے۔

**ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا o اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا o اِنَّا ھَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا o** (آیت: ۱-۳)

کیا انسان پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔ ہم نے اسے راستہ دکھایا، خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا۔

**مولانا رومؒ:**

جملہ عالَم خود عَرَض بودند تا — اندریں معنی بیامد ھَلْ أَتیٰ

تمام عالم خود عرض تھا، یہانتک — اس مقصد کے لیے'' ھل اَتی '(قرآن میں) آیا ہے

(ص:۱۶۷)(۲/۹۷۷)(ت ج ص:۲/۱۰۲)

چند صنعت رفتَ ای انکار تا — آب و گِل انکار زاد از ھل اَتی

چند کاریگریاں ہو چکیں اے! کب تک انکار؟ — مٹی اور پانی سے'' ھل اَتی '' کا انکار سرزد ہوا

(ص:۳۵۴)(۴/۹۰۰)(ت ج ص:۴/۹۶)

از برای چارۂ این خوفھا — آمد اندر ھر نمازی اِھدِنا

انہی اندیشوں کے علاج کے لیے — ہر نماز میں ''اے اللہ ہماری رہنمائی فرما'' آیا ہے

کاین نمازم را میامیز ای خدا — با نماز ضالین وَاھل ریا

کہ اے اللہ میری اس نماز کو نہ ملا — گمراہوں اور ریا کاروں کی نماز کے ساتھ

(ص:۱۲۵)(۱/۳۳۹۳-۳۳۹۴)(ت ج ص:۱/۳۵۰)

بس بلاو رنج بایست و وُقوف — تا رھد آن روح صافی از حُروف

بہت سی بلائیں اور رنج اور اُن میں ٹکاؤ چاہیے — تا کہ وہ صاف روح حروف سے چمک اُٹھے

لیک، بعضی زین صَدا کَر تر شدند
لیکن بعض اس بات کے سننے سے (اور) زیادہ بہرے ہوگئے
باز بعضی صافی و بَرتَر شدند
بعض صاف دل اور زیادہ بلند مرتبہ ہوگئے

(ص:۴۰۰) (۴/ ۲۹۸۷-۲۹۸۸) (ت ج ص:۴/ ۲۸۵)

**اقبالؔ:**

تری آگ اس خاک داں سے نہیں
جہاں تجھ سے ہے، تو جہاں سے نہیں
بڑھے جا یہ کوہ گراں توڑ کر!
طلسمِ زمان و مکاں توڑ کر!
خودی شیرِ مولا، جہاں اس کا صید!
زمیں اس کی صید، آسماں اس کا صید!

(بال جبریل: ص:۱۲۸)

مولانا اور علامہ کے مجوزہ کلام میں اس سورت سے پہلی تین آیات تلمیحاً بیان کی گئی ہیں۔ مولانا نے یہاں دیئے گئے پہلے دو اشعار میں آیت نمبر ۱ دوسرے تین اشعار میں آیت نمبر ۳ کو تلمیح کیا۔ علامہ نے اپنے تینوں اشعار میں اس سورت کی ابتدائی تین سورتوں میں بیان کئے گئے انسان کو نیست سے ہست کرنے کی منازل کو بیان کیا۔

# سورہ الاعلی (۸۷)

پہلی ہی آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلَى کے لفظ الْاَعْلٰی کو سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

ترتیب تلاوت ۸۷ ویں، ترتیب نزول ۸ ویں، ۱۹ آیات اور ۷۲ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی سات مسبّحات (حمد و تسبیح الٰہی سے آغاز ہونے والی) سورتوں میں سے آخری سورت ہے

اس چھوٹی سی سورت میں توحید اور اللہ تعالیٰ کو صرف اسماء حسنیٰ ہی سے یاد کیا جائے جو اس کے لیے موزوں اور مناسب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ قرآن مجید کو آپ کے حافظے میں محفوظ کر دینا ہمارا کام ہے اور اس کا محفوظ رہنا ہمارے فضل کا نتیجہ ہے۔ اخلاق و اعمال کی پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی فلاح پائیں گے۔ دنیا کی نعمتوں سے آخرت کی نعمتیں بہت زیادہ ہیں۔ دنیا فانی اور آخرت باقی ہے۔ یہ حقائق صرف قرآن ہی میں نہیں بتائے جا رہے بلکہ اس سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف میں بھی انسان کو اسی حقیقت سے آگاہ کیا گیا۔ یہ سب اس سورت میں مذکورہ ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی o وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی o (آیت:۲۔۳)

جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا۔ جس نے تقدیر اور راہ دکھائی۔

## مولانا روم:

از برای چارۂ این خوفها آمد اندر هر نمازی اِهدنا

انہی اندیشوں کے علاج کے لیے ہر نماز میں ''اے اللہ ہماری رہنمائی فرما'' آیا ہے

کاین نمازم را میامیز ای خدا با نماز ضالّین وَاهل ریا

کہ اے اللہ میری اس نماز کو نہ ملا گمراہوں اور ریاکاروں کی نماز کے ساتھ

(ص:۱۲۵)(۳۳۹۴۔۳۳۹۳/۱)(ت ج ص:۳۵۰/۱)

## اقبالؔ:

تقدیر شکن قوت باقی ہے ابھی اس میں ناداں جسے کہتے ہیں تقدیر کا زندانی!

(بال جبریل:ص:۱۹)

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

(ضرب کلیم:ص:۶۴)

بال بازان را سوی سلطان برد بال زاغان را بہ گورستان برد

شہبازوں کا پر انہیں شاہ کی جانب لے جاتا ہے کوؤں کا پر انہیں قبرستان کی طرف لے جاتا ہے

(بال جبریل ص:۱۳۹)(مثنوی ۱۴۴۷/۶)(ت ج ص:۱۵۱/۶)

اس سورت کی ابتدائی تین آیات کو مولانا اور علامہ کے کلام میں مشترک پایا گیا۔ مولانا نے اپنے دونوں اشعار میں تیسری آیت کی تلمیح کی۔ اور اسی طرح علامہ نے اپنے دونوں اشعار میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ذکر کے علاوہ آیت نمبر ۳ کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ (اللہ تعالیٰ نے نہ فقط) انسان کی ہر چیز کی تقدیر بنائی بلکہ ہدایت بھی فرمائی کہ وہ اپنی راہ ڈھونڈ لیں۔

# سورہ الفجر (۸۹)

اس سورت کی پہلی ہی آیت میں اللہ تعالیٰ نے (=وَالْفَجْرِ ) (پو پھٹنا، صبح کی روشنی، وقت فجر) کی قسم کھائی اور یہی اس سورت کا نام قرار دیا گیا۔ قرآن مجید کی سولھویں سورت جس کا آغاز سوگند (قسم) سے ہوتا ہے۔

ترتیب تلاوت ۸۹ ویں، ترتیب نزول ۱۰ ویں، ۳۰ آیات اور ۱۳۹ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے اس سورت کا مرکزی موضوع آخرت کی جزا اور سزا کا اثبات ہے۔ جس کا اہل مکہ انکار کر رہے تھے۔

ابتداء میں فجر اور دس راتوں اور جفت اور طاق اور رخصت ہوتی ہوئی رات کی قسم کھا کر سامعین سے استفسار کیا گیا۔ جس بات کے تم منکر ہو کیا اس کے برحق ہونے کی شہادت دینے کے لیے کیا یہ چیزیں کافی نہیں ہیں۔

پھر عاد اور ثمود اور فرعون کے انجام کو پیش کیا گیا ہے کہ وہ کس طرح حد سے گذرے، کائنات کا نظام از خود نہیں چل رہا اس کو ایک دانا اور قادر مطلق ہستی چلا رہی ہے۔ لوگوں کے مادہ پرستانہ نظریہ جس کی بنا پر وہ اخلاق کی بھلائی اور برائی کو نظر انداز کر کے دنیوی جاہ و منزلت کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور پھر یتیم بچوں غریبوں اور بے کسوں کو بے یار و مددگار چھوڑ دیتے ہیں اور آخر پر میدان حشر کے ہولناک مناظر کا ذکر اس سورت کے موضوعات ہیں۔

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا o وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا o (آیت:۱۹۔۲۰)

اور میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال کی محبت میں بُری طرح گرفتار ہو۔

## مولانا رومؒ:

در نُبی اِنذار اهلِ غفلتست | کان همه اِنفاقهاشان حسرتست
قرآن میں غافلوں کے لیے دھمکی ہے | ان کی یہ سب فضول خرچیاں حسرت (کا سبب) ہیں

(ص:۹۹)(۲۲۳۲/۱)(ت ج ص:۲۴۲/۱)

## اقبالؒ:

تو قادر و عادل ہے، مگر تیرے جہاں میں | ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

(بال جبریل:ص:۱۰۸)

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی | اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

(بال جبریل:ص:۱۱۰)

# سورہ البلد (۹۰)

پہلی ہی آیت ''لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَد '' کے لفظ بلد کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے اور بلد یعنی شہر مراد مکہ معظّمہ ہے جس کی قسم سے اس سورت کا آغاز ہو رہا ہے۔

ترتیب تلاوت ۹۰ ویں، ترتیب نزول ۳۵ ویں، ۲۰ آیات اور ۸۲ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی سوگند (قسم) والی سورتوں میں سے سترھویں سورت ہے۔

اس چھوٹی سی سورت میں ''انسان کی اور انسان کے لیے دنیا کی صحیح حیثیت کیا ہے؟'' ایک بہت بڑے عنوان کو چھوٹے چھوٹے فقروں میں نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا گیا ہے یعنی انسان کے لیے ایک بھلائی اور کامیابی دوسرا برائی اور تباہی کے دو راستے بنا دیئے ہیں اور ان پر چلنے کے وسائل بھی مہیا کر دینے کے بعد اختیار کا انتخاب انسان پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ یتیموں کی خدمت قرابت داروں سے نیک سلوک باعث اجر وثواب ہے۔ اس کے علاوہ اصحاب المشئمہ: (دوزخیوں) کے رنج اصحاب المیمنہ: اصحاب الیمین (جنتیوں) کے سکون واطمینان کا ذکر بھی اس سورت میں شامل ہے۔

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ o (آیت:۴)

درحقیقت ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔

## مولانا رومؒ:

عاشقِ رَنجست نادان تا ابد — خیز لا اُقسم بخوان تا فی کَبَد

نادان (انسان) ہمیشہ رنج کا خوگر ہے — اُٹھ اور ''لا اُقسِم'' کو ''فی کَبَد'' تک پڑھ

(ص:۸۸)(۱/۱۷۱۰)(ت ج ص:۱/۱۹۳)

## اقبالؒ:

یہ مشتِ خاک، یہ صرصر، یہ وسعتِ افلاک — کرم ہے یا کہ ستم، تیری لذتِ ایجاد!

قصور وار، غریب الدیار ہوں، لیکن — ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد!

خطر پسند طبیعت کو سازگار نہیں — وہ گلستاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیّاد!

(بال جبریل:ص:۸)

علاج آتش رومیؒ کے سوز میں ہے ترا — تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں!

(بال جبریل:ص:۴۸)

حدیثِ بادہ و مینا و جام آتی نہیں مجھ کو — نہ کر خارا شگافوں سے تقاضا شیشہ سازی کا

(بال جبریل:ص:۳۲)

نخچیرِ محبت کا قصہّ نہیں طولانی — لطفِ خلشِ پیکاں، آسودگی فتراک!

(بال جبریل:ص:۴۱)

احوالِ محبت میں کچھ فرق نہیں ایسا    سوز و تب و تاب اوّل، سوز و تب و تاب آخر
(بال جبریل:ص:۵۲)

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر    تو شاہیں ہے! بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں!
(بال جبریل:ص:۱۲۰)

دما دم رواں ہے یمِ زندگی    ہر اک شے سے پیدا رمِ زندگی
اسی سے ہوئی ہے بدن کی نُمود    کہ شعلے میں پوشیدہ ہے موجِ دُود!
گراں گرچہ ہے صحبتِ آب و گِل    خوش آئی اسے محنت آب و گِل
(بال جبریل:ص:۱۲۵)

یہ زورِ دست و ضربت کاری کا ہے مقام    میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ!
خونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات    فطرت، لہو ترنگ، ہے غافل! نہ جل ترنگ
(ضرب کلیم:ص:۱۰)

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام
شورشِ طوفاں حلال، لذتِ ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے اِبنُ الکتاب، عشق ہے اُمّ الکتاب !
(ضرب کلیم:ص:۲۱)

گریز کش مکشِ زندگی سے مَردوں کی    اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست!
(ضرب کلیم:ص:۳۹)

ہر لحظہ نیا طُور، نئی برقِ تجلّی    اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے!
(ضرب کلیم:ص:۱۲۷)

بے جرأتِ رندانہ ہر عشق ہے روباہی    بازو ہے قوی جس کا وہ عشق یدُاللّٰہی!
جو سختی منزل کو سامانِ سفر سمجھے    اے وائے تن آسانی! ناپید ہے وہ راہی!
(ضرب کلیم:ص:۱۷۴)

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی    یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی!
(ضرب کلیم:ص:۱۷۸)

کبھی دریا سے مثلِ موج اُبھر کر    کبھی دریا کے سینے میں اُتر کر
کبھی دریا کے ساحل سے گزر کر    مقام اپنی خودی کا فاش تر کر!
(ارمغان حجاز (اُردو):ص:۳۳)

اس سورت کی پہلی مشترک آیت نمبر۴ ہے، مولانا نے اپنے پہلے شعر میں آیت نمبر۴ کی طرف اشارہ کیا۔ جبکہ علامہ نے بال جبریل کے گیارہ، ضرب کلیم کے آٹھ اور ارمغان حجاز کے دو شعروں میں آیت نمبر۶ کو بطور تلمیح سجایا۔

# سورہ الشَّمس (۹۱)

اس سورت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے سورج کی قسم کھائی ہے (=وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا) اور یہی اس سورت کا نام قرار پایا۔اس کا دوسرا نام ناقۂ صالح ہے۔

ترتیب تلاوت ۹۱ ویں، ترتیب نزول ۲۶ ویں، ۱۵ آیات اور ۵۴ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔قرآن مجید کی سوگند (قسم) والی سورتوں میں سے اٹھارہویں سورت ہے۔اس سورت میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ جس طرح چاند، سورج، دن، رات اور زمین و آسمان اپنے آثار ونتائج کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔اس طرح نیکی اور بدی اپنے آثار ونتائج میں ایک دوسرے سے نہ فقط مختلف بلکہ متضاد ہیں۔رسولوں کی زبانی تفصیل کے ساتھ بتا دیا گیا کہ نیکی کا راستہ کون سا ہے اور بدی کا کون سا؟ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا مختصراً ذکر اس سورت کے موضوعات ہیں۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا o وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا o وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا o وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا o وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا o وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا o وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا o فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا o قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا o وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا o كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَآ o اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا o وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا o (آیت:۱تا۱۵)

سورج اور اُس کی دھوپ کی قسم اور چاند کی قسم جبکہ وہ اُس کے پیچھے آتا ہے، اور دن کی قسم جبکہ وہ (سورج کو) نمایاں کر دیتا ہے، اور رات کی قسم جبکہ وہ (سورج کو) ڈھانک لیتی ہے، اور آسمان کی اور اُس ذات کی قسم جس نے اُسے قائم کیا، اور زمین کی اور اُس ذات کی قسم جس نے اُسے بچھایا اور نفس انسانی کی اور اُس ذات کی قسم جس نے اُس ہموار کیا پھر اُس کی بدی اور اُس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی، یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اُس کو دبا دیا۔

## مولانا روم:

| | |
|---|---|
| گر ندانی رہ هر آنچه خَر بخواست | عکس آن کن خود بود آن راہ راست |
| اگر تو راستہ نہیں جانتا تو جو گدھا چاہے | اس کے برخلاف کر وہی سیدھا راستہ ہوگا |
| شَاوِرُوهُنَّ وَ آنگه خَالِفُو | اِنَّ مَنْ لَمْ يَعْصِهِنَّ تَالِفُ |
| اُن (عورتوں) سے مشورہ کرو پھر خلاف کرو | جو شخص اُن کے خلاف نہیں کرتا ہے ہلاک ہونے والا ہے |
| با هوىٰ و آرزو کم باش دوست | چون يُضِلُّكَ عَن سَبيلِ اللّه اوست |
| خواہش نفسانی اور آرزو سے دوستی نہ کر | کیونکہ وہی ہے جو تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کرتی ہے |

(ص:۱۱۳)(ا/۲۹۵۷-۲۹۵۹)(ت ج ص:۱/۳۰۹)

## اقبالؔ:

| | |
|---|---|
| گل و گلزار ترے خلد کی تصویریں ہیں | یہ سبھی سورۂ والشمس کی تفسیریں ہیں |

(بانگ درا:ص:۵۴)

ضمیرِ پاک و نگاہِ بلند و مستیِ شوق نہ مال و دولتِ قاروں نہ فکرِ افلاطوں!
(بال جبریل:ص:۲۷)

ہو بندۂ آزاد اگر صاحبِ الہام ہے اس کی نگہ فکر و عمل کے لیے مہمیز!
(ضرب کلیم:ص:۵۴)

حدیثِ بندۂ مومن دل آویز جگر پُرخوں، نفس روشن، نگہ تیز!
(ارمغان حجاز (اُردو):ص:۳۱)

یہ سورت ۱۵ آیات پر مشتمل ہے اور مکمل سورت کو مقالہ میں شامل کیا گیا ہے۔ مولانا نے پہلے تین شعروں میں آیت نمبر ۸ کو تلمیح کیا جبکہ علامہ اقبال کے اشعار میں، اس سورت میں اللہ پاک نے جن نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو انسان کی ذات (نفس) کے لیے بنائی گئی ہیں۔ پھر اس نفس میں فجور اور تقوی کی صلاحیت کا ذکر ہے کہ صلاحیت تو دونوں کے لیے ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ انسان ان نعمتوں کو پہچان کر تقویٰ کی طرف بڑھتا ہے یا ان کو نظر انداز کر کے فجور اختیار کرتا ہے۔
(اقبال اور قرآن: صفحہ ۲۱۲)

# سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ (۹۴)

اس سورت کے پہلے ہی لفظ کو اس کا نام قرار دیا ہے۔ اس کا مضمون اس سے پہلی سورت والضحیٰ سے کافی ملتا جلتا ہے۔

ترتیب تلاوت ۹۴ ویں، ترتیب نزول ۱۲ ویں، ۸ آیات اور ۲۷ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام ''اَنشِرَاحُ''، یعنی شرح صدر بھی ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ ہم نے آپ ﷺ کو تین بڑی نعمتیں عطا کیں جن کی موجودگی میں آپ ﷺ دل شکستہ نہ ہوں اول شرح صدر کی نعمت دوم آپ ﷺ کے اوپر سے ہم نے وہ بھاری بوجھ اتار دیا ہے جو نبوت سے پہلے آپ ﷺ پر تھا سوم رفعِ ذِکر آپ ﷺ کا ذکر اتنا بلند کیا گیا کہ اس سے بڑھ کر تو درکنار اس کے برابر بھی کسی بندے کے ذکر کو عزت و بلندی نہیں بخشی گئی اور آخر میں کہا گیا ہے کہ ابتدائی دور کی سختیوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت عبادت و ریاضت سے ہوگی۔ یہ وہی ہدایت ہے جو زیادہ تفصیل کے ساتھ سورت مزمل آیات ۱ تا ۹ میں دی گئی ہے۔

**فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا o اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا o**

پس حقیقت یہ ہے کہ تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔ بے شک تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔ (آیت: ۵-۶)

## مولانا روم:

چون گرانیها اساس راحَتست — تلخها هم پیشوای نعمَتست
جبکہ گرانیاں رحمت کی بنیاد ہیں — تلخیاں نعمتوں کا پیش خیمہ ہیں
(ص:۱۸۷)(۲/۱۸۳۷)(ت ج ص:۲/۱۸۰)

خشمهای خلق بهرِ آشتیست — دام راحت، دایما بی راحتیست
مخلوق کی لڑائیاں صلح کے لیے ہیں — تکلیف ہمیشہ راحت کے لیے جال ہے
(ص:۲۴۷)(۳/۹۹۰)(ت ج ص:۳/۱۰۳)

هین بجو که رُکن دولت، جُستن است — هر گشادی، دَر دِل اندر بستن است
خبردار! تلاش کر کیونکہ دولت کی اصل تلاش کرنا ہے — ہر کشادگی دلبستگی کی وجہ سے ہے
(ص:۲۷۵)(۳/۲۳۰۳)(ت ج ص:۳/۲۲۴)

بعدِ ضدِّ رنج آن ضِدّ دگر — رو دَهَد یعنی گشاده کرّ و فَر
مقابل رنج کے بعد دوسرا مقابل — نظر آتا ہے یعنی کشادگی اور شان و شوکت
(ص:۳۱۳)(۳/۳۷۶۴)(ت ج ص:۳/۲۵۹)

یُسر با عُسرست هین آیس مباش — راه داری زین مَمات اندر مَعاش
کشادگی تنگی کے ساتھ ہے، خبردار مایوس نہ ہو — اس موت سے تو زندگی میں راستہ پاتا ہے
(ص:۴۳۹)(۵/۳۶۱)(ت ج ص:۵/۴۷)

آنچه بعد العُسر یُسر او دیده بود　　باغریب از قصّهُ آن، لب گشود
اس نے تنگی کے بعد جو آسانی دیکھی تھی　　اُس نے اُس کا قصہ پردیسی کو سنایا
(ص:۶۱۰)(۶/۳۵۲۳)(ت ج ص:۶/۳۳۶)

از سَوادِ شب برون آرد نَهار　　وزکفِ مُعسِر برویانَد یَسار
وہ رات کی سیاہی سے دن ظاہر کرتا ہے　　وہ تنگدست کے ہاتھ سے مالداری پیدا کرتا ہے
(ص:۵۸۰)(۶/۲۲۸۶)(ت ج ص:۶/۲۲۶)

## اقبالؔ:

گریز کش مکش زندگی سے مَردوں کی　　اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست!
(ضرب کلیم:ص:۳۹)

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام
شورشِ طوفاں حلال، لذتِ ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے ابنُ الکتاب، عشق ہے اُمّ الکتاب!
(ضرب کلیم:ص:۲۱)

مولانا نے اس سورت کی آیات نمبر ۵۔۶ کو مقالہ میں دیئے گئے چھ شعروں میں تلمیحاً جگہ دی۔ علامہ نے اپنے شعر میں بیان کیا کہ (راحت کے حصول کے لیے) انسان اپنی زندگی میں مشکلات کے مقابلے میں محنت کرے تو آسانیاں پیدا ہوسکتی ہیں اور یہی مقصد پیدائش انسان ہے۔

## سورہ التِّین (۹۵)

پہلے ہی لفظ ''وَالتِّین'' کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا۔

ترتیب تلاوت ۹۵ ویں ،ترتیب نزول ۲۸ ویں ، ۸ آیات اور ۳۴ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔قرآن مجید کی اکیسویں سورت جس کی ابتدا سوگند (قسم) کھانے سے ہوئی ہے۔اس سورت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے انجیر اور زیتوں کی قسم کھائی ہے احتمالاً اس کے معنی کچھ اس طرح ہیں:۱۔انجیر کھانے والا پھل،۲۔مسجدِ دمشق،۳۔شام (سوریہ) میں وہ مقدس پہاڑی جس کی سریانی زبان میں طورتینا کہتے ہیں اور اس کے دامن میں انجیر اور زیتون کے پودے بہتات میں ہیں۔اس سورت میں چونکہ انجیر کے ساتھ زیتون کی بھی قسم کھائی گئی تو اسی ضمن میں تین اقوال اور بھی ہیں۔

۱۔زیتون کھانے والا پھل،۲۔مسجد بیت المقدس،۳۔طورزیتا (طور سے مراد ہرا بھرا پہاڑ یا پھر وہ پہاڑ جو زیتون کے درختوں کے بھرا ہوا ہے) جو شام (سوریہ) میں ہے اور اس کا دامن زیتون کے درختوں سے پر ہے۔

انجیر اور زیتون سے مراد ان پھلوں کی پیداوار کا علاقہ ہوسکتا ہے اور یہ یقیناً وہ علاقہ ہے جہاں انجیر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ اسلام تک بہت سارے پیغمبروں کا نزول ہوا۔کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی۔

تیسری آیت میں پرامن شہر (مکہ معظّمہ) کی قسم کھائی گئی جس کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی۔اے میرے رب اس کو ایک پرامن شہر بنا (البقرہ۔۲۶) اور اسی دعا کی برکت تھی کہ سارے عرب میں ہر طرف بدامنی کے باوجود صرف یہی ایک شہر (مکہ) ڈھائی ہزار سال تک امن کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔کلام کا مقصود یہ ہے کہ ہم نے نوع انسانی کو ایسی بہترین ساخت پر بنایا کہ اس میں نبوت جیسے عظیم مرتبے کے حامل انسان پیدا ہوئے۔

اور پھر انسان دو قسموں میں منحصر ہیں ایک وہ قسم ہے جو بہترین ساخت پر پیدا ہونے کے باوجود برائی کو اختیار کرتی ہے اور اخلاق کی پستی میں جا گرتی ہے۔دوسری قسم وہ ہے جو ایمان اور عمل صالح کا راستہ اختیار کرتی ہے اور اس مقام بلند پر پہنچ جاتی ہے جو اس کے بہترین ساخت پر پیدا ہونے کا لازمی تقاضا تھا۔اللہ تعالیٰ کی بادشاہی کے آگے سب کی حکومتیں ہیچ ہیں۔مندرجہ بالا نکات اس سورت کے اصلی مضامین ہیں۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ o وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ o وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ oلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ o ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ o اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ o (آیت:۱۔۶)

قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طورِ سینا اور اس پُر امن شہر (مکہ کی) ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا، پھر اُسے اُلٹا پھیر کر ہم نے سب نیچوں سے نیچ کر دیا،سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔

### مولانا روم:

می دهد رنگ اَحسنُ التَّقویم را تــا بــاَسفَل مـی بَـرد این نیم را

بہترین ساخت والے کو رنگ بخشتا ہے یہاں تک آدھوں کو گہرائی میں لے جاتا ہے

(ص:۱۲۸)(۱/۳۵۲۳)(ت ج ص:۳۶۱/۱)

بـاز گـونـه رفـت خـواهـی همچنین — سـوی دوزخ اَسـفَـل اَنـدَر سـافـلیـن
تو اسی طرح الٹا جائے گا — دوزخ کی جانب نیچے طبقوں میں سے نچلے میں
(ص:۳۶۳)(۴/۱۲۷۶)(ت ج ص:۳۶۱/۱)

لا جَـرَم اَسـفَـل بُـودَ از سـافـلیـن — تَـركِ اُو کُـن لا اُحِـبُّ الآفـلیـن
لا محالہ وہ نچلوں میں نچلا ہوگا — اس کو چھوڑ ''میں غروب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں''
(ص:۳۶۸)(۴/۱۵۲۶)(ت ج ص:۳۵۵/۴)

آدمـی را هسـت حـسّ تـن سَـقیم — لیک، در بـاطِـن یـکـی خَـلقـی عـظیم
آدمی کی جسمانی حِسّ ناقص ہے — لیکن (اس کے) باطن میں ایک عظیم مخلوق ہے
(ص:۴۲۳)(۴/۳۷۶۱)(ت ج ص:۳۵۵/۴)

آدمِ حُسـن و مَـلَـک سـاجـد شـده — هـمـچـو آدم بـاز مَـعـزول آمـده
حَسین آدمؑ کو فرشتے سجدہ کرنے والے بنے — اور پھر آدم کی طرح معزول ہوگیا
(ص:۴۵۴)(۵/۹۶۲)(ت ج ص:۱۰۴/۵)

اَحُسَـنَ الـتّـقـویم در والـتّین بـخـوان — کـه گـرامـی گـوهـرست ای دوست، جـان
''اَحۡسَنَ التّقویم'' کو ''والتّین'' میں پڑھ لے — کہ اے پیارے! جان قیمتی موتی ہے
اَحُسَـنَ الـتـقـویم از عـرشـش فـزون — اَحُسَـنَ الـتّـقـویم از فـکـرت بـرون
''اَحۡسَنَ التّقویم'' اس کے عرش سے پڑھ لے — ''اَحُسَـنَ الـتّـقـویم'' تیری سمجھ سے باہر ہے
(ص:۵۵۶)(۶/۱۰۰۸۔۱۰۰۹)(ت ج ص:۱۱۱/۶)

بـعـد ازیـن از اَجرِ نـا مَـمـنـون بـده — هـر کـه خـواهـد گـوهـر مَـکـنـون بـده
اس کے بعد ختم، نہ ہونے والا اجر دے — جو چاہے اس کو اچھوتا موتی دے
(ص:۵۰۵)(۵/۲۷۹۶)(ت ج ص:۲۸۴/۵)

## اقبالؔ:

ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمۂ گل — یہی ہے فصل بہاری ؟ یہی ہے بادِ مُراد؟
مری جفا طلبی کو دعائیں دیتا ہے — وہ دشتِ سادہ، وہ تیرا جہانِ بے بنیاد!
(بال جبریل،ص:۸)

وہ دانائے سبلؐ، ختم الرسلؐ، مولائے کلؐ جس نے — غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر — وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طاہا!
(بال جبریل،ص:۲۵)

ہے ذوقِ تجلی بھی اسی خاک میں پنہاں — غافل! تو نِرا صاحب ادراک نہیں ہے!
(بال جبریل،ص:۳۳)

اس سورت کی کل آٹھ آیات ہیں جن میں سے پہلی چھ آیات کو مقالہ کی زینت بنایا گیا ہے۔ مولانا نے یہاں دیئے گئے اشعار میں چوتھے اور چھٹے اور ساتویں شعر میں آیت نمبر۴ اور پہلے دوسرے اور پانچویں شعر میں آیت نمبر۴۔۵ تیسرے شعر میں آیت نمبر۵ اور آٹھویں شعر میں آیت نمبر۶ کو تلمیحاً استعمال کیا۔ جبکہ علامہ کے دیئے گئے اشعار میں پہلے دو اشعار آیت نمبر۴، تیسرے چوتھے اور پانچویں شعر میں آیت نمبر۱۔۵ کا تلمیحاً ذکر کیا ہے۔

# سورہ العلق (۹۶)

اس سورت کی دوسری آیت کے لفظ عَلَقٍ کو اس کا نام قرار دیا گیا۔ ''عَلَقَۃٌ'' سے مراد (جمے ہوئے خون کی ایک پھٹکی جو منی سے پیدا ہو) عَلَقٍ جمع ہے۔

ترتیب تلاوت ۹۶ ویں، ترتیب نزول پہلی، ۱۹ آیات اور ۷۲ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ اس سورت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ''اِقْرَاْ'' سے شروع ہو کر پانچویں آیت کے الفاظ ''مَا لَمْ یَعْلَمْ'' پر ختم ہوتا ہے اور دوسرا حصہ ''کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی'' سے شروع ہو کر آخر سورت تک چلتا ہے۔ اس کی آخری اور انیسویں آیت میں سجدۂ واجب ہے۔

پہلے حصے کے متعلق علمائے امت کی عظیم اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ یہ سب سے پہلی وحی ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔

اس سورت کا دوسرا حصہ اس وقت نازل ہوا جب رسول اللہ ﷺ نے حرم میں اسلامی طریقہ سے نماز پڑھنی شروع کی اور ابوجہل نے آپ کو ڈرا دھمکا کر روکنا چاہا۔

اس سورت کا مرکزی مضمون کچھ اس طرح ہے: نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی ''اِقْرَاْ'' جو خدا منی کے ایک قطرے اور جمے ہوئے خون سے انسان کامل بنا سکتا ہے۔ وہ ایک اُمّی انسان کو قاری اور عالم کیوں نہیں بنا سکتا؟

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ٥ (آیت:۱)

پڑھو (اے نبیؐ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔

**مولانا روم:**

ھمچنین کِشت و دَم و دام و جماع　　آن مَوالید است حق را مُستَطاع

اسی طرح بوائی، تدبیر اور جال اور ہمبستری　　وہ سب کام اللہ کے پیدا کردہ اور مقدور ہیں

(ص:۸۷)(ا/۱۶۶۹)(ت ج ص:۱/۱۶۹)

**اقبالؔ:**

کبھی میں غارِ حرا میں چھپا رہا برسوں　　دیا جہاں کو کبھی جامِ آخریں میں نے

(بانگ درا:ص:۸۲)

کَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ٥　(آیت:۱۹)

ہرگز نہیں، اُس کی بات نہ مانو اور سجدہ کرو اور (اپنے رب کا) قرب حاصل کرو۔

**مولانا روم:**

ور رھی خواھی ازین سجن خَرِیب　　سر مَکَش از دوست وَاسجُد وَ اقْتَرِب

اگر اس برباد قید خانے سے رہائی چاہتا ہے　　دوست (اللہ تعالیٰ) سے سرکشی نہ کر اور سجدہ کر اور قریب ہو جا

(ص:۱۳۱)(ا/۳۶۰۹)(ت ج ص:۱/۱۶۹)

سجدہ آمد کَندنِ خشِت لَزِب — موجبِ قُربی کہ وَاسجُد وَاقتَرِب
اس چپکی اینٹ کا اکھاڑنا سجدہ کی طرح ہے — یہ قرب کا سبب ہے (جیسا) کہ سجدہ کر اور قریب ہو جا
(ص:۱۷۱)(۱۲۱۰/۲)

پس بِنِہ بر جای ہر دم را عِوَض — تا ز وَاسجُد و اقترِب یابی غرض
تو زندگی کے ہر لحظہ پر عوض (عبادت) رکھتا رہ — تاکہ تجھے ''سجدہ کر اور قریب ہو جا'' کا مقصد حاصل ہو
(ص:۲۲۹)(۱۲۷/۳)

زانکہ شاکر را زیادت وعدہ است — آنچنانک قُرب مُزدِ سَجدہ است
کیونکہ شکر کرنے والے کے لیے زیادتی کے وعدے ہیں — جیسا کہ سجدوں کی اُجرت (اللہ سے) نزدیکی ہے
(ص:۳۳۷)(۱۰/۴)

قرآن کریم کی وہ سورت جس سے قرآن پاک کے نزول کی ابتدا ہوئی اس کی کل ۱۹ آیات میں سے مولانا نے ابتدائی دو آیات کو یہاں دیئے گئے شعر میں تلمیح کیا جبکہ علامہ نے اپنے شعر میں اس مقام کا ذکر کیا ہے جہاں سے نزول وحی کا آغاز ہوا۔ انہوں نے اپنے شعر میں اس آخری کتاب کو ''جام آخرین'' کے الفاظ سے بیان کیا۔

# سورہ الزِلزَال (۹۹)

اس سورت کا نام اس کی پہلی ہی آیت کے لفظ ''زِلْزَالَهَا'' سے ماخوذ ہے۔

ترتیب تلاوت ۹۹ ویں، ترتیب نزول ۹۳ ویں، ۸ آیات اور ۳۵ الفاظ پر مشتمل سورت ''اَلْبَیِّنَةُ'' کی طرح جمہور علماء کے مطابق مدنی سورت ہے قرآن مجید کی سترہ ۷ مختصر سورتوں میں یہ پہلی سورت ہے اس سورت میں روز قیامت میں جو حیران کن واقعات رونما ہوں گے، ان کی طرف اشارہ علامات قیامت کے بیان کے بعد اس سورت میں اہم ترین پیغام دیا گیا ہے کہ جس نے دنیا میں ذرہ بھر بھی بدی کی ہے وہ بھی اس کا نتیجہ دیکھ لے گا جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے اس کو بھی اس کا پھل مل جائے گا۔

**فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ o وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ o** (آیت: ۷۔۸)

پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

**مولانا رومؒ:**

این جَهان کوهست و فِعلِ ما، ندا　　سوی ما آید نِداها را صَدا
یہ دنیا ایک پہاڑ ہے اور ہمارا فعل آواز　　آوازوں کی گونج ہماری طرف لوٹتی ہے
(ص:۳۰)(۱/۲۱۵)(ت ج ص:۱/۵۳)

کی کژی کردی و کی کردی تو شر؟　　که ندیدی لا یقش دَر پی اَثَر
تو نے کب کجی برتی ہے اور تو نے کب شر پھیلایا ہے　　کہ اس کے مناسب اس کے بعد تو نے اثر نہ دیکھا ہو

کی فرستادی دمی بر آسمان؟　　نیکیی کز پَی نیامد مِثلِ آن
تھوڑی دیر کے لیے تو نے آسمان پر کب بھیجی ہے؟　　نیکی کہ اس کے بعد اس جیسی نہ آئی ہو
(ص:۳۹۰)(۴/۲۴۵۹۔۲۴۶۰)(ت ج ص:۴/۲۳۶)

بل جَفا را هم جَفا جفّ القَلَم　　وآن وفا را هم وفا و جَفَّ القَلَم
بلکہ ظلم کے لیے (بدلہ) ظلم ہے، قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے　　اور وفا کے لیے (بدلہ) وفا ہے، قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے
(ص:۵۱۰)(۵/۳۱۵۴)(ت ج ص:۵/۳۱۹)

هست قاضی رَحمَت و دفعِ ستیز　　قطره ای از بحر عَدل رَستَخیز
قاضی رحمت اور لڑائی کا دفعیہ ہے　　قیامت کے انصاف کے سمندر کا ایک قطرہ ہے
(ص:۵۶۳)(۶/۱۴۹۸)(ت ج ص:۶/۱۵۵)

روز عدل و عدل ،دادِ درخورست　　کفش، آنِ پا، کُلاه آنِ سرست
(وہ) انصاف کا دن ہے اور انصاف اور عطا مناسب ہے　　جوتا پاؤں کی ملکیت اور ٹوپی سر کی ملکیت
(ص:۵۷۰)(۶/۱۸۹۰)(ت ج ص:۶/۱۹۰)

هــر چــه مــا دادیــم، دیدیم این زمـان     ایـن جهــانَ پـرده ست و عَینَست آن جهـان
ہم نے جو کچھ دیا اب دیکھ لیا     یہ جہاں پردہ ہے اور وہ جہاں ظاہر ہے
(ص:٦١٠)(٦/٣٥٣٢)(ت ج ص:١٥٥/٦)

## اقبالؒ:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی     یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے
(بانگ درا:ص:٢٧٤)

تری نجات غمِ مرگ سے نہیں ممکن     کہ تُو خودی کو سمجھتا ہے پیکرِ خاکی!
(ضرب کلیم:ص:١١)

گر ہنر میں نہیں تعمیرِ خودی کا جوہر     وائے صورت گری و شاعری و نائے و سرود!
(ضرب کلیم:ص:١١٤)

اس سورت کی آخری دو آیات کو مولانا اور علامہ کے مجوزہ کلام میں مشترک پایا گیا۔ مولانا نے یہاں دیئے گئے ساتوں اشعار میں اس سورت کی ساتویں اور آٹھویں آیات کو تلمیح کیا جبکہ علامہ کے یہاں دیئے گئے تین اشعار میں پہلا شعر آیت نمبر ۷۔۸ کی طرف صریح اشارہ ہے جبکہ چھوٹے بڑے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور پھر تیسرے شعر میں ان کا اشارہ شعر و ادب اور فنون لطیفہ کی طرف ہے کہ اس میدان میں انسان جو کچھ بھی انجام دے اس کے اشرف المخلوقات کی شان کا مظہر ہونا چاہیے اور اس ضمن میں بھی معافی نہیں بلکہ ہر عمل کا محاسبہ ضرور ہوگا۔

# سورہ الْعَصْرِ (۱۰۳)

اس سورت کی پہلی ہی آیت کے لفظ "وَالْعَصْرِ" سے اِسے موسوم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کا آغاز زمانے کی قسم کھا کر کیا۔ (جیسا کہ دوسرے مقامات پر صبح، دن اور رات کی قسم بھی کھائی)

ترتیب تلاوت ۱۰۳ ویں، ترتیب نزول ۱۳ ویں، ۳ آیات اور ۱۴ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ یہ سورت سوگند (قسم) والی اور مختصر سورتوں میں سے ایک ہے۔ اس سورت کو اگر "دریا بہ حباب اندر" کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ مرکزی مضمون کچھ اس طرح ہے۔ جس شخص نے فانی لذتوں سے وقت گذار دیا وہ سخت گھاٹے میں ہے اور آخرت کے خسارے میں بچنے کی تدبیر بھی بیان کی گئی ہے۔

وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ o (مکمل سورت)

سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

## مولانا روم:

صبر را با حق قرین کرد ای فلان　آخرِ وَالْعَصْر را آگہ بخوان
اے فلاں! صبر کو حق کا ساتھی بنایا ہے　ہوش سے "وَالْعَصْر" کا آخیر پڑھ لے
(ص:۲۶۶)(۱۸۵۴/۳)(ت ج ص:۱۸۵/۳)

مشتری را صابران دریا فتند　چون سوی هر مشتری نشتافتند
صابر لوگوں نے خریدار پا لیا ہے　کیونکہ وہ ہر خریدار کی طرف نہیں دوڑے ہیں
(ص:۴۶۹)(۱۴۷۱/۵)(ت ج ص:۱۵۴/۱)

## اقبالؔ:

شمع کی طرح جئیں بزم گہِ عالم میں　خود جلیں، دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں
(بانگ درا:ص:۱۳۲)

مکمل سورت تین آیات پر مشتمل ہے۔ مولانا کے دیئے گئے دونوں اشعار میں انہوں نے تیسری آیت کی طرف اشارہ کیا جبکہ علامہ نے اس سورت کے موضوع کو ایک شعر میں اس طرح بیان کیا کہ مسلمان کو اس دنیا میں شمع کی طرح جل کر مشکلات اٹھا کر بھی دوسروں کو باعمل ہونے کی روشنی دینا چاہیے۔

# الهُمَزَةِ (۱۰۴)

پہلی ہی آیت کے لفظ ''وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ '' کو سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔ ''هُمَزَةٍ '' کے لغوی معنی، بڑا عیب گو، بہت طعن کرنے والا ھَمْزٌ سے مبالغہ ہے۔

ترتیب تلاوت ۱۰۴ ویں، ترتیب نزول ۳۲ ویں، ۹ آیات اور ۳۳ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن حکیم کی آخری سترہ مختصر سورتوں (بشمول سورہ فاتحہ) میں سے ایک ہے۔ اس سورت میں جاہل معاشرے کے مال داروں اور بڑے لوگوں میں پائی جانے والی اخلاقی برائیوں، طعنہ زنی، عیب جوئی اور بُخل کی مذمت کی گئی ہے اور اس جہاں کی ثروت و دولت آخرت میں کسی کام نہ آئے گی کا ذکر ہے۔

**وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ o الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ o يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ o كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ o وَمَآ اَدْرٰكَ مَاالْحُطَمَةُ o نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ o الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ o اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ o فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ o** (مکمل سورت)

تباہی ہے ہر اس شخص کے لیے جو (منہ در منہ) لوگوں پر طعن اور پیٹھ پیچھے) برائیاں کرنے کا خوگر ہے جس نے مال جمع کیا اور اُسے گن گن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اُس کا مال ہمیشہ اُس کے پاس رہے گا۔ ہرگز نہیں، وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ؟ اللہ کی آگ، خوب بھڑکائی ہوئی، جو دلوں تک پہنچے گی۔ وہ ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی (اس حالت میں کہ وہ) اُونچے اُونچے ستونوں میں (گھرے ہوئے ہوں گے)۔

## مولانا روم:

چون خدا خواهد که پردهٔ کس دَرَد — میلش اندر طعنهٔ پاکان بَرَد
جب خدا چاہتا ہے کسی کی پردہ دری کرے — اس کا میلان پاک لوگوں پر طعنہ زنی میں کر دیتا ہے
(ص:۶۴)(۱/۸۱۵)(ت ج ص:۱/۱۱۰)

چون که تو یَنظُر بنارِ اللّٰه بُدی — نیکوی را وا ندیدی از بدی
چونکہ تو ''یَنظُر بنارِ اللّٰہ'' تھا — (اس لیے) نیکی کو بدی سے نہ پہچان سکا
(ص:۷۸)(۱/۱۳۳۲)(ت ج ص:۱/۱۵۸)

عیب کم گو بندهٔ اللّٰه را — مُتَّهم کم کُن بدُزدی شاه را
اللہ تعالیٰ کے (خاص) بندے کی عیب جوئی نہ کر — بادشاہ پر چوری کا الزام نہ لگا
(ص:۶۹۹)(۵/۳۴۲۸)(ت ج ص:۲/۳۲۶)

## اقبال:

گرمیِ گفتارِ اعضائے مجالس الاماں — یہ بھی اک سرمایہ داروں کی ہے جنگِ زرگری!
(بانگ درا: ص:۲۶۱)

علامہ اقبال نے اس سورہ کی آیت نمبر ۵ تا ۶ خطبہ نمبر ۴ ''خودی۔ جبر وقدر، حیات بعد الموت'' صفحہ نمبر ۱۸۵ میں بھی بیان کیا ہے۔

مکمل سورت ۹ آیات پر مشتمل ہے۔ مولانا کے تین اشعار منتخب کئے گئے انہوں نے پہلے اور تیسرے شعر میں آیت نمبر ا جبکہ دوسرے شعر میں آیت نمبر ۶۔ ۷ کو تلمیح کیا اور علامہ کے شعر میں اس سورت کے مفہوم کو اس طرح بیان کرتے ہوئے کہ عصر حاضر کی اسمبلیاں اور بحث وتمحیص کے مختلف مقامات سرمایہ داروں کی نوراکشتی کے لیے مختص ہیں۔

# سورہ اَللّھَب (۱۱۱)

پہلی ہی آیت کے لفظ ''لَھَبٍ'' کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا۔ اس سورت کو ''تَبَّت'' اور ''مسد'' کے نام بھی دیئے گئے ہیں۔ تبّت کے معنی وہ ہلاک ہوئی، وہ خسارے میں رہی، وہ ٹوٹ گئی۔ ''مسد'' کے لغوی معنی مونج یا کھجور کی چھال سے خوب بٹی ہوئی رسی، ہیں۔

ترتیب تلاوت ۱۱۱ ویں، ترتیب نزول ۶ ویں، ۵ آیات اور ۲۳ الفاظ پر مشتمل قرآن حکیم کی مختصر سورتوں میں سے ایک مکی سورت ہے۔

ابولہب حضرت محمدﷺ کا چچا تھا اور اس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا۔ وہ اپنی زندگی میں رسول خداﷺ کی دشمنی میں پیش پیش رہا اور اس کی بیوی جس کا نام ام جمیل تھا کور دلی اور خبث باطنی میں کسی کافرہ سے کم نہ تھی اور آپﷺ کی راہ میں کانٹے اور جھاڑیاں ڈالتی تا کہ حضورﷺ کو تکلیف ہو۔ یہ قرآن مجید کی وہ سورت ہے جس میں بطور خاص کسی کافر (ابولہب) کا نام لے کر کھلم کھلا اس کی تباہی اور ذلت کی خبر دی گئی۔ اس سورت میں ابولہب اور اس کی مذکورہ بیوی کے برے انجام کا ذکر ہے۔

**تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ o مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ o سَيَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ o وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ o فِیْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ o** (مکمل سورت)

ٹوٹ گئے ابولہب کے ہاتھ اور نامراد ہو گیا وہ اور اُس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا وہ اُس کے کسی کام نہ آیا۔ ضرور وہ شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا اور (اُس کے ساتھ) اُس کی جورو بھی، لگائی بجھائی کرنے والی، اُس کی گردن میں مونجھ کی رسی ہوگی۔

## مولانا روم:

دُر نُبی انذارِ اهلِ غفلتست — کان همه اِنفاقها شان حسرتست
قرآن میں غافلوں کے لیے دھمکی ہے — کہ اُن کی یہ سب فضول خرچیاں حسرت (کا سبب) ہیں
(ص:۹۹)(۲۲۳۲/۱)(ت ج ص:۱/۲۴۲)

پیش از آن کایّامِ پیری دَر رَسَد — گردنت بَندَد به حَبلِ مِّن مَّسَد
اس سے پہلے کہ بڑھاپے کا زمانہ آ جائے — تیری گردن مونج کی رسی سے بند جائے
(ص:۱۷۱)(۱۲۲۱/۲)(ت ج ص:۲/۱۲۵)

گفت ہر گاهی که خواهی می رسد — بی زچاه و بی زحَبلِ مِّن مَّسَد
اس نے کہا جب بھی تو چاہتا ہے مل جاتا ہے — بغیر کنوئیں اور بغیر مونج کی رسی کے
(ص:۲۲۲)(۳۸۰۰/۲)(ت ج ص:۲/۳۵۵)

دید بَر پُشتِ عیالِ بُولَهَب — تنگِ هیزم، گفت: حَمّالهُ حَطَب
انہوں نے ابولہب کی بیوی کی کمر پر دیکھا — ایندھن کا گٹھر، فرمایا ایندھن اٹھانے والی ہے
(ص:۲۶۲)(۱۶۶۵/۳)(ت ج ص:۳/۱۶۷)

گوش دارا کنون کہ عاشق می رسد بَستہ عشق او رابہ حَبْلٍ مِّن مَّسَد
اب سُن، کہ عاشق پہنچتا ہے عشق نے اس کو مونج کی رسی سے باندھا ہے
(ص:۳۳۰)(۴۶۱۶/۳)(ت ج ص:۴۳۷/۳)

می کشدشان سوی نیک و سوی بَد گفت حق فی جِیدِھا حَبْلُ المَسَد
وہ ان کو نیک و بد کی طرف کھینچتا ہے اللہ نے فرمایا ہے اس کے گلے میں مونج کی رسی ہے
(ص:۳۵۸)(۱۱۱۹/۴)(ت ج ص:۱۱۶/۴)

بسکُل این حبلی کہ حرص است و حسد یاد کن فی جِیدِھا حَبْلُ ....مَّسَد
اس رسی کو توڑ دے جو حرص اور حسد کی ہے اس کے گلے میں مونج کی رسی ہے کو یاد کر لے
(ص:۴۴۹)(۷۶۴/۵)(ت ج ص:۸۴/۵)

گفت: یا رب بیش از ین خواھم مدد تا ببند مشان بہ حَبْلُ مِّن مَّسَد
بولا! اے خدا میں اس سے زیادہ مدد چاہتا ہوں تاکہ میں اس کو مونج کی رسی میں باندھ لوں
(ص:۴۵۳)(۹۴۸/۵)(ت ج ص:۱۱۶/۵)

ورنہ حمّالِ حَطَب ناشی، حَطَب در دو عالَم ھمچو جُفتِ بُو لَھَب
ورنہ تو ایندھن ہی ایندھن کا بار بردار ہوگا دونوں جہان میں، ابولہب کی بیوی کی طرح
(ص:۴۵۸)(۱۰۹۹/۵)(ت ج ص:۱۱۶/۵)

تا قیامت تُف بَرو بارَد ز رَب ھمچو تَبَّت برروانِ بُولَھَب
اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت تک اس پر تھوک برسے گا جیسے کہ ابولہب کی روح پر تَبَّت
(ص:۵۷۴)(۲۱۰۳/۶)(ت ج ص:۲۱۰/۶)

آن ھنر فی جِیدِھَا حَبْلٌ....مَسَّد روزَ مُردن نیست زان فَنھا مَدَد
وہ ہنر اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے مرنے کے دن اُن فنون سے مدد نہیں ہے
(ص:۵۹۶)(۲۹۱۴/۶)(ت ج ص:۲۸۲/۶)

## اقبالؔ:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغِ مصطفویﷺ سے شرارِ بُولہبی
(بانگ درا:ص:۲۲۳)

یہ سورت فقط ۵ آیات کی حامل ہے۔ مکمل سورت کو مقالہ کی زینت بنایا گیا۔ مولانا کے ۱۱ ایسے شعر مل سکے جنہیں مولانا نے اس سورت کی چار آیات، پہلی آیت شعر نمبر ۱۰، دوسری آیت شعر نمبر ۱ چوتھی آیت شعر نمبر ۴ اور ۹ جبکہ پانچویں آیت کو شعر نمبر ۲-۳، ۵ تا ۸ اور ۱۱ کو مذکورہ آیات کے مختلف الفاظ اور مفہوم سے سجایا اور علامہ نے تو ایک ہی شعر میں بہت خوبصورتی سے کفار کے لیے بولہبی اور مسلمانوں کے لیے چراغ مصطفویؐ کے الفاظ کا کنایہ استعمال کر کے یہ بیان کیا کہ کفار ازل سے مسلمانوں کے لیے دشمن رہے ہیں۔

# سورہ اُلاِخْلَاص (۱۱۲)

لفظ ''اُلاِخْلَاص'' اس سورت میں کہیں وارد نہیں ہوا، جبکہ عام طور پر تمام سورتوں کے نام سورت میں مذکور کسی نام پر رکھے گئے۔ چونکہ اس سورت کا مرکزی مضمون خالص توحید کا بیان ہے اور جو شخص بھی سمجھ کر اس کی تعلیم پر ایمان لے آئے گا وہ شرک سے خلاصی پا جائے گا۔ اسی لیے سورت کا یہ نام اس کے معنی کے لحاظ سے دیا گیا ہے اس سورت کے کچھ اور نام بھی ہیں: **توحید، اساس، تجرید، تفرید، معرفت، صمد، برائت اور نجات۔**

ترتیب تلاوت ۱۱۲ ویں، ترتیب نزول ۲۲ ویں، ۴ آیات اور ۱۵ الفاظ پر مشتمل مختصر سورتوں میں سے ایک مکی سورت ہے۔

یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ چند الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی توحید، احدیت اور صمدیت کا واضح تصور دے کر تمام مشرکانہ تصورات کی جڑ کاٹ دی ہے **اللّٰہ جَلَّ شانہٗ** کی وحدانیت اور بے نیازی کا بیان اس کی روح ہے۔

**قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** ○ (آیت:۱)

کہو، وہ اللہ ہے، یکتا

## مولانا روم:

اَمرِ قُل زین آمدش: کای راستین　　کم نخواهد شد بگو، دریاست این

قل کا حکم اُن کو اس لیے دیا گیا کہ اے راست رو!　　کہیے، کم نہ ہوگا یہ دریا ہے

(ص:۵۱۱)(۵/۳۲۰۰)(ت ج ص:۵/۳۵۳)

تا به قُل مشغول گردد گوششان　　سوی روی گُل نَپَرّد هوششان

تاکہ اُن کا کان بات میں مشغول ہو جائے　　اُن کا ہوش پھول کے چہرے کی طرف پرواز نہ کرے

(ص:۵۵۰)(۶/۷۰۴)(ت ج ص:۶/۸۲)

## اقبالؔ:

تو مسلمان ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری　　ماسوا اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری

(بانگ درا:ص:۲۰۸)

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی　　آج کیا ہے؟ فقط اک مسئلہ علمِ کلام!

(ضرب کلیم:ص:۲۵)

## لا الہ الا اللہ

خودی کا سرِ نہاں لا الہ الا اللہ
خودی ہے تیغ، فساں لا الہ الا اللہ

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں، لا الہ الا اللہ

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریب سود و زیاں لا الہ الا اللہ

یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں! لا الہ الا اللہ

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں، نہ مکاں! لا الہ الا اللہ

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں، لا الہ الا اللہ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستیوں میں
مجھے ہے حکم اذاں، لا الہ الا اللہ

جیسا کہ تعارف میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور بے نیازی اس سورت کی روح ہے۔ مولانا کے دیئے گئے دو اشعار میں اس سورت کی پہلی آیت کو تلمیح کیا گیا جبکہ علامہ نے تو دیئے گئے دو اشعار کے علاوہ ضرب کلیم میں اس موضوع پر پوری غزل کہہ دی۔

# ماحصل

اللہ پاک کا احسان ہے کہ اس ذات بابرکات نے بندہ کو تفویض کیے گئے مقالہ کو مکمل کرنے کی توفیق بخشی۔ میری کاوش اساتذہ محترم کے سامنے ہے۔ اس مقالے کا مختصر حاصل کلام ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

مولانا کا ظہور علامہ سے آٹھ سو سال قبل ہوا۔ اس طویل عرصہ میں دنیا میں بہت سے نئے علوم بھی متعارف ہوئے۔ مولانا اور علامہ میں اساسی تعلیمات درس قرآن ہے۔ اگر ہم علامہ کے احوال اور ان کی ذات پر لکھے گئے بہت سے آثار کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ علامہ رسولؐ اکرم اور آل رسولؐ سے عشق کے علاوہ جن اولیا اللہ، مسلم اور غیر مسلم دانشوروں، صوفیوں، اہل علم و فضل اور فلسفیوں سے عقیدت رکھتے تھے ان کی ایک لمبی فہرست بنتی ہے۔ بلکہ اس موضوع پر دو کتب ''اقبال کے محبوب صوفیہ'' تالیف اعجاز الحق قدوسی، اور ''متعلقات خطبات اقبال'' مرتبہ ڈاکٹر سید عبداللہ قابل ذکر ہیں لیکن رسولِ خدا اور آلِ رسولؐ کے بعد جس شخصیت سے علامہ کو سب سے زیادہ عقیدت و ارادت، محبت و مودت تھی وہ مولانا کے علاوہ اور کوئی نہیں اور یہی وجہ ہے کہ علامہ ان کو اپنا مرشدِ معنوی کہتے ہیں۔ اس ضمن میں باب اوّل میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

اس مقالے کی اساس، افضل الکتب، نورِ شرع و ہدایت، قرآن کریم اور اپنے اپنے اعصار کی دو ممتاز علمی و عرفانی شخصیات مولانا جلال الدین محمد رومی اور علامہ محمد اقبال کا اس فرقان حمید سے حصول عرفان اور اس کا بیان ہے۔ ان دونوں برگزیدہ شخصیات نے اس کو جس طرح سمجھا اور اس کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے اپنے ادوار میں مسلمانوں کو ہر ایک نے اپنے منفرد اور اس کے عصر کے حالات کے مطابق خصوصاً علامہ نے ام الکتاب سے بھرپور استفادہ کی دعوت دی۔ علامہ نے قرآنی تعلیمات سے مسلمانانِ عالم اور بالخصوص برصغیر ہند کے مسلمانوں کے دلوں پر موجود مغربی اور ایرانی گوسفندی فلسفہ کی سیاہی کو مٹانے کا بیڑا اٹھایا اور مسلمانوں کو حرکت، بیداری اور اتحاد و یگانگت کا درس دیا۔

اس مقالے کے موضوع کو جب مولانا کی مثنوی معنوی اور علامہ کے اردو کلام کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آٹھ صدیاں گزر جانے کے بعد جو معنوی تعلق پیرِ رومی اور مرید ہندی میں پیدا ہوا وہ کسی طور پر بھی خود ساختہ نہیں تھا بلکہ یہ تعلق طبعی اور معنوی تھا۔ پس مولانا اور علامہ کی قرآن فہمی میں جو مماثلت پائی جاتی ہے وہ ایک الہامی ربط ہے۔

جب مولانا کی مثنوی کے چھ دفاتر اور علامہ کے پورے اردو کلام کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی تمام آیات مولانا اور علامہ کے متعلقہ آثار میں اوّل سے آخر تک بغیر کسی ترتیب کے موجود ہیں۔ مولانا یا علامہ نے کبھی بھی یہ نہ سوچا تھا کہ وہ جو شعر آج کہیں گے اس میں فلاں سورت یا فلاں سورت کی کون سی آیت کو تلمیحاً اپنے کلام میں جگہ دیں گے۔ مولانا اور علامہ دونوں کوئی پیشہ ور شاعر نہ تھے بلکہ ان دونوں کے سارے کلام میں آیات کا جو ذکر ملتا ہے وہ ایک الہامی کیفیت میں ''آمد'' کا نتیجہ ہے نہ کہ ''آورد'' کا۔ دونوں کے کلام کے مطالعاتی تجزیہ سے ایک حیران کن مماثلت سامنے آتی ہے جو دونوں نابغہ روزگار کی ذہنی ہم آہنگی کو ثابت کرتی ہے۔

قرآن حکیم کی ۱۱۴ سورتوں میں فقط سورہ الحجر (۱۵) ایسی سورت ہے جس کی آیات کو دونوں نے اپنے اشعار میں سجایا لیکن کوئی بھی آیت مشترک نہیں ہے جبکہ سورت الاحزاب (۳۳) سے سورہ الناس (۱۱۴) میں ۲۴ سورتیں ایسی ہیں جن کی آیات کا مفہوم دونوں کے اشعار میں موجود نہیں۔ ۸ سورتیں ایسی ہیں جن کی آیات کو علامہ نے اپنے اشعار میں نہ سجایا جبکہ مولانا نے اپنے اشعار کو ان سورتوں کی آیات سے مزین کیا اور چار (۴) سورتوں کو بھرپور انداز میں اپنی اپنی سخن سرائی میں جگہ دی۔ قرآن کی ۶۰ ویں سورت کے بعد ہمیں بہت سی سورتیں ایسی ملتی ہیں جن کے بارے میں دونوں خاموش ہیں۔ جو سورتیں جن شرائط کے سبب اس مقالہ میں شامل نہیں ان کے نام، نمبر اور شرائط کی تفصیل باب دوم میں دی گئی ہے۔ اس مقالے کی تحریر اور ترتیب میں یہ نکتہ واضح ہو جاتا ہے کہ مولانا نے قرآن کریم کی تعلیمات کو دینی نقطۂ نظر سے معاشرے کی عام مثالوں، حکایتوں اور داستانوں کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کی جبکہ علامہ چونکہ قرآنی تعلیمات کے علاوہ بہت سے دنیوی علوم سے بھی بہرہ ور تھے وہ اہلِ مشرق تو تھے ہی مگر مغرب میں حصولِ تعلیم کے سلسلے میں رہائش کے دوران اس معاشرے کو بہت قریب سے دیکھنے کے بعد فرنگی شناس بھی بن گئے تھے۔ علامہ اقبال نے قرآن فہمی کی بدولت حاصل ہونے والے نورِ بصیرت کی مدد سے مسلمانوں کے ہر شعبۂ زندگی کے اجتماعی، سیاسی و سماجی مسائل کا حل پیش کیا۔

اس مقالے میں دیے گئے تجزیاتی مطالعہ سے ہمیں ان دونوں کے ایسے روحانی اور معنوی تعلق اور قرآن فہمی میں مماثلت کی بڑی واضح دلیل ملتی ہے۔

مقالہ نگار

# کتابیات (اردو)


☆ ابو محمد مصلح، قرآن اور اقبال (حیدر آباد دکن: ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید، طبع ۱۳۵۹ ہجری قمری)

☆ اسرار احمد، ڈاکٹر، علامہ اقبال اور ہم (لاہور: مکتب مرکزی انجمن خدام القرآن، 36، کے ماڈل، طبع چہارم، ۱۹۸۵ء)

☆ اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر، مطالعہ تلمیحات و اشارات اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع دوم، ۲۰۰۴ء)

☆ اعجاز الحق قدوسی، اقبال کے محبوب صوفیہ (کراچی: اقبال کادمی پاکستان 5/457، لیاقت آباد، ۱۹۷۵ء)

☆ جلال الدین رومی، مولانا، مفتاح العلوم (۶ جلدیں) شارح مولانا محمد نذیر عرشی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۹۔ سرکلر روڈ۔ چوک انارکلی)

☆ جلال الدین رومی، مولانا، کلید مثنوی (۲۴ جلدیں) شارح مولانا محمد اشرف علی تھانوی (ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ۱۴۲۶ ہجری قمری)

☆ جلال الدین رومی، مولانا، مثنوی معنوی مترجم قاضی سجاد حسین (۶ جلدیں) (لاہور: الفیصل اردو بازار۔ ۹ ستمبر، ۱۹۷۴ء)

☆ حمید یزدانی، ڈاکٹر خواجہ، ذکر رسول مثنوی رومی میں (لاہور: مجلس ترقی ادب، کلب روڈ، طبع اوّل، ۱۹۵۸ء)

☆ عبدالحکیم، ڈاکٹر خلیفہ، حکمت رومی (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ۔ طبع دوم ۱۹۶۹ء)

☆ عبدالرحمٰن طارق، معارف اقبال (لاہور: اشاعت منزل، بل روڈ۔ اشاعت دوم سال طباعت ندارد)

☆ عبدالعزیز خالد، کجد ارو مریز (اٹک: سرمد اکادمی، محمد نگر۔ طبع اوّل، ۲۰۰۷ء)

☆ عمران لیاقت حسین، رومی و اقبال در حکمت قرآن (کراچی: مکتبہ حامدیہ پوسٹ بکس نمبر۔ طبع دوم، ۱۹۸۹ء)

☆ غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر، اقبال اور قرآن (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ایوان اقبال طبع ششم، ۲۰۰۶ء)

☆ غلام احمد پرویز، اقبال اور قرآن، طلوع اسلام ٹرسٹ (لاہور: دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ اردو بازار، طبع چہارم ۱۹۹۶ء)

☆ غلام احمد پرویز، مجلس اقبال، طلوع اسلام ٹرسٹ (لاہور: دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ، اردو بازار، طبع اوّل، ۱۹۹۶ء)

☆ فروز انفرد، بدیع الزمان، ڈاکٹر، احادیث مثنوی ترجمہ ڈاکٹر عبداللطیف (لاہور: پیکجز لمیٹڈ، ۱۹۷۵ء)

☆ محمد اقبال، ڈاکٹر کلیات اقبال (لاہور: شیخ علی اینڈ سنز، ۱۹۹، سرکلر روڈ، چوک انارکلی)

☆ محمد ظریف (قاضی) اقبال قرآن کی روشنی میں (لاہور: کتاب منزل، ۱۹۵۰ء)

## مقالات (اردو)

☆ غلام دستگیر،فکر اقبال (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ مشن روڈ،طبع دوم ۱۹۵۶ء)
☆ کے۔بی نسیم،ڈاکٹر (پشاور: ارمغان رومی،مجموعہ مقالات پشاور یونیورسٹی،۱۹۷۸ء)
☆ لبنیٰ کوثر"اقبال اور قرآن کے موضوع پر لکھی جانے والی کتب کا جائزہ"مقالہ ایم فل اقبالیات غیر مطبوعہ ڈاکٹر محمودہ ہاشمی،تاثری قرآن،سہ ماہی دانش،شمارہ جلد ۴۳،صص ۸۷-۸۳ (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان)
☆ یعقوب توفیق،مقالات یوم اقبال ۱۹۶۷ء (کراچی: اقبال کونسل ریسٹ کیمپ روڈ)

## کتابیات (فارسی)

☆ الٰہی قمشہ ای حسین،سیصد شصت و پنج روز با قرآن ناشر تہران سخن (تہران ایران،۱۳۹۰ ہجری شمسی)
☆ بہاءالدین خرمشاہی/ سیامک مختاری،قرآن مثنوی (تہران ایران: نشر قطرہ چاپ دوم۔۱۳۸۲ ہجری شمسی)
☆ بدیع الزمان فروزانفر،ڈاکٹر،احادیث مثنوی (تہران ایران: موسسہ انتشارات امیر کبیر،۱۳۷۰ ہجری شمسی)
☆ بدیع الزمان فروز انفر،ڈاکٹر مآخذ قصص و تمثیلات مثنوی (تہران ایران: تہران یونیورسٹی،دوسرا ایڈیشن،۱۳۴۷ ہجری شمسی)
☆ جلال الدین محمد بلخی (مولانا) از نسخہ نیکلسون (تہران ایران،انتشارات گلی،۱۳۷۱ ہجری شمسی)
☆ جلال الدین محمد مولوی شرح جامع مثنوی معنوی تالیف کریم زمانی (۷ جلدیں) (تہران ایران: انتشارات اطلاعات چوتھا ایڈیشن ۱۳۸۶ ہجری شمسی)
☆ شہین مقدم صفیاری د،دکتر،نقشی از اقبال (لاہور: بزم اقبال،لاہور ۱۹۹۰ء)
☆ عبدالباقی گولپینارلی،مولانا جلال الدین (ترجمہ و توضیحات ڈاکٹر توفیق سجانی) (تہران ایرانی: موسسہ مطالعات و تحقیقات فرہنگی ۱۳۶۳ ہجری شمسی)
☆ محمد اقبال،ڈاکٹر،کلیات اقبال (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز،۱۹۹۱۔سرکلر روڈ۔چوک انارکلی)
☆ محمد اکرم اکرام،ڈاکٹر سید،اقبال دار راہ مولوی (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان،دوسرا ایڈیشن،۱۹۸۲ء)
☆ محمد معین،ڈاکٹر فرہنگ معین (۶ جلدیں) آٹھواں ایڈیشن (تہران ایران: چاپخانہ سپہر ۱۳۷۱ ہجری)

# کوائف نامہ

| | |
|---|---|
| نام: | مظفر علی |
| خاندانی نام: | کشمیری |
| والد کا نام: | رشید احمد بٹ |
| جنس: | مرد |
| پیشہ: | استاد زبان فارسی |
| تاریخ پیدائش: | 18 اپریل 1946ء |
| مقام پیدائش: | لاہور، پاکستان |
| قومی شناختی کارڈ نمبر: | 61101-1982871-3 |
| پاسپورٹ نمبر: | AL-4848713 |
| تاریخ اختتام: | 11-06-2024 |
| انکم ٹیکس نمبر: | 1103179-4 |
| دین: | اسلام |
| ایڈریس: | مکان نمبر 50، سٹریٹ نمبر 101، سیکٹر G-13/1، اسلام آباد، 44000، پاکستان |
| موبائل فون: | 0092 3215034666 |
| | 0092 3105034666 |
| فون رہائش: | 0092 512323190 |
| ای میل ایڈریس: | makashmeeri46@hotmail.com |
| | ashura1366@gmail.com |

## تعلیمی اطلاعات

| داخلے کا سال | سال تکمیل | مضمون | اسناد | درس گاہ | شہر |
|---|---|---|---|---|---|
| 2014ء | 2022ء | اقبالیات | پی ایچ ڈی | علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی | اسلام آباد |
| 2005ء | 2010ء | اقبالیات | ایم فل | علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی | اسلام آباد |
| 2001ء | 2003ء | زبان وادبیات فارسی | ایم اے | پنجاب یونیورسٹی | لاہور |
| 1998ء | 2001ء | جنرل گروپ | بی اے | علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی | اسلام آباد |
| 1970ء | 1972 | علوم انسانی | انٹرمیڈیٹ | اسلامیہ کالج ریلوے | لاہور |
| 1958ء | 1963ء | جنرل | میٹرک | اسلامیہ ہائی سکول، شیرانوالہ گیٹ | لاہور |

**فارسی زبان وادبیات سے متعلق کورسز میں شرکت:**

| شمار | کورس کا عنوان | کورس کا موضوع | سال | مقام |
|---|---|---|---|---|
| -1 | آزفا پیشرفتہ | زبان وادبیات فارسی | 2001ء | خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران، راولپنڈی |
| -2 | افزائش علم | زبان وادبیات فارسی | 2005ء | خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران، راولپنڈی |
| -3 | افزائش علم | روش ھای جدید آموزش زبان فارسی | 2007ء | نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد |
| -4 | تعلیمی ورکشاپ | غیر ملکیوں کے لیے ایرانی ثقافت اور فارسی زبان کی تدریس | 2008ء | نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد |
| -5 | افزائش علم | زبان وادبیات فارسی | 2009ء | خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران، راولپنڈی |
| -6 | افزائش علم | زبان وادبیات فارسی | 2010ء | خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران، راولپنڈی |
| -7 | پہلی تعلیمی ورکشاپ | ایران شناسی | 2012ء | دانشگاہ مل زبانھای نوین اسلام آباد |
| -8 | تعلیمی ورکشاپ | تدریسی ٹیکنیک زبان وادبیات فارسی | 2014ء | علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی |

**مختلف زبانوں سے آشنائی:**

انگریزی، عربی، پنجابی، اردو، فارسی

**زبان وادبیات فارسی سے آشنائی کا معیار:**

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| -1 | سمجھنا | بہترین | ■ | خوب | □ | متوسط | □ | ضعیف | □ |
| -2 | گفتگو کرنا | بہترین | □ | خوب | ■ | متوسط | □ | ضعیف | □ |
| -3 | تحریر کرنا | بہترین | □ | خوب | ■ | متوسط | □ | ضعیف | □ |
| -4 | بول چال | بہترین | ■ | خوب | □ | متوسط | □ | ضعیف | □ |
| -5 | پڑھنا | بہترین | ■ | خوب | □ | متوسط | □ | ضعیف | □ |

## علمی اور تحقیقی سوابق

محررہ کتب، مقالات اور تراجم کے عنوانات:

-1 بچوں کا ادب، فارسی کہانیوں کا اردو ترجمہ/ زیرِ عنوان ''شرارت کی پڑیا'' مطبوعہ ٹیکنیکل پبلشرز، اردو بازار لاہور

-2 داستانھای برگزیدہ مؤلف سید محمد علی جمالزادہ، ترجمہ فارسی سے اردو زیر عنوان ''زیور'' نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد

-3 عطیہ بیگم فیضی کی علامہ محمد اقبال کے بارے Monograph ترجمہ انگریزی سے فارسی

-4 علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے ایم اے اردو کی کتاب ''فارسی زبان وادب'' کورس کوڈ 5622 کی تصحیح اور نظر ثانی۔

-5 گزینہ اشعار و دستور زبان عشق (ایرانی معاصر شاعر قیصر امین پور) کی دو کتابوں کا اردو زبان میں ترجمہ زیر عنوان ''شکستہ آرزوئیں''

-6 جبر واختیار و قضا و قدر در مثنوی معنوی، مولف قادر فاضلی کا اردو ترجمہ

-7 قرآن، رومی اور اقبال (جلد اول)، مثنوی مولانا رومی اور کلام اقبال اردو میں مشترک قرآنی آیات، مطبوعہ نور ذات پبلشرز، لاہور

-8 قرآن، رومی اور اقبال (جلد دوم) مولانا رومی کے دیوان شمس تبریزی اور کلام اقبال فارسی میں مشترک قرآنی آیات زیرِ طبع نور ذات پبلشرز، لاہور

## ایران اور بھارت میں زیرِ عنوان مختلف بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت:

-1 دومین کنگرۂ بین المللی بزرگداشت، ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدل دہلوی، تہران، 29 نومبر تا 6 دسمبر 2006ء

-2 بین الاقوامی کانفرس تحتِ عنوان ''حج بین الاقوامی وحدت کا نمونہ ہے'' دہلی (بھارت) 10، 11 اکتوبر 2009ء

-3 فارسی زبان و ادبیات کے اساتذہ کی ساتویں بین الاقوامی کانفرنس، تہران یونیورسٹی، ایران 16 تا 20 جنوری 2011ء

-4 فارسی زبان و ادبیات کی ترویج کے موضوع پر بین الاقوامی کانفرنس، علامہ طبا طبائی یونیورسٹی، ایران 16 تا 20 جنوری 2011ء

## آج کل جن اداروں میں فارسی زبان و ادبیات کی تدریس میں مشغول ہوں

-1 خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران۔ راولپنڈی میں جولائی 2002ء سے تا حال

-2 انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد میں ستمبر 2005ء سے تا حال

## مطبوعہ مقالات:

-1 غروب خورشید

-2 غزلیات شمس میں مولانا رومی کا عرفان اور رمز و کنایہ (2007 جلد 9 شمارہ 1)

-3 مولانا روم کا قبۂ الخضراء (2007-11)

-4 حضرت ایلیا کے حضور (2007-10)

-5 امام العارفین ابوالحسن علی ابن ابی طالب (2007-9)

-6 شہریار کا پیغام آئن سٹائن کے نام (2006-7)

-7 جبر و اختیار اور قضا و قدر (پیر رومی و مرید ہندی کی نگاہ میں) (جبر و قدر، مثنوی معنوی اور کلیات اقبال میں)، ماخذ تحقیقی مجلّہ، جلد 2، شمارہ 4، اکتوبر تا دسمبر 2021ء

-8 دموکراسی روحی و معنوی از دیدگاہ علامہ محمد اقبال لاہوری

## فارسی مقالات جو مختلف جلسات و محافل میں پڑھے:

-1 نعت سرایی شاعران فارسی در شبہ قارہ

-2 پیام شہریار بہ انشتن

-3 اقبال شناسی زینۂ اول پاکستان شناسی در ایران

-4 مدت کوتاه، آشنایی با یک استاد بزرگ

-5 چگونگی نشر آثار فارسی توسط برخی از استادان دانشگاہی ہند پس از استقلال

-6 ''بیدل'' در آئینۂ بیدل

-7 انعکاس انقلاب اسلامی در شعر فارسی سرایان و معاصر پاکستان

-8 سیری در آثار و افکار عطار نیشابوری بہ ویژه در الٰہی نامۂ وی

-9 معراج نامہ: اثر منثور فارسی شیخ الرئیس ابوعلی سینا

-10 قصیده وصف کشمیر در صنف قصیده شعر فارسی

-11 پند و اندرز و ارسال المثل در شعر مولانا

-12 مضامین نعتیہ در شعر مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی

-13 سیرت چیست؟ و سیرت نگار کیست؟

-14 مسعود سعد سلمان، مبتکر حبسہ سرای در شعر فارسی

-15 پژوهشی در زندگانی، شعر و دورۂ ابن یمین فریومدی بویژه قطعہ سرایی اخلاقی وی

-16 شرح زندگانی، آثار و سبک اشعار ظہوری ترشیزی

-17 شرح زندگانی، آثار و سبک اشعار ادیب پیشاوری

-18 سہم ابوالفضل علامی در تاریخ نویسی فارسی شبہ قاره

-19 بررسی فرہنگ نویسی در شبہ قاره ''ارزش علمی و مختصات مصطلحات الشعرا''

-20 بررسی ارزش علمی تاریخ طاہری و مختصری در بارۂ مولفش

-21 قیصر امین پور

-22 نعت حضرت ختمی مرتبت و منقبت امام حسین ؑ در اشعار سخن سرایان اصفہانی الاصل

-23 ارزش علمی وقایع نعمت خان عالی در بررسی تاریخ سقوط گولکنده

-24 ذخیرۃ الخوانین شیخ فرید بھکری تاریخ معتبر عہد تیموری

-25 سیر اقبال شناسی در ایران و پاکستان

-26 تاریخچہ مختصر خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، راولپنڈی

-27 دموکراسی روحی و معنوی از دیدگاه علامہ اقبال لاہوری

پروفیسر مظفر علی کاشمیری

استاذ الاساتذہ، پروفیسر مظفر علی کاشمیری فارسی زبان وادب کے معروف استاد، محقق، مصنف اور مترجم ہیں۔ فارسی زبان کے علاوہ انہیں انگریزی، اردو اور پنجابی زبانوں میں بھی یکساں مہارت حاصل ہے۔ انہوں نے کئی کتابوں کے اردو و انگریزی سے فارسی زبان میں اور فارسی سے اردو میں تراجم کیے ہیں۔ فارسی و اردو جرائد میں ان کے قریباً پینتیس کے قریب تحقیقی مقالات ومضامین شائع ہو چکے ہیں۔ آپ ۲۰۰۲ء سے ایرانی قونصلیٹ سنٹر راولپنڈی میں اور ۲۰۰۵ء سے بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں بھی بطور وزٹنگ فیکلٹی ماسٹر، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے سٹوڈنٹس کو فارسی زبان وادب کی تعلیم دے رہے ہیں۔ آپ انڈیا اور ایران کی متعدد جامعات میں منعقدہ کانفرنسز میں تحقیقی مقالے پیش کر چکے ہیں جن کی تفصیلات زیرِ مطالعہ کتاب کے آخر میں دے دی گئی ہیں۔

راقم الحروف کو سر مظفر علی کاشمیری سے ایم فل اور پی ایچ ڈی میں فارسی زبان کی تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔ آپ نہایت مہربان، شفیق، محنتی اور ذمہ دار استاد ہیں۔ آپ اپنے متعلمین، احباب اور اعزہ واقارب کی سہولت وآسانی مدنظر رکھتے ہوئے ہر ممکن طریقے سے ان کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دین اسلام کے مطابق استاد کو روحانی باپ کا درجہ حاصل ہے مگر آج کل اکثر اساتذہ اس مقام پر فائز نظر نہیں آتے۔ سر مظفر علی کاشمیری کے اعلیٰ اخلاق، ان کی محبت، امید افزا وحوصلہ افزا اور عملی تعاون پر مبنی رویے کے پیشِ نظر یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ آپ اپنے متعلمین کے لیے روحانی باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

استاد محترم سر کاشمیری قرآن حکیم، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ سے خصوصی محبت رکھتے ہیں۔ اسی لیے انہوں نے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر قرآن، رومی اور اقبال کے موضوعات پر تحقیقات سرانجام دیں۔ منفرد موضوعات پر ان کی یہ تحقیقات نہایت گراں قدر اور بہت زیادہ افادیت کی حامل ہیں۔ زیرِ مطالعہ کتاب استاد محترم کا ایم فل کا تحقیقی مقالہ جسے بزم فکرِ اقبال، انٹرنیشنل کے فورم سے شائع کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ قارئین اس کاوش کو پسند فرمائیں گے اور اپنے قیمتی مشوروں سے معاونت فرمائیں گے۔

ڈاکٹر محمود علی انجم

پیر رومی خاک را اکسیر کرد
از غبارم جلوہ ہا تعمیر کرد

نورِ ذات پبلشرز، لاہور
(شعبہ نشر واشاعت: بزم فکرِ اقبال، پاکستان)
Noor_e_Zat Publishers